فانظر الی الابل   الابل

کیف خلقت   سفینۃ البر

طب شتران

(طبع ثانی)

جس میں عام شائقین کے لئے عموماً اور ویٹری نیری اسسٹنٹوں کے لئے خصوصاً اونٹ کی مختلف نسلوں ۔ طریق بچہ کشی اور پرورش کا بیان اور قواعد حفظان صحت علاج الامراض ۔ امتحان خرید و فروخت ۔ اور اُن سے مشقت لینے کے متعلق ضروری مسائل ۔ نہایت آسان اور عام فہم سلیس اُردو زبان میں بیان کئے گئے ہیں

مصنفہ

خانصاحب سید سردار شاہ گیلانی ہوس سرجن پروفیسر علم طب و جراحی مویشی و فن قابلہ حیوانات
پنجاب ویٹری نیری کالج لاہور

سنہ ۱۹۰۶ء

رفاہ عام سٹیم پریس لاہور میں چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَانْظُرْ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ

دیباچہ طبع اوّل

پچھلے دوازدہ سالہ ملازمت کے تجربہ سے مصنف کو ثابت ہُوا ہے کہ وٹیرنیری اسسٹنٹوں کے لئے طب شتران پر ایک مستند کتاب کی تصنیف کی اشد ضرورت ہے چونکہ نہ تو نصاب تعلیم میں کوئی کتاب اس مضمون پر موجود ہے اور نہ عملی تعلیم اس فن کی باقاعدہ دی جاتی ہے اِس لئے فن طب شتری سے ہمارے وٹیرنیری اسسٹنٹ ناواقف محض اور جاہل اناڑی ساربانوں سے بھی بدتر ہیں ❖

گذشتہ سرحدی لڑائیوں میں سرکاری محکمہ باربرداری کے بہت سے اُونٹ تجربہ کار اور واقف معالجوں کے بہم نہ پہنچنے سے تلف ہُوئے اور سرکار کا سخت ہرج اور نقصان ہُوا ❖

اِس اثناء میں ٹرانسپورٹ آفیسر اور وٹیرنیری سرجن بھی اس فرقے کے اُونٹ سے ناواقفیت اور اُسکے علاج معالجہ میں نالیاقتی کے متواتر شاکی ہُوئے۔ اور ہر طرف سے وٹیرنیری اسسٹنٹوں نے علم طب وحفظان صحت شتران کے ضروری مضمون پر ایک مُستند کتاب تصنیف کرنیکی اشد ضرورت بڑے پُرزور الفاظ میں ظاہر کر کے۔ درخواستوں کا سِلسلہ باندھ دیا ❖

اِس تصنیف سے پہلے جہاں تک مجھے علم ہے اس مضمون پر اُردو زبان میں ایک لفظ بھی نہیں لکھا گیا گویا یہ پہلی تصنیف ہے جس کو لاہور وٹیرنیری کالج کے ایک پروفیسر نے اپنے ذاتی تجربہ اور نیز تجربہ کار یورپین مصنفوں کی مستند تصنیفات سے جن کو ممالک مصر۔ ابایسینیا۔ الجیریا۔ کابل اور سندھ وغیرہ میں محکمہ باربرداری کے اُونٹوں اور شُتری جنگی رسالوں میں مریض اُونٹ کے علاج معالجہ کرنے اور بحالت صحت اُنکی پرورش اور حفظ صحت اور نگرانی کرنیکا موقع ملا ہے

خدمت کو جس کے عرصۂ دراز سے اشد ضرورت پُرزور الفاظ میں بیان کی جاتی تھی ادا کیا ہے
اس کی تعریف و توصیف میرے قلم سے زیبا نہیں ہے۔ ناظرین خود مطالعہ کر کے معلوم
کر لینگے۔ کہ ضرورت وقت کو مدِ نظر رکھ کر جہاں تک ہوسکا ہے۔ نہایت اختصار کے ساتھ
نہایت ضروری مضامین کو زود فہم اور عام پسند اُردو زبان میں ادا کیا گیا ہے اور کتاب کو
عملی بنانیکی پُوری کوشش کی گئی ہے تاکہ علاوہ اہل فن کے عوام بھی سمجھ سکیں اور غیر ضروری
و غیر مفید طوالت کو عمداً ترک کر دیا گیا ہے ٭

کپتان ہنری پنیر صاحب بہادر پرنسپل لاہور وٹیرنیری کالج کی اجازت و ایما سے
اس کتاب کی تصنیف شروع کی۔ اور خداوند تعالےٰ کا احسان اور شکر ہے کہ حسب دلخواہ
ختم ہوئی۔ اپنی دلی خواہش اور شوق کو اس پیرایہ میں پُورا کیا گیا اور اپنے تجربہ اور علم کو
جو محنت سے حاصل ہُوا اور میرے ہی دماغ تک محدود تھا اپنے دوستوں اور اپنے
اہالیان فن کی مفت نذر کرتا ہوں۔ اور اُمید کرتا ہوں کہ جملہ وٹیرنیری اسسٹنٹ خصوصاً
لاہور وٹیرنیری کالج کے گریجوائیس جن میں سے اکثر میرے شاگرد ہیں۔ اِس کو دیکھ کر تہِ دل
سے خوش ہونگے۔ اور میری سابقہ تصانیف کی طرح اس کی بھی پوری قدر اور خیر مقدم کرینگے
اور دیگر شائقین و عوام بھی اس سے استفادہ فرما کر میری خدمتگزاری کو قبول فرماوینگے
اگر کہیں نقص یا سہواً ناظرین کے زیر نظر گذرے تو اُسے فطرت انسانی اور تقاضائے
بشریت خیال کر کے نکتہ چینی سے اغماض فرماویں بلکہ مصنف کو اِس کی صحت و ترمیم
میں ایما کر کے مشکور فرماویں والسلام

العذر عند کرام النّاس مقبول"

سید سردار شاہ گیلانی

دیباچہ طبع ثانی

جب پہلے دفعہ کی چھپی ہوئی کتابیں سب فروخت ہو چکی تو مصنف کو بزودی تمام دوسری دفعہ طبع کرانے کی ضرورت پیش آئی۔ اگرچہ کثرت کار سرکار میں سخت مصروفیت کے باعث عدیم الفرصتی ہے تاہم اس کے بہت سے ضروری مضامین کے ترمیم اور تصحیح کی گئی اور اکثر مقامات پر ایزادی بھی کی گئی ہے۔ امید واثق ہے کہ پہلی طبع کیطرح یہ بھی مقبول خاص و عام ہو گی۔

سیّد سردار شاہ گیلانی

۱۰ / اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اونٹ کے تاریخی حالات

اونٹ کی تواریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم ترین زمانہ میں بھی اس مفید جانور کا رواج سواری و بار برداری میں آج سے کہیں زیادہ تھا قدیم نبیوں اور پیغمبروں کی مقدس کتابوں اور صحیفوں مثلاً توریت وغیرہ سے نیز رومی۔ یونانی اور مصری فلاسفہ و حکما کے تواریخی حالات سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس زمانہ کے لوگ سب قسم کے جانوروں سے اونٹ ہی کو زیادہ قیمتی اور عزیز سمجھتے تھے اور دنیاوی زندگی بسر کرنا۔ جاہ و جلال ظاہر کرنا۔ باہم تجارتی و تمدنی تعلقات اور جنگ وجدل سب اِس قیمتی جفاکش اور محنتی جانور پر منحصر تھے۔ چونکہ قدیم زمانہ میں آبادی کم اور دور دور تھی۔ اور بڑے بڑے دشوار گذار صحراے اور جنگلات آبادیوں میں حائل تھے اور لوگوں کو بڑی بڑی طول طویل مسافتیں اسی جانور کے ذریعہ طے کرنی پڑتی تھی۔ اور خداوند تعالیٰ

نے ایسے دور دراز سفر طے کرنے کے اوصاف بھی اس جانور میں سب مخلوق کر دیئے تھے اِس میں سفر کی تکلیفات اور مصائب بھوکھ پیاس کی برداشت بہت تھی اور اس کا چارہ بھی قریب قریب سب جگہ قدرتاً موجود ہوتا تھا اِس لئے اُن لوگوں کا اونٹ سے دِلی محبّت رکھنا اور اس کو زندگی بسر کرنیکا لازمی ذریعہ سمجھنا اس کے سرود اور گیت گانا اور اُس کی شان میں قصیدے پڑھنا حق بجانب تھا۔ اور اُس کے لئے عرب کا خطاب سفینۃ البّر یعنے خشکی کا جہاز اِسکی خدمات کا عین صلہ ہے پہلے پہل ملک عرب۔ ارض مقدّس۔ شام۔ اور مصر میں اونٹ کی کثرت تھی اور انہیں ممالک کو اونٹ کے پھیلنے کا مرکز خیال کیا جاتا ہے +

اونٹ کے اقسام

اونٹ دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک ڈرامیڈیری یعنے عربی نسل کا۔ جس کی ایک کوہان ہوتی ہے اور دوسرا بکٹیرین۔ یعنے ترکستانی۔ یا بخاری جس کے دو کوہان ہوتے ہیں عربی نسل یا ایک کوہان والا اونٹ حقیقت میں گرم خشک اور ریتیلے ملکوں کا جانور ہے اور تمام ممالکِ عرب۔ فارس۔ عراق۔ ٹرکی۔ شام۔ مصر۔ ایشیامائینر۔ حبش۔ سودان۔ برہمہ ہندوستان۔ سندھ۔ کابل۔ چینی تاتار۔ بلوچستان وغیرہ میں اِسی نسل کا اونٹ پایا جاتا ہے۔ بخاری یعنے دو کوہان والا اونٹ۔ ملک ترکستان۔ نواح بحیرہ کاسپین۔ وسط ایشیا کریمیا۔ کازان کرغیز۔ اور کاشغر وغیرہ میں پایا جاتا ہے +

عربی نسل کے اونٹ جفاکش۔ تیز رو۔ بھوکھ پیاس کے عادی۔ اور سواری و بار برداری دونو خدمتوں کے لئے بڑے محنتی ہوتے ہیں۔ خصوصاً جو اونٹ ریگستانی خشک گرم علاقوں کے ہوں (مثلاً بیکانیر۔ راجپوتانہ۔ افریقہ) وہ بہت خوب صورت

چست۔ چالاک اور تیز رو ہوتے ہیں اور اُن کی ٹانگیں لمبی۔ گردن پتلی اور جسم ہلکا۔ شکم چھوٹا ہوتا ہے۔ اِس لئے سواری کے لئے بڑے موزون ہوتے ہیں اور جو وادیوں اور دریا کے کناروں کے اونٹ ہوں۔ وہ جسیم وزنی۔ محض باربرداری کے قابل ہوتے ہیں۔ لیکن اس قسم کے اونٹ گرم ملکوں میں ہی کارآمد ہیں۔ اور بہت سرد پہاڑی اور برفانی ملکوں میں جلد بیکار ہو کر مر جاتے ہیں +

بخاری نسل کا اونٹ حقیقت میں سرد پہاڑی ملک کا جانور ہے۔ اور سرد ترین ملکوں میں جہاں عربی اونٹ بالکل بیکار ہوتا ہے بخوبی اور بلاخطر خدمت دیتا ہے۔ برفانی ملکوں میں چلتا پھرتا اور سردی سے محفوظ رہتا ہے +

علاوہ بریں مُلک عرب۔ شام۔ مصر۔ ہندوستان وغیرہ میں اس کی کئی مختلف مقامی نسلیں بھی۔ جو شکل۔ قد۔ قوۃ۔ تیز رفتاری وغیرہ میں ایک دوسرے سے کچھ نہ کچھ تفاوت ضرور رکھتے ہیں۔ ہر ایک نسل کا آگے چل کر ہم بیان کرینگے +

ابھی تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ جب دنیا میں ریلوے کی ایجاد نہیں ہوئی تھی تو اونٹ ہی کے ذریعہ دنیا کے مختلف حصّوں اور ملکوں میں تجارتی اور تمدنی تعلقات تھے۔ خصوصاً مشرقی دنیا کے ممالک ہندوستان۔ فارس۔ کابل۔ وسطایشیا مشرقی روس۔ چینی تاتار۔ اور سارے برّاعظم افریقہ کے پادشاہوں۔ تجاروں۔ اُمرائوں وغیرہ کی باربرداری۔ سواری اور افواج کے ضروریات وغیرہ سب اونٹوں ہی کے ذریعہ مہیا ہُوا کرتے تھے۔ اور انہیں کی کثرت پر ملک کی دولت اور مرفع حالی کا اندازہ کیا جاتا تھا۔ جس زمانہ سے ریل کا ایجاد ہُوا تب ہی سے اونٹ کی ضرورت میں کمی شروع ہوگئی۔ اور ساتھ ہی اُس کی محبت اور دلچسپی

ملک کے دلوں میں کم ہونے لگی۔ جبتے اُس کی نسل کی ترقی میں روک پیدا ہوئی اب دنیا کے جس حصہ میں جس قدر ریل ترقی کرتی جاتی ہے۔ اُسی قدر اِس مفید جانور کی نسل روبہ تنزل ہے اور ہمارے ملک ہند میں تو یہ تنزل بہت نمایاں ترقی کر رہا ہے۔ جس کا سبب نہ فقط ریلوے کی وسعت ہے بلکہ ایک بھاری وجہ یہ ہے کہ اس ملک میں انگریزی گورنمنٹ کے امن و آسایش سے اور کچھ قدرتاً مرور ایام سے انسانی آبادی کی ترقی ہے۔ اور جو بڑے بڑے ویرانی جنگل اور بار انسانی آبادی سے مستثنٰی محض درندوں اور چرندوں کے لئے قدرت نے محفوظ کئے ہوئے تھے اور اُن جنگلوں کو گویا قدرت نے اس عظیم الشان۔ قد آور۔ اور مفید جانور کے لئے بھی خوانِ نعمت بچھایا ہؤا تھا۔ اب آدمیوں سے آباد ہوتے جاتے ہیں اور اونٹوں کے بڑے بڑے گلوں کو جو وسیع چراگاہیں چرنے کے لئے میسر تھیں۔ وہ انسانوں کے زیر کاشت آتے جاتے ہیں۔ جہاں باران رحمت الٰہی کے سوا ایک بوند پانی کی نہیں ملتی تھی اور خشک سالی میں کنوئیں اس قدر گہرے نکلتے تھے کہ سارا طبقہ زمین کا پانی نکالنے کے لئے چھیدنا پڑتا تھا۔ اور سب جنگلی اور پالتو جانور العطش العطش پکارتے پھرتے تھے۔ اب دریائی نہروں سے سیراب و شاداب ہیں۔ ہم اپنے صوبہ پنجاب کی حالت میں جو حیرت انگیز تبدیلی دیکھتے ہیں اُسی کا اندازہ کرنے سے ہمارے بیان کی پوری تصدیق ہو جاتی ہے۔ یہ صوبہ باربرداری کے مضبوط اونٹوں کا ایک بھاری ذخیرہ تھا اُس کے فقط چار اضلاع۔ شاہ پور۔ جھنگ۔ منٹگمری اور ملتان میں اس قدر اونٹ ہؤا کرتے تھے کہ لاکھوں تک نوبت پہنچتی تھی۔ لیکن

سرکار دولت مدار نے نہر ایک دریا سے عظیم الشان نہریں نکال تمام بارجنگل اور ویرانوں کو آباد کر دیا ہے جنگل کٹ گئے۔ گاؤں اور قصبے آباد ہو گئے۔ زمین سب زیر کاشت آگئی۔ اور ان جانوروں کو کوئی جائے پناہ رچرائی اور رہائش کی نہیں ملتی +

جو لوگ پہلے شتربانی اور اونٹوں کی نسل کشی کرتے تھے۔ اب وہ سب زراعت پیشہ ہو گئے ہیں اور اس سبب سے قدیم قدرتی سلسلہ اونٹ کی نسل کشی کا اب منقطع ہو گیا ہے۔ آئندہ جب تک سرکار کوئی خاص انتظام اُن کی نسل کشی کا نکرے ترقی بجائے خود۔ روز افزوں تنزل کا بند ہونا محال و دشوار ہے +

چونکہ میرا فرض ہے کہ اس مضمون پر بھی میں اپنے تجربہ و قیاس کے مطابق بنظر خیر خواہی و وفاداری سرکار دولت مدار اپنی ناقص رائے ظاہر کروں۔ لہذا چند سطور طریق ترقئے نسل شتران کے بارہ میں بھی آئندہ چلکر لکھونگا +

جیسے میں پہلے بتلا چکا ہوں۔ دو کوہان والا شتر سردی کی بہت برداشت رکھتا ہے۔ موسم سرما میں برفانی ملکوں میں بخوبی کام دیتا ہے اگر پیاس لگے تو سُنا ہے برف کے ڈلے چباتا ہے عربی اونٹ سرما کی بہت کم برداشت رکھتا ہے۔ سخت سردی میں امراضِ تنفّس اور وجع مفاصل وغیرہ میں مُبتلا ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے۔ لیکن گرمی اور خشکی کی بہت برداشت رکھتا ہے اور تمازت آفتاب میں بخوبی کام دیتا ہے۔ مرطوب آب و ہوا۔ اور دلدل زمین دونوں قسم کے اونٹوں کے لئے مضر اور ناقابل برداشت ہے ہموار پتلی

زمین اونٹ کے سفر کے لئے۔ اُس کی لمبی ٹانگوں اور صاف چپٹے گدی دار پیروں کے لحاظ سے بہت موزون ہے ٭

میدان کے اونٹ پہاڑی ناہموار اور پتھریلے علاقوں میں سفر کرنے سے جلد عاجز آتے ہیں۔ جس علاقہ میں بہت ندی نالے اور زمین چکنی دلدل ہو۔ وہ بھی اونٹ کے لئے دشوار گذار ہے۔ محکمہ باربرداری کے جانوروں کو مختلف کاموں کے لئے قابل ہونا ضروری ہے اور یہ وصف اونٹ میں کسی حد تک کافی موجود ہے ٭

علاوہ براں اونٹ میں اور وصف بھی ہیں مثلاً کئی ملکوں میں علاوہ سواری اور باربرداری کے اونٹ کو کنوئیں اور ہل پر چلاتے ہیں۔ اس سے خراس اور کولھو کا کام لیتے ہیں۔ ٹریم اور بھاری بگھی کی گاڑیاں کھینچتا ہے۔ اس جانور سے قیمتی پیداوار بھی ہوتی ہے۔ مثلاً شتر مادہ دودھ اور دہی پلاتی ہے۔ زندہ اونٹ کی پشم سے موٹے گرم اور باریک قیمتی پارچات شتری طیار ہوتے ہیں۔ ان کا گوشت۔ پوست استخوان گوبر وغیرہ سب کار آمد ہوتے ہیں۔ اونٹ کو قدرت نے سفری جانور پیدا کیا ہے اور سفر کے سب وصف اور ضروریات اس کی جسمانی بناوٹ میں موجود ہیں۔ اسکی دراز گردن اس کو اس قابل بناتی ہے کہ راستہ کے دونو جانب سے درختوں اور جھاڑ جھنگاڑ سے چرتا چلا جاوے۔ سر اونچا رکھتا ہے تاکہ دُور تک نظر دوڑ سکے۔ آنکھیں موٹی خوب صورت اور اُبھری ہوئی تیز بین اور اوپر سے ایک لٹکتے ہُوئے پپوٹے سے مسقّف ہیں تاکہ تیز روشنی سے بچائے رکھے۔ نتھنوں کے کنارے باہم ملنے اور بند رہنے کے قابل ہوتے ہیں تاکہ غبار ہوا سے اُڑ کر

ناک میں نہ جا سکے۔ سُم کے تلوے پر سینگ کی سی ساخت کی گدی گرم ریت اور دھوپ سے بچانے اور پیر کو لچک دینے کی غرض سے لگی ہوئی ہوتی ہے۔ کوہان اس کی گویا خوراک کا ذخیرہ ہے تاکہ فاقہ کشی کی حالت میں کام آوے۔ اور اوجھڑی کے اردگرد پانی جمع کر رکھنے کی سینکڑوں تھیلیاں موجود ہیں جن میں معقول مقدار پانی کی وقت ضرورت کے لئے موجود رہتی ہے۔ اس کے صابرانہ عادات اور دھیمی مگر مستقل چال قیمتی وصف ہیں یہ جانور کم خوراک اور کم خواب ہے۔ اس جانور کو بدصورت خیال کرنا ایک بھاری غلطی ہے۔ سیرت و فوائد کو دیکھنا چاہیئے اس کے قدوقامت سے یہ خیال کرنا کہ اس کے حواس کند۔ اور بھدی مزاج ہے اور جسمانی نقصانات کی کم پرواہ کرتا ہے یہ بھی بڑی بھاری غلطی ہے۔ میں اپنے ذاتی علم و تجربہ سے کہہ سکتا ہوں کہ اونٹ مویشی کی نسبت زیادہ نازک مزاج اور توجہ طلب جانور ہیں۔ مجھکو ان جفاکش۔ غریب مزاج۔ صابر اور قیمتی و مفید جانوروں سے دلی محبت ہے اور میں ان کی سواری کو دل سے پسند کرتا ہوں ◆

سفائن البر۔ یا شپ آف دی ڈیزرٹ یعنے صحرائی میدانوں کے جہاز کا جو خطاب اُونٹ کو مُلک عرب سے دیا گیا ہے وہ اس کی باربرداری کی قوت کے بالکل موزوں اور مناسب ہے۔ صحرائی ممالک کے باشندوں میں نہ فقط باربرداری اور سواری کے لحاظ سے اس کی قدر کیجاتی ہے بلکہ اس سے اور بھی بہت ضروری فوائد زندگی بسر کرنے کے حاصل ہوتے ہیں مثلاً اُس کی پشم سے عمدہ مضبوط اور گرم پارچات خیمے اور رسّی تیار ہوتی ہیں۔ اُن کے چمڑے اور جلد سے بھی بڑی ضروری اشیاء مثلاً زین پالان۔ جوتیاں وغیرہ بنتی ہیں۔ دودھ ایک

پرورش کنندہ خوراک اور پیاس بجھانے والا شربت ہے۔ اور ممالک عرب فارس ہندوستان وغیرہ میں گھوڑوں کے بچھیرے اسی دُودھ پر پالے جاتے ہیں۔ اُونٹ کے لیڈے اور گوبر کا نہایت عمدہ ایندھن بنتا ہے۔ اور اُس کا گوشت خوراک کے طور پر کھایا جاتا ہے۔ خصوصاً کوہان کا چربیلا ماس تو بہت ہی لذیذ خیال کیا جاتا ہے۔ ممالک ترکستان وغیرہ میں اکثر دولتمند لوگ چھوٹے بچے اونٹ کے خرید کر ذبح کر کے کھاتے اور اُس کو ایک عیش خیال کرتے ہیں۔ لیکن عربستان اور افریقہ کے لوگ جن کو اونٹ کی زیادہ قدر و قیمت ہے۔ وہ ایسا نہیں کرتے۔ ہاں جب لاعلاج مرض میں مبتلا ہو یا ایسے چوٹ لگ گئی ہو کہ شفایاب نہ ہو سکے تو اُس وقت اُس کو ذبح کیا جاتا ہے۔ غرضیکہ اس جانور کے سب اچھے اور بُرے خصائل کو یکجا جمع کیا جاوے تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس جانور کو صحراے ممالک کی باربرداری ہی کی غرض سے بنایا گیا ہے ؎

نپولین بوناپارٹ نے بھی گذشتہ صدی میں اپنی خداداد زیرکی سے اونٹ کے وصف معلوم کر لئے اور مصر کی لڑائی کے موقعہ پر عربوں کے خلاف اونٹوں کا ایک بڑا جنگی رسالہ بھرتی کیا تھا اور اُس کو اس تدبیر میں بڑی کامیابی ہوئی۔ دنیا کے بہت سے حصوں میں اونٹ باقی سب قسم کے جانوراں باربرداری پر فوقیت رکھتا ہے مثلاً جن ملکوں میں خشکسالی۔ پانی کی قلت اور گھاس کی قسم کے چارہ کی کمی اور زمین اکثر ریتلی ہو تو اور جانور سب تباہ ہو جاتے ہیں لیکن یہ جانور سب مصائب جھیل نکلتا ہے۔ یہ تو ریگستانی اور میدانوں کے اونٹوں کا ذکر ہے۔ اور جو ملک افغانستان اور الجیریا وغیرہ

کوہستانی ممالک کے اونٹ ہیں وہ ناہموار سخت پہاڑی راستوں پر بھی بخوبی بلاتکلیف چلتے پھرتے ہیں۔ بڑے بڑے مرکز جہاں سے اونٹ سب دُنیا میں پھیلے ہیں یہ ہیں۔ ممالک وسط ایشیا۔ صحرائی ایشیا۔ افریقہ۔ عرب۔ ایشیا کوچک مغربی حصہ ملک چین کا۔ اور سندھ ٭

اونٹ کی نسلیں

شمالی افغانستان کے اونٹ بسبب مضبوط کوتاہ ٹانگوں کے بڑے زبردست اور ناہموار زمینوں۔ اور سخت سرد ملکوں میں کام دینے کے بہت مناسب ہوتے ہیں ان کی پشم لمبی سیاہ ملائم اور چمڑا بھی نازک ہوتا ہے۔ جوڑ بڑے بڑے اور کمر پیٹھ اور اطراف مضبوط اور چھاتی فراخ ہوتی ہے۔ اقوام غلزائی تجاروں سے دستیاب ہوسکتے ہیں۔ اور جھاڑ بوٹی چر کر گذارہ کر لیتے ہیں۔ اور جتھوں میں کھلے سفر کرتے ہیں ان کو مہار ڈالنے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی ٭

پہاڑی نسل کے اونٹ بڑے محنتی اور جفاکش و مضبوط ہوتے ہیں۔ یہ وادی کرم۔ اور سرحدی علاقوں و نواح غزنی میں بہت ملتے ہیں۔ دوہرے کوہان والا اونٹ (بکٹیرین نسل) ہندوستان میں نہیں ہوتا۔ وسط ایشیا۔ بخارا الجیریا اور ایشیاء کوچک میں بہت پایا جاتا ہے ٭

سندھی اونٹ بڑا قد آور خوبصورت جانور ہوتا ہے لیکن موسمی تغیرات اور خاصکر سردی کی برداشت بہت کم رکھتا ہے۔ اور جفاکش نہیں ہے۔ لیکن لمبی ٹانگوں اور ہموار رفتار کے سبب سواری میں خوب سفر طے

کرتا ہے ؎

بروہی نسل کا اونٹ بھی پہاڑی کی طرح بڑا مضبوط اور محنت کش ہوتا ہے۔ بلوچی سوداگروں کے پاس اسی قسم کے اونٹ ہوتے ہیں جو بلوچستان کے اونچے حصہ میں آباد ہیں ؎

پنجابی اونٹ بھی سندھی کے مشابہ ہوتے ہیں۔ ان کی بھی کئی قسمیں ہیں باگڑے اونٹ سب سے زیادہ خوبصورت اور مضبوط ہوتے ہیں۔ اور باربرداری اور سواری دونوں کاموں کے لئے مفید ہیں۔ شمالی۔ مغربی۔ سرحدی۔ علاقہ میں بھی بہت عمدہ اونٹ ہُوا کرتے تھے لیکن اب کم ہیں۔ اور صانڈل بار بار کرانہ۔ تھل۔ اور گنجی بار۔ اور بانگر ھریانہ کے علاقوں میں اونٹ باربرداری سرکاری کے قابل بہت ملتے ہیں۔ اور محنتی بھی اچھے ہوتے ہیں۔ لیکن ان میں یہ قباحت ہے کہ ایک تو موسم برسات میں چکنی زمینوں پر انکے پاؤں بہت پھسلتے اور یہ گرتے ہیں۔ دوسرا پہاڑی اور کنکریلی زمینوں پر اُن کے پاؤں کے تلوے جلدی گھس اور چھ جاتے ہیں ؎

اضلاع شاہ پور۔ ملتان۔ منٹگمری۔ جھنگ۔ حصار۔ اور ڈیرہ غازیخاں اونٹوں کی نسل کشی کے لئے مشہور ہیں۔ ان اضلاع کے شتربان لوگ گذشتہ زمانہ میں دور دراز ممالک میں تجاروں کے مال لے جاتے تھے۔ نر اونٹ باربرداری کا کام دیتے ہیں۔ مادین اونٹنیوں سے بچہ کشی اور شیر نوشی کی جاتی ہے اور قریب قریب کے علاقوں میں اُن سے بھی ہلکا کام باربرداری کا لیا جاتا ہے۔ پنجاب کے لوگ اگر سواری کا اونٹ رکھنا چاہیں تو بیکانیر یا

دیگر ریگستانی علاقہ سے خرید کیا جاتا ہے۔ پنجابی اونٹ سواری کے لئے
بڑا بھدّا اور تکلیف دہ ہوتا ہے۔ ہاں دوغلی نسل کے اونٹ جو پنجابی اور باگڑ
یا بیکانیری نسلوں کے ملنے سے پیدا ہوتے ہیں وہ نہایت عمدہ ہوتے ہیں۔
ضلع حصار کے خوبصورت اونٹ بھی فی الحقیقت جیسلمیر کی نسل سے ہیں ؛

راجپوتانہ کے اونٹ خصوصاً بیکانیری بہت خوبصورت ہلکے لمبی ٹانگیں
چھوٹی ملائم خوبصورت پشم۔ چھوٹا پیٹ۔ چوڑی پیشانی۔ کھڑے کان۔ کھُلے
نتھنے۔ اور لمبی خوبصورت سبک گردن رکھتے ہیں۔ تیز اور صاف چال ہوتی ہے
بھوک پیاس کی بڑی برداشت رکھتے ہیں۔ بڑی بڑی منزلیں طے کرتے
ہیں لیکن یہ بھی چکنی زمینوں اور پہاڑی کنکریلی زمینوں پر چلے جانے سے جلد
عاجز آجاتے ہیں۔ اور جیسے کہ اُن کی جسمانی بناوٹ کے دیکھنے سے بھی ظاہر
ہے پہاڑی بار برداری کے لئے ناقابل ہوتے ہیں ؛

ممالک مغربی و شمالی میں اونٹ کم اور ناقص ہوتے ہیں ؛

ملک ایران کے اونٹ بھی پہاڑی نسل کے مشابہ ہوتے ہیں۔ خصوصاً
سیستانی اونٹ تو تیز رو بھی بہت ہوتا ہے اور بلوچی قزاق اور لٹیرے اُن پر سوار
ہوکر سرحدی علاقوں میں ڈاکہ زنی اور رہزنی کرتے ہیں یہ اونٹ دو آدمیوں
اور ان کے سامان کو ایک دن میں اسّی نوّے بلکہ سو میل تک لیجاتا ہے خوراک
کم کھاتا ہے اور دوسرے تیسرے روز پانی پیتا ہے۔ عراق عرب کے اونٹ
بہت عمدہ ہیں۔ لیکن سرد ملکوں میں چنداں مفید نہیں ہوتے حقیقت
میں سرد اور برفانی ملکوں کے لئے خدا تعالےٰ نے دو کوہان والا اونٹ

پیدا کیا ہُوا ہے جو قد میں چھوٹا۔ مضبوط۔ طیار۔ لمبی ہموار خوبصورت پشم سے پوشیدہ ہوتا ہے ان کے چمڑے کے نیچے ایک طبق چربیلا مادہ کا ہوتا ہے جو اس کو سردی سے محفوظ رکھتا ہے اور ملک کرغیز و کازان کے برفانی علاقوں میں جہاں چار پانچ فٹ گہری برف پڑی ہوتی ہے اور جہاں گھوڑوں اور خچروں وغیرہ کا چلنا دشوار اور ناممکن ہوتا ہے یہ نہایت آرام اور عمدگی سے اپنا کام دیتا ہے ملک منگولیا اور تاتار میں بھی اونٹ کی عمدہ نسل کشی کی جاتی ہے اور سب سے قدیم طب شتراں جو دنیا میں لکھی گئی ہے وہ چینی زبان میں ہے ملک الجیریا میں بھی ہندوستان کی طرح دو قسم کے اونٹ ہوتے ہیں۔ ایک ہلکے بدن کے تیز رو جو سواری کے کام آتے ہیں۔ دوسرے مضبوط موٹے اور قدآور جو باربرداری میں استعمال ہوتے ہیں۔ یہ آخر مذکورہ قسم میدان میں پائی جاتی ہے +

سرکاری لشکرکشی کی باربرداری کے متعلق اونٹ کی ضرورت اور فوائد پر جو تجربات گزشتہ جنگ مصر و سوڈان میں ہُوئے ہیں اُن سے ثابت ہُوا ہے کہ ملک بربرا و عدن کے اونٹوں کی نسبت بھی صحرائی لڑائیوں میں سندھ کے اونٹ جو کراچی سے لئے گئے زیادہ مفید ثابت ہوئے +

جنگی باربرداری کے قابل اونٹ

بالا مذکورہ بیان سے ثابت ہے کہ جنگی باربرداری کے لئے اونٹوں کا انتخاب ملک کی حالت اور کام کی اصلیت کے مطابق اور اس ملک کا نقشہ و جغرافیہ ذہن نشین کر کے ہونا

خریدنے چاہئے۔ مثلاً اگر میدان یا ریگستانی ملکوں میں ضرورت ہو تو اُس قسم کے اونٹ
منتخب کرنے چاہئے اور اگر پہاڑی ملک میں لیجانیکی ضرورت ہو تو ایسے اونٹ خریدنے
چاہئے جن کو پہاڑوں اور ناہموار علاقوں میں چلنے کی کچھ نہ کچھ عادت اور مناسبت ہو
اور اُن کی اگلی ٹانگیں چھوٹی۔ بدن مضبوط۔ اور قد متوسط ہو بڑے قد اور بھدّے
قسم کے جانور جو وادیوں اور مرطوب ملک کے مزیدار چارہ کے عادی ہوں۔ یا لمبی
ٹانگوں کے اونچے جانور جو میدانوں میں شاندار چال سے چلتے ہیں اور بڑی
بڑی منزلیں طے کر سکتے ہیں وہ پہاڑوں پر جلد عاجز آجاتے ہیں قوم پاوندہ کے
شتربان جو شمالی افغانستان اور وسط ایشیا اور ہندوستان کے درمیان تجارت
کا مال لاتے ہیں اُن کے اونٹ پہاڑی کام کے لئے بڑے موزوں ہیں اور
آغاز سردی سے موسم بہار تک کرایہ پر لئے جا سکتے ہیں لیکن پاوندہ لوگ بڑے
بے تُکّے اور وحشی ہوتے ہیں ان کا سنبھالنا اور فوج کے ساتھ رکھنا بڑا مشکل
اور نقصان دہ ہے۔ میدان پر کام دینے کے لئے معمولی اور ادنےٰ قسم کے جانور
بھی کار آمد ہو سکتے ہیں۔ کم عمر جانور بھی ہرگز نہ لینے چاہئے کیونکہ نہ فقط کمزور
اور لادنے کی محنت برداشت کرنیکے ناقابل ہوتے ہیں بلکہ ان کا مُنہ دیکھنے سے
معلوم ہوگا کہ دودھ کے دانت بالکل گھس جاتے ہیں اور چارہ نہیں چر سکتے
ہر دفعہ جو درخت کی شاخ کو پکڑ کر کھینچتے ہیں۔ تو دانتوں کے ناہموار اور ناقابل ہونیکے
سبب پتے مُنہ سے گر جاتے ہیں۔ محکمہ ٹرینس پورٹ میں اونٹوں کے بھرتی کرنیکے
وقت اگر ان باتوں کا پورا پورا خیال رکھا جاوے تو کبھی ناکامی کی اُمید نہیں ہو سکتی
مثلاً گذشتہ جنگ افغانستان اور پچھلی سرحدی لڑائی میں جو اونٹوں کا زیادہ نقصان ہوا

بار برداری شتری میں ناکامی ہوئی تو اُسکی وجہ یہ تھی کہ صوبہ پنجاب اور سندھ کے میدانوں اور جنگلوں کے بڑے بڑے اونچے بھاری قد آور اونٹ خریدے اور کرایہ کیئے گئے جنکو پہاڑی سفر کی کچھ بھی مناسبت نہیں تھی۔ اور نہ سخت سردی اور برف کی عادت اور برداشت رکھتے تھے اسلیئے وہاں جاکر سارے کے سارے مر گئے اور وہ پستہ قد مضبوط سرحدی علاقوں کے اونٹ جن کو سخت سردی اور ناہموار زمینوں کے سفر کی عادت تھی بلا تکلیف مشقت دیتے رہے۔ اسی طرح کریمیا کی لڑائی میں سرد علاقوں کے دو کوہان والے اونٹ تو خیر و عافیت سے ٹرینس پورٹ کا کام دیتے رہے اور وہ کثیر تعداد اونٹوں کی جو عربستان سے خریدے گئے تھے جاڑہ کی شدّت سے سب مر گئے۔ بخلاف اِس کے اگر یہ لڑائی افریقہ میں ہوتی تو عرب کے اونٹ سلامت اور دوہرے کوہان والے اونٹ گرمی کی شدّت سے نذر اجل ہو جاتے۔

جنگ کے موقعہ پر بار برداری کے اونٹوں کی کثرت اموات کا ایک سبب علاوہ سختی موسم کے یہ بھی ہے کہ اور جانوروں کی نسبت اسکی خبر گیری پرورش علاج معالجہ۔ حفظ صحت۔ اور محنت لینے کے طریق میں بھی بہت غفلت کیجاتی ہے اور اگر یہ آخر مذکورہ سبب موقوف کیا جاوے اور اُن کی ہر طرح خبر گیری پرورش اور حفظ صحت کا پورا خیال رکھا جاوے تو یقیناً موت اور مرض کی تعداد گھٹ جاوے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ یورپین افسر اونٹ سے بہت نفرت کرتے ہیں اور باوجود اِس قدر موقعہ ملنے کے اس کی حالت صحت اور مرض کو سمجھنے اور علاج معالجہ باقاعدہ کرنے میں پوری توجہ اور دلچسپی ظاہر نہیں کی۔ ورنہ آج علم طب شتران ایسے ردّی اور افسوسناک حالتمیں نہ ہوتا اسکے فوائد اور خوبیوں کو بالکل

نظر انداز کیا جاتا ہے اور اُس کے بدصورت اور بیڈول شکل وقامت - بدبو- اور اجنبی عادات کے خیال سے اسکو اسی قابل سمجھا گیا ہے کہ ویسے جاہل ساربانوں کے ہی سپرد کیا جاوے تاکہ اُنہیں کے بے قاعدہ اور بے بُنیاد طب وجراحی کا تختہ مشق بنا رہے جو اہل فن خواہ یورپین ہو یا دیسی - اپنے آپ کو اونٹوں کے علاج معالجہ کے بالکل ناقابل سمجھ کر اور طب شتران میں تجربہ اور ملکہ حاصل کرنیکو دشوار اور بعید از امکان سمجھ کر ان کو شتر بانوں کے حوالہ کر دیتے ہیں وہ گویا اپنا فرض ادا نہیں کرتے - اہل فن کے لئے اونٹ کا سمجھنا کچھ محال نہیں - جس وٹیرنیری ڈاکٹر کو گائے بیل اور دیگر جگالی کرنے والے جانوروں کا حال بخوبی معلوم ہے وہ تھوڑے سے تجربہ سے بھی جاہل اور اناڑی ساربانوں سے جنکو عمر بھر کا تجربہ ہو کہیں زیادہ واقفکار ہو جاتا ہے - اُس کو ہر طرح اپنے علم طب حیوانات سے اور نیز باقی جانوروں کے روزمرہ کے علاج معالجہ کے تجربہ سے بڑی بھاری مدد ملتی ہے جس کی اناڑی آدمی کبھی بھی توقع نہیں کر سکتا۔

بار برداری کیلئے اونٹ مفید جانور ہے

محکمہ ٹرانسپورٹ کے لئے اونٹ بڑا مفید جانور ہے - اسمیں یہ اوصاف ہیں کہ صابر اور جفاکش ہوتا ہے - پیاس اور دھوپ کی بہت برداشت رکھتا ہے - لام کے موقعوں پر اس کی خوراک کا بہم پہنچانا آسان ہوتا ہے اور جو پودے کڑوے کسیلے - اونچے درخت اور کانٹے دار جھاڑیاں کسی کار آمد نہیں ہوتیں اور کوئی سبزی خور جانور بھی اُنکو نہیں کھاتا - یہ

کم خور جانور انہیں پر نہایت خوشی سے گذارہ کرتا ہے بڑا غریب اور سدھرنے میں
بے تکلیف ہوتا ہے۔ اور بہت سے جانوروں کے لئے تھوڑے شتربانوں کی
ضرورت ہوتی ہے۔ سفر میں اس کو دم نہیں چڑھتا۔ اور بھاری بوجھ اُٹھا سکتا
ہے۔ سب قسم کے بوجھ جو اور کوئی جانور نہ لیجا سکے اور بہت بیڈول اور بے ترتیب
نہ ہوں وہ اونٹ پر آسانی سے لادے جا سکتے ہیں۔ اور فی جوان اونٹ چار سو
پونڈ سے ۵۰۰ یعنے پانچ من سے ۶ من دس سیر تک وزن نہایت آرام سے
اُٹھا کر معمولی منزل طے کر سکتا ہے۔ بڑے مضبوط قد آور اونٹ مثلاً ترکمانی
اِس سے بھی زیادہ اور چھوٹے۔ یا سواری کے اونٹ کم بوجھ اُٹھاتے ہیں اگر لمبا
سفر نہ ہو تو بھاری بوجھ لادنے سے چنداں ہرج نہیں ہوتا لیکن سفر دراز ہو اور
چارہ ناقص یا کم ملے تو بڑی احتیاط چاہئے اور بوجھ زیادہ نہ ہو ورنہ جانور تھک
جاتا ہے۔ اُس کی پیٹھ اور کولے پر لاگہ ہو جاتا ہے۔ اس کی رفتار دھیمی مگر بابرکت
ہوتی ہے۔ قدم لمبا۔ اور ایک ہی چال رکھتا ہے۔ سفر میں وقت زیادہ لیتا ہے
لیکن فوج کے ساتھ برابر کوچ کرتا چلا جاتا ہے۔ اوسطاً فی گھنٹہ ۲ میل۔ اور
۸ گھنٹہ میں سولا ۱۶ میل کی منزل طے کرتا ہے۔ ہموار ملک میں فی کوچ ۱۶ سے
۲۰ میل اس کی اچھی منزل ہے اور صاف سڑک پر ۳ میل فی گھنٹہ بھی چل
سکتا ہے اور اگر جلدی نہ ہو اور رستہ میں چارہ ملے تو پیٹھ پر بوجھ لیکر آرام سے
چرتا چلا جاتا ہے۔ ایسی حالت میں فی گھنٹہ ایک یا ڈیڑھ میل مسافت طے
کرتا ہے تجربہ کار ہشیار ساربان اگر اونٹوں کی قطار کو برابر چلاتے جاویں تو چار پانچ
گھنٹہ کے بعد انکو اس غرض سے کھڑا کر دیتے ہیں کہ وہ پیشاب کریں۔ اونٹ پیشاب

آہستہ آہستہ کرتا ہے۔ کوچ میں جلدی اور سفر میں اس قدر دیر نہ کرنی چاہئیے کہ جانور کو چرنے اور جگالنے کا وقت بھی نہ ملے۔ صحرائی شتر تیزروی میں فی گھنٹہ پانچ میل اور یومیہ دس گھنٹہ تک چلتا ہے۔ بیکانیری اور باگڑی اونٹ ضرورت کے وقت سواری کے نیچے ایک سو سے ڈیڑھ سو میل کی منزل بھی دن میں طے کر جاتے ہیں لیکن لمبے سفر میں ان کی روزانہ منزل تیس سے چالیس میل تک کی ہے۔ اس قسم کی سواری کے اونٹ کی رفتار بھی کچاوہ کے اونٹ کی طرح تکلیف دہ اور ہچکولے دار نہیں ہوتی۔ ہاں شتر سوار کو کمر اور پیٹی اچھی طرح کس لینے چاہئے۔ بالا مذکورہ اوسطیں رفتار کی ہموار میدانوں اور ریتلے ملکوں کی ہیں۔ پہاڑی ٹیڑھے بینگے اور نشیب و فراز رستوں پر بعض دفعہ دن بھر میں چار پانچ میل سفر طے ہوتا ہے۔ بیان مذکورہ بالا سے صاف ثابت ہے کہ اونٹ سب قسم کی باربرداری کے جانوروں کی نسبت دھیما قدم رکھتا ہے۔ اور جہاں جلدی اور ہلہ کی ضرورت ہو اونٹ کا لیجانا بے فائدہ۔ بلکہ نقصان دہ ہے۔ ہاں سواری کا سانڈنی اونٹ تیز رَو ہونیکے باعث ایسے موقعوں پر بھی کارآمد ہو سکتا ہے۔ سر چارلس نیپیر صاحب نے سندھ کی لڑائی میں ایک رسالہ شتر سواروں کا بھرتی کیا اور بعد ازاں ۱۸۵۷ء کے غدر میں بھی دو رسالے شتر سواروں کے بھرتی ہوئے اور کالپی کی لڑائی میں رائیفل بریگیڈ کی فوج بذریعہ شتر سواری کے موقع پر پہنچائی گئی تھی اور آجکل بھی قریب قریب کُل افواج رسالہ پلٹن اور پولیس وغیرہ میں اردلی اور ڈاک رسانی کی خدمت ادا کرنیکے لئے شتر سوار رکھے جاتے ہیں اور بڑے بڑے بھاری گاڑیوں میں بھی اونٹ کو جوتا جاتا ہے اور بوقت

ضرورت صحرا اور جنگلوں میں اسکو ذبح کرتے۔ اس کا گوشت کھاتے اور پانی جو اسکے معدہ کے ارد گرد کے تھیلوں سے مہیا ہوتا ہے پیتے ہیں۔ لیکن اس آخر مذکورہ بیان کی نسبت کہ اونٹ کے معدہ کے ساتھ بہت سے بڑے بڑے خریطے صاف شفاف پانی سے پُر ہر وقت موجود رہتے ہیں جس کو انسان بلا دقت پی سکتا ہے کسی قدر مبالغہ کا احتمال ہے کیونکہ راقم نے جو ایک باگڑی نسل اور چند ایک دیسی نسل کے اونٹوں کی لاش کا امتحان کیا تو اُن کے معدہ سے پانی تو بہت نکلا لیکن اکثر سبز رنگ اور بد بودار تھا۔ ہاں اس قدر تجربہ راقم کو بھی ہُوا ہے کہ یہ خریطے یا تھیلیاں میدانوں اور مرطوب و آباد علاقہ کے اونٹوں میں جہاں پانی کی کثرت ہو بہت چھوٹے۔ اور خشک ریگستانی ویرانوں کے اونٹوں میں بڑے ہوتے ہیں جسے ثابت ہوتا ہے کہ ضرورتاً ریگستانی اونٹوں کو پیاس کی زیادہ برداشت کی وجہ یہی ہے ؛

پنجابی ساربان موسم سرما میں اپنے اونٹوں پر بوجھ لاد کر سفر کو چلے جاتے ہیں اور اثناء سفر میں اکثر اونٹوں کو قطاروں میں چلاتے ہیں اور پاوندوں کی طرح کھلے نہیں ہانکتے۔ آغاز گرمی میں پھر واپس گھر پہنچ جاتے ہیں۔ موسم برسات میں چرائی کیلئے جنگلوں میں چھوڑتے ہیں اور ہرگز سفر نہیں کرتے اس موسم میں اونٹوں کی صحت گرمی اور تری کے باعث خراب رہتی ہے چراگاہوں میں جب بارش کے سبب بہت گھاس ہو جاتے ہیں تو وہ چراگاہ بھی اُن کے چرنے کیلئے اچھے نہیں ہوتے ان کو وہاں چلنے پھرنے میں سخت تکلیف ہوتی ہے ، اور مکھی۔ مچھر وغیرہ سے بھی تنگ ہوتے ہیں۔ انکا رنگ بدصورت سیاہ ہو جاتا ہے اور کھجلی بھی اکثر نمودار ہوتی ہے اگر اس موسم میں انکو لادا جاوے۔ تو انکو پالان کے نیچے پسینہ آجاتا ہے اور نیز پشم

بھی کم ہو جاتی ہے اور رگڑ کے سبب پیٹھ کمر اور خاصکر کوٹھے کے اُستخوان پر زخم اور گھاؤ ہو جاتے ہیں۔ اور نتھنوں میں نکیل کی جگہ پر کرم پڑ جاتے ہیں۔ دیسی لوگ گرمی کے موسم میں اونٹ کے بال کاٹ کر چمڑے پر تیل کی مالش کرتے اور تارے میرے کا تیل پلاتے ہیں اِس سے خارش رُک جاتی ہے +

مُلک ترکستان کے اُونٹ موسم بہار میں پرندوں کی قریض کی طرح بالکل بال گرا دیتے اور چمڑا برہنہ نکل آتا ہے اس لئے اُن کو مکھی وغیرہ سے پوشیدہ رکھنے کیلئے جھول سے ڈھانکے رکھتے ہیں اور قریباً تین ماہ تک چرائی کیلئے کھُلا چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن یاد رکھو کہ تھوڑا بہت کام جو قرب وجوار کے علاقہ میں ہو۔ وہ اِس سے مستثنےٰ ہے۔ اس بیان سے مقصود یہ ہے کہ جو شتربان پشتی اور جدّی ہوں وہ اونٹوں کی خبرداری دل سے کرتے ہیں۔ انکو پالنے۔ چرانے۔ لادنے وغیرہ میں ہوشیار ہوتے ہیں۔ اور اِس لئے اونٹوں کا نقصان کم ہوتا ہے +

جہاں اِس میں بہت وصف ہیں وہاں عیوب بھی ہیں مثلاً یہ بڑا ڈرپوک بھڑکنے والا۔ اور کسی قدر ضدّی بھی ہوتا ہے۔ قدرتاً اس کا مزاج سُست اور بے قاعدہ واقعہ ہُوا ہے۔ مست کی حالت میں متوالا ہو کر آدمی اور دیگر جانوروں پر حملہ آور ہوتا ہے اور لات و مُنہ سے سخت نقصان پہنچاتا ہے۔ یہ کینہ پرور اور بدلہ کش بھی ہے اگر کوئی شخص اس پر بہت جبر کرے تو اُس کا دشمن بھی ہو جاتا ہے اور مست کی حالت میں یہ عیب بہت نمایاں ہوتا ہے۔ اسی سبب سے عالم گیر مثال شتر کینہ کے مشہور ہے دوسرے ساتھیوں سے علیحدگی کو بھی ناپسند کرتا ہے۔ اور کسی قدر بیوقوف

بھی ہے۔ اس کی حسّوں کا کُنڈ ہونا اور بیوقوفی وغیرہ غالباً اس وجہ سے ہے کہ زمانہ دراز سے یہ سخت مظلومیّت اور محکومیّت کی حالت میں چلا آیا ہے اور اِس وجہ سے قواء شعور اور دلی جُرأت اس کی بہت کچھ زائل ہو چکی ہے اور تجربہ کاروں کا خیال ہے کہ اس کے دماغی قواء شعور اور جُرأت وغیرہ عمدہ برتاؤ پرورش اور سلوک سے بہت کچھ ترقی کر سکتے ہیں۔ غرضیکہ اس کی بُری اور بھلی سب عادات سے قدیمی ساربان بخوبی واقف ہوتے ہیں اور اس وجہ سے اس سے پُوری اور باقاعدہ محنت وہی لوگ لے سکتے ہیں۔ اور جو لوگ اس کی عادات سے ناواقف ہیں وہ اس کو پورا قابو میں نہیں لا سکتے۔ اونٹ پانی سے قدرتاً ڈرتا ہے۔ ریتلی ندیوں کو تو اچھی طرح عبور کرتا ہے۔ لیکن چکنی اور دلدل زمین سے ٹھٹھک جاتا ہے۔ اس کے پاؤں پھسلتے ہیں یا دلدل میں دھس جاتے ہیں اور گر جاتا ہے۔ خاصکر بوجھل اور بھدّے جانور تو تیرنے میں بڑے ردّی ہوتے ہیں جو دریا کے کنارہ کے اونٹ ہیں وہ تیرتے ہیں ؞

لیکن عموماً اونٹ تیراک جانور نہیں ہے۔ اور چونکہ اس کی گردن لمبی۔ اگلا حِصّہ دھڑ کا بھاری اور پچھلا حِصّہ ہلکا ہوتا ہے اس لئے گہری ندی کو تیر کر عبور نہیں کر سکتا بلکہ اکثر ڈوب جاتا ہے۔ تجربہ کار پیراک شتربان اور دریاؤں کے کنارہ کے باشندے ان کو اِس طرح پر تیراتے ہیں کہ خود اِن کی کمر پر سوار ہو جاتے ہیں اور پانی میں ہانکتے چلے جاتے ہیں۔ کشتی کے ذریعہ بھی جنگلی اونٹوں کا عبور کرانا مشکل ہوتا ہے۔ اور کشتی پر بھی آسانی سے سوار نہیں ہو سکتے اور پھر بار بار کھڑے ہونیکی کوشش کرتے

ہیں۔اور خبرداری سے ان کو قابو نہ کر رکھا جاوے۔ دونو اگلے پچھلے پیر ان کے
باندھ نہ دئے جاویں تو خوف کے مارے دریا میں جا پڑتے ہیں اور ڈوب جاتے
ہیں۔ہاں جو اونٹ کنارہ دریا کے علاقہ کے ہوں یا جو ہمیشہ گذر دریا سے عبور کرنیکے
عادی ہوں۔ وہ کچھ تکلیف نہیں دیتے۔اور کشتی میں ایک دوسرے کے ساتھ
ملکر آرام سے چُپ چاپ بیٹھے رہتے ہیں اگر کسی ندّی پر پُل ہو اور اُس پر سے
اونٹ گذارنا ہو تو ضرور اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔کہ پُل پختہ تختوں وغیرہ
سے بندھی ہو۔ اور اونٹ کا وزن برداشت کرنے کے قابل ہو۔ اگر اونٹ کا پاؤں
پُل کا تختہ ٹوٹنے سے پھسل یا نیچے اُتر گیا تو وہ بے بس ہو کر فوراً گر جاویگا بتوسط
قد کے ایک اونٹ کا وزن علاوہ اس کی پیٹھ کے بوجھ کے قریباً چودان من ہوتا
ہے ۰

اونٹ کی خوراک

اُونٹ کی خوراک جیسے کہ ہم پہلے بتلا چکے ہیں۔قدرت نے بافراط
دنیا کے ہر ایک حصّہ میں بچھا دی ہوئی ہے۔اور سب قسم کی بدمزہ۔ کڑوی
کھاری بُوٹیاں اور پودے اس کے لئے لذیذ خوراک ہے۔جہاں گھوڑے
خچّر اور گدھے بیل بھوکے مرتے ہیں وہاں یہ مزہ میں رہتا ہے۔لیکن ضرورت
کے وقت جب کہ چرائی کا موقعہ یا وقت نہ ہو۔یا قدرتی خوراک میسّر نہ
ہو سکے تو اونٹ اپنے قدو قامت کی نسبت بہت تھوڑی خوراک پر
گذارہ کر لیتا ہے جہاں قدرتی چارہ نہ ملے تو اونٹ کو دانہ نخود۔ دانہ جو۔اور بھوسہ

وغیرہ دیا جاتا ہے جو اس کے مزاج کے بالکل برخلاف ہے۔ لیکن اگر اور سب طرح اس کی پوری خبرداری کی جاوے تو اس سے چنداں نقصان نہیں ہوتا ٭

محکمہ ٹرینس پورٹ کے جانوروں کو قدرتی چارہ نہ ملنے کی حالت میں خوراک حسب ذیل ملتی ہے ٭

۱۔ چھاؤنی میں ٭ دانہ ۴ سیر۔ خشک چارہ ۲۵ پونڈ۔ اگر ہرا ہو تو چالیس پونڈ اگر بھوسہ ہو تو ۲۰ پونڈ نمک ۴ ماشہ

۲۔ کمان پر۔ دانہ ۶ سیر " " " "

۳۔ جب چرائی پر ہوں۔ فقط ۲ سیر دانہ۔ باقی خود چر کر پیٹ بھر لیتا ہے ٭

۴۔ سفر جہاز میں۔ دانہ ۳ سیر۔ خشک چارہ بیس سیر۔ اگر چارہ بہت سبز اور مزیدار ہو تو ایسی حالت میں کچھ خشک خوراک بھی دینی ضروری ہوتی ہے۔ اگر ایسی سبز چراگاہ میں مثلاً میتھی۔ ریشگا۔ سرسوں۔ سنیجی وغیرہ میں اونٹ کو کھلا چھوڑا جاوے تو ہوش سے زیادہ کھا جاتا ہے اور تکلیف اٹھاتا ہے ٭

بیکاری کی حالت میں تو اونٹ کو اپنے منہ کی چرائی کے برابر کوئی خوراک مفید نہیں اس پر خوب تیار اور خوش رہتا ہے اور اس کو آب و ہوا بھی جنگلوں ہی کی پسند اور موافق ہے اس میں ایک تو ورزش۔ دوسرا خاطر خواہ خوراک ملتی ہے اور بھوک کے موافق کھا لیتا ہے۔ مرضی کے موافق چلتا پھرتا۔ آزادانہ چرتا اور مختلف قسم کی قدرتی خوراک کھاتا ہے۔ صاف زمین پر لیٹتا۔ جگالتا۔ درختوں وغیرہ سے کھجلاتا ہے غرضیکہ ہر طرح سے آرام پاتا ہے۔ دیسی ساربان اپنے

٭ علاوہ بریں بنگال میں موازی ۲۰ر ماہوار فی اونٹ مصالحہ کا دام بھی سرکار سے ملتا ہے ٭

اونٹوں کو صبح سویرے چرائی پر لے جاتے ہیں صبح کے وقت آکر اونٹنیوں کا دودھ نکالتے اور روٹی کھاکر پھر جنگل کو ہانک لے جاتے ہیں اور پھر رات کو واپس لاتے ہیں۔ اگر اوس بہت پڑے تو سویرے چرانا مضر ہے۔ دن چڑھے جب کہ اوس خشک یا کم ہو جاوے لے جاتے ہیں۔ اور اکثر کھارے پودوں مثلاً جال۔ جنڈے۔ لانی۔ فراس کریر۔ اور لنا کھار پر چراتے ہیں۔ لیکن جب لام کے موقعہ پر کام کی کثرت ہو تو اُس وقت اِن کو بہت مشقت کے سبب ایک تو وقت چرائی کا کافی نہیں ملتا۔ دوم تھکے ماندے ہوتے ہیں اس لئے بیٹھے رہتے اور بھوکے مرتے ہیں۔ تیسرا بھوکھ کی شدت سے جلدی میں ناخوردنی زہریلی بوٹیاں بھی کھا جاتے ہیں۔ اور نقصان اُٹھاتے ہیں۔ اس لئے ایسے موقعہ پر ان کو مقام پر کافی خوراک دینا ضروری ہے اور اگر خوراک ناکافی ہو تو اُن کے بوجھ میں کسی قدر کمی کر دیں۔ اونٹ اِن چیزوں پر بڑی رغبت سے چرتا ہے پیپل۔ بیری۔ جنڈ۔ لنا کھار۔ فراس۔ شریح۔ توت۔ نیم۔ جھاؤں۔ ببول۔ کریر۔ تل۔ ماش۔ موٹھ۔ سرشف۔ نخود سبز۔ جال۔ جھانا۔ فولائی۔ بوہڑ۔ جواسا۔ کرنڈ۔ ملہا۔ لانی۔ تارامیرا۔ سرسوں۔ السی۔ گوکھڑو۔ پھیتک وغیرہ۔ اور سب قسم کی جنگلی۔ کھاری اور کڑوی بوٹیاں اس کی خوراک ہے۔ اور جہاں اونٹ کو چرنے کے لئے چھوڑ دیا جاوے وہ اپنے شعور خداداد سے اپنی خوراک کو خود تلاش کر لیتا ہے اور جو چیز اس کے لئے مضر صحت ہو اُس کو خود چھوڑ دیتا ہے۔ اس موقعہ پر یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ اگر مصنوعی خوراک دی جاوے تو فقط دانہ پر زیادہ زور نہ دیں بلکہ اس قسم کی موٹی خوراک بھی

ضروری ہے جو اِس کا پیٹ بھرے اور جگالی کرنے کی اِس کو ضرورت ہو
دانہ نخود اور موٹھ۔ اچھّی خوراک ہے لیکن دانہ جَو چنداں مفید نہیں۔ اگر جانور
خشک اور موٹے قسم کی خوراک پر ہو تو اُسے آرد گندم۔ گڑ اور گھی یا تیل
کی نہاری دینی چاہیئے اِس سے اُس کی قوّت بحال رہتی ہے۔ اچھی چرائی
میں ۲ یا ۳ سیر دانہ نخود روزانہ کافی ہے لیکن جب چرائی نہ ہو تو اُس وقت
۶ یا ۸ پونڈ دانہ روزمرّہ دیں اِس سے زیادہ دینا اُن کی صحّت کے لئے مضر ہے
دانہ کو دلا کر اور قدرے بھگو کر دینا چاہیئے۔ تاکہ بخوبی ہضم ہو جاوے لیکن بہت
مرطوب نہ ہو۔ اونٹ کی جسمانی بناوٹ میں مازو کا ست اور نمک بہت زیادہ
ہوتا ہے اور انہیں دونوں چیزوں کی کثرت اس کی خوراک میں ہے اگر کسی
ایسی جگہ پر اونٹ کو رکھا جاوے جہاں کھاری اور کڑوی جھاڑیاں مثلاً لانا کھا
کریر وغیرہ موجود نہ ہوں تو اُسے نمک بہت دینا چاہیئے۔ یا نمکین چشمہ کا پانی
پلانا چاہیئے۔ اگر عرصہ تک کھاری خوراک سے اس کو محروم رکھا جاوے تو
اس کی ہضمیت خراب اور اشتہا کم ہو جاتی ہے اِس حالت کو دیسی پنجابی
ساربان بے شور گا بولتے ہیں ؎

اونٹ کو پانی پلانا وغیرہ

بار برداری کے اونٹ جب منزل مقصود پر پہنچیں تو خالی معدہ اور گرم حالت میں
انہیں ایک دم بہت سا پانی نہ پلا دینا چاہیئے بلکہ اُن کی پیٹھ سے بوجھ اُتار کر انکو چرائی کے

لئے کھلا چھوڑ دینا چاہئے اور پہلے تھوڑا سا پانی پلانا چاہئے اور اگر جنگلی چارہ
اچھا موجود نہ ہو۔ تو کچھ بھوسا یا خشک چارہ جو کچھ موجود ہو جانوروں کے
آگے ڈالنا چاہئے بعد ازاں اچھی طرح سیر کر کے پانی دینا چاہئے جس طرح خالی
معدہ میں بہت پانی پلانا مضر ہے ویسے ہی پُر معدہ پر بھی نقصان دہ ہے
اور پالان بھی فوراً نہ اُتارنا چاہئے بلکہ ایک گھنٹہ تک انتظار کرنا چاہئے تاکہ جانور
ٹھنڈا ہو جاوے اور گرم حالت میں اُس کی پیٹھ کو سردی ایک دم نہ پہنچے
گرمی کے موسم میں شام سے صبح تک سفر کرنا اور دن کو گرمی کے وقت
مقام کرنا چاہئے۔ غافل ساربانوں کی عادت ہے کہ وہ اکثر پالان کو اُونٹ
کی پشت سے نہیں اُتارتے۔ یہ بڑی غلطی ہے اس سے دُبلا اور بھُوکا اونٹ
افسر کے معائنہ میں نہیں آ سکتا۔ نیز زخم بھی پوشیدہ رہتا اور خراب ہوتا جاتا
ہے۔ اور اُونٹ کو نخواہ مخواہ ہر وقت بوجھ کے نیچے رہنا پڑتا ہے۔ مالش
کی بھی خود نگرانی کرنی چاہئے اِس سے چمڑا اور بال صاف ہوتے ہیں۔ زخم نہیں
ہونے پاتا۔ چچڑی اور جوئیں بھی نکل جاتی ہیں اور پیٹھ میں خون نہیں جمتا۔ جانور
توانا اور تیار رہتا ہے اور سفر کی ماندگی جلد اُتر جاتی ہے اِس لئے اِس مفید کام
کے لئے وقت مقرر ہو اور مقررہ وقت پر معائنہ کیا جاوے جب اونٹ
چرائی سے واپس آویں تو اُنہیں پانی پلانا چاہئے۔ ساربان گرمی کے موسم
میں روانگی سے پہلے ایک دو گھڑے پانی یا پتلے ارو اوا کے اونٹ کے مُنہ میں
اُلٹ دیتے ہیں۔ اور راقم اس بات کو بہت پسند کرتا ہے۔ کیونکہ بعض اونٹ کافی طور
پر پانی نہیں پیتے اور موسم گرما میں راستہ میں اُنکو پیاس لگے تو اکثر جنگلوں میں پانی

نہیں ملتا نیز لدے ہُوئے اونٹ کو پانی پینا کسی قدر مضر اور مشکل بھی ہوتا ہے تو اسطرح اگر روانگی کے وقت اُن کو پانی یا ارداوا پلا دیا جاوے تو پیاس کا خطرہ نہیں رہتا یہ خیال کہ اونٹ کو پیاس کی بہت برداشت ہے اور روزمرّہ پانی دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ غلط ہے اور اس میں بہت مبالغہ کیا گیا ہے۔ گرم خشک صحرا کے اونٹوں میں البتہ یہ وصف بہت زیادہ ہے اور بھوکھ میں شائد اور بھی زیادہ ہو جاتا ہوگا لیکن خشک خوراک پانے اور گرمی میں سفر دراز کرنے سے گو چند روز بِلا پانی پینے کے زندہ رہ سکتے ہیں لیکن خستہ ہو جاتے ہیں اور بھاری نسل کے بوجھل اونٹ جو مرطوب آباد ملک میں پالے جاتے ہیں اور روزمرّہ پانی پیتے ہیں اُن کو روزمرّہ پانی پلانا چاہیئے۔ ہاں موسم سرما میں جب کہ سبز اور مرطوب خوراک پاویں پانی بہت کم پیتے ہیں لیکن گرمی کے موسم میں اگر ایسے اونٹ کو دیر تک پیاسا رکھا جاوے۔ تو اُس کے پیٹ کے پانی کا ذخیرہ جلد ختم ہو جاتا ہے اور جانور کو ایسی شدّت کی گرمی اور پیاس ہوتی ہے کہ وہ بے صبر ہو کر پانی میں بیٹھ جاتا ہے اِس حالت کو دیسی ساربان سڑگیا۔ اور گرمی کا دھکّا لگ گیا اور تُو پے گیا بولتے ہیں اونٹ کو بھی بیل اور بھینس کی طرح پانی کی ہمیشہ ضرورت ہے اور انہیں جانوروں کی طرح روزمرّہ پانی دکھلانا چاہیئے تاکہ ضرورت کے موافق پی لیں۔ سردی کے موسم میں زیادہ سے زیادہ دو دن اور گرمی میں ایک دن اونٹ پیاسا رہ سکتا ہے۔ ریگستان عرب کے اُونٹ جو پیاس کی بہت برداشت رکھتے ہیں اُن کو مالک پیاسا رکھنے کی مشق کراتے ہیں۔ اور ہمیشہ اپنے اونٹوں کو جب تک وہ سخت تشنہ نہ ہولیں پانی نہیں دیتے۔ اُنکے

پاس اُس کی ایک معقول وجہ ہے کہ وہاں پانی کی سخت قلّت ہے ہمارے ملک میں کوئی قلّت نہیں اس لئے اِس بے رحمی کی کوئی ضرورت نہیں ہے سخت سرد۔ اور بہت میلا پانی پلانا اونٹ کی صحت میں خلل ڈالتا ہے۔ پانی پلاکر اونٹ کو قدرے چارہ دینا اور اُس کی پیٹھ اور بغلوں و کمر کو خوب ملنا اور صاف کرنا چاہئے۔ خاصکر پالان کی جگہ کو خوب مالش کرنا اور غور سے دیکھنا اور اِمتحان کرنا چاہئے کہ بالوں کے نیچے کوئی زخم تو نہیں ہے ؛

عام ہدایات

گرمی کے موسم میں جب بال بڑے ہوتے ہیں تو اونٹ کی مُوتراشی بھی کی جاتی ہے۔ اور اُن کے چمڑے کو ہوا سے محفوظ رکھنے کے لئے تیل ملا جاتا ہے لیکن دھوپ میں تیل بہت گرم ہو جاتا ہے اور چمڑے کو جلاتا اس لئے میرے خیال میں سخت دھوپ کے دنوں میں تیل اونٹ کے چمڑے پر نہ ملنا چاہئے ؛

مالش کے بعد اُونٹ کے سارے جسم کو دیکھنا چاہئے کہ کہیں زخم۔ رگڑ۔ یا لاگہ نہ ہو پیروں کے تلوے گھس اور چر نہ گئے ہوں۔ کوئی کانٹھ وغیرہ کُھر میں نہ ہو نکیل بھی درست ہے یا نہیں۔ اُسی وقت افسر انچارج کو بھی معائنہ و ملاحظہ کرنا ضروری ہے اور دیکھنا و استفسار کرنا چاہئے کہ اونٹ کھاتا۔ پیتا جگالتا

اور بول و براز باقاعدہ کرتا ہے۔ کہیں ورم ۔ دُنبل ۔ رگڑ ۔ یا لنگ وغیرہ تو نہیں ہے ۔ چہرہ بارونق ۔ آنکھیں روشن ۔ آنکھوں کا بالائی گڑھا پُر ۔ کوکھ اوبھری ہوئی اور چمڑا صاف ہو ۔ تب اُن کو دانہ کا مقررہ راتب دینا چاہئے ۔ جب دانہ کھالیں تو چارہ رات کا اُن کے سامنے ڈال دیں اور سردی میں پالان اُن کی پیٹھ پر کس دیں ۔ اِس سے وہ گرم رہتے ہیں اور کوچ کے وقت اُن کے لادنے میں بھی جلدی اور سہولیت ہوتی ہے ۔ اور دن کو ساربان اپنے ساز و سامان متعلقہ پالان کو درست صاف اور مرمّت کر لیتے ہیں ۔ پالان ۔ جھول ۔ رسّی وغیرہ مِلا کر قریب ایک من کے بوجھ ہو جاتا ہے اِسلئے لادنے کے وقت اُس وزن کا بھی خیال رکھنا چاہئے ۔ اور راستہ کی ناہمواری اور تکلیفات اور بارش کے موسم میں اس بات کا لحاظ کہ پانی پڑنے سے اسباب بھیگ کر کس قدر وزنی ہو جاویگا ۔ ہمیشہ مدِ نظر رکھنا چاہئے ؛

اونٹ کا لادنا

اونٹ کے لادنے میں ساربان کو اس بات کا زیادہ خیال رکھنا چاہئے کہ دونوں طرف وزن برابر ہو اور اس راز کو بھی پشتی تجربہ کار ساربان جانتے ہیں جو بچپن سے اونٹوں میں پلے اور رہے ہوں نو آموز آدمی ان باتوں سے ناواقف ہوتے ہیں اور احتیاط رکھو کہ کوئی سخت آہنی یا چوبی نوکیلی یا تیز چیز اونٹ کے جسم کے قریب نہ ہو جس سے وہ زخمی ہو سکے پالان بھی کوہان کے دونو جانب درست اور پیٹھ پر خوب بیٹھا

ہُوا ہو۔ اور اُس کی بھرائی کافی نرم اور ہلکی ہو۔ بھار کا وزن کافی اور درست ہو۔ اگر
بوجھ ایک طرف کو زیادہ جُھک جاوے۔ یا اونٹ تکلیف ظاہر کرے تو فوراً اُس کا
سبب دریافت کرنا اور بوجھ کو ہموار کرنا چاہئے۔ کوہان کے اوپر کچھ نہ ہو۔ اور
بھار رسّوں یا جالوں (ترنگڑ) میں اچھی طرح قابو کیا ہُوا ہو تاکہ اُس کا لادنا۔ اور اُتارنا
سہل ہو۔ اور جلد ہو جاوے دیکھو کہ وزن اونٹ کے جسم سے علیحدہ ہے اور
ہموار ہے اب لدے ہُوئے اونٹ کو کھڑا مت کرو چلنے دو تاکہ سفر طے کرے۔
اگر راہ میں بوجھ بگڑ جاوے تو اُس کو سنوارنا۔ اونٹ کو قطار سے نکال کر بٹھا کر
ہموار کرنا۔ اور پھر قطار میں جوڑ دینا چاہئے۔ اگر راستہ میں کسی قسم کی روک ہو تو لدے
ہُوئے اونٹ دیر تک کھڑا نہ کرو بلکہ بٹھا دو تاکہ آرام لیلے۔ ناہموار بوجھ کو بار بار
ایک طرف سے اُٹھانیکی نسبت۔ اونٹ کو فوراً بٹھا کر بوجھ درست کرنا بہتر ہے
منزل پر پہنچ کر۔ اونچی۔ ہموار۔ اور خشک و صاف جگہ پر اونٹ کو بٹھانا چاہئے
اور اس بات کا خیال رکھنا کہ بوجھ لادنے یا اُتارنے کے وقت اُس کو تیز نوکیلے
پتّھر اور لکڑی وغیرہ سے ضرب نہ لگے ضروری ہے۔ اس لئے اگر زمین پتھریلی
ہو تو اُونٹ بٹھلانے سے پہلے اُسے صاف کر لینا چاہئے۔ اور ایک قطار
یا حلقہ کی صورت میں ترتیب وار بٹھانا چاہئے۔ اگر نر اور مادین دونوں جنس کے
جانور ہوں تو اُن کو علیحدہ علیحدہ فاصلہ پر بٹھانا چاہئے۔ نر اور مادہ اونٹ
کو یکجا رکھنا بہت تکلیف دہ اور خطرناک ہے اور اسی لئے میری
رائے ہے کہ اونٹوں کو اختہ کرنے کا رواج ملک میں پھیلانا چاہئے
تاکہ یہ تکلیف رفع ہو ؛

اثنائے سفر میں اونٹوں کو قطاروں میں چلایا جاتا ہے۔ لیکن جو ردّی اونٹ ہو اور جن کا رستہ میں گر جانے کا خوف ہو اُن کو قطار کے پیچھے لگانا بہتر ہے ورنہ راہ میں کسی جگہ ایک یا چند اونٹ قطار کے درمیان سے گر جاویں تو باقی قطار کو چلنے سے روک دیتے ہیں۔ افغان اور بلوچی ساربان لدے ہوئے اونٹوں کو کھُلا ہانکتے ہیں اور یہ بہت اچھا طریق ہے۔ لیکن ہندوستان کے اُونٹ اِس طرح کھُلے سفر کرنے کے عادی نہیں ہوتے۔ اِس لئے اگر اُن کو قطار نہ جاوے اور کھُلا چھوڑ دیا جاوے تو اِدھر اُدھر پراگندہ ہو جاتے ہیں۔ چرنے لگتے ہیں اور بوجھ گرا دیتے ہیں فی ۲۴ گھنٹہ یعنے ایک رات دن میں دس گھنٹہ کا سفر۔ بحساب اوسطاً ۲ میل فی گھنٹہ اونٹ کی اچھی منزل ہے۔ اور اس سے زیادہ نہ چلانا چاہئے۔ رات کا سفر خصوصاً موسم گرما میں اونٹ کے لئے اچھا ہے دن کو گرمی میں سفر کرنے سے جلدی رہ جاتے ہیں۔ دھوپ میں پسینہ زیادہ آتا ہے اور جسم پر لاگے اور گھاؤ پڑ جاتے ہیں اور تیز چرائی کا بھی موقعہ نہیں ملتا۔ یہ لادو اونٹ کا ذکر ہے۔ جو بیکانیری اور سودانی سواری کے اُونٹ ہیں وہ فی گھنٹہ ۸ میل کے حساب دس گھنٹہ میں اسّی میل سفر طے کر جاتے ہیں لیکن یہ رفتار اُن کی قدرتی چال کی نہیں۔ خوب ہانک کر اس قدر مسافت طے کی جاتی ہے ؛

یاد رکھو کہ سب اونٹ برابر بوجھ برداشت نہیں کر سکتے۔ بعض زیادہ اور بعض کم اُٹھاتے ہیں۔ مثلاً جوان مضبوط اور قد آور اونٹ بہت زیادہ بوجھ لے جاتے ہیں۔ دُبلے۔ کم سن۔ بُوڑھے مریض اور ماندے جانور کم بوجھ اُٹھاتے

ہیں۔ نیز جو سبک اور نچلے راس کے اونٹ ہوں وہ بھی اوسط درجہ کا وزن
اُٹھا سکتے ہیں نیز جب اونچے ناہموار یا پہاڑی راستوں پر چلنا اور چڑھائی ہو تو
بھی اونٹ پر کم بوجھ لادنا چاہیئے۔ ورنہ گر جاتے ہیں لیکن اس سارے انتظام
کے لئے ضرور ہے کہ ڈرائور یعنے ساربان اصلی اور تجربہ کار ہوں کیونکہ اصلی
ساربانوں کو اونٹ سے دلی پیار ہوتا ہے اور ان پر ہر طرح رحم کھاتے ہیں۔
اُن کو باقاعدہ چراتے۔ پانی پلاتے۔ لادتے۔ مالش کرتے۔ صحت اور مرض میں
جانوروں کی خبر گیری کرتے ہیں۔ اور کرایہ دار یا تنخواہ دار نئے ساربان جنکو
اونٹوں سے کوئی دلچسپی نہ ہو اوّل تو وہ ناواقفیت کے سبب جانوروں
کو تلف کر دیتے ہیں۔ دوسرے سُستی۔ غفلت۔ بدمعاشی اور نالائقی سے اُن پر
ظلم کرتے ہیں۔ بہرحال ساربانوں کی نگرانی اور اُن کے کام کا ہر وقت ملاحظہ
ضروری ہے۔ اور یہ باتیں ہمیشہ مدِ نظر رکھنی چاہئیں۔ کہ لدے ہُوئے اونٹوں
پر ساربان اور قُلی سواری نہ کریں۔ پالان اونٹوں کے ہمیشہ صاف۔ نرم
اور بھُر رہیں۔ اونٹ بھی میل کچیل سے صاف رہیں اُن کے جسم سے چچڑی
اُتارتے رہیں وہ اُن کو تکلیف دیتی ہیں۔ اونٹ پر وزن اُس کی حالت۔
عمر۔ قد اور طاقت کے لحاظ سے مناسب ہو۔ بوجھ کا تلا تنگڑا یعنے ہموار ی
درست ہو۔ لادو اونٹوں کو اثنائے سفر میں حتے الوسع کھڑا نہ کریں۔ بلکہ وہ
چلتے رہیں تاکہ جلد منزل مقصود پر پہنچیں۔ جب منزل پر پہنچیں اُن کو صاف
ہموار جگہ پر جلد بٹھا کر بوجھ اُتار دیں۔ پالان کچھ عرصہ بعد تک نہ اُتاریں
اُونٹ کو اُٹھا دیویں۔ جب ٹھنڈا ہو جاوے اُس وقت پالان اُتر جاویں

پالان کو دن کے وقت دھوپ میں اُلٹ کر خشک کریں۔ پالان رسّے وغیرہ سامان کا ملاحظہ کریں کہ درست ہے یا قابل مرمت۔ قابل مرمت سامان کو مرمت کرا دیں۔ اونٹوں کا خصوصاً اُن کی پُشت اور پیروں کے تلوے کا ملاحظہ بیماروں کو علیحدہ کر کے اُن کا علاج کرانا۔ زخمیوں کا باقاعدہ ڈریس کرانا۔ مریضوں کا اسباب سِک لائن میں بھیجوا دینا۔ مریضوں کو آرام دینا۔ مالش خاصکر کوہان کے گرد۔ پیٹھ اور کمر پر۔ پہلے چرائی پر لیجانا۔ یا مقام پر چارہ دینا۔ بعد ازاں پانی پلانا۔ بعد ازاں خوراک دینا۔ سفر رات کو کرنا بشرطیکہ سردی قابل برداشت ہو۔ چراگاہ ہو تو دس بجے صبح سے ۴ بجے شام تک چرانا۔ خطر کے مقامات پر چرائی کے وقت اونٹوں کے ہمراہ حفاظتی پارٹی کا بھیجنا۔ شام کو چرائی سے واپس لا کر گول دائرہ یا قطار کی صورت میں اُونٹوں کو بٹھانا۔ ہوا تیز سرد ہو تو اُس طرف اُن کی پیٹھ کر دینا۔ اگلا بایاں پیر ہر ایک اونٹ کا رسّی کے ذریعہ گھٹنے سے اوپر باندھ دینا تاکہ رات کو آرام سے بیٹھے رہیں۔ اور کھڑے نہ ہوں۔ اگر موجود ہوں تو کمل لگا دیں ورنہ رات کو پالان اونٹ کی پیٹھ پر کس دیں۔ اور خوراک کے بوریئے اُن کے پیچھے پر ڈال دیں۔ لمبی کوچ پر پانچویں یا چھٹے روز ایک دن مقام کرنا ضروری ہے تاکہ سفر کی ماندگی اچھی طرح اُتر جاوے۔ ہر ہفتہ میں مقام کے روز سب کا اسباب معائنہ کرنا چاہئے۔ مریضوں پر وزن مت ڈالو۔ اُن کے لئے خالی چلنا ہی کافی مشقت ہے۔ حتے الوسع اونٹوں کو موسمی سختی سے بچانا چاہئے۔ مثلاً دن کی دُھوپ اور رات کی سردی کے وقت دیواروں اور چٹانوں وغیرہ

کے سہارے۔ درختوں کے نیچے۔ اُن کے بیٹھنے کے لئے زمین ہموار صاف۔ اور نرم ریتلی ہو۔ یہ جانور بہت کم خواب ہے لیکن آرام طلب ہے اس لئے رات کو جب آرام سے چُپ چاپ ہو کر جگالی شروع کرے یا سو کر خرّاٹے کا دم لینے لگے تو اُس کے پاس کسی کو نہ جانے دیں تاکہ وہ بے آرام نہ ہو جاوے ﴿

اونٹ کی مزاج

اونٹ کی مزاج اور عادت اور جانوروں سے کسی قدر تفاوت رکھتی ہے اور ان سے واقف ہونا ڈاکٹر حیوانات کا فرض ہے جیسے پہلے ذکر ہو چکا ہے حقیقت میں یہ جانور گرم اور خشک ریتلے میدان مُلک کا باشندہ ہے۔ سخت محنت۔ صعوبت سفر۔ تھکان۔ بھوکھ۔ پیاس وغیرہ کی برداشت اور جانوروں کی نسبت اس کو بہت زیادہ ہے۔ جو اونٹ سرد پہاڑی ملکوں میں ہیں۔ اُن کا بھی اصل وطن تو خشک ریگستان ہی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن رفتہ رفتہ موسمی سختیوں اور مصیبتوں کو برداشت کرتے کرتے اور پشت ہا پشت سے اُن برفانی ملکوں میں رہتے رہتے اب عادی ہو گئے ہیں۔ یہ بھی ایک معقول شہادت اس بات کی ہے کہ اونٹ کو اگر اُس کی طبع اور مزاج کے بالکل خلاف بھی عادی کیا جاوے اور تجربہ سے نگرانی جاری رکھیں تو یہ عادی ہو جاتا ہے ﴿

اِس کا مزاج سُست اور بے قاعدہ ہے۔ لیکن غریب اور مظلومیت کے
عمر بسر کرتا ہے۔ ہاں جب نر اونٹ مست ہوجاویں تو وہ عارضی طور پر متوالے
ہوجاتے ہیں اُس وقت آدمیوں پر حملہ کرتے ہیں۔ اُس وقت اُن کا
دانت اور لات دونوں سخت نقصان دہ اور خطرناک ہیں۔ اور ہر طرح اِن سے
بچنا چاہئے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ساربانوں کے شانہ۔ بازو۔ سر وغیرہ کو
مُنہ سے کچل دیتے ہیں۔ اگلے پیَروں کو آدمی کے کندھوں پر مار کر
اور گرا کر اُوپر گھٹنے ٹیک دیتے یا کوڑی رکھ کر بیٹھ جاتے اور مار ڈالتے
ہیں۔ پچھلے پیَروں کی تیز قینچی چلا کر بغلوں تک پہنچاتا ہے۔ لیکن جب
بوجھ سے لدا ہوا ہو۔ تو کچھ وزن کے سبب اور کچھ سُستی کے باعث لات
نہیں چلا سکتا۔ ہاں مُنہ کا خوف اُس وقت بھی ہوتا ہے۔ اس لئے ساربان
ایسے کاٹنے والے اونٹ کے مُنہ پر جالی کا چھینکا (پنجابی میں بوہارا) چڑھا دیتے
ہیں۔ مَست کی حالت میں کئی روز تک کھانا بند کر دیتا ہے۔ دُبلا ہوجاتا ہے
لیکن ہر وقت دُم چلاتا۔ دانت پیستا۔ اور تالو نکال لیتا ہے۔ اور اُس وقت اُسکی
شکل ڈراؤنی معلوم ہوتی ہے۔ گردن کی گدّی سے سیاہ رنگ کی بُودار
رطوبت بکثرت جاری رہتی ہے۔ آغاز موسم بہار میں اکثر یہ حالت معدوم
ہوجاتی ہے۔ اونٹ گو ظاہراً بے وقوف لیکن تربیت پذیر جانور ہے
اس کی حِس دیکھنے۔ سُننے۔ اور سُونگھنے کی بڑی تیز ہوتی ہے۔ پانی کو دور
سے سونگھ لیتا ہے۔ صاف رفتار۔ اور خاموش جانور ہے اور جب تک
اسکو ستایا نہ جاوے۔ کم بولتا ہے۔ بوجھ لادنے سواری اور دوا پلانے کے وقت بڑی

بلند اور کریہ آواز نکالتا ہے۔ شتر مادہ اور بچے زیادہ بولتے ہیں۔ اور جس قدر عمر میں بڑھتے جاویں زیادہ محنتی اور خاموش ہوتے جاتے ہیں ؛

شعور اور ہوشیاری کے وصف بھی اونٹ میں انسانی ضرورت کے لئے کافی موجود ہے مثلاً اُس کا مالک کا تابعدار رہونا۔ مالک اور ساربان کی آوازوں اور اشاروں کو سمجھنا۔ اور اُن پر کاربند ہونا۔ مالک کے پیار پر خوش اور تہدید پر ناخوش ہونا اور دوڑنا۔ کسی بات کے روکنے سے رُک جانا۔ دوست اور دشمن کو پہچاننا۔ یاد رکھنا۔ رستہ کا نہ بھولنا۔ یہ ساری باتیں شعور پر منحصر ہیں۔ لیکن جو قدرتی وصف شعور اور ہوشیاری کی اونٹ میں خلق کی گئی تھی۔ وہ بسبب اس کی پشتینی مظلومیت۔ جفاکشی اور غلامی کے بہت کچھ گھٹ گئی ہے۔ اور اس کی دماغی حِسّیں کُند ہوگئی ہیں۔ اور اُمید کی جا سکتی ہے کہ اگر اس جانور کی باقاعدہ نسل کشی۔ پرورش۔ اور نگرانی کی جاوے۔ تو اُس کے شعور اور قوائے دماغی کی یہ کمی رفع ہو کر جلد طبعی حد تک ترقی کر جاویگی ؛

نسل کشی شتران

اونٹ کی باقاعدہ نسل کشی کا سوال ایک بڑا طول طویل مسئلہ ہے۔ اور میرے موجودہ مضمون سے بالکل علیحدہ ہے لیکن چند سطور اس پر لکھنا بھی خالی از فائدہ نہیں۔ ملک اسٹریلیا۔ افریقہ۔ اور ہندوستان کے بڑے بڑے جنگلوں اور ویرانوں

میں اور خصوصاً پہاڑی اضلاع کے قرب وجوار میں اونٹوں کے گلّے رکھنے اور
اُن کی نسل کشی کرنی چاہئے۔ جہاں وہ میدان اور پہاڑ۔ ہموار اور ناہموار
دونوں قسم کی زمینوں پر چلنے پھرنے کے عادی ہوں اس طرح پر سرکار
دولت مدار کا خرچ بھی بہت ہی کم ہوگا۔ اور وقت ضرورت پر بلادقت
بہت تعداد نہایت عمدہ کارآمد اونٹوں کی دستیاب ہوسکیگی علی الخصوص
ایسے ممالک میں جہاں شتری ٹرانسپورٹ کی ضرورت اغلب ہے
وہاں تو اس کی نسل کشی کی کچھ نہ کچھ تجویز ضروری ہے ؛

ہندوستان کے مختلف حصّوں خاصکر پنجاب اور
سندھ میں اب بھی اونٹ بکثرت اور عمدہ ہیں اور ضرورت کے وقت سرکار کو
اچھے دام پر کافی تعداد جانوروں کی مہیّا ہو سکتی ہے۔ لیکن چونکہ روز بروز
اِس جانور کی نسل میں تنزّل ہے۔ اور ملک کے قدیم شتربانوں اور اونٹ
کے نسل کشوں نے اپنا جدّی پیشہ چھوڑ کر اور اور فن زندگی بسر کرنے کے
اختیار کر لئے ہیں اور لوگوں کی توجہ اِس طرف بہت کم ہوگئی ہے۔ اور مُلک
کے بڑے بڑے جنگلوں اور بار کے آباد ہو جانے کے سبب اس کی تعداد
بھی روز افزوں کمی پر ہے۔ اس لئے یہ ضروری امر سرکار کی توجّہ طلب ہے
کہ اونٹ کی ترقئ نسل کے مناسب تدابیر کئے جاویں۔ ان کی نسل کو بڑھانے
عمدہ بنانے اور متعدی چھوت کے امراض روکنے کے قواعد مرتب کئے جاویں ؛

اچھے شتری علاقوں میں اچھی نسل کے مضبوط اور خوبصورت اچھے قد کے
تندرست سانڈ شتر رکھے جاویں اور باقی اونٹوں کو اختہ کر دینے کا رواج مُلک میں

ڈالا جاوے۔ یا مختلف جنگلی۔ اور شتری علاقوں میں سرکاری اسٹڈ قایم کئے جاویں ایک سانڈ شتر طیاری اور جوانی میں پچاس ڈاچیوں کو حاملہ کر سکتا ہے لیکن خستہ ہو جاتا ہے۔ اور یہ بھی خوف ہوتا ہے کہ شائید بچے کمزور پیدا ہوں اسلئے فی تیس شتر مادہ کے پیچھے ایک اونٹ ضرور ہونا چاہئے۔ بڑے بڑے شتری مال داروں اور نسل کشوں کو انعام واکرام سے عزت بخشی جاوے۔ اور ان جانوروں کی نمائشیں اور میلے مقرر کئے جاویں اور جن ساربانوں اور شتری مال داروں کو سرکار نہر پر زمین عطا کرتی ہے اُن کے لئے خاص خاص تعداد اونٹوں کے رکھنے کی شرط لازمی کر دی جاوے۔ شتر مادہ عمدہ اور اچھے نمونہ کے ہوں اور اُن سے مُشقت باربرداری نہ لی جاوے۔ اور نہ حاملہ سے سخت کام لیا جاوے۔ اور بچوں کی عمدہ پرورش کی جاوے تو یقین واثق ہے کہ اونٹ کی ترقئے نسل میں چند ہی سالوں میں نمایاں ترقی ہو سکتی ہے۔ سابقہ جنگ افغانستان کے بعد گو اونٹ کی قیمت کسی قدر بڑھ گئی تھی۔ لیکن اونٹ بہت تعداد میں مُلک کے اندر موجود تھے۔ اب گذشتہ سرحدی لڑائی میں بہت اونٹ تلف ہُوئے ہیں اور اُن کی قیمت دن بدن بڑھتی جاتی ہے اور جو اونٹ دیسی نسل کا بیس۲ سال پہلے ساٹھ ستر روپیہ سے خرید کیا جا سکتا تھا۔ اب سو اور سوا سو روپیہ کو بھی بمشکل ملتا ہے ٭

نسل کشی کے متعلق یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ سہ سالہ شتر مادہ (پُراف) بلوغت کی عمر کو پہنچتے ہی اور اُسے نر سے جُفت کیا جاتا ہے۔ عموماً پُراف شروع بہار میں یا خزاں میں گرم ہوتی ہے اور نر کی خواہش کرتی ہے نر و مادہ بیٹھ کر جفت ہوتے ہیں اور سب جانوروں

سے اونٹ کا امساک زیادہ ہوتا ہے۔ اور مجامعت کے وقت تنہائی پسند ہے اور جب سانڈ ملایا جاوے تو شتر مادہ بارہ۱۲ ماہ حاملہ رہتی ہے اور تیرھویں ماہ بچہ دیتی ہے اور سال بھر بچے کو دودھ پلاتی ہے اور نر کی خواہش نہیں کرتی اور بعد ازاں دوسرے سال پھر اُس پر سانڈ ڈالا جاتا ہے ایک حمل میں ایک بچہ ہوتا ہے۔ اسی طرح ۲دو ۲دو سال کے وقفہ سے ایک شتر مادہ آٹھ دس۱۰ بچے دیدیتی ہے۔ لیکن بہت سے نامناسب حالات اور امراض ہیں جن کے سبب شتر مادہ بانجھ بھی ہوجاتے ہیں۔ اونٹ کا بچہ ایک سال تک ماں کا دودھ پیتا ہے (لیارا ٹوڈہ) اور ایک ماہ کی عمر میں چرنا شروع کرتا ہے۔ اکثر آدھا ہوانہ دینے وو تھن شتر مادہ کے) بچے کے چوسنے کے لئے چھوڑا جاتا ہے اور آدھا دودھ مالک اپنے پینے کے لئے نکال لیتے ہیں (۲ یا ۳ دفعہ دن میں) اور ایک اچھی شتر مادہ (لیاری ڈاچی) دن بھر میں دس۱۰ بارہ سیر دودھ دیتی ہے۔ قدیمی شتر بان (ڈکھنی اٹھوال) اونٹنی کے دودھ کو بہت پسند کرتے ہیں اور کسی چیز کو ایسے لذیذ اور پیارا نہیں سمجھتے۔ لیکن جو آدمی اس کے عادی نہ ہوں وہ اُس کے تیز کھاری ذائقہ اور اجنبی بُو سے اس کو چنداں پسند نہیں کرتے اور ہضم بھی نہیں ہوسکتا۔ دیسی طبیب طحال کے مریضوں کو اونٹنی کے دودھ کا استعمال بہت مفید بتلاتے ہیں۔ اور گھوڑوں کے شوقین بچھیروں کی پرورش اسی دودھ پر کرتے ہیں اور اس کو بہت مفید بتلاتے ہیں۔ اونٹنی کی دہی البتہ بہت عمدہ ہوتی ہے۔ اور پیاس کے وقت دل کو بھاتی ہے اس میں گھی

نہیں ہوتا۔ اونٹ کے بچے اگر باقاعدہ پالے جاویں تو اُن میں موت کم ہوتی ہے لیکن چونکہ اِن کو موسمی سختی سے بچایا نہیں جاتا دودھ کم دیا جاتا ہے۔ اور جلد دودھ بڑھایا جاتا ہے۔ اور صغیر سن سے کام لیا جاتا ہے اور مناسب پرورش اور عمدہ خوراک بھی میسّر نہیں ہوتی اِس لئے بہت مرتے ہیں۔ دیسی ساربان اونٹ کو اُس کی عمر اور جنس کے لحاظ سے مختلف نام دیتے ہیں۔ مثلاً

۱۔ شیر خوار شُتر مادہ۔ لیاری ٹوڈی

۲۔ یک سالہ شُتر مادہ۔ کوٹیلے ٹوڈی

۳۔ دوسالہ اور اس سے اوپر۔ پُراف

۴۔ پوری عمر کی شُتر مادہ۔ ڈاچی۔ اگر شیر دار ہو۔ تو لیاری یا تروکڑ

۵۔ بوڑھے۔ ایضاً۔ جھروٹ

۶۔ نر بچہ۔ لیارا ٹوڈا

۷۔ ۶ ماہہ بچہ۔ مہانہ

۸۔ یکسالہ بچہ۔ کوٹیلا

۹۔ دوسالہ بچہ مزات

۱۰۔ ۳ سالہ بچہ تراہان

۱۱۔ چہار سالہ چھتر۔ پچھدا

۱۲۔ پنج سالہ دوندا۔ یا دودک

۱۳۔ چھ سالہ چھگا۔ یا چوک

۱۴- ہفت سالہ - چھیگا

۱۵- ہشت سالہ - نیش-جوان-پورا

۱۶- بوڑھا- کہانیا-

سُنا ہے کہ مانگولیا کے لوگ اپنے اونٹوں کو ۳ اور ۴ سال کی عمر میں آختہ کر دیتے ہیں - اِس سے وہ اصیل۔نرم مزاج اور محنتی ہو جاتے ہیں اور اچھی نسل بھی محفوظ رہتی ہے ؛

جو اونٹ محکمہ ٹرینس پورٹ کے لئے خرید ے جاتے ہیں۔ اُن کی گردن کے بائیں جانب داغ دیا جاتا ہے۔جس میں سرکاری نشان اور خرید کے سال کے ۲ ہندسے ہوتے ہیں۔جو اونٹ محکمہ سے خارج کیا جاوے اُن کے پٹھ پر داغ دیا جاتا ہے ؛

جو اونٹ سرکاری بار برداری کے لئے خرید کئے جاویں۔ اُن کی عمر ۶ اور ۸ سال کے اندر ہونی چاہئے۔اور قد کندھے کے پاس سے ۶½ فٹ سے کم نہ ہو۔پنجاب کے لوگ ۲½ سالہ بچہ کو رتر ہان نکیل ڈالتے اور چو سالہ سے محنت لینا شروع کر دیتے ہیں۔ پہلے بہت تھوڑا بوجھ لادتے ہیں اور جوں جوں جانور عمر اور قد میں ترقی کرتا ہے۔بوجھ بھی بڑھاتے جاتے ہیں ؛

عمر

اونٹ کی عمر دانتوں سے پہچانی چاہئے۔چھوٹی عمر کا بچہ -اور بڑھا جانور دونو

سخت محنت کی برداشت اور سفر و موسم کی سختی کے جھیلنے کی طاقت نہیں رکھتے اِس لئے اونٹ کے خریدنے کے وقت اُس کی عمر غور و توجہ سے دیکھ کر ۶ سال سے کم عمر کا جانور نہ خریدنا چاہئے ⁂

عمر کی شناخت اس طرح پر ہوتی ہے کہ دُو سالہ بچّہ کے مُنہ میں نچلے جبڑے میں ۸ عارضی سامنے کے دانت ہوتے ہیں اور ۲ عارضی بالائی جبڑے میں (مزات) ۳ سالہ بچّہ میں یہ عارضی دانت گھس کر چھوٹے ہوجاتے ہیں (ترہان) ۴ سالہ میں بالکل گھس جاتے ہیں۔ اور دُور دُور چھوٹی سیاہ رنگ کی جڑیں باقی رہ جاتی ہیں۔ (چھتر) پانچ سالہ جانور میں نچلے جبڑے کے میانہ دو انسائزر یعنے سامنے کے دانت نکلتے ہیں (دوندا۔ یا دوک) چھٹے سال کی عمر میں۔ میانہ جوڑا کے گرد ۲ اور انسائزر دانت نکلتے ہیں۔ (چوگا۔ یا چوک) ۷ سال کی عمر میں کنارے کے دو انسائزر دانت نمودار ہوتے ہیں۔ (چھیگا) ساڑھے سات سال کی عمر میں نچلے جبڑے کے نیش نکلنے شروع ہوتے ہیں اور اسی عمر میں بالائی جبڑے کے نیش بھی نکلتے ہیں۔ جو ۸ سال کی عمر میں پورے ہوکر انسائزر دانتوں کے برابر ہوجاتے ہیں اُس وقت اونٹ کو نیش یا جوان بولتے ہیں اور جانور جوانی کے زور میں ہوتا ہے۔ بالائی دوسرا جوڑا نیش کا قدرے کم و بیش پیچھے نکلتا ہے۔ اب دانت گھسنے شروع ہوتے ہیں۔ اور جس قدر عمر بڑھتی جاوے اُسی قدر دانت گھسے ہُوئے۔ تیز اور ایک دوسرے سے جدا جدا اور سیدھے ہوتے جاتے ہیں پہلے نیش بھی سامنے کو جُھکے ہُوئے بعد ازاں سیدھے۔ اور آخر کو پیچھے کی طرف مُڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ اگر دانت

بہت گھسے ہوئے معلوم ہوں۔ اور عمر کا پورا پتہ نہ لگے اور شبہ ہو تو اونٹ
کے مُنہ کو کھول کر اُس کی ڈاڑھیں دیکھیں۔ اگر ڈاڑھیں بھی بہت گھسی
ہوئی ہوں تو گو اونٹ طیار بھی ہو ہرگز خرید نہ کریں کہ ڈاڑھوں دانتوں
کے بغیر کھا چبا اچھّی طرح نہیں سکتا اور جلد خستہ ہو جاتا ہے اور علاوہ دانتوں
کے جانور کی عام حالت اور آنکھ کا بالائی گڈھا بھی دیکھنا چاہئے۔ جوانوں
میں یہ گڈھا اُتھلا اور بوڑھوں میں بہت گہرا ہو جاتا ہے ؀

محکمہ باربرداری کے لئے خرید شتر

اونٹ خریدنے کے لئے بڑے تجربہ کار لائق اور دور اندیش وٹیری نیری
ڈاکٹر کو منتخب کرنا چاہئے جو کہ محکمہ ٹرانس پورٹ کے فرائض۔ تکلیفات اور ضروریات
سے بخوبی واقف ہو۔ اور اونٹوں کے حالات سے بھی پورا ماہر ہو۔ اور ملک کی
زبان سے بھی پورا واقف ہو تاکہ ترجمان کی ضرورت نہ رہے اور براہ راست
دیسی شتر فروشوں سے گفتگو کر سکے۔ دلّال لوگ ناواقف افسروں کو بڑے
دھوکے دیتے ہیں۔ اور ردّی قسم کے بُوڑھے۔ مریض۔ معیوب جانور اور
بچّے اُن کے ہاتھ فروخت کر دیتے ہیں اور جتنے اوسط عمدہ جانوروں سے اُنکے
مالک مشکل سے علیحدہ ہوتے ہیں اور نیز دام بھی بہت لیتے ہیں۔ بڑا تجربہ کار
افسر عمدہ کار آمد اور ضرورت کے مناسب جانور خرید کر سکتا ہے۔ اور ٹرانسپورٹ
افسر کا ہمراہ ہونا بھی ضروری ہے ؀

چونکہ محکمہ ٹرینس پورٹ جنگی فوج کی ٹانگیں ہیں جب تک ٹانگیں صحیح اور درست نہوں چلنا

محال ہوتا ہے اِس لئے اونٹوں کے خرید کے وقت اِن باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔ (۱) عمر پہچاننا۔ (۲) قد و قامت دیکھنا۔ (۳) عام حالتِ صحت۔ اور عیوب و امراض سے آزادی۔ مادہ ہو تو حاملہ نہ ہو۔ کوہان اونچے پُر۔ چھاتی گہری۔ کندھے اور پٹھے کے عضلات مضبوط۔ کمر اور ران طاقت ور۔ (۴) بوجھ لاد کر دیکھنا کہ بیٹھنے اور اُٹھنے کے وقت کانپتا تو نہیں۔ (۵) رفتار اور چال دیکھنا کہ قدم اچھا ہے اور لنگ تو نہیں نیز یاد رکھو کہ چھوٹی راس کی مضبوط۔ کوتاہ ٹانگوں کے جانور اس کام کے زیادہ لائق ہوتے ہیں خصوصاً سرحدی پہاڑی علاقہ کے (۶) ناک درست ہے۔ پیروں کی گدی اور سُم وغیرہ صاف ہیں پیٹھ پر لاگہ تو نہیں پٹھے اور کوٹھے پر پُرانے گھاؤ (گوٹک) تو نہیں ہے۔ اس موقعہ پر یاد رکھو کہ اونٹ کے کوہان یا پیٹھ کے ناسور اور گہرے لاگہ کو ساربان فروخت کے وقت گوبر وغیرہ سے پُر کر کے اوپر سے پشم سے پوشیدہ کر لیتے ہیں۔ اس بات کا خیال رکھنا چاہئے (۷) کچھلا اور بھگلا نہ ہو یعنے بغل اور کوہنے و کوڑی کو بغور دیکھنا چاہئے کہ کسی قسم کی رگڑ یا گھاؤ تو نہیں کھاتے اور نیور کا نشان تو نہیں ہے۔ کوکھ اور کمر پر ورم تو نہیں ہے (۸) کھجلے کا نشان تو نہیں ہے (۹) جوڑ تندرست اور ٹھیک قدر رکھتے ہوں (۱۰) آنکھیں تندرست اور بصارت اچھی ہو۔ اگر جسم پر داغ کے نشان ہوں تو اُن کا چنداں فکر نہیں کیونکہ دیسی ساربانوں کو عادت ہے کہ وہ قریباً ہر ایک مرض میں اور ہر ایک موقعہ اور حصہ جسم پر بلا ضرورت داغ دیدیتے ہیں اس لئے اِن کا چنداں فکر نہ کریں جب تک کہ کوئی خاص مرض زیرِ نظر نہ گذرے۔

عرب اور ترکستان کے اونٹ کی عمر اٹھارہ بیس سال اور ہندوستان کے اونٹ

کی عمر اس سے بھی زیادہ ہوتی ہے اس لئے یہ بات بوقت خرید شتر ذہن نشین رکھیں کہ یہ اونٹ خرید کیا جاوے تو کتنے سال تک کام دیگا +

سرکاری محکمہ ٹرینس پورٹ کا قاعدہ ہے کہ ۳ اونٹ ایک ساربان کے سپرد کرتے ہیں اور فی الواقع ایک آدمی ۳ اونٹوں کی خبرداری بھی بخوبی کر سکتا ہے لیکن قباحت یہ ہے کہ یہ لوگ اصلی ساربان نہیں ہوتے۔ جو اونٹوں سے محبت اور دلچسپی ظاہر کریں اور اُنکی خبرگیری اور محافظت میں تن دہی کریں یہ لوگ معمولی قُلّی اور مزدور ہوتے ہیں جو اونٹ کے حالات سے بالکل ناواقف اور اناڑی بجائے اُن کی پرورش کرنیکے موقعہ تاڑ کر اُن کی خوراک وغیرہ سے بھی چوری کر لیتے اور اُن کو بھوکا مارتے ہیں اور جانور کچھ تو اُنکی جہالت و ناواقفیت کے سبب اور کچھ اُنکی غفلت اور بدچلنی کے سبب تلف ہو جاتے ہیں +

بار برداری کے جانوروں کا باہم مقابلہ

اونٹ اور دیگر جانوران بار برداری کا باہم مقابلہ۔ اونٹ کی نسبت بیل مریض زیادہ ہوتا ہے خصوصاً امراض تنفس و قارورہ و ہضمیت میں زیادہ مبتلا ہوتا ہے۔ سفر کے مصائب کی برداشت کم رکھتا ہے۔ بھوکھ پیاس میں جلد مر جاتا ہے اسکی خوراک کا ذخیرہ بھی ٹرینس پورٹ کے ہمراہ ہونا لازمی ہے اور اُونٹ سے سُست اور آہستہ چلتا ہے اس کے لئے نعلبندی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور بیل گاڑی کے لئے چوڑی سڑک درکار ہے۔ بخلاف اسکے اُونٹ میں یہ اوصاف موجود ہوتے ہیں (۱) وزن بہت اُٹھاتا ہے۔ (۲) تیز چلتا ہے (۳) سال بھر میں منزلیں بہت طے کر سکتا ہے (۴) جہاں بیل گاڑی

پھنس یا بیٹھ۔ یا ٹوٹ جاتی ہے وہاں سے اونٹ گذر جاتا ہے (۵) ندیوں سے لدی
ہوئی گاڑی نہیں گذر سکتی اور اونٹ گذر جاتا ہے (۶) جس قدر مُہلک اور متعدی
مرضیں مویشی پر حملہ کرتی ہیں اُسقدر اونٹ پر نہیں کرتے (۷) اُشتر کی عمر بیل سے بہت
زیادہ ہوتی ہے اور عرصہ تک مشقت دیتا ہے (۸) خوراک اور پانی نہ ملے تو اسکو خاصی برداشت
ہے (۹) سفر کی تکلیفوں اور موسمی شدت کی برداشت بہت رکھتا ہے (۱۰) بیل گاڑی اکثر
ٹوٹ جاتی ہے (۱۱) اونٹ کیلئے گاڑیکی ضرورت نہیں ہوتی خرچ کی کمی ہوتی ہے اور سامان
شتر ارزان اور سادہ ہوتا ہے (۱۲) اونٹ کا چارہ علے العموم قدرتاً سب جگہ موجود ہوتا ہے وہ
اونچے درختوں سے رزق حاصل کرتا ہے جہاں اور کسی جانور کا ہاتھ منہ نہ پہنچے اور اُن
کڑوی کسیلی جھاڑیوں پر پیٹ بھرتا ہے جن کو سب جانوروں نے نامنظور کیا ہو ؎

ہاتھی بڑا قد آور جانور ہے لیکن سب جگہ پر بار برداری پہنچانے کے قابل نہیں ہے
بسیار خور ہے اور پانی بہت پیتا ہے اسکو وسیع سڑکیں درکار ہوتی ہیں اور پہاڑی تنگ و
تاریک راستوں پر جواب دیدیتا ہے۔ موسمی سختی کی برداشت بہت کم رکھتا ہے۔ پتھریلی
زمینوں میں اور گرم ریت پر اسکے پیر چھ جاتے اور اُن کا طبق اُڑ جاتا ہے ؎

خچر سب قسم کے بوجھ اُٹھانے والے جانوروں سے مضبوط تر ہوتا ہے۔ محنتی جفاکش
کم خور۔ اور سب جگہ پر قابل انتظام ہے۔ پہاڑی ملکوں میں بھی خوب کام دیتا ہے
عمر بھی اس کی اچھی ہوتی ہے اس کی جسمانی بناوٹ کی پختگی اور قوۃ برداشت قابل
تعریف ہے۔ معمولی کم خوراک پر طیار رہتا ہے۔ لاگ گھاؤ اور لنگ بھی کم ہوتا ہے
اندرونی امراض میں بھی مثلاً کالک کم مبتلا ہوتا ہے۔ تیز رو ہے۔ ۳ میل فی گھنٹہ چل سکتا ہے۔
اور ۲۰ میل روزانہ منزل طے کر سکتا ہے لیکن ریگستان میں جلد عاجز آجاتا ہے اسکے

سُم ریت میں گڑ جاتے ہیں اِن کو لات مارنے اور مُنہ سے کاٹنے کی بھی بدعادات ہیں لیکن یہ عادتیں زیادہ تر دراہیوں اور سائیسوں کے بُرے سلوک کا نتیجہ ہوتا ہے
خچرّ توپ خانہ اور گاڑی کھینچنے کے کام آتے ہیں ؛

یابو یعنے ٹٹو بھی بار برداری کا خاصہ جانور ہے۔ یہ عادات میں شریف اور کسی قدر بھوکھ پیاس کی بھی برداشت رکھتا ہے۔ لات اور مُنہ بھی نہیں چلاتا خصوصاً پہاڑی گوٹ اور چھوٹی راس کے موٹی گردن۔ چوڑی چھاتی۔ اور مضبوط ٹانگوں کے دیسی ٹٹو اس کام کے لئے بہت موزوں ہیں۔ ہاں انکی خبر گیری اور ملنے دلنے میں خاص ہوشیاری درکار ہے۔ اور سب قسم کے جانوروں سے زیادہ محتاج مدد ہیں۔ خچرّوں کے برابر تیزرو۔ اور ایکسو پچاس پونڈ وزن پیٹھ پر اُٹھا کر سفر کر سکتے ہیں ؛

گدہا سب قسم کے باربرداری کے جانوروں سے زیادہ جفاکش اور محنتی اور صابر ہوتا ہے اور بھوکھ کی برداشت بھی خاصی رکھتا ہے۔ یہی جانور ہے جس کو قدرت نے پیٹھ پر بوجھ لادنے کی غرض سے پیدا کیا ہے اور گدھے و گھوڑیوں کو ملا کر جو خچرّ لئے جاتے ہیں وہ بھی گویا بڑے قد کے اور شکیل گدھے حاصل کئے جاتے ہیں۔ گدھا چھوٹا جانور ہے اور اس لئے تھوڑا وزن برداشت کرنے کے لائق ہے۔ تاہم چھوٹا گدہا بھی ایکسو چالیس پونڈ وزن اُٹھا کر بخوبی سفر طے کرسکتا ہے خوراک بھی معمولی قسم کی تھوڑی کھاتا ہے مُفصلات میں مقامی اغراض باربرداری کے لئے اِس سے بہتر اور کوئی جانور نہیں ہے لیکن محکمہ ٹرینس پورٹ کیلئے چنداں مفید نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اِس کا قد چھوٹا ہے۔ ندیوں اور نالوں کے عبور کرنے میں اس کی پیٹھ کا بوجھ بھیگ جاتا ہے۔ بڑی دقت اور دشواری

پیش آتی ہے ؛

امتحان شتر

ہم اُونٹ کے سب عیب وصواب اور اوصاف وغیرہ پہلے مُفصل بتلا چکے ہیں۔ اس وقت فقط اُس کا طریق امتحان بوقت خرید۔ بتلانا مقصود ہے جس وقت وٹیر نیری ڈاکٹر اونٹ خریدنے کے لئے کسی علاقہ میں جاوے تو پہلے سب جمع شدہ اونٹوں کو ایک سرسری نظر سے ملاحظہ کرے تمام دُبلے مریض معیوب اور بوڑھے جانور۔ اور بچے جو ۵ سال سے اندر عمر رکھتے ہوں اور مادین حاملہ۔ سب کو فوراً علیحدہ کر کے رخصت کر دیوے اور جو ظاہراً اچھے۔ مضبوط۔ پُورے قد کے طیار جانور ہوں اُن کو ایک طرف قطار میں بٹھا دیوے۔ اور یکے بعد دیگرے اِنکا اِمتحان کرے ؛

بہتر ہے کہ وٹیر نیری ڈاکٹر اور محکمہ بار برداری کے افسر وونو دیسی علاقہ کی زبان جانتے ہوں۔ تاکہ شتر فروشوں سے بِلا توسّل دلّالوں اور ذیلداروں تحصیلداروں وغیرہ کے خود گفتگو کر سکیں۔ اگر خود بات چیت نہ کر سکیں۔ تو کم از کم شُتر بانوں کی باتیں بخوبی سمجھ سکیں۔ تاکہ مترجموں اور دلالوں کو دھوکا دینے اور رخنہ اندازی کرنے کا موقعہ نہ ملے۔ امتحان کرنے کے وقت پوری توجہ اور غور سے جانور کو دیکھنا اور اُس کے ہر پہلو پر خیال رکھنا چاہئے اور شتر بانوں وغیرہ کو شور غوغا نہ کرنے دیں جبکہ وہ طبعاً عادی ہوتے ہیں۔ تاکہ پُوری توجّہ اونٹوں کے اِمتحان میں مبذول رہے ؛

امتحان کے وقت جہاں تک ہو اونٹوں کے مُنہ اور لات دونوں سے بچنا چاہئے۔ بڑے شریر اور مست اُونٹ کے مُنہ پر اگر چھینکا چڑھوا دیا جاوے تو بہتر ہے اور زیادہ امتحان اُس کی نشست کی حالت میں کرنا چاہئے۔ اور کھڑے کا امتحان کرنا ہو تو اُسکی مُہار اُسکے ساربان یا مالک کے ہاتھ میں پکڑا دیں تب آرام سے کھڑا رہیگا۔

اجنبی آدمی کے ہاتھ لگانے اور قریب جانے سے وہ بڑا مکروہ آواز کرتا۔ اور دانت نکالتا ہے اس لئے ڈرنا نہ چاہئے اور اُس کے سامنے مُنہ کے قریب بھی بلاضرورت کم جانا چاہئے کیونکہ گڑگڑانے کے وقت اکثر جگالی کا بُودار سبز فُضلہ اور لعاب مُنہ سے نکال کر آدمی کے اوپر پھینک دیتا ہے جس سے کپڑے وغیرہ سب آلودہ ہو جاتے ہیں۔

ساربان کھڑے اُونٹ کو اس طرح بٹھاتے ہیں کہ اُس کی مُہار کو ناک سے قریب ۱ فٹ نیچے دہنے ہاتھ میں لیکر اُس کے سر کو نیچے کی طرف کھینچتے ہیں اور باقی ڈھیلا حصہ مُہار کی رسی کا بائیں ہاتھ میں لیکر اُس سے اشارہ کرتے ہیں یا اُس کے گھٹنے پر مارتے ہیں اور مُنہ سے ایک متواتر آواز سُویش سُویش۔ یا ہُش ہُش کی کرتے ہیں اور آخیر شین کے حرف پر زیادہ زور دیکر کھینچتے ہیں جس سے ایک ایسی شُوں شُوں کی آواز نکلتی ہے جو لکھنے میں نہیں آسکتی لیکن ساربانوں کو ایک دفعہ یہ آواز کہتے ہوئے سُننے سے پھر فراموش نہیں ہو سکتی۔ اونٹ کا امتحان اس طرح شروع کریں کہ (۱) اوّل اونٹ کو قدم قدم چلانا اور بعد میں دُلکی کرا کر دیکھنا چاہئے۔ کہ اگلے اور پچھلی ٹانگیں درست اُٹھاتا ہے۔ رفتار کا انداز۔ قدم کی صفائی اور ہمواری اور جوڑوں کا خم بغور دیکھنا چاہئے کہ لنگ تو نہیں کرتا۔

چھاتی کے جانبین پر کوڑی کی دونوں طرف بغور دیکھنا چاہئے۔ کہ کوہنی کو رگڑ کر تو نہیں چلتا۔ یہ عیب اکثر اونٹوں میں دیکھا گیا ہے اور دیسی ساربان اس کو بغل لگی اور کچھلا بولتے ہیں +

(۲) اونٹ کو کھڑا کر کے اور اُس کی مہار ساربان کو پکڑوا کر اُسکے گرد پھریں اور دیکھیں کہ پیروں کی گدیاں۔ نس اور باط۔ درست ہیں۔ اور اطراف۔ کندھے پٹھے۔ ران۔ کھونچ گھٹنے وغیرہ میں کسی قسم کا نقص یا ورم وغیرہ یا عیب تو نہیں ہے۔ جہاں ضرورت ہو ہاتھ سے بھی ٹٹول کر دیکھیں لیکن پھر یاد دلاتا ہوں اونٹ کی اگلی پچھلی لات سے احتیاط سے بچنا چاہئے +

(۳) اونٹ بٹھا دو۔ شتربان کو کہو کہ اُس کی مہار تنگ کر کے پکڑے تب اُس کا منہ کھول کر عمر کی شناخت کرو۔ طریق عمر شناخت کرنیکا پہلے بتا چکا ہوں۔ لیکن دوبارہ تاکید کرتا ہوں کہ ۴ سالہ اونٹ کو غلطی سے کہیں بوڑھا نہ سمجھیں۔ اس عمر میں دودھ کے دانت گھس جاتے ہیں اور قائم ابھی نکلتے نہیں اس لئے پھدا ہوتا ہے ساربان اس کو چھتر بولتے ہیں۔ اور مبتدیوں و نوجوان افسروں کو اس بات سے باخبر ہونا چاہئے۔ پانچ سال سے آٹھ سال تک اونٹ کی عمر پہچاننا بڑا آسان ہے اس کے بعد عمر کا اندازہ لگانے کے لئے مشق اور تجربہ درکار ہے +

(۴) نتھنوں کو دیکھو کہ مُہار کے سبب زخم یا گھاؤ یا کرم وغیرہ تو نہیں آنکھوں کا امتحان بغور کرنا چاہئے۔ کہ ان میں سفیدی یا جالا وغیرہ تو نہیں اور بصارت درست ہے۔ کیونکہ اکثر اونٹوں کی آنکھیں بھی مریض ہوتی ہیں۔ سر۔ گردن۔ پیٹھ۔ کوہان۔ سکر۔ پٹھے وغیرہ غور سے دیکھنا اور ہاتھ سے ٹٹولنا کہ کہیں زخم اور گھاؤ یا

پورا ناناسور تو نہیں ہے۔ جہاں سے بال ڈھیلے ہوں (خصوصاً کمر کے فقروں کے پاس اور کوہان پر) اُس جگہ کو زیادہ احتیاط سے دیکھو۔ کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے۔ کہ شتر فروش اونٹ کی پیٹھ اور کوہان و کمر کے گھاؤ اور ناسور کو گوبر اور کیچڑ سے پُر کر کے اُس پر گوند سے بال چپکا کر پوشیدہ کر دیتے ہیں اور ممتحن کی نظر سے اس طرح یہ عیب بچا لیتے ہیں پیر کی گدّیوں۔ ناخنوں۔ تلوے۔ ہاک یعنی کھونچ کی چوٹی۔ ران کا اندرونی حصّہ دم اور فوطوں وغیرہ کو دیکھ لو۔ کہ کوئی غیر معمولی بات اِن میں موجود نہیں۔ چمڑا خارش اور اگزیما سے صاف ہو +

(۵) اونٹ پر بوجھ لاد کر۔ یا دو آدمی اُس کی پیٹھ پر سوار کر کے اُس کو اُٹھاؤ اور دیکھو اُس کے اُٹھنے میں کسی قسم کی دقّت یا لرزہ وغیرہ تو نہیں ہوا کیونکہ جن اونٹوں کی کمر کمزور اور مفلوج ہوتی پچھلی اطراف بے طاقت ہوں وہ اُٹھنے اور بیٹھنے کے وقت بہت دیر لگاتے ہیں۔ اور بہت کانپتے ہیں۔ پھر اسی غرض سے قدم قدم تیز چلا کر دیکھو۔ اگلے اطراف کے کندھے سے لنگ تو نہیں کرتا +

(۶) اگر شتر مادہ ہو تو علاوہ اور امتحان کے یہ دیکھ لیں کہ حاملہ نہ ہو۔ اور ہر ایک باربرداری کے جانور میں یہ وصف ہونی چاہیئے۔ ٹانگیں چھوٹی مضبوط۔ سینہ کا دورہ بڑا۔ گہرا۔ دھڑ گول۔ کہنیاں پہلوؤں سے اچھی طرح باہر نکلی ہوئی (ایلبوز اوٹ) شانے۔ پٹھے۔ ران۔ اور بازوؤں کے عضلات مضبوط۔ خوب نمایاں ہونے چاہیئے۔ کوہان بڑا۔ گول اور اُبھرا ہوا۔ اگر جانور سواری کی غرض سے لینا ہو۔ تو اُس میں یہ وصف ہونے ضروری ہیں۔ ٹانگیں لمبی۔ صاف اور استخوان نازک۔ جوڑ مضبوط۔ سینہ کا دور عمیق۔ اور شکاری تازی کتّے کی طرح کھوکھلا تنگ ہو۔

سر چھوٹا۔ کان پتلے اونچے خوب صورت۔ ناک کی ہڈی اُبھری ہوئی۔ آنکھ کا خانہ بڑا اور اُبھرا ہوا۔ پیشانی چوڑی۔ چشم روشن موٹی اور شوخ۔ گردن لمبی پتلی خوب صورت۔ اِس کا قدم صاف اور تیز ہونا چاہئے۔ اور چلنے کے وقت پیر زمین سے اونچے اُٹھا کر رکھے۔ کیونکہ جو اونٹ قدم اونچا نہ اُٹھاویں۔ وہ اکثر ٹھوکر لیتے ہیں۔ اور ٹھوکر لینے والا اونٹ خطرناک ہوتا ہے۔ کسی اونٹ کے جسم پر اکثر زخم سب قسم کے قابل اعتراض ہیں لیکن بعض بعض نسبتاً کم توجہ طلب اور معمولی علاج و تدبیر مثلاً پالان کا زخم کے مقام سے خالی اور کھونکلا کر دینا وغیرہ سے اچھے ہو جاتے ہیں۔ تو اُس وقت اُس کا چنداں فکر نہ کریں۔ زخم کا عام مقام کوہان۔ کمر کے فقروں کے سرے اور پسلیوں کا محراب دار حصّہ ہوتا ہے۔ خصوصاً کوہان کا زخم بہت ہی خراب ہوتا ہے۔ اس میں مواد پیپ جلد جلد گھر کر لیتا ہے۔ اور گہری بناوٹ میں جلد کے نیچے نیچے چلا جاتا ہے۔ اور بعض دفعہ جب عرصہ تک علاج میں غفلت کی جاوے۔ لا علاج حالت ہو جاتی ہے۔ اس لئے ایسے زخموں کا خیال رکھنا چاہئے ✦

جو نقائص اور عیوب اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ اِن کے بھی کئی درجہ ہوا کرتے ہیں۔ اور جب خفیف درجہ میں ہوں۔ تو ضرورت کے وقت جب کہ بہت تعداد شتران قلیل عرصہ میں خریدنی ہوتی ہے۔ عمداً نظر انداز کرنے پڑتے ہیں۔ اور جلدی میں کبھی زیر نظر بھی نہیں گزرتے۔ لیکن وہ عیب جو بالفعل تو خفیف درجہ میں ہے۔ لیکن اِس کا اخیر نتیجہ خطرناک ہے۔ تو اُس کو کبھی نظر انداز نہ کرنا چاہئے۔ مثلاً کمری یا کمر کا کمزور اور مفلوج ہونا۔ جانور کا لنگڑا ہونا

وجع المفاصل وغیرہ۔ امن کے زمانہ میں جب کہ تھوڑے اونٹ خریدنے ہوتے ہیں
اور وقت بہت ملتا ہے تو اُس وقت معمولی قسم کے زخم گھاؤ اور دیگر مرضوں سے
بھی جانوروں کو نامنظور کیا جاتا ہے۔ لیکن مہم کے وقت جب کہ قلیل عرصے
میں بہت تعداد اونٹوں کی خریدنی ہو۔ تو ضرورتاً نہ تو اِس قدر احتیاط ہو سکتی ہے
اور نہ ہی اِس قدر احتیاط کا موقعہ ملتا ہے۔ کیونکہ اِدھر وقت گذر جاتا ہے۔ اور
اُدھر اونٹ کافی تعداد میں نہیں لائے جاتے۔ اِس لئے باریک بینی نہیں ہو سکتی
تاہم حتے الوسع پوری کوشش اور فرض ادائی کرنی چاہیئے۔ کم از کم کارآمد جانور
خرید کئے جاویں ٭

بعض دفعہ کرایہ پر اونٹ لینے کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ اُس وقت تو
اِس قدر باریک بینی کی ضرورت بھی نہیں رہتی۔ فقط یہ دیکھنا چاہیئے کہ جانور
اچھی حالت میں ہے۔ اُس کی پیٹھ درست ہے۔ بچّہ یا حاملہ یا بہت بوڑھا جانور
نہیں ہے۔ بہت علیل اور کمزور نہیں ہے۔ متعدی مرض میں مبتلا نہیں
ہے۔ اور ہمارے کام کے لائق ہے۔ تو ایسے سب جانوروں کو فوراً پاس
کر دینا چاہیئے۔ ہاں جو معمولی نقص بھی زیرِ نظر گذریں۔ تو اُن سے اُن کے مالکوں
کو آگاہ کر کے یادداشت میں لکھ لینے چاہیئے۔ اِس کا یہ فائدہ ہے۔ کہ ایک تو
اُن کے ناکارہ ہو جانے سے اگر کوئی اعتراض پیدا ہو۔ تو اُس وقت اس بات
کا کافی ثبوت ہوگا۔ کہ جانور پہلے ہی سے ناتندرست تھا۔ دوم بعض دفعہ جانوروں
کی ہلاکت کے بعد عوضانہ کے طلب کرنے میں بھی زیادہ ہوس کرتے ہیں۔
اور جانور کے اصلی دام سے کہیں زیادہ طلب کرتے ہیں۔ سوم یہ بھی بڑا

فائدہ ہے۔ اکثر لوگ سرحدی لام پر اونٹ بھیجنے سے ڈرتے ہیں۔ اور اِس غرض سے اُن کو زخمی کر کے معیوب کر دیتے ہیں۔ جس حالت میں زخمی اونٹ بھی لے لیا جاوے۔ اور اس کا نوٹ کر لیا جاوے۔ کہ کرایہ کرنے کے وقت اونٹ زخمی تھا۔ تو مالک کو اپنے اونٹ کو زخمی کرنے کی جرأت نہیں رہتی ؛

اشارات متعلق علم تشریح

فی الحقیقت اونٹ جگالی والے جانوروں کی جماعت سے تعلق رکھتا ہے۔ جن کے کھر چرے ہوئے۔ اور بالائی جبڑے میں انسائزر ٹیتھ یعنی کاٹنے والے دانت نہیں ہوتے۔ تاہم بہت سے اختلافات بھی ہیں۔ جسے باقی جگالی والوں سے کچھ تفاوت ہوجاتا ہے۔ مثلاً اس کی کھوپری کی بناوٹ گوشت خور جانوروں کے مشابہ ہے۔ اس کی گردن کے فقرے مثل اور جانوروں کے سات لیکن بڑے لمبے ہوتے ہیں۔ فقرات پشت ۱۲۔ فقرات فقرات کمر۔ سات۔ فقرات پٹھ پانچ۔ اور دُم کے فقرے ۱۲ سے ۱۷ تک ہوتے ہیں ؛

ریڑھ کے مُہروں کے بالائی ابھار کوہان بنانے کے لئے زیادہ لمبے اور اونچے (جیسے گھوڑے میں مدھو بنانے کے لئے ہوتے ہیں) اور اُن کے ارد گرد بارہ جوڑے پسلیوں کے لگے ہیں۔ استخوان صدر چند ٹکڑوں کے باہم ملنے سے بنی ہے۔ ٹانگوں کی ہڈیاں۔ لمبی۔ مضبوط۔ استخوان الناگھٹنے کے

جوڑ تک پہنچتی ہے۔ اور نلی کے گرد دو چھوٹے اسپلنٹ نہیں ہوتے۔ اگلے پچھلے پیر کی نلیوں کے استخوان زیرین سرے پر ۲ حصوں میں منقسم ہیں۔ اور ہر ایک حصہ کے ساتھ جوڑ ا سسں مائڈ ہڈیوں کا لگا رہتا ہے۔ اِن کے نیچے استخوان فیلنجیز جو قدرے لمبے ہوتے ہیں۔ پیوستہ ہیں۔ آس کیل سسں ہڈی میں فقط ایک اُبھار ہوتا ہے۔ اونٹ کے پاؤں کے دو ڈیجٹس یعنی انگشت بجائے ایک دوسرے سے ممیز اور علیحدہ ہونے کے آزاد سروں کی طرف نیچے سے بذریعہ ایک ناخنی بناوٹ کی نہایت لچکیلی گدی کے ملے ہوئے ہیں۔ اِن کے پیش کے حصے پر دو چھوٹی چھوٹی مجوّف ٹوپیاں ہوتی ہیں۔ جو ہر دو انگشت کے سروں کو ملفوف کرتی ہیں *

لچکیلے اور کسی قدر محدب تلوے کے اوپر دو بہت موٹی بیضوی گدیاں ہیں جن پر ہر ایک ڈیجیٹ کے دو اخیری فیلنجیز افق وار پڑے رہتے ہیں۔ یہ گدیاں جو زرد و لچکیلے بہت سی تہوں سے لپٹی ہوئی ہوتی ہیں۔ فیلنجیز سے بذریعہ بہت مضبوط بندوں کے بجُٹے ہیں۔ اور اُن کی بناوٹ ایک خاص مادے کی ہے۔ جس کا رنگ زردی مائل سُرخ ہوتا ہے۔ اور ریشہ دار و لچکیلا ہوتا ہے۔ لیگیے منٹم نیوکی۔ اور سکم کے ابدامنل فیشیا کے مشابہ لیکن کئی لحاظ سے اِن سے کسی قدر اختلاف بھی رکھتا ہے۔ اس عجیب قسم کی ساخت نے اونٹ کے پیر کو نہایت لچک دے رکھی ہے۔ جب اس پر بوجھ پڑتا ہے۔ تو تلوا پیر کا چپٹا ہو جاتا ہے۔ گدیاں قدیں گھٹ جاتی ہیں۔ اور ایک سرے کی طرف پھیل جاتی ہیں اور فیلنجیز یعنی دو انگشت کے میانہ خلا کو کسی حد تک پُر کر دیتے ہیں۔ یہ بلت

چلتے اونٹ کے سامنے کھڑا ہو کر دیکھنے سے بخوبی نمایاں ہوتی ہے۔ جب دباؤ ہٹ جاوے۔ تو ناخنی قرص تلوے کا پھر کسی قدر محدّب ہو جاتی ہیں۔ اور دونو گدیاں اپنی اصلی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ اِس خاص بناوٹ کے سبب اونٹ کی رفتار بلا آواز ہاتھی کی طرح اُس کی آہٹ بے معلوم ہوتی ہے۔ ہاں چلنے کے وقت ایک طرف کے دونو اگلے پچھلے پیر ایک دفعہ اُٹھاتا ہے۔ اِس لیئے اُس کی چال میں ہچکولا بہت ہوتا ہے۔ جس لئے سوار کو زیادہ جھوکا آتا ہے ✤

اعضاے ہضمیت میں بھی کچھ اختلافات ہیں۔ مثلاً بالائی لب اونٹ کا بہت لمبا اور درمیان سے پھٹا ہوا ہوتا ہے۔ او نتھنوں سے ایک چھوٹی سی نلی اِس لب کے شگاف میں آن کر کھُلتی ہے۔ جو اس کو مرطوب رکھتی ہے۔ زیریں لب نیچے لٹکتا ہے اور موٹا ہوتا ہے۔ اونٹ کا منہ چوڑا اور اُس کی جھلی پر کانٹے دار استر لگا ہوا ہوتا ہے۔ ہر ایک کانٹے کی جڑ کے پاس لعاب پیدا کرنے کا سوراخ ہوتا ہے۔ اونٹ کے دانت تعداد میں ۳۴۔ اور گاہے ۳۸ ہوتے ہیں یعنی فی طرف بالائی جبڑہ میں پانچ مولر یا ڈاڑھیں دو ٹشز یا نیش۔ اور ۲۔ انسائزر یا کاٹنے والے یہ آخر مذکورہ دانت بیل میں نہیں ہوتے۔ نچلے جبڑے میں فی طرف ۴ ڈاڑھیں ۲ نیش اور کل ۶۔ انسائزر دانت ہوتے ہیں۔ کُل ۳۴ ہوئے۔ گاہے دو فالتو ڈاڑھیں اور ۲ دانت بھی ہوتے ہیں۔ اُس وقت کُل ۳۸ ہوئے۔ اونٹ کے دانت سیلہ سنا ہموار اور بڑے ہوتے ہیں اور آٹھ سال میں جاکر پورے ہوتے ہیں حالانکہ بیل میں ۵ سال کے اندر پورے ہو جاتے ہیں۔ نرم تالو لمبا۔ اور اِس کی بنّی

سطح سے ایک جھلی دار تھیلی جس کو پالو یا تالو بولتے ہیں لگی رہتی ہے۔ اِس پالو کے
اندر ایک اعلےٰ درجہ کی غدودی میوکس جھلی لگی رہتی ہے۔ جو بہت مقدار لعاب
کی ریزش کر سکتی ہے۔ اونٹ اِس تالو کی تھیلی کو اپنے اختیار سے مُنہ سے باہر
الٹ سکتا ہے جو ایک مرطوب سُرخ بھکنی کی شکل میں لٹکتی ہے۔ یہ بات اکثر نر اونٹ
مستی کی حالت میں کرتے ہیں۔ اِس کا عام فائدہ یہ خیال کیا گیا ہے کہ گرم موسم میں
منہ کو اپنے لعاب سے تر رکھتی ہے۔ معدے اونٹ کے بیل کی طرح چار ہوتے ہیں
لیکن یہاں بھاری فرق یہ ہوتا ہے کہ پہلا معدہ یا اوجھڑی دو حصّوں میں منقسم
ہوتی ہے ایک دہنا دوسرا بایاں حصّہ اور فی حصّہ کے ساتھ قطاروں میں ایک
خاص تعداد چھوٹی تھیلیوں کی لگی رہتی ہے۔ جس میں معقول مقدار صاف
پانی کی جمع رہتی ہے۔ اِن تھیلیوں کا مُنہ عضلاتی بناوٹ سے چُست رہتا ہے۔ جس
سبب سے نہ تو اوجھڑی کی غذا اُن میں جا سکتی ہے۔ اور نہ پانی باہر اُلٹ پڑتا ہے
بلکہ ضرورت کے مطابق جذب ہوتا رہتا ہے۔ اونٹ کی برداشت تشنگی انہیں
تھیلیوں کی موجودگی پر منحصر ہے۔ ریگستانوں کے اونٹوں میں یہ تھیلیاں
ضرورتاً بڑی اور زیادہ مقدار صاف پانی کی رکھ سکتی ہیں۔ جہاں اونٹوں کو
۲ یا ۳ دن تک بلا پانی ملنے کے سفر کرنا پڑتا ہے۔ لیکن وادیوں اور سیراب
ملکوں کے اونٹوں میں جہاں اُن کو روزمرّہ پانی میسّر ہوتا ہے یہ تھیلیاں
بہت چھوٹی ہوتی ہیں۔ یہ مبالغہ آمیز عالمگیر مثل کہ شدّت پیاس کے وقت
اونٹ کو ذبح کر کے اُس کے معدہ کی تھیلیوں سے صاف شفاف پانی
نکال کر صحرائی مسافر پیتے ہیں۔ بالکل غلط نہیں جیسے کہ اکثر صاحب لوگوں کا

خیال ہے +

صحیح روایت ہے کہ ہمارے رسول اکرم حضرت محمدؐ صاحب علیہ الصلوٰۃ والسّلام اُحد اور بدر کی لڑائیوں میں اس غرض سے اپنے اونٹوں کو خوب پانی سے سیراب کر کے لے گئے تھے۔ کہ وہاں خشک پہاڑ اور جنگل میں پانی میسّر نہ ہوگا اور ایسی صورت میں یہ پانی کارآمد ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب بہت سے جنگی صحابیؓ شدّت پیاس سے عاجز آگئے۔ تو چند اونٹوں کو ذبح کیا گیا۔ اور اُن کی اوجھڑی کا پانی پی کر جانبر ہوئے۔ فتوح الشام میں بھی ذکر ہے کہ جب مسلمانوں نے قیصر روم کے خلاف چڑھائی کی تو رستہ میں شدت تشنگی اور پانی میسّر نہ ہونیکے سبب اونٹوں کو ذبح کرکے اُن کے معدُں کا پانی پی کر منزل مقصود کو پہنچے تھے اونٹ کی آنت بیل کی نسبت چھوٹی ہوتی ہے۔ جگر بھی کسی قدر چھوٹا۔ اور قرص کی شکل کا ہوتا ہے۔ اِس کے آزاد کنارے پر معمولی شگافوں کے سبب کئی لوتھڑوں میں منقسم ہوتا ہے۔ اسے ایک باریک نالی نکل کر لُبلُبہ کی نالی سے ملتی ہے۔ جو صفرا کو آنت میں ڈالتی ہے۔ اونٹ میں مرارہ یعنی پتّہ نہیں ہوتا۔ جس سے ثابت ہے کہ اونٹ کا ہاضمہ بھی گھوڑے کی طرح بلا وقفہ جاری رہتا ہے۔ اونٹ کا لُبلُبہ اپنی رطوبت دو نالیوں کے ذریعہ آنت میں پہنچاتا ہے ایک براہ راست آنت کو جاتی ہے۔ دوسری مشمول صفراوی نلی کے پہنچتی ہے تلے وزنی اور حجاب عاجزہ اوجھڑی کے فیمابین پڑی رہتی ہے +

آلات تنفّس میں بھی خصوصیتیں ہوتی ہیں نتھنوں کے بالائی پردے لمبے اور ڈھیلے ہوتے ہیں جسے بیرونی ریت غبار ناک میں نہیں جا سکتا کیونکہ

صاف ہو کر اندر جاتی ہے۔ پردہ ڈایافرام کے عضلاتی ستون مضبوط لمبے اور مرکزی نسدار بناوٹ میں ایک چپٹی ہڈی ہوتی ہے ❖

آلات دوران خون میں یہ خصوصیت ہے کہ دل قد میں چھوٹا۔ اور ایک ہڈی رکھتا ہے اور فی منٹ ۴۵ دفعہ چلتا ہے اونٹ کی نبض نامعلوم اور دھیمی ہوتی ہے خون کا رنگ بینگنی اور ریڈ کارپسکلز یعنی خونی سرخ دانے شکل میں بیضوی۔ اور قد میں ایک میلی میٹر کے دو سو تینتیسویں حصہ کے برابر ہوتے ہیں آلات قارورہ میں چنداں کوئی فرق نہیں سوائے اس کے کہ نائزہ کا آزاد سرا بسبب خصوصیت بیرونی عضلاتی بناوٹ کے پیچھے کو خم دار ہوتا ہے۔ اور اسلئے اونٹ پیچھے کی طرف پیشاب کرتا ہے آلات تناسل میں یہ اختلاف ہے کہ اونٹ کا آلہ تناسل پتلا اور لمبا ہوتا ہے بحالت انقباض اس کا غلاف یا میان پیچھے کی طرف مڑا ہوا ہوتا ہے لیکن بحالت انتشار میان ہٹ جاتا ہے۔ اور آلہ تناسل سامنے کو نکلتا ہے۔ اس کے خصیے بھی گوشت خور جانوروں کی طرح پیچھے واقعہ ہوئے ہیں۔ اونٹ جب شتر مادہ سے جفت کیا جاتا ہے۔ تو سب جانوروں سے زیادہ وقت لیتا ہے۔ نر اونٹ کی گدی میں چند غدود بھی (ٹمپورل گلینڈز) ہوتے ہیں جن سے ہر وقت بھورے رنگ کی چکنی رطوبت جاری رہتی ہے۔ خصوصاً مشقت کی حالت اور مست میں یہ رطوبت زیادہ بہتی ہے۔ نظام عصبی اور حواس خمسہ میں چنداں فرق نہیں ہوتا۔ ہاں یہ ضرور یاد رکھیں کہ اونٹ کی آنکھ بہت موٹی اور ابھری ہوئی ہوتی ہے اسلئے ضربات اور چوٹ کی مستعد رہتی ہے ❖

اونٹ کے جسم کے بعض حصوں پر قدرتی سخت مضبوط ابھری ہوئی

گدیاں لگی رہتی ہیں۔ جو اُس کے اُٹھنے بیٹھنے۔ اور آرام لینے کے وقت زمین پر ٹک جاتی ہیں۔ اور اُس کو بہت آرام بخشتی ہیں۔ نیز باقی جسم کو زمین پر رگڑنے سے بچاتی ہیں۔ سب سے بڑی گدّی چھاتی پر ہوتی ہے۔ جس کو کوڑی بولتے ہیں۔ یہ بڑی مضبوط۔ گول۔ اُبھری ہوئی سخت ناخنی بناوٹ سے پوشیدہ ہوتی ہے۔ اور اونٹ کی نشست کے وقت زمین پر ٹکی رہتی ہے۔ اور جانور کو تھک جانے سے بچاتی ہے۔ ۲ گدیاں۔ دونوں کہنیوں کے پیچھے۔ دو کھونچ کے پیچھے۔ اور دو ران کے جوڑ کے سامنے ہوتی ہیں۔ یہ سب گدّیاں اونٹ کی نشست و برخاست کے وقت زمین سے چھوتی ہیں۔ اور رگڑ سے بچاتی ہیں +

عام ہدایات

متعلّق

علم طب و جرّاحی شتراں

چونکہ تمام قسم کے جگالی کرنے والے جانوروں میں سے زیادہ تر توجہ سے بَیل ہی کے علاج الامراض کا مشاہدہ و مطالعہ کیا گیا ہے اور اِسی کو پُوری طرح سمجھا اور آزمایا گیا ہے۔ لہٰذا باقی جُگالی کرنے والے جانوروں کی تشخیص و علاج امراض کے بیان میں مقابلہ کرنے کے لئے ہم بیل ہی کو منتخب کرتے ہیں *

بیل اور باقی جگالی کرنے والے جانوروں کی جسمانی تشریح اور افعال الاعضاء قریب قریب یکساں ہیں۔ لیکن بعض حصوں اور اعضاؤں میں کُچھ نہ کُچھ تفاوت و فرق بھی ہے جو باعتبار اُن فوائد اور ضرورتوں کے جنکے لئے یہ جانور بنایا گیا تھا اور کار آمد ہوا بڑے ضروری ہیں پس اِن اختلافات و تفاوت جسمانی کے مطابق امراض و حوادثات میں بھی کسی قدر کمی بیشی اور تفاوت ہو جاتا ہے مثلاً اونٹ کی گردن بیل کی نسبت طویل

ہوتی ہے۔ اور اُس کی طوالت بہت سے حوادث مثلاً گردن کی شکست ۔ فقروں کے جوڑوں کا ٹل جانا۔ اور گلے و گدّی کے مریض ہونے یا اُن پر چوٹ لگنے وغیرہ کے مستعد رہتی ہے۔ اور یہ حالتیں بیل میں شاذ و نادر دیکھنے میں آتی ہیں۔ اونٹ کی پیٹھ اور کمر کی ساخت و شکل دیکھنے اور اُس کی محنت و کام پر غور کرنے سے معلوم ہوگا۔ کہ اُس کی پشت کمر اور ران وغیرہ پر اکثر صدمات پہنچنے اور زخم ہونے سے کچھ تعجب نہیں ہوسکتا *

اونٹ کے آلات ہاضمیّت بسبب اس کی خوراک کے اصلیت کے جو بالکل درختوں مختلف قسم کے کڑوے کسیلے پودوں اور کانٹے دار جھاڑیوں وغیرہ پر منحصر ہے۔ اور دانہ و زرعی چارہ کبھی شاذ و نادر اُن کے نصیب ہوتا ہے ۔ اور عام حالات میں بعد ادائے مشقّت اُس کو اپنے لئے خوراک حاصل کرنے اور پیٹ بھرنے کی بھی خود کوشش کرنی پڑتی ہے۔ اکثر مریض و ماؤف ہونے پر مستعد رہتے ہیں *

اونٹ کی سطح جسم کے زخم اور گھاؤ بھی کثرت میل کچیل کے سبب اور مالکوں و ساربانوں کی غفلت و بے پروائی سے اکثر خراب حالت میں رہتے ہیں۔ اور بمشکل تمام اِلتیام پذیر ہوتے ہیں۔ اور یہی حالت اُن کی چمڑے کے مرضوں کی ہوتی ہے۔ اِس سے یہ نتیجہ نہ نکالنا چاہئے۔ کہ اونٹ کے وجود میں اور جانوروں کی نسبت قوّت اندمال کم ہے۔ جیسے ہم نے پہلے بتلایا ہے ۔ اُس کا سبب بالکل مالکوں اور محافظوں کی غفلت ہے۔ ورنہ ہم نے اکثر موقعوں پر جب کہ احتیاط اور غور سے علاج کیا گیا۔ دیکھا ہے کہ اونٹ کا

بڑا سا زخم بہت ہی تھوڑے دنوں میں اچھا ہوگیا۔ جس سے ہم کو ثابت ہوتا ہے
کہ اونٹ کے جسم میں قوت اندمال اور شفا پذیری اور جانوروں کی نسبت کم نہیں
ہے۔ البتہ اونٹ کے چمڑے کے میلا پنے۔ اور اُس کے بول و براز کی تیزی اور
بدبو اِسکے زخموں اور گھاؤ کے اچھا ہونے میں بہت توقف ڈالتا اور خراب
اثر رکھتا ہے +

شتر کا اصل وطن علے العموم خشک۔ گرم۔ ریتلا میدان ہے۔ اِس لئے
جب بہت سرد اور مرطوب یا دلدل و ناہموار ملک میں لے جایا جاتا ہے۔ تو
امراض صدر۔ تنفس۔ زکام اور وجع المفاصل وغیرہ سے زیادہ تکلیف اُٹھاتا
ہے۔ اور فے الواقع آب و ہوا کی تبدیلی۔ اور گرمی و سردی کا ایک دم تبادلہ
اونٹ کی مزاج اور صحت میں بڑا خلل ڈالتا ہے۔ مرطوب اور چکنی زمینوں پر
چپٹے صاف تلوے کے پھسلنے کے باعث زیادہ گرتا اور مجروح ہوتا ہے۔ پتھریلے
اور کنکریلی زمینوں پر جلدی اُس کے پیروں کی گدیاں چھ جاتی ہیں۔ اور لنگ کرنے
لگتا ہے۔ اور ناک کی نکیل کے متواتر کھچاؤ کے سبب نتھنوں میں ہمیشہ کچھ نہ کچھ
زخم ہرے رہتے ہیں۔ اور گرمی و برسات کے موسم میں مکھی کے بیٹھنے سے کرم
پڑجاتے ہیں۔ واقعی یہ چند حادثے مثلاً بیٹھ کا لاگہ۔ کندھے کے موچ۔ پیروں کا
چھ جانا۔ اور ناک کا زخمی ہونا۔ اونٹ میں سب سے زیادہ دیکھنے میں آتی ہیں۔
اور ہموار ریتلی زمین پر نہایت آرام اور خوبی سے چلتا ہے۔ اور خوش رہتا ہے
واقعی ریگستانی ممالک میں کوئی جانور بھی ایسا آرام سے نہیں رہتا۔ جیسے کہ
اونٹ ہے وہ علامات جن سے جانور مریض معلوم ہوتا ہے یہ ہیں۔ خوراک اور

جگالی کا بند کرنا۔ معمول سے زیادہ نشست و برخاست کرنا۔ یا درد شکم کے سبب زمین پر بار بار لیٹنا۔ ناک سے اخراج۔ اور گردن بڑھا کر منہ اور ٹھوڑی کا زمین پر ٹیکنا۔ آنکھ کا زیادہ چمکدار ہونا۔ یا نیم کشادہ بے رونق اور بھارا ہونا۔ گوبر کا بے قاعدہ اخراج۔ یا بندش۔ قارورہ کی بندش۔ بیٹھنے اور اُٹھنے کے وقت لرزہ کمزوری۔ آنکھ سے آنسو جاری۔ پیاس۔ اونٹ زمین پر اُس وقت گرتا ہے۔ جب بہت ہی لاچار ہوتا ہے۔ اور پھر نہیں کھڑا ہو سکتا۔ تندرست اونٹ میں فی منٹ نبض تیس سے پچاس دفعہ تک چلتی ہے۔ بخار اور اندرونی آلات کے سوزشی امراض میں بہت تیز اور کمزوری میں سُست ہو جاتی ہے۔ اونٹ کی جسمانی حرارت بحالت صحت ایک سو ایک سے ایک سو دو درجہ پر ہوتی ہے۔ (فرنہائیٹ کلینیکل تھرمامیٹر) بخار وغیرہ میں اسّے زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اور کمزوری و قُرب موت کے وقت گھٹ کر اسّے کم ہو جاتی ہے ٭

امراض صدر خاصکر نمونیا اور ذات الجنب میں اونٹ کی چھاتی کے جانبین پر کان لگا کر مرض کی تشخیص کی جاتی ہے۔ لیکن عمل پرکشن یعنی انگلیوں سے ٹھونک کر آواز معلوم کرنا۔ چنداں مفید نہیں ہوا۔ مریض اونٹ کے اکثر جانبر نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ کہ اس صابر جانور سے اخیر دم تک جب تک کہ وہ خستہ ہو کر گر نہ جاوے۔ کام برابر لیا جاتا ہے۔ اور مرض کی تشخیص و مداوا میں بہت دیر و تامل کیا جاتا ہے۔ نیز باستثنا کسی خاص حالت کے اکثر اس کو تیز ہوا اور موسم کی سختی سے بچانے کے لیے بھی کوئی سامان اصطبل وغیرہ کا نہیں ہوتا۔ جسے علاج میں پوری کامیابی نہیں ہو سکتی۔ یہ عام رائے کہ اونٹ بیماریوں کی کم شست

رکھتا ہے۔ اور جلد مغلوب ہو جاتا ہے۔ غلط ہے۔ اِس کی یہی وجہ ہے۔ کہ اوّل تو
مریض حالت کی خبر گیری بہت دیر سے ہوتی ہے اور جب مریض ہو جاوے۔ تو
تشخیص بھی بمشکل ہوتی ہے۔ اُس کی پرورش اور بیمارداری کا سامان بھی پوری
توجہ سے نہیں ہو سکتا۔ اور اکثر جاہل اور اناڑی ساربانوں کے ہاتھ اُن کی قسمت
سپرد کر دی جاتی ہے۔ پس غور کرو کہ ایسے حالات میں اگر جانور مرض سے بچ نکلے
تو جائے تعجّب نہیں تو کیا ہے۔ نیز وٹیرینری ڈاکٹروں کا یہ خیال کہ ہم کو چونکہ پورا
علم اور تجربہ طب شتراں کا نہیں اس لئے بہتر ہے کہ اُن کی پرورش اور مطب کو
پشتینی تجربہ کا ساربانوں کے ہی سپرد کیا جاوے۔ یہ ایک بالکل فضول اور قابل
تمسخر خیال ہے۔ ہم کو علم تشریح اور افعال الاعضا سے ثابت ہوا ہے۔ کہ اونٹ
کی جسمانی بناوٹ اور اُس کے افعال بہ استثناء چند ایک اختلافات کے بعینہ بیل کے
مشابہ ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ اُس کی تشخیص امراض اور علاج وغیرہ میں ہم بیل کے
مطب کو اختیار کریں اور کامیابی نہ ہو۔ کیونکہ بہر حال ہماری علمی اور عملی تعلیم علم الابدان
طب حیوانات دواسازی وغیرہ اِس قدر ضرور ہوتی ہے۔ کہ اگر غور سے مریض جانور
کی غیر معمولی حالت۔ علامات اور تکلیفوں کو دیکھ بھال کر مرض کا پورا سراغ لگا سکیں
اور اُس کے علاج میں وہی تدبیر اختیار کریں جو بیلوں کے علاج میں روزمرّہ کی
پراکٹس میں کی جاتی ہے۔ تو اُن جاہل مطلق اور اصول علم طب حیوانات سے بے بہرہ
اور نادان لوگوں سے تو ضرور اور یقیناً ضرور زیادہ مفید ہو گی جو بالکل اٹکل پچو
اور اندازے سے علاج کرتے ہیں۔ اور طب حیوانات کا اصول اُن کے لئے ایک راز
نہانی ہے۔ میں نے اپنی پچھلی بست ۲۰ سالہ ملازمت کالج میں یہی اصول جاری رکھا ہے

اور اپنے تجربہ سے اِس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ مجکو اُس میں بہت کامیابی
حاصل ہوئی ہے۔ اہلِ فن کو ہمیشہ اصول علم اور قیاس و تجربہ کو یکجا کرکے تسلی بخش
نتیجہ نکالنا ضروری ہے۔ اور پرانے قصّہ کہانیوں اور جاہل تجربہ کاروں کی داستانوں
پر ہے پورا اعتماد نہ کرنا چاہیئے۔ اِس بات کے ثبوت میں مَیں ایک بدیہی مثال پیش کرتا
ہوں۔ اور اپنے ناظرین کو واضح کرکے بتلانا چاہتا ہوں کہ جاہل اور عالم کے تجربہ
میں کس قدر تفاوت ہوتا ہے۔ ہم ہمیشہ سے یہی سنتے چلے آئے تھے۔ کہ عمل
اُختہ گری اُنٹوں میں بہت خطرناک ہے۔ اور وہ اس عمل کی برداشت نہیں رکھتے
اور اِن کے زخم التیام پذیر نہیں ہوتے اور جانور تکلیف سے مرجاتے ہیں۔ اور ایسی
بنیاد پر اونٹوں کو اختہ نہیں کیا جاتا۔ اِس غلط اور ناقابل پذیرائے قول کی اِس قدر
شہرت اور وثوق ہؤا۔ کہ اکثر بڑے بڑے اہل فن تجربہ کاروں کی رائے بھی اُنکے
مطابق ہوگئی۔ اور نر اونٹوں کا اُختہ کرنا۔ عمل جرّاحی حیوانات کی فہرست سے خارج
کردیا گیا۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ کسی ایک ہنرمند نے بھی پورا اطمینان
حاصل کرنے اور صحیح نتیجہ نکالنے کی غرض سے اپنے ہاتھ سے نہ تو کبھی عمل جراحی کیا
اور نہ ہوتے دیکھا اور عوام کی رائے کو ترجیح دیکر ایک نہایت مفید۔ اور قیمتی
عمل سے کنارہ کشی مجھ کو اِس بارہ میں کچھ تجربہ ہؤا ہے اور اِس لئے میں بڑے
زور سے اِس عمل اُختہ گری شتراں کا موید ہوں۔ اونٹ میں عمل اُختہ گری فقط
اُسی قدر خوفناک ہے جس قدر کہ گھوڑے میں۔ بلکہ اُس سے بھی کم اور جو فوائد
آختہ گری کے ہیں وہ اونٹ میں گھوڑے سے بدرجہا بڑھکر ہیں تقریباً ہر ایک
نر اونٹ کو موسم سرما میں بسبب تحریک و کثرت قوۃ عصبی کے مست ہوتا ہے۔

اس حالت میں وہ قریب قریب دیوانے ہو جاتے ہیں۔ ہفتوں تک کھانا
پینا چھوڑ دیتے ہیں۔ دُبلے کمزور ہو جاتے ہیں۔ اور مادین سے جفت ہونیکی دُھن
میں ہر وقت گڑگڑاتے اور تالو نکالتے۔ جھاگ بہاتے ہیں۔ ساربانوں اور خاصکر
اجنبی آدمیوں کو کاٹتے مارتے ہیں۔ اور ایسی حالت میں اُن کا رکھنا بہت خطرناک
ہوجاتا ہے۔ اپنے ہم جنس جانوروں پر بھی سخت حملہ کرتے ہیں۔ غرضیکہ بالکل ناکارے
جانور ہو جاتے ہیں۔ اور بڑی قباحت یہ ہے۔ کہ جب ایسی حالت میں ایک دوسرے
کے پیچھے دوڑتے ہیں۔ تو اکثر ایک دوسرے کے فوطوں کو جو بدقسمتی سے دُم کے
نیچے دونوں رانوں کے درمیان اُبھرے رہتے ہیں مُنہ سے پکڑ کر کاٹتے ہیں میں نے
ایسے مریضوں کا اکثر علاج کیا ہے۔ کہ جن کے خصئے بسبب دوسرے اونٹ کے
کاٹنے کے دو دو فٹ نیچے لٹکتے تھے۔ اور وہ مریض بالکل شفایاب ہوئے۔ اسے
یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بہرحال تجربہ کار جرّاح کی نسبت اونٹ کے دانتوں کا اپریشن
ضرور زیادہ دردناک اور تکلیف دِہ ہوتا ہوگا۔ اور کارڈ بھی بہت کچھ جانے کے
سبب کمتر تک درد اور جلن پہنچتا ہوگا۔ مگر خوشی کی بات ہے کہ جب ایسے مریضوں
کے خصئے علٰحدہ کر دیئے گئے اور معمولی ڈریسنگ جاری رکھا۔ تو جانور بغیر کسی قسم کی
تکلیف کے اچھے ہو گئے۔ منجملہ ایسے بیماروں کے ایک بیمار شتر کا حال ناظرین کے
ملاحظہ کے لئے لکھتا ہوں ۔

۱۸۰۹ء کے موسم سرما میں ایک اونٹ از نسل باگڑسی ملکیہ مہاراجہ صاحب
جینڈیٹ اسی طرح زخمی ہو کر معالجہ کی غرض سے شفاخانہ میں بھیجا گیا۔ اونٹ
کے خصیوں پر دوسرے مست اونٹ نے ایسا زخم کیا کہ دہنا خصیہ اُس کا کچلا

ہؤا اور قریب ڈیڑھ گز کے اُس کے فوطہ سے باہر بذریعہ کارڈ کے لٹکتا تھا۔ اور بایاں خُصیہ فوطہ کے اندر لیکن وہ بھی زخمی اور کُچلا ہؤا تھا۔ اور فوطے مَیل کُچیل اور گوبر سے آلودہ۔ مکھیوں کا ہجوم اور زخم سے بو آ رہی تھی۔ ہم نے اونٹ کو بٹھا کر حسب دستور رسّوں سے اُس کے اگلے اور پچھلے اطراف قابو کیے۔ اور مہار و لبوں کے ذریعہ اُس کے سر کو مضبوط پکڑوا رکھا۔ اوّل اُس کے خُصیوں کو کاربالک لوشن سے دھو کر خوب صاف کیا۔ اور دونو کارڈ پر کلامپ چڑھا کر خصیوں کو کارڈ سے علیحدہ کیا گیا۔ زخم کو آیوڈوفارم سے ڈریس کیا گیا۔ اور یہی ڈریسنگ دو دفعہ روزمرّہ جاری رکھّا۔ فوطوں کے زخم بھرنے شروع ہوئے۔ اونٹ نے کوئی مزاجی علامت ظاہر نہیں کی۔ پہلے دن البتّہ کسی قدر سُست تھا۔ پھر بالکل اچھّا رہا۔ اور ۳ ہفتے کے اندر زخم بالکل مندمل ہو گیا۔ ساربان اور دیگر دیسی معالج شتران جب ڈنگری ڈاکٹروں کو اِس طرف سے غافل پاتے ہیں۔ اور بلکہ خود اُن کی زبان سے اُن کی لاعلمی اور ناتجربہ کاری کے الفاظ سُنتے ہیں۔ تو اور بھی متکبر اور شوخ و دلیر ہو جاتے ہیں۔ اور مریض اونٹوں کو طرح طرح کے عذاب اور بے ضرورت تکلیفیں دیتے ہیں۔ گو بعض بعض حالات میں اچھّے تجربہ کار شتربان بھی دیکھنے میں آتے ہیں لیکن عموماً اُن کی جرّاحی لڑکوں کی کھیل معلوم ہوتی ہے۔ گرم لوہے کا بے قاعدہ بدصورت اور بے ترتیب داغ قریباً ہر ایک مرض میں بدن کے ہر ایک حصّہ پر تریاق سمجھا جاتا ہے۔ لنگڑے جانوروں کو خواہ اُن کو کسی عضلے یا نس و رباط کے موچ ہو یا جوڑ ڈھیلا پڑ گیا ہو۔ علاوہ ساری ٹانگ کو جلا دینے کے پچاس ساٹھ بنا تاقی اجزا کا ایک نسخہ مصالحہ تیار کر کے اندر کھلایا جاتا ہے۔ اور ہر ایک نسخہ میں جو

کسی مرض کے لیئے تجویز کیا جاوے - باڑنگ - کالی زیری - اور پھٹکری کو جزاعظم خیال کیا جاتا ہے - کل امراض تنفس میں خراشندہ چیزوں کی کثیر مقدار میں نسوار دیجاتی ہے - حیوان اور انسان کا بول و براز - راکھ - چونا - گیدڑ کے کلے ساانڈا وغیرہ مرے ہوئے جانور بھی مجرب ادویات ہیں - موچ وغیرہ میں بیسیوں بے تاثیر ادویات ملاکر اُن کا لیپ کیا جاتا ہے - جو سطح جسم پر کچھ بھی اثر نہیں رکھتی - اور حفظان صحت کے لیئے بہترین تدبیر - پیروں - جوگیوں - برہمنوں اور ملانوں کے تعویذ اور منتر جنتر ہیں - اب غور کرنا چاہیئے - کہ جن طبیبوں کی دواسازی اور قرابادین ادویات یہ ہو - اُن کے علم اور تجربہ پر بھروسا کر کے بڑے قیمتی جانوروں کے علاج معالجہ کی بھاری ذمہ واری اُن کے سپرد کرنا ہرگز قرین قیاس نہیں +

طب شتراں میں ادویات کو اُسی ترکیب سے طیار کر کے استعمال کرنا چاہیئے - جو قرابادین حیوانات میں سکھائی گئی ہو - مثلاً اندرونی امراض میں مسہلات مفرحات - معرقات - دافع بخار وغیرہ وغیرہ ادویات کو مناسب مقدار میں مرکب کر کے بصورت سفوف یا گولی کھلانا یا عرق پلانا چاہیئے - سطح جسم پر حسب ضرورت گرم تکمید - حقنہ - سرد تکمید - مختلف قسم کے پٹے - کھرچیے وغیرہ کا استعمال ہونا چاہیئے - داغ دینے - سٹین لگانے - فصد لینے - دل کھولنے - رسولی کاٹنے وغیرہ کی بھی اکثر ضرورت ہوتی ہے - مسہل کے طور پر مصنف نے سلفٹ آف مگنیشیا ہمراہ مصبّر زرد بہت زیادہ استعمال کیا ہے - اور بہت مفید پایا ہے - اندرونی آلات کے سوزشی امراض میں کیا اول ٹارٹار امیطک اور دیسی شراب کی بہت تعریف کی گئی ہے - اور راقم نے بھی اکثر موقعوں پر استعمال کیا ہے

اور مفید پایا ہے۔ خاصکر امعا اور معدوں کی جلن میں ہمراہ اپی کاک اور افیون کے استعمال کرنے سے بہت ہی مفید پڑتے ہیں۔ فصد میں نے خود کبھی نہیں لیا اور نہ آجکل مطب حیوانات میں فصد کا چنداں رواج ہے۔ لیکن ڈاکٹر سٹیل صاحب مرحوم حادہ امراض اور امتلائے خون میں اُس کی سفارش کرتے ہیں اُن کی رائے کے مطابق ½ سے ۴ گیالن تک اونٹ کے قد اور حالت کے مطابق خون نکالا جا سکتا ہے۔ اونٹ میں جگلر وین سے فصد لینا بہت آسان ہے۔ جانور کو بٹھا کر اُس کے اگلے پچھلے اطراف باندھ کر قابو کر لیں۔ اور ایک یا دو مضبوط مددگار جانور کا سر اُس کی مُہار اور لب پکڑ کر قائم رکھیں اور گردن پر ایک رسّی یا فیتہ کسکر باندھ دیں۔ اِسے رگ بہت پھول جاتی ہے۔ اب اگر موجود ہو تو معمولی آلہ ڈرو کار سے۔ اور اگر یہ موجود نہ ہو۔ تو نشتر سے رگ کھولنی چاہیئے۔ اور جب ضرورت خون نکالکر گردن کا بند کھول ڈالنا چاہیئے۔ اور زخم کے منہ پر پِن یا ٹانکے لگا کر بند کر دینا چاہیئے تکمید خاصکر امراض شکم و صدر مثلاً قولنج۔ انٹیرائٹس۔ پیچش۔ ذات الریہ۔ ذات الجنب وغیرہ میں بہت ہی مفید ہے۔ اور اُس کے فوائد حاصل کرنے سے کبھی غفلت نہ کرنی چاہیئے۔ عمدہ طریق تکمید کا یہ ہے کہ خوب تیز گرم پانی میں کمل بھگو کر پیٹ یا چھاتی کے گرد لپیٹ دیں اور اُس پر ایک اور خشک کمل لپیٹ کر اوپر سے کس کر باندھ دیں۔ کمل سرد ہونے لگے تو دوبارہ گرم پانی میں بھگو لیں ✣

گلچرسٹ صاحب جن کو اونٹوں کا بہت تجربہ ہے۔ مسہل کے طور پر صبر اور کیلومل کی بڑی سفارش فرماتے ہیں۔ یعنی سفوف صبر ۲ سے ۴ اونس ڈیڑھ

سیرگائے کے دودھ میں حل کرکے پلانا چاہیئے۔ اور کیا لومل ۲۴ ڈرام سفوف السی ایک اونس ۔ شیرہ حسب ضرورت۔ گولا بنا کر کھلا دینا چاہیئے۔ اگر تیل کا جلاب دینا ہو۔ تو اُس میں جمال گوٹہ کے بیج یا روغن ایزاد کرنا ضروری ہے۔ تاکہ اثر تیز اور جلد ہو۔ حقنہ کرنے کے لئے گرم پانی تیل اور صابون مفید ہیں۔ اِس سے اندرونی تکور اور تلیین دونوں فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ دافعہ تشنج۔ مُحرّکات۔ مُخدّرات اور مقوّی دوائیں اونٹ پر ایسا ہی اثر کرتی ہیں جیسے بیل پر۔ اور اُن کے اور باقی سب قسم کی ادویات کی خوراک گھوڑوں کی خوراک سے کم از کم دو چند اور مویشی سے ڈیوڑھی ہونی چاہیئے۔ اندر دینے کے لئے اگر دوا کا اثر فوراً مطلوب ہے تو عرق کی صورت میں دودھ یا کانجی وغیرہ کے ہمراہ پلانا چاہیئے۔ اور اگر فوراً اثر مطلوب نہ ہو۔ تو اُس کی خوراک میں بصورت سفوف ملا دینا چاہیئے ۔ گولی حتے الوسع کم استعمال کریں۔ اونٹ کو دوا پلانا بڑا آسان ہے۔ ایک مضبوط آدمی اونٹ کے بائیں جانب کھڑا ہو کر اُس کے بالائی لب کو دہنے ہاتھ سے اور زیرین لب کو بائیں ہاتھ سے پکڑ کر اُس کے سر کو اُٹھا کر مُنہ کھولیں۔ اب دوسری مددگار دوائی کو نال اور یا لوٹے وغیرہ کے ذریعہ دہنی طرف سے اونٹ کے منہ میں ڈال دیوے دوائی فوراً اندر چلی جاتی ہے۔ اور کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچتا۔ اونٹ میں علاوہ بعض علاج کے اُس کی خوراک کو تبدیل کرنا بھی بڑا مفید ہے۔ اور اکثر عارضے فقط اِسی تدبیر سے رُک جاتے ہیں +

عمل جراحی خواہ کسی قسم کا اور کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو۔ اونٹ ناپسند کرتا اور سخت مزاحمت کرتا ہے اور عامل کو منہ سے اور اگلی پچھلی لات سے نقصان پہنچاتا ہے اور

جب تک قابو کرکے باندھ نہ لیا جاوے۔ نہ آرام سے کھڑا ہوتا اور نہ بیٹھتا ہے۔ اور
نیز عامل کو کاٹنے یا لات مارنے کی کوشش کرتا ہے اور اُس کے کاٹنے سے بڑا
خراب زخم پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے چاہیئے۔ کہ عمل شروع کرنے سے پہلے جانور کو
قابو کر لینا چاہیئے۔ اور تب جانور کے پاس جاویں۔ اونٹ کو بٹھا کر اُس کی مُہار
کو پکڑ کر رکھنا چاہیئے۔ ایک یا دو مددگار اُس کی لبوں کو بھی پکڑ رکھیں۔ اور رسّی
کے ذریعہ اُس کے دونوں اگلے اطراف کو کف بند کرنا چاہیئے۔ یعنے انگریزی 8 کی
شکل کا پھندا اُس کے گھُٹنے سے اوپر بازو اور کف میں لگا کر گرہ دے دیں۔
پس اب اونٹ بیٹھا رہے گا۔ اور معمولی قسم کا عمل اسی حالت میں کیا جا سکتا
ہے۔ اثنائے عمل میں اونٹ بہت گڑگڑاتا اور چیختا ہے۔ اُس کی پرواہ نہ کرنا
چاہیے۔ اور نہ اُس کے مُنہ کے سامنے کھڑا ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اکثر اوقات بہت سا
جھاگ دار لعاب اور اوجھڑی کی سبز بدبودار خوراک گھڑگھڑانے کے ساتھ
منہ سے نکالکر اوپر پھینکتا ہے۔ اور نیز اُس کے دانتوں سے بھی بہ احتیاط بچنا
چاہیئے۔ کہ موقعہ پاکر سخت حملہ کرتا ہے اور کاٹ لیتا ہے۔ اگر عمل جراحی بغلوں کوکھ
یاران وغیرہ پر کرنا ہو۔ تو پچھلے پیروں کو بھی کف بند کرلیں یعنے پہلے ایک مورچہ
پر رسّا باندھ کر اور رسّی کو اُس کی کمر سے گھما کر اُس کے دوسرے سرے سے دوسرے
مورچہ کو باندھ دیں۔ اِسے نہ تو پچھلے اطراف سے جانور کھڑا ہو سکتا ہے۔ اور نہ
پچھلے پیر سے لات مار سکتا ہے۔ ہاں ایک مددگار سے اُس کا دم پکڑ الیں۔
کیونکہ بار بار دم مارتا ہے۔ اور چونکہ ہر ایک موقعہ خوف پر اکثر اونٹ پتلا گوبر
خارج کرتا ہے۔ اِس لئے دم گوبر سے آلودہ ہو جاتا ہے۔ اور میلا دم مار کر عامل

وغیرہ سب کے کپڑے خراب کر دیتا ہے۔ اور اگر زخم کہیں قریب ہو تو اُسے بھی
خراب کر دیتا ہے۔ واقعی اونٹ کے زخم کو صاف رکھنا جس قدر ضروری ہے
اُسی قدر مشکل ہے۔ لہذا سب قسم اور شکل کی پٹّیاں اور بوٹس وغیرہ اِس کی سطح
جسم کے نقصانات کے علاج میں درکار ہوتے ہیں۔ زخموں کو صاف رکھنے اور
مکھیوں سے بچانے کے لئے اُن پر روغن کاربالک یا آیوڈوفارم وغیرہ اور اگر
یہ نہ ہو۔ تو کمفرائل لگانا۔ اور بعض حالات میں بذریعہ داغنے یا کاسٹک کے زخم
پر مصنوعی کھرنڈ بنانا ضروری ہوتا ہے۔ بہرحال یاد رکھیں کہ اونٹ سطح جسم کے
نقصان اور کھجلی میں خراش کے سبب اپنے جسم کو بہت کاٹتا نوچتا ہے۔ اور
بڑے بڑے گھاؤ بنا لیتا ہے۔ اِس لئے جہاں تک ممکن ہو اِن کے ڈریسنگ
میں تسکین بخش اور درد موقوف کرنے والی دوائی ملانی چاہیئے۔ عمل جرّاحی کے
لئے طیّار کرنے کی غرض سے چونکہ ہم نے مویشی کو کلوروفارم کبھی نہیں سونگھایا
اور نہ اُس کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ اس لئے بنائے علیہ اونٹ کو بھی کلوروفارم
سنگھانے کی کچھ ضرورت نہیں ہے ✦

باب ۱ خون اور اُسکے امراض

معمولی اور چھوت کی مرضیں

اونٹ کا خون سُرخ بھورا رنگ رکھتا ہے۔ اور ریڈ کارپسکز بیضوی شکل کے اور ایک میلی میٹر کے دو سو تینتیسویں حصّے کے برابر ہوتے ہیں +

(۱)۔ اینمیا یعنی رقّت خون اور جنرل ڈبلٹے یعنی عام کمزوری۔ اس مرض میں جانور بہت دُبلا اور کمزور ہوتا ہے۔ کوہان پتلا اور چھوٹا ہو جاتا ہے۔ جانور بوجھ اُٹھا کر کھڑا نہیں ہو سکتا۔ اُٹھنے اور بیٹھنے کے وقت کانپتا ہے سُست اور ناکارہ ہو جاتا ہے۔ ہر وقت بیٹھا رہتا ہے۔ اشتہا کم یا بند ہو جاتی ہے۔ مریض کو دست اور پچیش لگ جاتی ہے اور ضعف سے مر جاتا ہے +

یہ مرض اکثر لام اور فوج کشی کے موقعہ پر جب کہ چارہ نہ ملنے کے سبب جانور بھوکے مرتے ہیں۔ یا خوراک خراب کم اور اُن کے مزاج کے موافق ملتی ہے جس کو وہ ہضم نہیں کر سکتے۔ یا کھانے جگالنے کا کافی وقت نہیں ملتا۔ (چرائی کا نہ ملنا) یا کمزور کرنیوالی بیماریوں میں مبتلا رہے تو ہو جاتی ہے +

علاج - خوراک عمدہ مناسب مقوّی اور پرورش کرنے والے کافی مقدار میں دیں - السی - جَو اور چنے اُبال کر کھلاویں - سبز چارہ اور گنہ دیں اور مقوّی نباتی اور فولاد کے مرکّب استعمال کریں - چرائیتہ اور سلفٹ آف آیرن بہت مفید ہے - قند سیاہ اور نمک خوراک میں ملا دینے سے بڑا فائدہ ہوتا ہے - پیچش ہو تو اُس وقت فولاد نہ دینا چاہیئے - صرف کانجی اور عمدہ خوراک - اور عمدہ تازہ درختوں پر چھوڑ کر چرانا چاہیئے - اور جب مریض کو افاقہ ہو - با قاعدہ خفیف محنت لینی چاہیئے ساربان کلہ پائچہ پکا کر اور گیدڑ کا گوشت بھی دیتے ہیں - اور تارامیرا اور اس کا تیل دانہ جو میں ملا کر کھلاتے ہیں ❖

(۲) - ڈراپسی یعنی زہرباد - یہ بھی انیمیا کے سبب پیدا ہوتی ہے - یا جب جانور کا عرصہ تک ہاضمہ خراب رہے - خوراک خراب یا کم مقدار ملے اور محنت زیادہ لی جاوے یا اُس کے جگر طحال اور پھیپھڑہ میں ہڈا ٹیڈ سسٹ کی تھیلیاں بہت پیدا ہو جاویں - تو یہ مرض پیدا ہو جاتا ہے جسم کے سیرس کیوٹیز یعنی آب دار جوفوں اور اطراف میں - پیٹ اور گلے کے نیچے ورم امتلائی پیدا ہو جاتے ہیں ❖

علاج - جانور کی خوراک کا عمدہ بندوبست ہو روزمرّہ ورزش اور چرائی کی غرض سے چراگاہ میں بھیجنا چاہیئے - نمک دینا چاہیئے - ایک جلاب دیں - اور مقوّی دوائی دینی چاہیئے ❖

(۳) - سرّا یعنی تبرسہ یا پھٹ گیا یا اندر تپ سرّا ایک مزمن متعدّی کرمی مرض ہے - جو گھوڑوں - گدھوں اور اونٹوں میں پیدا ہو جاتا ہے - جو اب تک کثرت رائے سے براہ راست متعدّی ثابت نہیں ہوئی - اِس میں

خون کے اندر باریک لمبے متحرک کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو ہر وقت آب خون میں تیرتے پھرتے ہیں۔ اور خون کے سُرخ کارپسکلز کو رفتہ رفتہ غارت کرتے ہیں۔ اِس مرض کا ظہور موسم برسات کے بعد ہؤا کرتا ہے۔ اکثر مرطوب نشیب دل دل زمین اور وادی وکنارہ دریاء کے چراگاہوں میں جہاں طغیانی آتی ہو۔ نکاسی اچھی نہ ہو۔ اور پانی کے جوہڑ موجود ہوں یہ مرض ظاہر ہوتا ہے۔ اور مریض کا خون ناکارہ ہو جاتا ہے۔ جیسے جانور کمزور اور ردّی حالت میں ہو جاتا ہے۔ کھانا کم کر دیتا ہے۔ ظاہراً جھلّیاں پھیکی پڑ جاتی ہیں اور اُن پر لال سُرخ دھبّے خون کے دکھلائی دیتے ہیں۔ بخار موجود رہتا ہے۔ جو کبھی کم اور کبھی زیادہ اور کبھی معدوم ہو جاتا ہے۔ یہ کرم خوردبین کے وسیلے سے دیکھے جاتے ہیں۔ خیال کیا گیا ہے۔ کہ جب جانور کو عرصہ تک پیاسا رکھا جاوے۔ اور دھوپ میں سخت محنت لی جاوے۔ یا کھڑا متعفّن پانی اور میلی خوراک دیجاوے۔ اِس مرض میں مبتلا ہوتا ہے۔ لیکن جدید تحقیقات سے معلوم ہؤا ہے۔ کہ جب تک سرا کے کرم کسی وسیلہ سے باہر سے جانور کے جسم میں داخل نہ ہوں۔ مرض پیدا نہیں ہوتا۔ اور سرا کے کرموں کے پہنچنے کا وسیلہ مکھیاں ہیں۔ چونکہ بال اِس مرض میں گرنا شروع کرتے ہیں۔ اور دُم کے بال ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔ اِس لئے اِس مرض کو گرمی کا ساڑا بھی بولتے ہیں۔ دیسی لوگ بھی اِس مرض سے واقف ہیں اور اُس کو بہت سے نام دیتے ہیں۔ اور اکثر اِس کا سبب ایک قسم کی مکھی یا ڈنگ بتلاتے ہیں۔ جو سب قسم کے جانوروں پر حملہ کرتی ہے۔ یہ مکھی مرطوب طغیانی والی زمینوں پر پیدا ہوتی ہے۔ اور گرمی و برسات کے دنوں میں بکثرت ہوتی ہے

لیکن یہ ایک بے بنیاد خیال ثابت ہؤا ہے۔ کہ مکھی خود بخود اس مرض کو پیدا
کر دیوے۔ ہاں یہ ضرور ثابت ہو چکا ہے۔ کہ ایک مریض سے مرض کے کرم
تندرست جانوروں میں مکھی ہی کے ذریعہ پہنچتے ہیں۔ مثلاً افریقہ میں سٹنری فلائی
الذباب قسم کی مکھیاں اس مرض کو پھیلاتی ہیں۔ اِس لیئے اِس مرض کو وسط اور
مشرقی افریقہ میں سٹنری فلائی۔ ڈسیبر اور الجیریا میں الذباب بولتے ہیں صحرائے اعظم
اور سوودان ہیں۔ امبوری اور مصری زبان میں گفہ بولتے ہیں۔ مویشی پر اِس
مرض کا چنداں خراب اثر نہیں ہوتا۔ اور بیل اِس مرض میں عرصہ تک مریض
رہ کر اچھے بھی ہو گئے ہیں۔ بھینس باوجود اس مرض میں مبتلا ہونے کے کوئی
علامت ظاہر نہیں کرتی۔ لیکن اونٹ میں یہ مرض بڑی خراب ہوتی ہے۔
اس کو خنوگ۔ دوایا۔ تبرسا۔ وغیرہ نام دیتے ہیں۔ مسٹر گلکرسٹ اور نیز کپتان
پیز صاحب بہادر لکھتے ہیں۔ کہ سرا کے مریض اونٹ کے پیشاب سے مچھلی کی
سی بو آتی ہے۔ جب اِس مرض کا حملہ ہو۔ تو جانور عرصہ تک خراب حالت میں
رہتا ہے۔ پیشاب سُرخ۔ تیز رنگ کا ہوتا ہے۔ اور شفا مشکل ہو جاتی ہے۔
جانور جمائی لیتا اور پُھر کاڑے مارتا ہے۔ اور مُنہ اوپر کر کے آنکھ نیم کشادہ کر کے
بیٹھتا ہے۔ آنکھ سے آنسو جاری ہوتے ہیں۔ اور بلا وجہ سُست دکھلائی دیتا
ہے۔ اب تک سرا کا کوئی علاج معلوم نہیں ہؤا۔ ڈاکٹر لنگرڈ صاحب نے دو
مریض اونٹوں کا سم الفار اور سیماب کے استعمال سے اچھا ہونا بتلایا ہے لیکن
ابھی یہ اطمینان بخش نہیں ہے۔ اور اُس کی شناخت بھی معمولی بیرونی علامات
سے جب تک خوردبین کے ذریعہ خون کا امتحان نہ کر لیا جاوے۔ بڑی مشکل ہے

امراض زہرباد۔ اینیمیا اور بخار وغیرہ کا ہمیشہ اشتباہ پڑتا ہے۔ اِس مرض کا حفظ ماتقدم یہ ہے۔ کہ جانوروں کو سخت دھوپ مرطوب آب و ہوا اور پیاس سے بچانا چاہیئے۔ گندے میلے چھپڑوں اور تالابوں سے پانی نہ پلانا چاہیئے۔ جس چراگاہ میں مرض کا چھوت معلوم ہو۔ اور مکھیاں بکثرت ہوں۔ وہاں سے اونٹوں کو نکال لیں +

سرّا کے حیوانی کرم کا نام ٹریپانوسوما ایونسی ہے۔ جو ایک نہایت چست و چالاک حرکت مثل سانپ کے (سرپنٹایل مودمنٹ) رکھتا ہے۔ اور خوردبین کے وسیلہ سے (جس کو مصنّف نے کئی دفعہ بچشم خود دیکھا ہے) خون میں خوب تیرتا ہؤا دکھلائی دیتا ہے۔ سرّا کی وبائی مرض برسات کے بعد کچھ عرصہ تک ظاہر ہوتی ہے (جولائی اور اگست و ستمبر میں عام) اور سرما کے بعد معدوم ہو جاتی ہے۔ اِس کا بخار نوبتی ہوتا ہے۔ اور وقفہ کے ایّام میں اگر خون کا امتحان کیا جاوے۔ تو کرم بھی موجود نہیں ہوتا۔ اور جب بخار کی نوبت ہو تو اُسی وقت کرم بھی خون میں پائے جاتے ہیں۔ ظاہرا جھلّیوں پر خون کے باریک دھبّے پائے جاتے ہیں۔ اور جھلیاں پھیکی زرد رنگ رکھتی ہیں۔ اونٹوں میں مرض پوشیدہ ترقی کرتا ہے سم دار جانوروں میں جسم کے مختلف حصّوں خصوصاً اطراف۔ شکم۔ چھاتی کے نیچے۔ میان پر ہمیشہ بسبب خون کے زرد مادہ کے چھن جانیکے ورم پیدا ہو جاتی ہیں۔ لیکن اونٹ میں یہ علامت نہیں دیکھی گئی۔ جانور کی قوّت ضائع ہو جاتی ہے۔ ہاں دلچسپ بات یہ ہے۔ کہ باوجود متواتر بخار کے مریض کا ہاضمہ عرصہ تک درست اور اشتہا برابر جاری رہتی ہے۔ سُم دار اور گوشت خور جانوروں

میں یہ مرض مُہلک ہے۔نشیب وادیوں۔اور دریا کے کناروں پر جہاں طغیانی بہت اور پانی دیر تک کھڑا رہے۔اور نکاسی اچھّی نہ ہو۔تو یہ مرض ظہور پذیر ہوتا ہے۔اور بڑا نقصان کرتا ہے۔اور خشک علاقہ میں کم دیکھا گیا ہے۔ پہلے پہل مریض کو بخار ہوتا ہے۔اور سُست معلوم دیتا ہے۔اُس وقت اگر خون کا خوردبین کے نیچے امتحان کیا جاوے۔تو کیڑے دکھلائی دیتے ہیں۔ سُستی اور کمزوری تدریجاً بڑھنا شروع کرتی ہے۔حتیٰ کہ مریض بیچارہ خستہ ہوتا جاتا ہے۔بیلوں میں اِس مرض کی بڑی برداشت ہے۔اور اُس کا حملہ جھیل کر بچ نکلتے ہیں۔اور بھینسیں باوجود خون میں کرم موجود ہونے کے اچھی بھلی پھرتی ہیں۔اور جس چراگاہ وو ادی میں بھینسیں بکثرت ہوں۔اور اونٹ بھی ہوں۔ تو مکھیوں کے ذریعہ بھینس سے مرض اونٹ میں منتقل ہو جاتا ہے۔اور گو بھینس خود بچی رہتی ہے۔مرض پھیلانے کا بڑا ذریعہ بھی ہو سکتی ہے۔اونٹوں میں سرّا کا مرض گھوڑوں کی طرح مُہلک ہے۔اونٹ رکھنے والے لوگ اِس مرض کو تبرسا بولتے ہیں۔پہلے پہل اکثر تجربہ کار اس پر متّفق تھے۔کہ یہ کرم پانی اور خوراک کے وسیلے سے جانور کے آلات ہضم میں اور وہاں سے خون میں پہنچتے ہیں۔اور خون کی پرورش کرنے والے اجزا کو کھانا اور زائل کرنا شروع کرتے ہیں۔رفتہ رفتہ جب سارا خون بیکار اور ردّی ہو جاتا ہے۔تو زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔لیکن جدید تحقیقات سے ثابت ہوا ہے۔کہ ٹریپانوسوما کا مرض مکھی کے ذریعہ ٹیکا سے پھیلتا ہے۔ملک افریقہ میں خاص قسم کی سٹنری فلائی مکھی اِس مرض کا ٹیکا کرتی ہے۔ لیکن اِس ملک میں معمولی مکھی یہ کام انجام دیتی ہے۔جس علاقہ یا موسم میں مکھی

نہ ہو یا بہت کم ہو۔ مرض کا انتشار بھی بہت کم ہوتا ہے۔ اور جہاں مکھی بکثرت ہو۔ وہاں مرض کی بھی کثرت ہوتی ہے۔ یہ مرض معمولی متعدّی خاصیت نہیں رکھتی۔ اور جب تک اِس کے کرم۔ ٹیکا۔ یا بالا مذکورہ ذریعوں سے تندرستوں میں نہ پہنچیں۔ پیدا نہیں ہوتی۔ اِس مرض کا علاج یہی بتلایا گیا ہے۔ کہ جس مقام پر یہ مرض پھوٹ نکلے۔ تندرست جانوروں کو فوراً وہاں سے نکالنا مشکوک پانی اور چارہ کا تبدیل کرنا۔ مریضوں سے تندرستوں کو فوراً علیحدہ کر دینا مُردوں کی لاشوں کو فوراً پھونک دینا۔ اور باقی کل احتیاطیں اور قواعد حفظ ماتقدّم کی پوری پابندی کرنی چاہیئے۔ کہا گیا ہے۔ کہ سرّا کے مریض کی لاش کو کُتّے اور گیدڑ وغیرہ کھا کر فوراً خود مریض ہوتے۔ اور مرض پھیلانے کا باعث ہو سکتے ہیں۔ اور سرّا کے کرم لاش میں ڈیڑھ روز تک رہ سکتے ہیں۔ چنانچہ جب ایک قطرہ خون کا خوردبین کے نیچے رکھا گیا۔ تو سارا دن کرم زندہ رہے ✤

گذشتہ تجربات سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ اِس منحوس مرض کا گھوڑوں اور اونٹوں میں اب تک کوئی ایسا علاج ایجاد نہیں ہوا۔ جسے شفا حاصل کی جاوے جو کچھ ہے۔ یہی ہے۔ کہ اس مرض کی پیدائش اور انتشار کو روکنے کی کوشش کی جاوے ✤

یاد رکھو۔ کہ جب اِس مرض کی وبا عسم دار جانوروں اور خصوصاً اونٹوں میں ایک دفعہ بھی ہو جاوے۔ تو مویشی اور بھینس کے توسل سے عرصہ تک یہ مرض پوشیدہ رہ کر اُن جانوروں میں منتقل ہو سکتی ہے۔ ایک موسم سے دوسرے موافق موسم تک بھی اِنہیں جانوروں سے مرض پہنچتا ہے۔ غرضیکہ بھینس خود اُوف نہ کر

مرض کا سلسلہ تو قائم رکھتی ہے۔لیکن خود کوئی علامت ناتندرستی ظاہر نہیں کرتی اور اسے خفیف قسم کے مرض سے سم دار جانوروں اور اونٹوں میں مُہلک مرض پیدا ہوتا ہے۔جدید تحقیقات سے یہ بھی ثابت ہوا ہے۔کہ علاوہ کتوں کے چوہے۔ مختلف قسم کی مچھلی اور جونک بھی مرض کی چھوت کا سبب بن سکتی ہیں *

(۴۲)۔انتھرکس۔یہ ایک متعدّی اور مہلک مرض اونٹوں کی ہے۔اور خبرداری نہ کی جاوے تو چند دنوں میں سینکڑوں جانور غارت کر دیتی ہے۔وادیئے کرم کے لام میں ستراں روز کے اندر پانچسو کے قریب اور ۳ ماہ کے اندر ڈیڑھ ہزار اونٹ اِسی مرض سے ضائع ہو گئے تھے۔اور بار برداری میں سخت نقصان اور آرج واقعہ ہوا۔اِس مرض کا زمانہ انکوبیشن یعنی زہریلے مادہ کی چھوت کے پوشیدہ رہنے کا وقت ابھی تک پورا تحقیق نہیں ہوا۔لیکن غالب ہے۔کہ چار روز تک ہو۔اور مرض کا ایک حملہ دوسری دفعہ کے عود سے بچا نہیں سکتا۔ابتدا میں انتھرکس کی مرض کا اونٹوں میں واقعہ ہونا مشکوک اور مشتبہ تھا۔اور اِس مرض کو مختلف نام مثلاً بر۔مرگی۔زہرباد۔بوغمہ۔سمک وغیرہ دیکر اس کا علاج ہوتا رہا۔لیکن اب پوری تحقیق ہو چکی ہے۔کہ اونٹ میں یہ مرض ایسی ہی تیزی اور سختی سے ہوتی ہے جیسے مویشی میں اور اُس کا حملہ اکثر موسم برسات کے بعد ہوا کرتا ہے۔جبکہ آب وہوا مرطوب اور متعفن بہت ہو۔میجر بن صاحب بہادر کے تجربہ کے بموجب اس مرض کی دو قسم ہیں۔ایک ڈیسنٹرک۔یعنی جس میں لہو کے دست لگ جاتے ہیں۔دوسرا اپوپلکٹک جس میں مرگی ہو کر موت واقعہ ہوتی ہے۔بہرحال یہ دونو علامتیں اس مرض میں اکثر موجود ہوا کرتی ہیں۔اور اِس مرض کا بیسی لس بھی مریض جانور کے خون اور دودھ

ہیں دیکھا گیا ہے۔ اور بعض دفعہ ایسی تیزی اور جلدی سے دورہ ختم کرتی ہے کہ علامات دیکھنے کا موقعہ نہیں ملتا +

علامات۔ مریض پہلے قارورہ سیاہ کرتا ہے۔ کھانے اور پینے سے قطعاً انکار اور ایک دم کمزور اور نحیف ہوتا جاتا ہے۔ جگالی موقوف کر دیتا ہے۔ اندرونی حرارت بہت بڑھ جاتی ہے۔ ٹانگیں اکڑ جاتی ہیں۔ اکثر جسم پر مختلف قسم کی رسولیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور رسولیوں کے منجمد سیاہ خون میں بھی مرض کا زہریلا مادہ (جیسے لس) دیکھا گیا ہے۔ حاملہ شتر مادہ حمل گرا دیتی ہے۔ خون آمیز دست اور آؤں خارج ہوتے ہیں۔ اور مریض سے بدبو آتی ہے۔ اور موت کے بعد مریض کی لاش جلد سڑ جاتی اور سخت بدبو آنے لگتی ہے۔ پتلے خون آمیز دستوں سے اِس کو بعض دفعہ مڈرپسٹ بھی مان لیا گیا ہے۔ جو غلطی ہے۔ بعض دفعہ پٹھے کمر اور پچھلے اطراف پر بہت ورم بھی نکل آتی ہے۔ مریض بہت کمزور۔ بے حواس اور ردی حالت میں ہو کر زمین پر گر جاتا ہے۔ اور گردن۔ ٹانگیں پھیلا کر کچھ دیر پڑا رہتا ہے۔ اور آخر مر جاتا ہے +

علاج۔ دیسی لوگ بہت سی دوائیں اِس مرض میں دیتے ہیں۔ اور پیٹھ و کمر پر یا ورم اور سوجن کے مقام پر گرم لوہے کا داغ بھی دیتے ہیں۔ مسٹر برک صاحب پیور کار بالک ایسڈ اور تیل کے اندرونی استعمال کی سفارش فرماتے ہیں۔ اور بعض ویٹرنری ڈاکٹر اور ڈس انفکٹنٹ اور طاقت ور انٹی سپٹک دوائیوں کے استعمال کی سفارش کرتے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت اس وقت تک کوئی علاج اِس منحوس اور مہلک مرض کا معلوم نہیں ہوا۔ جہاں تک ممکن ہو اس کی روک

اور چھوت کے انسداد کی تدبیریں کرنی چاہیئے۔ تاکہ یہ مرض پیدا نہ ہو۔ اور اگر پیدا ہو جاوے۔ تو بہت پھیل نہ جاوے۔ بلکہ رُک جاوے۔ انتھرکس کا ٹیکا (مرض کے روکنے کی غرض سے) ابھی تک نہیں آزمایا گیا۔ اور اِس لئے اِس کے مفید یا غیر مفید ہونے کی نسبت کوئی رائے ظاہر نہیں کی جاسکتی۔ وہ تدابیر جو پرنسپل وٹیرنیری سرجن الیفنٹ صاحب بہادر نے وادی کُرم میں لام کے موقعہ پر اِس مرض کا انتشار روکنے کے لئے اختیار کی تھیں یہ ہیں +

(۱)۔ جانور کو کئی گلّوں میں علیحدہ علیحدہ تقسیم کر دیا گیا +

(۲)۔ عام صفائی (خاصکر اونٹوں کی رہایش کی جگہ کو حفظان صحت کے قاعدے کے مطابق صاف رکھا گیا) کی طرف پوری توجّہ +

(۳)۔ سبز چارہ دیا گیا +

(۴)۔ مریضوں کو فوراً تلف کر دیا گیا۔ اور اُن کی لاشوں کو جلا دیا گیا۔ علاوہ بریں اُس جگہ کو جہاں مرض پھیلی ہو۔ خوب صاف کرکے کوئی انٹی سپٹک اور ڈس انفکٹنٹ مثلاً کوئلہ۔ راکھ۔ چونہ۔ فینایل۔ مکڈوگلس پوڈر وغیرہ چھڑکنا اور گندھک جلانا چاہیئے۔ تندرست جانوروں کو اور اُن کے خدمتگاروں کو بھی صاف کر دینا چاہیئے۔ تندرست جانوروں کو دوسرے مقام پر جہاں چارہ عمدہ اور بافراط ہو۔ اور چراگاہ دل دل اور مرطوب اور متعفّن نہ ہو لیجانا چاہیئے یہ بھی یاد رکھو۔ کہ یہ مرض ٹیکا لگانے یا لاش کو پڑا چھوڑنے سے اور قسم کے جانوروں میں بھی پھیل جاتا ہے +

علامات بعد وفات

تمام آب دار جوفوں خصوصاً پریٹونیل سیک میں زردی مائل تپلی رطوبت کا اجتماع خون اُونٹ کا پہلے ہی سے اودا رنگ رکھتا ہے۔ اِس لئے اِس مرض میں چنداں تغیّر معلوم نہیں ہوتا۔ ہاں اِس کی قوّت انجماد بہت کم ہو جاتی ہے سب آب دار جھلّیوں (پلورا۔ پریٹونیم وغیرہ) پر منجمد خون کے دھبّے اور داغ پائے جاتے ہیں اور کمر کے نیچے خانہ شکم میں جا بجا۔ زرد رنگ کا معمولی چیچپا مادہ یلو جیلاٹینس ٹشو منجمد پایا جاتا ہے +

ہماری رائے میں بہتر تدبیر یہی ہے کہ اِس سب سے زیادہ مُہلک مرض کے بیماروں کو فوراً ہلاک کر کے اُن کی لاشوں کو معہ سامان متعلّقہ کے جلا دینا چاہیئے۔ اور باقی ہدایات بالا مذکورہ بابت انسداد ترقی وبا کے پوری پابندی کرنی چاہیئے۔ مرض کا سریع الاثر زہر جلد پھیل جاتا ہے۔ (۵) فٹ اینڈ ماؤتھ ڈسیز یعنی مُنہ کھُر کی بیماری۔ یہ مرض بھی اونٹ میں ہوتی ہوئی دیکھی گئی ہے۔ اور بہت پھیل جانے اور مریض کو کچھ عرصہ کے لئے بے کار اور لاغر کر دینے کے باعث بڑی نقصان دِہ ہے (خصوصاً لام کے موقعہ پر) +

علامات۔ مُنہ کے اندر زبان پر۔ گاہے نتھنوں تک جلن ہو کر آبلے پیدا ہو جاتے ہیں۔ آبلے ٹوٹ کر چٹ پیدا کر دیتے ہیں۔ مریض چبا اور کھا کچھ نہیں سکتا۔ مُنہ سے بودار رال بہت گرتا ہے۔ بخار ہوتا ہے۔ مریض اکثر بیٹھا رہتا ہے۔ کھُر سب متورّم اور مریض ہو جاتے ہیں۔ اور درد کے مارے مریض چل نہیں

سکتا۔ اور پیروں سے اخراج اور پسینہ جاری رہتا ہے۔ سم کے کلفٹ یعنی میانہ جگہ پر اور اردگرد آبلے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے ٹوٹنے اور چٹ پیدا ہونے سے سُرخ جگہ نظر آتے ہیں۔ یہ مرض مہلک نہیں ہے۔ لیکن بخار۔ کمزوری۔ (کیونکہ جانور کچھ کھا پی نہیں سکتا) اور موسمی خرابیوں سے مر جاتے ہیں۔ اور اگر نگرانی خوب کی جاوے تو کم نقصان ہوتا ہے +

یہ مرض اونٹ سے دوسرے جگالنے والے جانوروں کو بھی چھوت کے ذریعہ ہو جاتی ہے +

علاج۔ مقامی طور پر۔ پیروں کو کافور یا کاربالک آئل سے ڈریس کرنا چاہیئے۔ مُنہ میں پھٹکری اور سُہاکہ کے غرارہ کرا دیں۔ اندرونی علاج جُلاب ہے۔ مریض چارہ نہیں کھا سکتے۔ اِس لئے پینے کے پانی میں ارد ادا۔ السی اور چاول کی کانجی اور نرم خوراک دینا ضروری ہے +

(۵)۔ رنڈرپسٹ یعنے زحمت یا مری۔ یہ مرض بھی اونٹوں میں ہوتی ہوئی بتلائی گئی ہے۔ لیکن مصنّف نے بچشم خود کوئی مریض اِس مرض کا نہیں دیکھا۔ حالانکہ ضلع جھنگ منٹگمری اور ملتان میں (جہاں اونٹ بھی بکثرت ہیں) اور سب قسم کے جگالنے والے مویشی میں اِس مرض کے اکثر حملے دیکھے ہیں۔ اِس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر اونٹوں میں یہ مرض ہوتا بھی ہے تو بہت کم ہوتا ہے۔ میجر بن صاحب نے اِس مرض کے مریض اونٹ ضلع شاہ پور اور منٹگمری میں دیکھے ہیں۔ اور اُن کا بیان ہے۔ کہ مریض کی ہضمیت کی نالی مریض ہوتی ہے۔ پہلے قبض اور پھر خون آمیز بدبودار دست آتے ہیں۔ مریض بے چین رہتا ہے۔ بخار سخت ہوتا ہے۔ خراٹے

سے دم لیتا ہے۔ اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر جاتا ہے۔ گلچرسٹ صاحب کے بیان کے مطابق ہضیمت کے علاوہ تنفّس کی نالی اور پھیپھڑہ بھی اِس مرض میں مبتلا ہوتا ہے۔ مریض ناک کو زمین اور درختوں وغیرہ سے رگڑتا ہے۔ جلد بے آرام ہو کر دائرہ میں حرکت کرتا ہے۔ اپنے کیلے کے گرد گھومتا ہے۔ اور دیوانہ وار گِر جاتا ہے۔ دم خراٹے سے لیتا ہے۔ اور آخر مر جاتا ہے +

علامات بعد وفات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اصلی اوجھڑی اور آنتوں میں جلن ہوتی ہے۔ تنفّس کی نالی بھی ماؤف ہوتی ہے۔ آنتوں میں چٹ اور خون آمیز بدبودار فضلہ۔ دماغ میں خون کا اجتماع +

علاج۔ گلچرسٹ صاحب اِس مرض کا علاج یہ بتلاتے ہیں۔ کہ فوراً فصد لینا چاہیئے۔ خوب پرورش کرنے اور جسم کو تکمیلہ سے گرم رکھنا چاہیئے۔ قبض میں تلیئین اور ۴ اونس کی خوراکوں میں نمک کھلانا چاہیئے۔ مصنّف کی رائے ہے کہ مویشی کی طرح اس مرض کا اونٹ میں بھی کوئی علاج نہیں۔ ممکن ہے۔ کہ انٹی سپٹک اور ڈِس انفکٹنٹ ادویات اندر دینے سے کچھ فائدہ ہو۔ اور چونکہ پروفیسر کاک صاحب نے مویشی کو اِس مرض سے بچانے کے لئے ٹیکا کا ایجاد کیا ہے۔ اور اُس کے کامیابی کی پوری اُمید دلاتے ہیں۔ اِس لئے میری رائے ہے کہ اگر اُس ٹیکا میں پوری کامیابی ہوئی تو اونٹ میں بھی اُسی طرح ٹیکا لگانے سے ضرور کامیابی ہو گی۔ اِس کے علاج کی نسبت بھی میں سفارش حفظ ماتقدم کی کرتا ہوں۔ جو انتھرکس کے بیان میں بتلا آیا ہوں +

(۶)۔ کیمل پکس۔ یعنی چیچک شتر۔ یا ٹھنڈیاں۔ یہ مرض بھی ہندوستان۔

افغانستان۔ عرب اور الجیریا کے اونٹوں میں ہوتی ہوئی اکثر تجربہ کاروں مثلاً ڈاکٹر فلیمنگ صاحب۔ ہاڈسن صاحب۔ مینسن صاحب وغیرہ نے دیکھی ہے۔ اور وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ اونٹ سے انسان کو بھی ہو جاتی ہے۔ اِس کا خسرہ گائے کے چیچک کی طرح ہوتا ہے۔ اور لکھا ہے کہ عرب کے لوگ اپنے بچوں کو حادہ چیچک سے بچانے کے لئے گائے کی بجائے شتر سے ٹیکا لگاتے ہیں۔ اونٹ میں یہ مرض سخت اور مہلک صورت اختیار نہیں کرتا۔ خصیوں پر رانوں کے اندر۔ لب اور تالو پر خسرہ نکلتا ہے۔ اگر خسرہ کم ہو تو کوئی مزاجی ابتری نہیں دیکھی جاتی۔ صرف پہلے ایک دو روز کم خوراک۔ اور کسی قدر سستی ہوتی ہے۔ بشرط ضرورت دافعہ بخار۔ ملائم خوراک اور خسرہ پر انٹی سپٹک لگا دیں ❊

(۷)۔ گلانڈرس کا مرض اونٹوں میں اب تک نہیں دیکھا گیا۔ یہ مرض خالص سم دار جانوروں کا ہے اور اُن سے انسان کو بھی ہو جاتا ہے۔ مویشی اِس مرض سے مستثنےٰ ہے ❊

(۸)۔ پلورو نمونیا اپی زوٹیکا۔ یعنی چھوت کی مرض پھیپھڑی۔ پھیپھڑا پک گیا یا لگ گیا۔ یہ مرض بھی اصلی حالت میں تو اب تک اونٹ میں نہیں دیکھی گئی۔ البتہ اِسی قسم کی ایک مرض جس کو دیسی زبان میں پھٹ گیا۔ پُرانا پے گیا۔ اور پاک دری وغیرہ بولتے ہیں۔ اونٹ میں اکثر ہوتی ہے۔ اور یہ چھوت کی تاثیر رکھتی ہے۔ لیچ صاحب نے ملک افغانستان میں اِس کی وبا پھیلتی ہوئی دیکھی ہے۔ اور بیان فرماتے ہیں۔ کہ چند ہی جانور اِسکے حملہ سے جانبر ہوئے۔ مریضوں سے تندرستوں میں پھیلتی گئی۔ ابتدا میں اِس کی تشخیص مشکل ہوتی ہے۔ اور

رفتہ رفتہ تنفس کی مرض کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں۔ لبوں پر چپٹ پائے جاتے ہیں۔ جس کا سبب شاید رگڑ ہے۔ جو جانور ناک میں خراش ہونے کے سبب مُنہ کو بار بار زمین اور درخت وغیرہ سے رگڑتا ہے۔ مریض کھانستا ہے۔ چھینکتا ہے۔ دم لینے میں تواتر ہوتا ہے۔ لیچ صاحب کا بیان ہے۔ کہ کوچ کے وقت اکثر مریض اچھے بھلے معلوم ہوتے تھے۔ اور چلتے چلتے گر کر مر جاتے تھے مریضوں کی علیحدگی بہت جلد کرنی چاہیئے۔ اور دیسی معالج اِس مرض میں بایڑنگ۔ نمک اور گرم مصالحہ معہ جوشاندہ پوست ببول دیتے ہیں۔ اور اِس کو بڑا مفید بتلاتے ہیں۔ لیکن میرے خیال میں اِس مرض کا علاج یہ ہونا چاہیئے۔ کہ مریضوں کو تندرستوں سے ایک دم علیحدہ کر کے قواعدِ حفظانِ صحت حفظ ماتقدم کی پوری پابندی کریں۔ مریضوں کو ملائم زود ہضم خوراک دینے کا بندوبست کریں۔ اُن کی چھاتی پر ٹکور اور اندر دیسی یا انگریزی شراب معہ گرم مصالحہ کے دینا چاہیئے گرم مصالحہ سے ہمارا مقصود اِن اشیاء کا ہے۔ سونف۔ اجوائن۔ زیرہ سفید۔ زیرہ سیاہ۔ پیاز۔ دارچینی۔ جائفل۔ جاوتری۔ سیاہ مرچ۔ لونگ۔ سُوا۔ الائچی کلاں وغیرہ وغیرہ جو خوشبودار۔ مقوی معدہ اور محرک گرم دوائیں ہیں سادہ پلورو نمونیہ یا نمونیہ میں مریض کی چھاتی پر تکمید۔ بال کتر کر بلسٹر۔ اندر محرکات اور مخرج بلغم و تپ شکن ادویات دیں۔ لیکن اونٹ میں ہم نے اکثر سادہ نمونیہ کے بعد شش میں دُنبل کی پیدائش کا مشاہدہ کیا ہے۔ جس سے ہلاک ہو جاتے ہیں *

(۹)۔ اسٹرانگلس۔ یعنی خُناق یا خوب سیہ مرض جو ان اونٹوں میں بعینہ

گھوڑوں کی طرح ہوتا ہے۔ لیکن میرے خیال میں اس قدر متعدی اور کثرت سے نہیں ہوتا۔ جیسے گھوڑوں میں ہُوا کرتا ہے۔ گویا شتر اس مرض کے بہت کم مستعد ہیں +

علامات ۔ گلے کے نیچے اور نچلے جبڑے کے درمیان ورم۔ درد۔ نگلنے میں تکلیف پانی بھی آرام سے نہیں پی سکتا۔ تیز بخار۔ کھانسی۔ ناک سے اخراج۔ مُنہ سے رال گرتا ہے۔ دن بدن دُبلا ہوتا چلا جاتا ہے۔ آخر گلے کے نیچے ایک یا چند دُمل بنکر پھوٹ پڑتے ہیں۔ اور اخراج بہنے لگتا ہے۔ اُس وقت جانور کو بخار اور دردگلو سے افاقہ آجاتا ہے۔ یہ مرض عموماً موسم بہار اور گرما میں ہوتا ہے لیکن سال کا کوئی حصّہ بھی اِس سے خالی نہیں بتلایا جاسکتا +

علاج اس مرض کا بعینہٖ گھوڑوں کی طرح ہے۔ جانور کو ملائم پتلی خوراک دیں گلے پر ٹکمید جاری رکھیں۔ دُمل پختہ ہو۔ تو اُسے کھولیں۔ انٹی سپٹک ڈریس کریں۔ مریضوں کو تندرستوں سے علیحدہ رکھنا ضروری مصلحت ہے +

(۱۰)۔ ریبیز ۔ یعنی دیوانگی۔ جو پاگل کتے یا گیدڑ۔ بھیڑیئے وغیرہ کے کاٹنے سے پیدا ہوتی ہے۔ پاگل جانور کے کاٹنے سے اونٹ پر بھی ایسا ہی اثر ہوتا ہے جیسے گھوڑے اور بیل پر اور بغیر پاگل کُتے وغیرہ کے کاٹنے کے یہ مرض نہیں ہوسکتا جب اونٹ مست ہوجاتا ہے۔ اُس وقت بھی کسی قدر دیوانہ ہوتا ہے۔ اور انسان و حیوان کو کاٹتا ہے۔ لیکن یہ اُس کی طبعی حالت ہے۔ اِس کو ریبیز کی دیوانگی سے بخوبی تمیز کرنا چاہئے +

علامات ریبیز ۔ مریض کھانا پینا چھوڑ کر فکرمند ہوجاتا ہے۔ پھر بے آرامی ظاہر

کرتا۔ دوڑتا۔ منہ سے جھاگ بہاتا ہے۔ اگر باندھ دیا جاوے۔ تو کھلا دوڑنے کی کوشش کرتا۔ اور لڑکھڑاتا ہے۔ چہرہ اور آنکھیں متوحش اور جانور خوف زدہ معلوم ہوتا ہے۔ یہ بات کہ مریض پانی سے ڈرتا ہے۔ غلط معلوم ہوتی ہے۔ اگر نزدیک آویں۔ یا ڈرایا جاوے تو اشتعال مرض کا زیادہ ہو جاتا ہے۔ رفتہ رفتہ بیہوش ہو جاتا ہے۔ کمزور اور مفلوج ہو کر گر جاتا ہے۔ اور مر جاتا ہے اِس مرض کا کوئی علاج نہیں۔ اگر کسی جانور کو پاگل کتّا کاٹ جاوے تو اُسکے زخم کو فوراً تیز جلانے والی دوائی سے اور اگر یہ موجود نہ ہو۔ تو لوہے کی داغنی سے خوب جلا دینا چاہیئے۔ زخم کو پہلے کاٹنا اور بعدہٗ جلانا اور بھی اچھّا ہے۔ ورنہ چھ ماہ کے اندر کسی وقت مرض پیدا ہونے کا خوف ہوگا۔ جب پاگل کتّے وغیرہ کے کٹے ہوئے اونٹ کے زخموں کو فوراً دوائی یا گرم لوہے سے جلا دیا جاوے تو مرض کی پیدائش کا خوف بہت کم رہ جاتا ہے۔ تاہم چھ ماہ تک ایسے اونٹ کی نگرانی رکھنی چاہیئے کیونکہ اِس مرض کی زہر کے پوشیدہ رہنے کا زمانہ چھ ماہ ہے (کم از کم ۳ ماہ) اگر اِس قسم کا دیوانہ اونٹ کسی آدمی یا جانور کو کاٹ کھاوے۔ تو اُس سے بھی دیوانگی پیدا ہو جاتی ہے اِس لئے ایسے مریضوں سے احتیاط سے بچنا ضروری ہے۔

(۱۱)۔ پلمونیری اسکرافیولا یا تھائی سس۔ یعنی مرض سل۔ خنازیری مرض کے سب قسم خصوصاً سل اونٹ میں بھی ایسے ہی حملہ کرتا ہے۔ جیسے مویشی میں اور اس کے اسباب۔ علامات۔ علاج وغیرہ قریباً ویسے ہی ہیں۔ جب تھائی سس یعنی سل کا مرض ایک دفعہ مستقل طور پیدا ہو جاوے تو یہ لاعلاج ہے۔ اِس کے علاج کی نسبت حفظ ماتقدّم اور اُس کے اسباب کو

روکنا ضروری ہے +

جس جانور کو عرصہ تک شُشش یا ہوائی نلیوں کی مزمن مرض رہی ہو۔ یا دُبلا وکمزور ہوگیا ہو۔ خصوصاً موسم سرما اور سخت گرمی میں اُسّے محنت نہ لینی چاہیئے۔ اور جنگل کی عمدہ چراگاہ میں کھُلا چھوڑنا چاہیئے۔ جن شتر بچّوں کی اچھی پرورش نہ ہو۔ اور ماں کے دوودھ سے محروم رکھے جاویں یا اُن سے جلدی جلدی سخت کام لینا شروع کردیا جاوے وہ اکثر امراض کے مستعد ہو جاتے ہیں۔ اور اُن مرضوں کے منجملہ ایک تھائی رسس بھی ہے +

(۱۲)۔ فیور یعنی بخار یا تپ یا توپے گیا۔ یہ مرض اونٹ میں بھی باقی مویشی کی طرح ہوتا ہے۔ اِس کے اسباب۔ علامات۔ اور علاج بعینہٖ بیل کے بخار کی طرح ہے۔ اونٹ کی اصلی حرارت عزیزی ایک سَو دو درجہ پر ہوتی ہے۔ اور بخار میں بڑھ کر ایک سو پانچ اور چھ اور گاہے اِسّے بھی زیادہ ہوجاتی ہے دھوپ میں محنت لینا یا چرانا اور تیز دھوپ میں رکھنا سایہ دار جگہ میں آرام نہ دینا۔ عرصہ تک پیاسا رکھنا۔ اکثر بخار پیدا کرتا ہے +

علامات ۔ مریض ہانپتا ہے۔ دم گرم۔ جسم گرم۔ اشتہا کم۔ یا بند۔ تشنگی زیادہ اور بے آرامی ظاہر کرتا ہے +

علاج ۔ سردی کے موسم میں جھول وغیرہ ڈالکر سردی سے بچانا اور گرمی میں تیز دھوپ اور گرمی سے بچانا چاہیئے۔ سرد پانی پلانا اور تپ شکن ادویات کا استعمال جُلاب اپسم سالٹ یا نمک اور تیل کا بہت مفید ہے۔ خوراک معمولی سبز چارہ اگر درخت بیری یا کیکر موجود ہو۔ تو اُس پر چرانا اور درختوں کے نیچے رکھنا چاہیئے

باقی علاج حسب المعمول مثل بیل کے ہونا چاہیئے۔جب اونٹ کو لرزہ سے تپ شروع ہوتا ہے۔ تو دیسی سروان اُس کے سر اور بغلوں پر داغ کی لکیریں دے دیتے ہیں۔ یہ وحشیانہ علاج ہرگز نہ کرنا چاہیئے ✣

سن فیور۔یعنی جو بخار بسبب شدت گرمی اور تمازت کے ہووے۔اُس کو دیسی لوگ گرمی کا دھکّا اور سٹرگیا بھی بولتے ہیں۔اُس میں مریض کو جس قدر ہو سکے سردی پہنچاویں۔خاصکر اُس کے سر پر سرد پانی یا برف آب ڈالیں۔سرد پانی پلاویں۔ارد اور جو کا دو وقت دن میں پلاویں۔جب اونٹ کو گرمی کے موسم میں وزنی بوجھ لاد کر دھوپ میں لمبی کوچ چلایا جاوے۔اور اُسے پیاسا رکھا جاوے تو اُس میں یہ حالت پیدا ہو جاتی ہے۔اور گرمی کے مارے پانی میں بیٹھ جاتا ہے اور چونکہ پانی میں بیٹھنے سے اُسے آرام ملتا ہے۔اِس سبب سے اُسے بار بار پانی میں بیٹھنے اور لیٹنے کی عادت ہو جاتی ہے۔اِس کو دیسی لوگ **توپے گیا** بولتے ہیں ✣

(۱۳) روماٹیزم یعنی مرض وجع المفاصل یا گنٹھیا یا واء۔یہ بیماری اُونٹوں میں اکثر دیکھی گئی ہے۔اور مصنف نے چند ایک مریضوں کا علاج کیا ہے عام ساربان بھی اِس مرض سے واقف ہیں۔اور اِس کو درد جھولا۔آکڑا۔اکڑا۔جکڑا۔وغیرہ مختلف نام دیتے ہیں۔وجع المفاصل کی اکثر دو شکلیں مصنف نے دیکھی ہیں۔ایک جائینٹ روماٹیزم یعنی جوڑوں کا درد۔دوسری لمبیگو یعنی کمر کا درد۔اوّل مذکورہ قسم میں جوڑوں کی اندرونی باریک جھلّی مریض ہوتی ہے۔جس میں سے جوڑوں کا روغن رستا ہے۔اور آخر مذکورہ قسم میں کمر کے جوڑ اور عضلات دونوں مریض ہوتے ہیں

کبھی سارے جسم واطراف کے عضلات بھی ماؤف ہوتے ہیں۔ اور مریض کا سارا جسم اکڑ جاتا ہے۔ عام لوگ اس کو سرد گرم اور آکڑ بولتے ہیں۔ اور مریض کو پسینہ دیتے ہیں +

اسباب اِس مرض کے یہ ہیں۔ جانور کو مرطوب اور سرد جگہ میں رکھنا بے اعتبار موسم۔ تیز سردی۔ بارش میں بھیگنا۔ خصوصاً گرم حالت اور پسینے میں سردی کا پہنچنا۔ دیسی ساربانوں کا خیال ہے۔ کہ جب اونٹ کو شیشم یعنے ٹھلی کے درخت پر چرایا جاتا ہے۔ تو اُس سے بھی جکڑاؤ ہو جاتا ہے۔ منزل پر پہنچنے کے وقت جلد پالان اور گرمدا اُتارنا بھی اِس کا عام سبب ہے۔ پنجابی ساربانوں کا بیان ہے کہ منزل طے کرنے کے بعد اگر گرمد فوراً اُتار لیا جاوے۔ تو اونٹ کو گرمدوا ہو جاتی ہے۔ اور چرائی سے معذور ہو جاتے ہیں۔ ساربان فوراً گردن پر داغ دیتے ہیں۔ لیکن ہماری رائے میں تکمید اور محرک لینیمنٹ کی مالش کافی ہے۔ داغ بے ضرورت ہے۔ یہ مرض بوڑھے اور کمزور جانوروں میں پائی جاتی ہے۔ اور کمر کا درد عمدہ نسل کے تیز رفتار اونٹوں میں۔ راقم نے اکثر دیکھا ہے اِس کا سبب یقیناً یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ شتر سوار جبکہ اونٹ کو زور سے دوڑاتے ہیں۔ اور وہ بہت گرم ہو جاتا ہے ایک دم کھڑا کر کے بٹھا دیتے ہیں۔ یا سرد ندی یا نالی کا پانی عبور کرلتے ہیں۔ یا پانی پلا دیتے ہیں۔ اِسی طرح پر گرم حالت میں ایکدم سردی پہنچنا اِس مرض کا کافی اور عام سبب ہے۔ اِس لئے اِس مرض کے اِن اسباب کو ضرور روکنا اور اِن سے پرہیز ضروری ہے +

علامات۔ مریض لنگ کرتا ہے۔ مریض جوڑ پڑ درد اور سوجے ہوئے

اُٹھنے بیٹھنے میں تکلیف۔ درد کے مارے مریض لیٹا رہتا ہے۔ لنگ کبھی ایک ٹانگ میں اور کبھی دوسری میں اور کمر کا درد بھی کبھی کم اور کبھی زیادہ ہوتا ہے +

علاج۔ آرام۔ سردی بارش اور تیز ہوا سے مریض کو بچانا۔ مریض جوڑوں پر ہاتھ کی مالش۔ مریض پر جھول یا کمبل ڈال دو۔ اندر جُلاب نمک اور سلفٹ آف مگنیشیا۔ یا مصبّر اور نمک کا دیں۔ اور بعد ازاں شورہ۔ کاربونٹ آف پوٹاس۔ ساجی۔ نمک سیاہ۔ وغیرہ نمکین اور کھاری دوائیں دینی چاہئے۔ دیسی سارباں مال کنگنی۔ اجوائن۔ سونٹھ و بیخ مدار کو تیل میں جوش دیکر اُس کی مالش کرتے ہیں۔ اندر دینے کے لئے بکائن و نیم کے پھل۔ قند سیاہ پوانا۔ اجوائن۔ سونٹھ۔ ہینگ۔ سیاہ مرچ پیپلامول۔ مال کنگنی۔ سب کو کوٹکر مصالحہ تیار کرکے دیتے اور پسینہ لاتے ہیں۔ میں نسخہ ذیل کو پسند کرتا ہوں +

نسخہ۔ قلمی شورہ ایک اونس۔ سفوف سورنجاں تلخ ½ اونس۔ ساجی کھار ½ اونس۔ مدار کی جڑ کی چھال کا سفوف ½ اونس۔ پانی یا دودھ وغیرہ میں گھول کر پلا دیں۔ اِس مرض میں مریض کو گرم رکھنا اور پسینہ آور دوائیں دینا بڑا مفید ہے۔ مثلاً مریض کی پیٹھ پر گرم جھول وغیرہ ڈال کر اُس کو گرم کریں۔ اور اندر نسخہ ذیل دیں۔ اِس سے اکثر پسینہ آجاتا ہے۔ اور مریض کے جوڑ کھل جاتے ہیں۔ اب تا وقتیکہ پسینہ خشک ہو جاوے۔ مریض کو سرد ہوا سے بچانا چاہئے +

نسخہ۔ قلمی شورہ ½ تولہ۔ مدار کی جڑ کی چھال ½ تولہ۔ سفوف سونٹھ ۲ تولہ سفوف اجوائن ۲ تولہ۔ قند سیاہ ۲ چھٹانک۔ پانی حسب ضرورت۔ [illegible]

معالج بہت سے فضول اور بعید از قیاس نسخے اِس مرض میں استعمال کرتے ہیں لیکن بعض اُن میں مفید بھی معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً زیری سیاہ ۴ ماشہ۔ مرچ سیاہ ۴ ماشہ۔ پیاز ۲.۰ تولہ۔ بھلاوہ ۳ عدد۔ خراسانی اجوائن ۴ ماشہ۔ گوگل ۲ ماشہ۔ جائیفل سفوف ۴ ماشہ۔ مال کنگنی ½ تولہ۔ سب ادویات کو کوٹ کر شہد اور آٹے میں گولا بناکر کھلاویں۔ یا تخم میتھرے ½ چھٹانک۔ مسور کی دال ایک چھٹانک۔ مرچ سُرخ ۱ تولہ۔ پیاز آدھ پاؤ پختہ۔ سب ادویات کو باہم کوٹ کر مریض کو کھلاویں +

(۱۴۲)۔ کولڈ سٹرک یعنی جھولایا یا مار جانا۔ اِس مرض کو بھی اکثر اونٹ کے تجربہ کاروں نے لکھا ہے۔ مصنّف کے خیال میں یہ کوئی خاص مرض نہیں۔ یہ بھی روماٹیزم کی ایک قسم ہے۔ جو گرم حالت میں سردی پہنچنے سے ہوجاتا ہے اور جانور اکڑ جاتا ہے +

اسباب۔ جب جانور کو بعد سفر دراز منزل پر پہنچکر گرما گرم حالت میں بٹھا دیا جاوے اور زین پالان وغیرہ اُس کی پیٹھ سے ایک دم اُتار لیا جاوے اور پسینہ کی حالت میں سردی پہنچ جاوے تو یہ مرض ہوجاتا ہے۔ اچھّی طرح کھُلے قدم سے چل نہیں سکتے۔ اور لرزہ ہوتا ہے۔ اِس مرض میں یہ دیسی نسخہ دینے سے بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ قند سیاہ ½ سیر۔ میٹھا تیل ایک سیر۔ مال کنگنی ½ سیر۔ کٹکی ½ پاؤ۔ ترپھلا پاؤ پختہ۔ (یعنی پوست ہلیلہ۔ پوست بلیلہ۔ پوست آملہ مساوی الوزن) اِس کو کُوٹ کر قند سیاہ میں ملاکر چورا بناویں۔ اور دو دن صبح و شام ۲ دفعہ کرکے دیویں مریض کو سردی۔ بارش اور ہوا سے بچاویں +

(۱۵)۔ لیمفن جائیٹس یعنی زہرباد۔ جب کبھی مصنّف کو زہرباد کے مریض اونٹ کے دیکھنے کا موقعہ ہؤا ہے (جب کہ مالکوں اور ساربانوں نے زہرباد بتلایا) تو کبھی خالص زہرباد نہیں دیکھا۔ جسؔے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مختلف امراض جن میں جانور کھانا چگانا کم کردے۔ اور اطراف پر ورم پڑ جاوے۔ سب کو یہی نام دیتے ہیں۔ فی الحقیقت زہرباد وہ مرض ہے۔ جس میں پچھلے اطراف کے نظام جاذبہ مریض ہو جاتے ہیں۔ اور اِس سبب سے رطوبات کو جذب نہیں کرسکتے۔ ٹانگوں پر ورم ہو جاتی ہے۔ جو چھونے سے گرم پُر درد۔ اور ہموار ہوتی ہے۔ بخار اور مزاجی ابتری کے علامات پائے جاتے ہیں۔ لیکن جب عام کمزوری اور ورم اطراف ہو (فلڈ لیگس یا اناسارکا) تو اُس کو بھی دیسی ساربان زہرباد بولتے ہیں اور جیسے میں پیچھے ڈراپسی کے بیان میں تبلا آیا ہوں۔ یہ ورم اگر سراپا انتھرکس۔ یا پرپُرا وغیرہ کے سبب ہو۔ تو بھی یہی نام دیا جاتا ہے +

سادہ اناسارکا کی حالت میں جب کہ پیٹ اور چھاتی کے نیچے گردن اور ٹانگوں پر امتلائے سوجن نکل آوے۔ تو کسی قدر بخار بھی ہوتا ہے اور جانور جلد خستہ ہو جاتا ہے۔ یہ مرض اکثر موسم برسات اور سرما میں زیادہ ہوتا ہے۔ اور سب قسم کی کمزور کرنے والی بیماریوں کے بعد اِس کا ظہور ہو سکتا ہے۔ اور جب جانور کے جسم اور اندرونی اعضا۔ مثلاً جگر۔ تلی۔ پھیپھڑہ وغیرہ میں بہت ہڈاٹڈ سِسٹ موجود ہوں۔ تو بھی یہ مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر کسی ٹانگ میں لنگ ہو اور بے حرکت رہے تو بھی سوج جاتی ہے +

علاج۔ اگر حقیقی زہرباد ہو اور لمفیٹک ویسلز یعنی نظام جاذبہ اطراف کے

ماؤف ہوں۔ مریض کو بخار اور ورم پُر درد و گرم ہو۔ تو اُس وقت ایک تیز جلّاب دینا چاہیئے ✦

مریض ٹانگوں پر ٹکور کرنا چاہیئے۔ خوراک کافی اور اچھّی۔ اور سردی سے بچانا چاہیئے۔ اگر کمزوری کے سبب ٹانگ پر سُوجن آگئی ہو۔ تو ہاتھ کی مالش۔ کھُلے چراگاہ میں چرنے کے لیئے چھوڑنا۔ اور مقوّی غذا کھلانا چاہیئے۔ جلّاب اور پیشاب آور دوا دینے سے ہر حالت میں فائدہ ہوتا ہے۔ لیکن جب مریض بہت کمزور ہو۔ تو جلاب منع ہے۔ دیسی معالج ورم کے مقام پر گرم لوہے کا داغ دیتے ہیں۔ اور اندر مصالحہ گُڑ۔ جوائن۔ کالا زیری۔ نمک اور دیگر نباتاتی مُحرّک خوشبودار دوائیوں کے دیتے ہیں۔ یہ مصالحہ تو ضرور فائدہ کرتے ہیں۔ اِن سے جسم میں قوّۃ پیدا ہوتی ہے۔ ہاضمہ درست ہوتا ہے۔ اور جلد و گُردوں کو تحریک ہوتی ہے۔ لیکن داغ سے کچھ فائدہ نہیں۔ گلچرسٹ صاحب جن کو اُونٹوں کے امراض کا بڑا تجربہ ہوا ہے۔ سفارش کرتے ہیں۔ کہ مریض کو پہلے فصد لے کر ایک خوراک مُسہل کی دینا چاہیئے۔ اور سرمہ و سیماب کے مُرکّبات دے کر۔ بعد ازاں مقوّی اور محرّک مصالحے دینا چاہیئے۔ باقی علاج سے تو مصنّف بالکل مُتّفق ہے۔ اور سُرمہ و سیماب کی تاثیر جاذبہ و مصفّیِ خون ہونے کے سبب مُفید بالکل قرین قیاس ہے۔ لیکن فصد لینا مُضر ہے ✦

(۱۵)۔ زہر خورانی۔ جیسے عوام لوگ دشمنی سے اور خاصکر چمار لوگ چمڑا کے لالچ سے مویشی کو زہر دے کر ہلاک کرتے ہیں۔ یہ بات اونٹوں میں مصنّف نے کبھی نہیں سُنی۔ لیکن ممکن ہے۔ کہ ایسا کرتے ہوں۔ تاہم ویٹرنیری ڈاکٹر کو

اس بات کا بھی تشخیص مرض کے وقت خیال رکھنا چاہیئے۔ خصوصاً لام کے موقعہ پر۔ چونکہ اونٹ سب قسم کے کڑوے اور بدمزہ چارے کو کھا جاتے ہیں۔ اُن میں چند ایک زہریلی بوٹیاں ہوتی ہیں۔ جو اگر کافی مقدار جانور کے شکم میں پہنچ جاویں۔ تو ہلاکت کا باعث ہوتی ہیں۔ اور اگر کم پہنچیں تو جانوروں کو مریض کر دیتے ہیں۔ مثلاً میٹھا تیلیا۔ دھتورہ۔ کنیر۔ گوبچی وغیرہ۔ اِن میں اکثر کنیر کے درخت کا زہر ہوتا ہے کنیر جنگلوں میں قدرتی طور پر اور باغیچوں میں بوئی جاتی ہے۔ اِس کے خوبصورت سُرخ اور گلابی پھول اور سبز لمبے پتّے ہوتے ہیں۔ اِس کو اکثر جانور بھوکھ کے وقت کھا کر مریض ہو جاتے ہیں۔ اِس کے زہر کا اثر دل و دماغ پر ہوتا ہے اور اعصاب کو سُست کر کے مریض کو مار ڈالتی ہے ÷

علامات۔ مریض سُست۔ بیہوش۔ قے کرنا۔ بھُوکھ بند۔ آنکھ نیم کشادہ یا بند ظاہر اجھلیاں بھُورے رنگت کی۔ نبض کمزور اور جھوکے سے چلتی ہے۔ بخار نہیں ہوتا۔ گوبر سیاہی مائل۔ مریض جُگالی کو مُنہ سے گراتے جاتے ہیں۔ اور اِس طرح بہت سا زہریلا چارہ خارج بھی ہو جاتا ہے۔ گھوڑوں میں قولنج کی طرح درد بھی ہوتا ہے۔ زہر کھا جانے کے بعد ۲ سے ۴۸ گھنٹے کے اندر جانور مر جاتا ہے ÷

علاج۔ شروع میں تیل کا جلاب دیں۔ حُقنہ گرم پانی تیل اور صابون کا کریں۔ بعد ازاں دیسی یا انگریزی شراب ایک بوتل۔ پانی ڈیڑھ بوتل میں ملا کر پلا دیں۔ اور چاولوں کی کانجی یا السی کا جوشاندہ وغیرہ مُزلّق قسم کی خوراک ہمراہ دودھ کے جاری رکھیں ÷

امراض آلات ہضم

(۱)۔ سور تھروٹ یعنی درد گلو۔ درد گلو فے الحقیقت کوئی مرض نہیں بلکہ بہت سی گلے کی بناوٹوں اور اعضاؤں کی ناتندرست حالتوں کی علامت ہے۔ مثلاً جب اونٹ کا تالو مریض ہو جاوے یا لیرنگس اور فیرنگس میں جلن واقعہ ہو (لیرنجائیٹس اور فرنجائیٹس) یا مرض اسٹرانگلس یعنی خناق کا حملہ ہو۔ یا پیراٹڈ گلینڈز کا انفلامیشن شروع ہو جاوے (کان پٹی) یا سب مکسلیری غدود متورم اور مریض ہوں (گلہے یا گلے پڑ گئے) تو اِن سب حالات میں درد گلو اور نگلنے میں سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اِس کا سبب عموماً گرمی میں سردی کا پہنچنا۔ رگڑ اور چوٹ۔ بہت اونچے درختوں پر گردن کو بہت بڑھا بڑھا کر چرنا وغیرہ +

علامات درد گلو کی یہ ہیں۔ گلے پر یا کنپٹی پر سوجن نکل آتی ہے۔ نگلنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ سر بڑھائے رکھتا ہے۔ گلے پر دبانے سے درد ہوتا ہے اور چارہ کھانے اور نگلنے سے معذور ہو جاتا ہے۔ حالانکہ کھانے اور چرنے کا ارادہ کرتا ہے

لیکن چارہ مُنہ سے گرا دیتا ہے۔ مریض سُست ہوتا ہے +

علاج اِس کا یہ ہے۔ کہ گلے پر گرم پانی کی خوب ٹکور کریں۔ اور بعد ٹکور کے گرم میٹھا تیل ملدیا کریں۔ موجود ہو۔ تو سوپ لینمنٹ کی مالش بعد ٹکمید کے بڑا فائدہ کرتی ہے۔ اندر گرم اور محرّک مصالحہ دیا جاتا ہے۔ اگر خناق ہو یا لیرنجائٹس کا مرض باعث دردِ گلو ہو۔ تو اُس کے ساتھ بخار بھی ہوتا ہے اُس وقت بخار اور مرض کا مقامی اور اندرونی علاج گھوڑے کی طرح کیا جاتا ہے۔ دیسی معالج گلے پر فوراً گرم لوہے کا داغ دیتے ہیں۔ جو بے ضرورت ہوتا ہے اور جانور کو معیوب کر دیتا ہے +

(۲)۔ افتیہ یعنی مُنہ میں جلن اور چھالے ہو جانا۔ گو اِس مرض کا بیان کتاب میں نہیں دیکھا گیا۔ لیکن مُصنّف نے یہ مرض بیلوں کی طرح اونٹ میں بھی دیکھا ہے اور اِس کا علاج بھی بیلوں کی طرح قابض عرقیات (اسٹرنجنٹ گارگل) کے غرارہ سے کیا گیا۔ اور مریض اچھّے ہو گئے۔ بار کے ساربان اِس کو نجار۔ اور کوکڑی بولتے ہیں۔ اِس مرض میں اونٹ چارہ اچھّی طرح کھا اور چبا نہیں سکتا۔ اور مُنہ سے کف جاری رہتا ہے +

(۳)۔ گلاسائٹس یعنی زبان کی جلن۔ اِس مرض میں اونٹ کی زبان کسی قدر سوج کر پڑ ورغا اور گرم ہو جاتی ہے۔ مریض چارہ کھانے کے قابل نہیں رہتا۔ مُنہ سے رال بہت ٹپکتا ہے +

ٹرومیٹک کاز۔ یعنی بیرونی صدمہ چوٹ سے بھی زبان کی جلن ہو جاتی ہے +

علاج قابض عرق مثل پھٹکری۔ سہاگہ۔ مازو وغیرہ سے غرارہ کراویں مُنہ کو گرم پانی کے بھپارے دیں۔ اگر زبان پر زخم ہوں تو اُن پر ٹنکچر مر ٹنکچر بنزوئن اور

عرق سہاگہ تینوں مساوی حصّہ ملا کر لگانے سے جلد آرام ہوجاتا ہے ✦

(۴)۔ قے بھی اونٹ میں دیکھی گئی ہے۔ یہ ایک قدرتی بحران کی صورت میں جب کہ معدہ مریض ہو اور خوراک کو ہضم نہ کرسکے۔ یا جانور زیادہ کھا جائے یا کوئی زہریلا چارہ خوراک کے ہمراہ کھایا جاوے۔ واقعہ ہوتی ہے۔ مصنّف نے اِس بیماری کے چند مریض اونٹ خود بھی دیکھے ہیں۔ جن میں سے دو گرمی کے موسم میں دیکھے تھے۔ اِن میں سے ایک کا مختصر طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔ ایک بلوچ علاقہ سندھ کا ماہِ اگست میں اپنے اونٹ پر سوار ہوکر ڈیرہ غازیخان سے جھنگ کیطرف روانہ ہؤا۔ چونکہ رستہ میں ریگستانی جنگل (تھل) کا سفر طے کرنا تھا۔ جہاں پانی کم ملتا ہے اور گرمی کی بڑی شدّت ہوتی ہے۔ اِس لئے وہ اونٹ کو خوب دوڑا کر ایک ہی دن میں سارے ریگستانی جنگل کا راستہ جو قریب پچاس کوس کے ہوگا۔ طے کر آیا۔ راستہ میں اُس نے اُونٹ کو دو دفعہ بہت سا ثبوت خشک جو کا دانہ بھی کھلایا۔ لیکن اونٹ کو جُگالی کا موقعہ نہ ملا۔ دوسرے روز وہ مقام کبیرؔ ٹھ میں پہنچا۔ (جو مصنّف کا وطن مالوفہ ہے) پہنچتے ہی اُونٹ کو قے شروع ہوگئی دم کرنے لگا۔ کھانا جگالنا چھوڑ دیا۔ اور بار بار تھوڑا تھوڑا پانی پی لیتا تھا۔ مصنّف اُن دنوں بتقریب رُخصت موسم گرما گھر پر تھا اُس نے اپنا اُونٹ مجھے دکھلایا اور سارا ماجرا بیان کیا۔ مینے اُس کا امتحان کیا ✦

علامات ذیل موجود تھے ✦

اونٹ دم کرتا ہے۔ بخار معلوم ہوتا ہے کسی وقت بے قاعدہ جگالی کرتا۔ اور جگال کو مُنہ سے گِرا دیتا ہے جس میں زردی مائل۔ بُودار ناہضم شدہ چارہ و اشیاء جو

نکلتے ہیں۔ بار بار قے کرتا اور گڑگڑاتا ہے۔ عمر اُونٹ کی قریب ۶ سال ہے۔ اگر خود نہ اُٹھاویں۔ تو بیٹھا رہتا ہے۔ سبز درختوں پر چرنے کے لئے چھوڑیں۔ تو ایک دو مُنہ مار کر درخت کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور متحیّر ہو کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ پیشاب بھی نہیں کرتا۔ پھر بیٹھ جاتا ہے۔ قے کرنے کی کوشش ہیں مُنہ کو جھٹکنا۔ اور خوراک نکال کر باہر پھینک دیتا ہے +

علاج حسب ذیل کیا گیا +

پینے کے پانی میں نمک ½ چھٹانک اور قلمی شورہ ۲ تولہ۔ فی وقت دیا گیا۔ اُسکے پیٹ پر زور کی مالش کرنے کے لئے مالک کو ہدایت کی گئی۔ ایک جُلاب مصبّر اور تیل کا دیا گیا۔ اور نمکین سرد پانی ہر وقت اُس کے سامنے موجود رکھا گیا۔ بارہ تیرہ گھنٹے تک جلاب دینے کے بعد بھی قَے جاری رہی۔ بعد ازاں جلاب کا اثر جاری ہؤا۔ تو قَے بند ہونے لگی۔ جس وقت جلاب سے فراغت ہوئی۔ اور قَے بالکل بند ہو گئی۔ مریض دم آرام سے لیتا ہے۔ کسی کسی وقت جگالی بھی کرتا ہے۔ سبز درختوں پر چرنے کی رغبت ظاہر کرتا ہے +

نسخہ ذیل ہر چہار گھنٹے کے بعد دیا گیا +

سفوف اجوائن ایک تولہ۔ سفوف سونٹھ ۳ تولہ۔ سفوف سونف ۳ تولہ سفوف زیرہ سیاہ ۳ تولہ۔ سفوف فلفل سیاہ ا تولہ۔ نمک ½ چھٹانک۔ پانی ایک سیر۔ (مریض بالکل شفایاب ہو گیا) +

(۵) نفخ شکم یعنی اپھارہ یا سُول۔ اِس مرض میں ریومن یعنی معدہ اوّل۔ (اور گاہے آنتوں میں) میں بھی ریح غلیظ جمع ہو جاتی ہے۔ اِس سبب سے پیٹ

جانور کا پھول جاتا ہے ✦

اسباب۔ خراب اور زہریلے قسم کا چارہ کھا جانا۔ بہت سبز خوراک چرنا خصوصاً جب کہ اُس پر اوس پڑی ہو۔ خوراک بہت ملے اور جگالی کا کافی وقت نہ ملے۔ تو بھی یہ حالت پیدا ہو جاتی ہے ✦

علاج۔ اس کا یہ ہے۔ کہ مریض کو تیل یا گھی کا ایک جلاب دیں اور جلاب کے بعد اُسکے پیٹ پر زور کی مالش کریں۔ بعض دفعہ آنتوں اور اوجھڑی کی جھلی میں کسی قدر جلن ہو جاتی ہے۔ اور مریض سخت بے چینی ظاہر کرتا ہے زمین پر لیٹتا ہے بے آرامی مثل قولنج کے ظاہر کرتا ہے۔ دانت پیستا ہے پیٹ بہت اپھر جاتا ہے بہت بے قرار ہو تو دوسرے جانور کو کاٹتا بھی ہے۔ قارورہ کم اور سُرخ رنگ کا خارج کرتا ہے۔ اُس وقت نسخہ ذیل دینا چاہیئے ✦

افیون	ہینگ	سونٹھ
۲ ماشہ	ایک تولہ	ایک چھٹانک

سونٹھ کو ایک سیر پانی میں جوش دیکر اُس میں افیون اور ہینگ حل کرلیں۔ اور مریض کو پلا دیویں۔ اور اس کے بعد ایک جُلاب ارنڈی یا تلوں یا تارامیرا کے گرم تیل کا دیں۔ مریض کو گرم حُقنہ کریں۔ اور پیٹ پر مالش جاری رکھیں۔ جس وقت قبض کھلے اور ریح خارج ہونے لگے مریض کو آرام آجاتا ہے اگر نفخ بہت ہو۔ اور مریض سخت بے چین ہو جاوے اور دوائی دینے سے بھی آرام نہ ہو تو بیل کی طرح اُس کی بائیں کوکھ پر آخیر پسلی اور کولھے کے درمیان آلہ ٹروکار لگادیں۔ مصنف نے اس قسم کے مریضوں کا علاج کیا ہے۔ اور ہمیشہ

کامیابی ہوئی ہے۔ اور آلہ ٹروکار لگانے کی کبھی ضرورت نہیں ہوئی۔ لیکن اس بات کا یقین ہے کہ مرض کے آخیر درجہ میں جب کہ دوائی سے فائدہ نہ ہو تو جیسے بیلوں میں ٹروکار لگانا ضروری اور مفید ہوتا ہے۔ ویسے ہی اونٹ میں بھی مفید ہونا چاہیئے۔ ادویات مخرج ریح مثلاً تارپین کلورنیٹڈ لائم اور ہیپوسلفائیٹ آف سوڈا وغیرہ بھی حسب ضرورت استعمال کر سکتے ہیں۔ اس مرض میں دیسی معالج مریض کے پیٹ کندھے۔ گردن وغیرہ پر داغ دیتے ہیں۔ یہ علاج لاحاصل اور بالکل فضول ہے۔

(۶)۔ **کالِک یا قولنج یعنی کُرکُری یا سُول**۔ یہ مرض ۲ دو قسم کا ہوتا ہے۔ اوّل جب کہ عرصے تک جانور کو خشک خوراک مثلاً سوکا گھاس۔ پرال۔ بھوسا گندم بھوسا نخود وغیرہ پر رکھا جاوے۔ اور پینے کا پانی کم ملے۔ عرصہ تک پیاسا رہے۔ تو وہ خوراک اوجھڑی میں رُک جاتی ہے۔ اور اوجھڑی اس سے پھُول جاتی ہے۔ یہ مرض بعینہ بیلوں کے گارجڈ ریومن۔ یعنی تداخل معدہ کی طرح ہے مریض سُست ہوتا ہے۔ پیٹ پھُولا ہوا۔ ناخواہش حرکت۔ جگالی بند۔ اشتہا موقوف۔ خفیف قولنج کے علامات اور قبض موجود ہوتی ہے۔ پیشاب تھوڑا اور بار بار آتا ہے۔ دم جلد لیتا ہے۔ اگر درد میں افاقہ ہو۔ تو مریض چرنے یا خوراک کھانے پر راغب ہوتا ہے۔

علاج اس کا یہ ہے۔ کہ مریض کو تیل ایک سیر اور گرم پانی ۵ سیر ملا کر اُسکے مُنہ میں الٹ دیں۔ اور بہت سا نمکین پانی اُس کے سامنے موجود رکھیں۔ یا بار بار گرم نمکین پانی اُس کو بوتل یا لوٹے کے ذریعہ پلاتے رہیں۔ اگر موجود ہو۔ تو دیسی یا انگریزی شراب بھی ہمراہ پانی کے ملا کر پلانے سے بہت فائدہ ہوتا ہے

دوسری قسم گھوڑوں کی انٹس ٹائنل کالک کی طرح ہے۔ اِس میں آنتوں کا تشنج ہوتا ہے۔ اکثر چھوٹے بچے جن کی پرورش بے قاعدہ ہو۔ ماں کے دودھ سے محروم کئے جاویں۔ اور موٹے قسم کی خوراک پاویں۔ اِس مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں اس مرض کے عام سبب یہ ہیں۔ جانور کو پیاسا رکھکر خالی یا پُر معدہ پر ایک دم سرد پانی بہت پلا دینا۔ بھوکے جانور کا ہوس سے سبز چارہ بہت کھا جانا۔ خراب میلی خوراک جس میں مٹّی کنکر وغیرہ ہوں +

علامات۔ مریض پیٹ میں درد ہونے کے سبب لیٹتا ہے۔ بے آرام ہوتا ہے کسی قدر نفخ بھی موجود ہوتا ہے۔ کھانا جگالنا چھوڑ دیتا ہے +

علاج۔ مریض کے پیٹ پر مالش اور ٹکور کرنا چاہیئے۔ اندر دافعہ تشنج اور مُسہل دوائیں دینی چاہیئے۔ مثلاً دیسی شراب ایک بوتل۔ السی کا تیل ۲ بوتل۔ السی کی کانجی ۲ بوتل۔ سب کو باہم ملاکر مریض کے مُنہ میں اُلٹ دیں۔ اگر شراب موجود نہ ہو تو خالی تیل اور گرم کانجی ملاکر پلا دیں۔ گرم حقنے کریں۔ اِس مرض کے علاج میں وہی اصول مدنظر رکھنا چاہیئے۔ جو بیلوں کے کالِک کے لئے بتلایا گیا ہے اگر جاڑے کا موسم ہو تو مریض کو سردی سے بچاویں۔ سرد پانی نہ پلانا چاہیئے۔ اور بعد شفا کی خوراک اچھّی دیں۔ اِس مرض کے حفظ ماتقدّم کا بھی پورا خیال رکھیں۔ دیسی ساربان کمیلا۔ تمباکو۔ اور کوار گندل کے پتّے باہم ملاکر یا سرکہ اور نمک ملاکر پلاتے ہیں۔ اور واقعی مفید ہوتا ہے +

(۷)۔ اینٹر ائیٹس یعنی چھوٹی آنتوں کی جلن۔ یہ بیماری بھی اُونٹوں میں ہوتی ہوئی دیکھی گئی ہے +

اسباب۔ قولنج اور تداخل کا عرصہ تک جاری رہنا۔ گرم حالت میں ایکدم سردی پہنچنا۔ خراب خوراک اور مزمن بدہضمی وغیرہ ✦

علامات۔ مریض کے گوبر چھوٹی گولیوں ہیں جو آؤں اور خون سے مُنڈھی ہوئی ہوتی ہیں۔ خارج ہوتی ہے۔ پیٹ میں درد ہوتا ہے۔ بھوکھ بند اور بخار ہوتا ہے جسم گرم۔ دم تیز۔ کمزوری۔ نچلا لب لٹکا ہوا۔ چلنے میں لڑکھڑانا۔ مریض ایک پہلو پر لیٹا رہتا ہے۔ مُنہ بند رکھتا ہے ✦

علاج۔ مریض کے پیٹ پر خوب ٹکور کریں۔ یا رائی کا لیپ کرنا چاہیئے۔ افیون اور کیلومل کا استعمال کریں۔ اگر یہ نہ ملے تو چرس اور بھنگ کا جوشاندہ کافی مقدار دیں دیں۔ السی اور چاولوں کی کانجی اور تیل پلانا چاہیئے۔ لکھا ہے کہ اس مرض میں بطور نتیجہ کے جلودھر بھی پیدا ہو جاتا ہے اور رطوبت کے جمع ہو جانے سے پیٹ پھُول جاتا ہے۔ اگر یہ حالت پیدا ہو۔ تو پیٹ کے نیچے آلہ ٹروکار لگا کر رطوبت کو خارج کر دینا چاہیئے۔ لیکن جلودھر کا مرض عموماً جگر کی مرض کے بعد پیدا ہُوا کرتا ہے ✦

نسخہ مفید انیٹرائیٹس

افیون	کیلومل	شیرہ
۸ ماشے	۸ ماشے	½ پاؤ پختہ

اس کو باہم رگڑ کر اونٹ کے مُنہ میں ڈالیں۔ اور اوپر سے ایک سیر دودھ یا کانجی وغیرہ پلا دیویں۔ تاکہ دوائی سب اندر چلی جاوے ✦

(۸) **قبض۔** قبض عموماً نفخ اور قولنج میں موجود رہتی ہے گا ہے خود بخود بطور

مرض کے اونٹ میں پیدا ہو جاتی ہے۔ مریض سست۔ کمزور۔ اور بے آرام ہو جاتا ہے۔ گوبر کم بو دار اور سیاہ رنگ کا۔ بلغم سے ڈھکا ہوا دیر دیر کو خارج ہوتا ہے +

علاج اِس کا یہ ہے۔ کہ مریض کو ایک جُلاب مُصبر یا گھی کا دینا چاہیئے۔ مثلاً مُصبر زرد ایک چھٹانک۔ سفوف سونٹھ ایک چھٹانک گرم پانی ایک سیر میں حل کر لیں اور ایک سیر گرم دودھ اُس میں ملا کر مریض کو پلا دیں۔ یا گھی ایک سیر۔ گرم دودھ ایک سیر میں ملا کر پلا دیویں۔ اِستے بدبودار میلے رنگ سے اسہال شروع ہو جاوینگے۔ اِس موقعہ پر یاد رکھیں۔ کہ معمولی قبض اور اینٹرائیٹس کے مرض میں بخوبی تمیز کرنا چاہیئے اگر جگر کی سُستی کے سبب قبض ہو۔ تو نوشادر اور اپی کاک دینے سے شکایت رفع ہو جاتی ہے۔ اگر اپی کاک نہ ملے تو فقط نوشادر ایک تولہ صبح اور ایک تولہ شام پانی میں گھونٹ کر پلا دینا چاہیئے +

(۹)۔ ڈائریا۔ یعنی اسہال۔ یا پیٹ چلنا۔ اونٹ میں اسہال کی مرض اکثر ہوتی ہے اور اِس کے سبب بھی بہت ہیں موسم بہار و برسات میں جب نئے گھاس اور سبز پودے اُگتے ہیں اور اونٹ اُن پر پیٹ بھر کر چلتے ہیں تو اُس وقت بھی اُن کو سبز رنگ کے دست لگ جاتے ہیں۔ جو اُن کی خوراک تبدیل کرنے سے فوراً رُک جاتے ہیں۔ کبھی چراگاہ میں خراب اور ناقابل ہضم چارہ کھا جانے سے بھی اکثر اونٹوں کو ایکدم اسہال جاری ہو جاتے ہیں۔ اور اُن کو جلد خستہ اور کمزور کر دیتے ہیں۔ جِتنے نقصان اور ہرج واقعہ ہوتا ہے (خصوصاً ہم اور لام کے موقعہ پر) اور ڈر و خوف کے وقت تو اُونٹ کو عارضی اِسہال ہمیشہ ہو جاتے ہیں +

اسباب اِس مرض کے یہ ہیں۔ خوراک میں تبدیلی کرنا۔ موسم کی تبدیلی۔
گرمی کے بعد ایک دم سردی کا لگ جانا۔ فعل پوست اور فعل گردہ کا بند ہونا۔
موسم سرما میں دن بھر سخت محنت کرنے کے بعد رات کو سردی میں ننگے رکھنا۔
خراب میلا پانی پلانا۔ خراب قسم کا ناقابل ہضم اور زہریلا چارہ۔ بہت دانہ نخود اور
دانہ جَو دینا اور قدرتی خوراک سے محروم رکھنا۔ سڑی گھانس۔ اور سڑے ہوئے
دانہ کا دینا۔ خصوصاً جبکہ مُہم کے موقعہ پر باربرداری کے لئے اونٹ خریدے یا
کرایہ پر لئے جاتے ہیں۔ تو وہ دانہ کی خوراک کے عادی نہیں ہوتے اور اپنا گذارہ
قدرتی خوراک یعنی درختوں اور جھاڑیوں پر کرتے ہیں۔ اگر سبز چارہ نہ بھی ملے
تو خشک بوٹے اور جھاڑیوں وغیرہ کو کھاتے ہیں مگر جب وہ سرکاری باربرداری
میں آجاتے ہیں تو یہاں اُن کا قدرتی اور معمولی چارہ تو بالکل موقوف ہوجاتا ہے
اور اُس کی جگہ بہت مقدار بھوسہ ملتا ہے اُن کی خوراک میں یہ فوری تبدیلی ہونے
کے سبب اُن کی آنتوں میں خراش شروع ہوجاتی ہے۔ اور اِس خراش شدہ
خوراک کو مثل غیر چیز کے آنتوں سے خارج کرنے کے لئے قدرتاً اسہال جاری
ہوجاتے ہیں۔ اور سب جانوروں کا پیٹ چلنے لگتا ہے۔ بعض دفعہ نخود اور
بھوسا سڑا ہوا۔ اور اُن دلے سڑے گلے جَو بھی ملتے ہیں۔ تو ایسی حالتوں
میں اگر سب اُونٹوں کو اسہال جاری ہوجاویں۔ تو یہ کوئی جائے تعجّب نہیں
ہے۔ اگر لام پر اِس قسم کی گندی سڑی ہوئی خوراک اُونٹوں کو ملے تو اسہال
کی مرض وبا کی طرح پھوٹ نکلتی ہے۔ اور پھیل جاتی ہے۔ مریضوں کو بدبودار
دست آتے ہیں۔ وہ خستہ اور کمزور ہوجاتے ہیں۔ اُن میں سے اکثر مرجاتے

ہیں۔ اور بار برداری میں سخت ہرج واقعہ ہوتا ہے۔ یہ حالت محتاج علامات نہیں +

علاج۔ پہلے مریض کی حالت کا ملاحظہ اور مرض کے سبب کو بغور سوچنا اور معلوم کرنا چاہیئے۔ اور حسب سبب علاج شروع کریں۔ بہرحال مریضوں کی خوراک کو امتحان کرنا چاہیئے۔ کثرت یا خرابی دانہ کے سبب مرض پیدا ہوئی ہو۔ تو اُسے فوراً بند کریں۔ خراب کھڑا متعفّن پانی سبب مرض کا ہو۔ تو اُس جگہ سے پانی پلانا بند کر دیں۔ آنتوں سے خراشندہ اور خراب خوراک کے خارج کرنے کے لیئے روغنی مُسہل میٹھے تیل یا گھی کا دیں۔ خوراک اچھّی اور زود ہضم دیں السی۔ چوکر۔ کانجی۔ سبز چارہ۔ عمدہ درختوں پر چرانا۔ غرضیکہ جس طرح مصلحت معلوم ہو مریض کی قوّت بحال رکھنا اور پرورش کرنا ضروری ہے۔ چاول کی کانجی یا نمک ملا کر دو بالٹی صبح وشام پلانا ہم دوا اور ہم غذا ہے۔ اگر خود نہ پیوے۔ تو دوا کی طرح پلا دیں۔ اگر درد شکم بھی موجود ہو تو السی کی کانجی میں قدرے افیون حل کر دیں۔ یہ قابض اور دافعہ درد ہے۔ بھنگ اور چرس کا استعمال بھی مفید ہے۔ غیر عادات خوراک۔ سردی اور خراب قسم کے پانی سے قطعاً پرہیز کرنا چاہیئے رم شراب ہمراہ افیون و دودھ یا گرو ئل کے پلانے سے بھی بڑا فائدہ ہوتا ہے ۔ سفوف چاک۔ دارچینی۔ کمرکس۔ گوند۔ گاجنی مٹی۔ کتھہ۔ مازو۔ افیون اور پھٹکری دستوں کو روکنے کے لیئے استعمال ہو سکتے ہیں۔ دیسی ساربان ببول کی چھال اور پتے بھی دیتے ہیں مریض کو آرام میں رکھیں۔ اگر چنے۔ جو۔ اور السی کے سوا اور کچھ مُیسّر نہ ہو تو چنے اور السی دلا کر اور گرم پانی میں بھگو کر نمک ملا کر دیں۔ اور جو بھُون کر

دینا بڑا مفید ہے۔ کمزوری کو روکنے کے لئے چوکر اور دانہ میں سفوف چرائتہ اور
سونٹھ بھی دیجاتی ہے۔ جب اسہال بند ہوجاویں تو جانور کو اصلی خوراک پہ لے آویں
اسہال کوئی سخت مرض نہیں ہے اور اگر شروع ہی میں معالج کو خبر کردی جاوے
تو جلد تدبیر علاج کرنے سے شفا بھی جلد ہوتی ہے لیکن افسوس ہے کہ معالج کو بہت
دیر کرکے خبر کی جاتی ہے۔ اور اس سبب سے آنتوں میں بہت تبدیلیاں اور مریض کمزور
ہوجاتے ہیں۔ کبھی عرصہ تک مرض جاری رہے۔ تو پرولپسس انائی بھی ہو جاتا ہے
جس کو دیسی لوگ توں نکلنا بولتے ہیں۔ مقعد باہر نکل آتی ہے اِس پہ گلاسیرین
ایںڈ ٹانک لگانا۔ یا سفوف کتھ چھڑکنا اور مقعد کو اندر کرنا چاہیئے۔

فائدہ۔ جیسے ہم نے پہلے بتلایا ہے اونٹ کی قدرتی خوراک بوٹی اور جھاڑی و
درخت ہیں۔ اگر اِس کو قدرتی خوراک سے محروم کرکے فقط دانہ پر رکھا جاوے۔ تو
اُسے بدہضمی اور اسہال وغیرہ شروع ہوجاتے ہیں۔ اِس لئے لام پر بھی اُن کو بھوسہ وغیرہ
خشک چارہ زیادہ اور دانہ کم دینا چاہیئے۔ دانہ نخود نسبتاً اچھا ہے۔ بعد ازاں جوار اور جو
جبتک بھگنے اور دلے ہوئے نہوں مضر ہیں۔ یہ خراش دار۔ سخت۔ اور اُن پر کائی
بھی جلد لگ جاتی ہے۔ مگر ان کا بھوننا اور دلنا بھی لام کے موقعوں پر دشوار ہوتا ہے
اِس لئے نخود ہی اچھے ہیں بشرطیکہ سڑے ہوئے نہ ہوں اور جس جگہ قیام ہو وہاں
کے میدان اور جنگل کے سب قسم کی کھاری۔ ترش۔ کڑوی۔ کسیلی اور میٹھے پودوں
جھاڑیوں اور درختوں پر اُونٹ کو چرانا چاہیئے۔ سب قسم کی بوٹیاں بشرطیکہ زہریلی
نہوں اسکی خوراک ہیں۔ ہمارے ملک میں بیری۔ کیکر۔ بڑ۔ سرشف۔ جنڈ۔ ٹی۔ ببول
فراس۔ پیپل۔ شیشم۔ املی۔ نیم۔ آم۔ سیرس۔ کریر۔ بانس۔ کنگو۔ بلوط۔ جامن۔ توت وغیرہ

درختوں پر اور شلغم۔ سرسوں۔ باتھوں۔ جو ساگ۔ باجرہ۔ جوار۔ مکئی۔ کیسل۔ سبز نخود۔ لوبیا
ریشکاہ۔ موٹھ۔ ماش۔ مینا۔ سینجی۔ مٹر۔ میتھی۔ لیٹی۔ السی۔ گنہ وغیرہ زراعتی چارہ پر
اور جواسا۔ لانی۔ گوکھڑو۔ لہنا۔ گورو۔ خوب کلا۔ کنڈیاری۔ ول جوائن وغیرہ جنگلی
چاروں پر یہ خوب پرورش پاتا اور خوشی سے چرتا ہے ٭

پہاڑوں میں علاوہ ہیں اور قسم کے بہت سے پہاڑی درختوں اور بوٹیوں
کے چارے بھی ہوتے ہیں۔ اور ان سب کا جاننا اُس علاقہ کے ساربانوں پر
منحصر ہے ٭

(۹) ڈیسنٹری۔ یعنی پیچش۔ پنجابی بناہی۔ اس مرض میں آؤں اور خون
کے ساتھ دست آتے ہیں۔ اور اکثر سادہ اسہال کے بعد پیدا ہو جاتے ہیں اس کے
اسباب وہی ہیں جو اوپر اسہال کے بیان میں بتلائے گئے ہیں ٭

اونٹ میں یہ مرض کم دیکھی گئی ہے۔ لیکن اگر ہو جاوے تو علاج میں بڑی دقت
پیش آتی ہے ٭

علامات یہ ہیں۔ کہ مریض کمزور اور دُبلا ہوتا جاتا ہے گوبر کم اور خون آمیز بدبودار
ہوتا ہے۔ آؤں خارج ہوتا ہے بار بار گوبر خارج کرنیکی کوشش کرتا ہے کھانا جگالنا
بند ہو جاتا ہے۔ مریض بیچین ہوتا ہے۔ اور ہر وقت گوبر کرنے کے لئے اینٹھتا رہتا
ہے۔ اور یہ ایسی خطرناک مرض ہے کہ کچھ عرصہ تک جاری رہے تو آنتوں میں زخم
پیدا کر کے مہلک صورت اختیار کرتی ہے ٭

علاج۔ پہلے مریض کو سردی اور تیز ہوا سے بچانا چاہئے۔ اُسے ارنڈی یا تلوں
کے تیل کا خوب مسہل دیں۔ اور بعد ازاں افیون۔ کیلومل۔ اور بیل گری ہمراہ

کانجی کے دیویں۔ اور اگر کوئی اور چیز نہ ملے تو فقط افیون ہمراہ چاولوں کی پیچھ کے دینا چاہیئے۔ چرائی کے لئے نہ بھیجیں۔ اور چند روز تک فقط کانجی اور رہر دھاوا وغیرہ رقیق لعابدار غذا پر اکتفا کریں ✦

نسخہ ذیل بھی مفید ہے

افیون	چرس	ہلدی	کانجی
½ تولہ	۲ تولہ	۳ تولہ	ایک سیر

۲ دفعہ دن میں یہ نسخہ دیں ✦

دیسی معالج۔ آٹا۔ ہلدی۔ اور سرسوں کے تیل کے لبدی کا گولا بنا کر اس مرض میں کھلاتے ہیں۔ اور پھٹکری پانی میں گھولکر پلاتے ہیں یہ آخر مذکورہ علاج ڈاریا کے لئے تو بہت مفید ہے لیکن پیچش میں کبھی زیادہ قبض کر کے نہیں بھی ہوتا ہے ✦

امراض آلات تنفّس

امراض تنفّس بھی ہضمیت کی بیماریوں کی طرح اونٹ میں کثیر الوقوع ہیں اسکا سبب عموماً یہ ہے کہ جانور کو ہمیشہ موسمی تغیّر اور سخت سردی کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اِنکے لیئے اصطبل اور مکان وغیرہ کا تو کیا ذکر جھول اور کمّل پہنانے کی بھی کچھ ضرورت نہیں خیال کی گئی اور اس سبب سے جب کہ جاڑہ ناقابل برداشت ہو جاوے تو اکثر جانور مریض ہو جاتے ہیں ✤

(۱) کنار یعنی نزلہ یا زکام جس کو ساربان دیسی۔ سینڈھی۔ نلی کپالی۔ وغیرہ مختلف نام دیتے ہیں اکثر موسم بہار اور خزاں میں جب کہ دن گرم اور رات سرد ہو۔ یا جاڑے میں جب کہ بہت سرد پانی پلایا جاوے اور بارش میں جانور کو ننگا باہر رکھا جاوے۔ تو یہ مرض پیدا ہوتا ہے ✤

علامات۔ مریض کے ناک سے اوّل پتلا اخراج شروع ہوتا ہے۔ جو رفتہ رفتہ گاڑھا اور بدبودار ہو جاتا ہے۔ اشتہا کم بخار سُستی۔ اگر حلق بھی ماؤف ہو تو کھانسی

اور مریض بار بار چھنکتا اور پھُرکاڑے مارتا ہے۔ آنسو جاری ہوتے ہیں۔ اس مرض کے علامات اِس کی شدّت وخفت کے مطابق کبھی بہت سخت اور کبھی خفیف ہوتی ہیں۔ مثلاً جب کہ مرض حادہ شکل اختیار کرے۔ تو بدہضمی بھی ہو جاتی ہے۔ مریض کے ناک سے پیپ کی طرح گاڑھا اخراج بُودار بہت ہوتا ہے۔ خاص کر جب کہ جانور گردن بڑھا کر اور مُنہ کی تھوتھنی زمین پر ٹیک کر بیٹھتا ہے۔ تو بہت اخراج گرتا ہے۔ مُنہ سے بھی جھاگ دار لعاب بہتا ہے مریض کھانستا ہے۔ اور کھانا بہت کم کر دیتا ہے۔ جگالی کم و بے قاعدہ ۔ دبلا پن۔ اور جسم بے رونق ہو جاتا ہے۔ اور ناک کو زمین۔ دیوار اور درختوں سے رگڑتا ہے۔ اور مصنّف نے بچشم خود ایسے مریضوں کو دیکھا ہے۔ کہ اکثر سورج کی طرف منہ کر کے بیٹھتے ہیں +

اگر احتیاط سے اِس کا علاج اور خبرداری نہ کی جاوے تو باقی آلاتِ تنفس بھی مریض ہو جاتے ہیں۔ سر کے سائینسز یعنی خانے تو اکثر مریض ہو جاتے ہیں اور اُن میں مواد جمع ہو کر وہ حالت پیدا ہو جاتی ہے جس کو اوزینہ اور نیسل گلیٹ بولتے ہیں۔ کپالی اصل میں اسی مرض کا نام ہے +

ایک مریض اونٹ ملکیہ ایک شتر سوار پولیس لاہور کا مصنّف کے زیرعلاج رہا ہے۔ جس کو پہلے معمولی کناز شروع ہوُا مالک کی غفلت سے مرض عرصے تک جاری رہ کر آخر خراب قسم کے اوزینے میں ختم ہوُا۔ اور اونٹ کے دونوں نتھنوں سے (خصوصاً بائیں ناک سے زیادہ) بدبودار سفید رنگ کا غلیظ موادّ خارج ہوتا تھا۔ مریض کی اشتہا بے قاعدہ۔ دُبلا۔ سُست۔ بیٹھنے کی حالت

میں اکثر مُنہ کو زمین پر رکھ دیتا تھا۔ اور کھڑے ہونے کی حالت میں ناک اور مُنہ کو اونچا اور سیدھا رکھتا تھا۔ اور رفتہ رفتہ بائیں طرف فرنٹل سائینس یعنی پیشانی کے خانہ میں بائیں آنکھ کے اندرونی گوشے کی بالائی طرف سے خود بخود دُمل پھوٹ نکلا ہڈی گل کر ٹوٹ گئی۔ اور پیپ بہنے لگی۔ ہم نے اُس سوراخ کو کشادہ کیا اور معمول ڈریسنگ شروع کیا گیا۔ گرم پانی کے بھوپارہ مریض کے ناک کو دیئے گئے اور رفتہ رفتہ بالکل اچھّا ہو گیا ✣

اگر کنار کا مریض بہت سُست ہو۔ دم کشی کرنے لگے۔ بخار تیز ہو جاوے۔ اور کھانا بالکل چھوڑ دیوے۔ کھانسی بھی موجود ہو تو فوراً سمجھنا چاہیئے کہ پھیپھڑا یا اُس کا غلاف مریض ہو گیا ہے ✣

علاج کنار ۔ مریض کو سردی۔ تیز ہوا۔ سرد پانی۔ اور مرطوب جگہ سے بچانا چاہیئے۔ اچھی ملائم زود ہضم خوراک دیں تاکہ مریض کمزور نہ ہو اور سایہ دار جگہ یا تھان میں رکھیں۔ کمّل یا جھول اُڑھاویں۔ گرم پانی کا بھوپارہ بہت مفید ہے۔ علاج کی نسبت پہلی مرض کا حفظ ماتقدم کرنا بڑا ضروری ہے۔ گو کنار خود اِس قدر خطرناک مرض نہیں ہے۔ لیکن اور خطرناک امراض صدر کا پیش خیمہ ہے۔ اِسلیئے اِسکے علاج میں غفلت نہ کرنا چاہیئے۔ بھوپارہ کے پانی میں فینائل۔ یا کافور ملانا چاہیئے۔ اندر دینے کے لیئے نسخہ ذیل مفید ہے ✣

اپی کاک	افیون	قلمی شورہ
۵ ماشہ	۵ ماشہ	۲ تولہ

السی کی کانجی حسب ضرورت۔ کھانسی ہو۔ تو گلے اور چھاتی پر ٹکور کریں۔

لیونارڈ صاحب نسخہ ذیل کی سفارش کرتے ہیں +

روغن تارپین	شراب	انڈے کی رطوبت
½ چھٹانک	۴ چھٹانک	۴ عدد

تیل میں انڈے کو پھینٹ کر سب اجزا کو ملا کر ۲ دفعہ دن میں دینا چاہیئے۔ اگر اور کچھ نہ ہو۔ تو فقط قلمی شورہ پانی میں حل کر کے پلانا چاہیئے۔ اور مریض کو ہر طرح آرام میں اور گرم رکھنا چاہیئے۔ بخار اور قبض کو روکنے کی دوائی حسب مناسب دینی چاہیئے۔ دیسی ساربان کھوپری کے سامنے چہرہ پر اور کنپٹی کے مقام پر مختلف شکل کے داغ دیتے ہیں۔ اور زیرہ سیاہ۔ زردچوب۔ قند سیاہ وغیرہ اندر دیتے ہیں۔ یہ علاج صرف اٹکل پچو ہے +

فائدہ۔ اونٹ کی کھوپری کے خانوں میں (خصوصاً فرنٹل سائینس میں) ایک قسم کے کرم ہوتے ہیں۔ جن کو باٹ بولتے ہیں +

اکثر تو یہ کرم بلاخطر ہوتے ہیں لیکن گاہے زیادہ ہو جاتے ہیں۔ اور سخت خراش پیدا کرتے ہیں۔ اور جانور کے ناک سے بودار پیپ کا اخراج جاری ہو جاتا ہے۔ اُس وقت اُن کو نکالنے کی کوشش کرنی چاہیئے +

دیسی طبیب اِس کیڑے کو اِنسان کی مرض صرع اور اُم الصبیان کے لیئے بہت مفید بتلاتے ہیں۔ اور اِس کی نسوار طیار کر کے مریض کے ناک میں پھونکتے ہیں +

(۲)۔ **لیرنجائیٹس**۔ یعنی حلق کی سوزش۔ پنجابی گل گھٹ۔ یہ مرض بھی اُونٹ میں اکثر دیکھی گئی ہے۔ اِس میں مریض بہت کھانستا ہے۔ کھانسی چھوٹی

دردناک اور خشک اور رفتہ رفتہ تر ہو جاتی ہے۔ مریض پینے اور نگلنے میں بہت تکلیف ظاہر کرتا ہے۔ اور اشتہا کم اور کنارو بخار ہوتا ہے۔ منہ سے جھاگ جاتی ہے۔ اور پانی پی کر منہ ناک سے اُلٹ بھی دیتا ہے +

اِس مرض کی علامتیں دردگلو کے بالکل مشابہ ہوتی ہیں۔ آنکھ سے آنسو جاری۔ اور گلا سیدھا رکھتا ہے۔ اکثر گردن دراز کرکے منہ زمین پر رکھ دیتا ہے سبب اِس مرض کے وہی ہیں جو کنا ہیں بتلائے گئے ہیں +

علاج۔ گلے پر خوب ٹکور کرنا اور رائی کا لیپ لگانا چاہیئے۔ اندر دینے کے لئے افیون۔ بلاڈونہ۔ اپی کاک نوشادر اور قلمی شورہ کی چٹنی چٹانا یا عرق بنا کر پلا دینا چاہیئے۔ اگر انگریزی دوا نہ ملے تو دو تو آخر مذکورہ دوائیں معہ سفوف پوست بیخ آکھ ہر ایک ایک تولہ۔ شہد دو چھٹانک۔ پانی حسب ضرورت ملا کر پلا دینا چاہیئے۔ گرم پانی اور تارپین کے بھوپارے بھی بہت فائدہ کرتے ہیں۔ دیسی ساربان گلے کے نیچے داغ کی لکیریں دیتے ہیں +

فائدہ۔ کبھی فیرنکس یعنی بلعوم بھی شریک مرض ہوتا ہے اُس وقت نگلنے میں بڑی دقت ہوتی ہے۔ چارہ۔ پانی واپس منہ وناک سے گرا دیتا ہے۔ علاج وہی جو اوپر بتلایا گیا ہے۔ اگر اور ادویات میسّر نہ ہوں تو گلے پر داغ دیں +

(۳) کھانسی یا دھانس۔ یہ کوئی خاص مرض نہیں بلکہ کل امراضِ تنفّس مثلاً کنار۔ حلق کی سوزش۔ ذات الریہ۔ ذات الجنب وغیرہ میں بطور علامت کے موجود ہوتی ہے۔ جب تنفّس کی نالی میوکس جھلّی کے کسی حصہ میں جلن اور خراش ہو تو اُس خراش کے سبب کھانسی شروع ہوتی ہے اگر مرض کی اور علامتیں بہت

خفیف درجہ میں ہوں - تو اصل مرض کے شناخت نہ ہونے کے سبب فقط کھانسی ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے اور مریض حالت کو کھانسی کا نام دیکر علاج کیا جاتا ہے - جو کھانسی کے مریض اونٹ مصنّف نے دیکھے ہیں وہ تشخیص کرنے کے بعد یا تو لیرنجائٹس اور یا برانکائٹس کے بیمار ثابت ہوئے +

دیسی معالج کھانسی کو اچھا کرنے کے لئے بھیڑ اور گائے کے کلّے کا شوربا - آکھ کے پتّے - تمباکو - کالی زیری - سُرخ مرچ - پیاز یا لسن - حُقّہ کا پانی - ہلدی - قند سیاہ وغیرہ بڑے بڑے مقدار میں مرکّب کر کے کھلاتے یا پلاتے ہیں -

لیکن ہمارے خیال میں اِن بے اصول علاجوں کی نسبت - اصل مرض کی تشخیص کرنی چاہیئے - اور بہرحال ادویات ذیل کھانسی کو روکنے اور بلغم پیدا و خارج کرنے میں بڑے مفید ہیں - ایکسٹریکٹ آف بلاڈونہ - دھتورا - سونٹھ - ملٹھی - نوشادر - شورا - لسن پیاز - سُہاگہ - ملٹھی - پوست - بیخ آکھ کی سفوف - اِپی کاک - ایمونیا کے مرکبات شراب - ایتھر - ہینگ - تارپین - تبرزین - لعبان وغیرہ - اَب یہ بات معالج کی رائے اور موقعہ کی مُناسبت پر منحصر ہے - کہ جو جو ادویہ مل سکے اور مفید خیال کیا جاوے استعمال کرنا چاہیئے - اِن امراض میں افیون کو درد موقوف کرنے اور مریض کو تسکین دینے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے - لیکن جہاں قبض بہت ہو - وہاں افیون استعمال کرنے میں احتیاط کرنی چاہیئے +

(۴) - کپالی - اس مرض کی نسبت یہی کہا جاتا ہے - کہ خواہ کوئی مرض ہو - جس میں اونٹ کے ناک سے گاڑھا اخراج جاری ہو - اُس کو دیسی معالج اور ساربان کپالی بولتے ہیں - اور اکثر تجربہ کاروں نے جو اُس مرض کو ایک [illegible]

خاص بیماری تصوّر کرکے اِس کی کیفیّت اور حقیقت سمجھنے میں کوشش کی۔ اور اس کے پیتھالوجی وغیرہ کی نسبت مختلف رائیں قائم کی۔ مصنّف کے خیال میں سب قیاسی باتیں ہیں۔ فی الحقیقت کہنہ کنار انفلوانزا نیسل گلیٹ اور فیشئل سائینز کے کہنہ مریض حالت کا نام کپالی ہے۔ اور اگر یہ مرض عرصہ تک جاری رہے توکھوپری کے استخوان کو گلادیتی ہے۔ اور اِس وجہ سے دماغ مریض ہو جاتا ہے اور جب دماغ مریض ہو جاوے۔ تو اُس حالت میں مریض کا مرجانا بالکل قرین قیاس ہے۔ لیکن ہر حالت میں کپالی مُہلک مرض نہیں ہے۔ کبھی مرض کے پھیلنے سے چشم خانہ بھی مریض ہو جاتا ہے۔ جیسے ڈھیلا آنکھ کا ماؤف ہو کر گل جاتا ہے۔ اور کبھی مواد کے دباؤ کے سبب پیشانی پر سے استخوان گل کر چھد جاتی ہے اور دُمل پھُوٹ پڑتا اور ناصور کی طرح اخراج جاری رہتا ہے اِس مرض کا علاج بھی مختلف ہے۔ دیسی ساربان مریض کی پیشانی۔ کان کی جڑ اور گردن پر داغ دیتے ہیں۔ اور بہت سے اجزا ملاکر اُس کی نسوار دیتے ہیں۔ گلچرسٹ صاحب لکھتے ہیں کہ مریض کا فوراً فصد لینا چاہیئے۔ اور جلاّب دیں۔ ہمارے خیال میں اِس مرض کا علاج وہی ہے جو کنار کہنہ کے بیان میں تبلایا گیا ہے اگر اُس سے آرام نہ ہو۔ تو جس طرح گھوڑوں کی کہنہ کنار (اوزینہ) کے مرض میں ٹریفائن کا عمل کیا جاتا ہے اُسی طرح اُونٹ میں بھی ٹریفائن کرنا چاہیئے۔ اور مرض کو عرصہ تک بلا علاج نہ چھوڑنا چاہیئے۔ کیونکہ جیسے ہم نے پہلے بتلایا ہے اُسے مواد کے دباؤ اور تعفن کے سبب کھوپری اور چشم خانہ کی ہڈیاں مریض ہو جاتی اور گل سڑ جاتی ہیں۔ اور اُس وقت مریض کو بچانا مشکل ہو جاتا ہے *

علاوہ بریں جب بہت سے اونٹ مرض انفلوانزا میں جو چھوت کی بیماری ہے۔ مبتلا ہو جاتے ہیں اور بہت کمزور اور دُبلے ہو کر کام کے لائق نہیں رہتے تو اُس وقت بھی نقصان اور ہرج واقعہ ہوتا ہے دیکھو بیان انفلوانزا +

(۵) **انفلوانزا** - یعنی متعدی کنار کا مرض - پنجابی سیڈھی - یہ مرض بھی اونٹ میں ہوتا ہے - اور مصنف نے ۱۸۹۰ء کے موسم بہار میں ضلع جھنگ میں اِس مرض کی وبا دیکھی ہے - انفلوانزا چھوت کی تاثیر رکھتا ہے اور بہت جانوروں میں پھیل جاتا ہے ۱۸۹۰ء کے آغاز بہار میں یہ وبا اونٹوں میں شروع ہوئی اور موسم برسات تک جاری رہی - مریض پہلے سُست اور کھانے میں کمی کرتے ہیں - رفتہ رفتہ اُن کے ناک اور آنکھ سے پتلا اخراج جاری ہوتا ہے - کبھی ناک سے خون آتا ہے - اشتہا بالکل بند ہو جاتی ہے - کھانسی - اور بار بار چھینکنا - اور سر کو اونچا اور سیدھا رکھنا - خاص علامت ہوتی ہے - رفتہ رفتہ ناک کا اخراج غلیظ سفید ہو جاتا ہے - مریض بہت کمزور اور دُبلے ہو جاتے ہیں - کبھی گلے کے نیچے ورم اور مُنہ سے کف جاری - چلنے میں ناطاقتی ظاہر کرتے ہیں - اور اکثر سورج کی طرف ناک اور مُنہ سیدھا کر کے کھڑے ہو جاتے ہیں - یا بیٹھ جاتے ہیں - باقی سب علامات کپالی کے ضمن میں بتلائے گئے ہیں اِس مرض کا خراب اثر آلات حرکت اعصاب اور سارے جسم پر ہوتا ہے - اور مریض جلد لاغر اور نحیف ہو جاتے ہیں +

علاج - مریضوں کو فوراً تندرستوں سے علیحدہ کر دینا چاہئے - مرطوب نشیب جگہ سے تبدیل کر کے اُونچی خشک جگہ پر لے جانا اور عمدہ پرورش کرنے

خوراک دینا چاہیئے۔ سیلائن الکپوری۔ انٹی سپٹک بھوپارے۔ مریض کو سردی سے بچانا۔ صفائی رکھنا اور باقی علاج بعینہٖ مثل مرض کنارو کپالی کے کرنا چاہیئے۔ جب مرض کے علامات رُک جاویں تو مریضوں کی پرورش اور مقویات مثل چرائتہ جنشن۔ فرائی سلفاس وغیرہ سے اُن کی کمزوری کو دفع کرنا چاہیئے۔ دیسی ساربان مسور کی دال اور سُرخ مرچ اندر دیتے اور گلے پر دُم کی نوک پر داغ دیدیتے ہیں۔ جو بالکل بے ضرورت ہے +

(۶)۔ **نمونیا یعنی ذات الریہ۔ یا پھیپھڑے کا مرض یا تلی کا مرض۔** اِس مرض میں اُونٹ کے پھیپھڑہ میں جلن اور سوجن ہو جاتی ہے +

اسباب۔ تیز سردی اور بارش میں جانوروں کو ننگی پیٹھ باہر رکھنا (جیسے کہ سرحدی مہم پر موسم سرما میں ہؤا کرتا ہے) گرم حالت میں ایک دم بہت سردی پہنچنا۔ کنار وغیرہ کے علاج میں غفلت کرنا وغیرہ +

علامات۔ مریض دم تکلیف سے اور جلد جلد لیتا ہے۔ بہت کھانستا ہے ناک سے میلا اخراج بہت جاری رہتا ہے۔ آنکھ سے آنسو جاری۔ بہت تکلیف کمزوری کھانا جگالنا بند ہوتا ہے۔ اور دم لینے کے وقت جانور کی کوکھ متحرک رہتی ہے مریض بیٹھا اور گردن سیدھی رکھتا ہے +

علامات بہت کچھ مرض کی سختی نرمی اور پیچیدگیوں کی موجودگی کے مطابق ہؤا کرتے ہیں مثلاً جب خفیف قسم کا برانکو نمونیا ہو تو کھانسی اور تھوڑا بخار رہتا ہے تکلیف کم۔ اور اشتہا بھی کسی قدر باقی ہوتی ہے۔ حادہ مرض میں خاص کر جب کہ پردہ پلورا بھی مریض ہو۔ علامات اور تکلیف بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اگر فقط

پردہ پلورا مریض ہو (ذات الجنب) تو اُس وقت کھانسی چھوٹی اور سخت دردناک ہوتی ہے لیکن دم لینے میں اِس قدر تکلیف اور تواتر نہیں ہوتا +

علاج - مریض کو سردی - بارش اور تیز سرد ہوا سے باحتیاط بچانا اور کمبل یا جھول اوڑھنا چاہیئے - خوراک ملائم پرورش کرنے والی (مثلاً آٹا - گھی - گڑ وغیرہ کی نہاری) یا چوکر السی کا دلیا وغیرہ - اور زود ہضم دیں - اور بخار و جلن کو موقوف کرنے والی دوائی اندر پلانی چاہیئے - چھاتی پر ٹکور گرم پانی کی کریں - اور بعد ازاں روغن تارپین (اگر موجود ہو - تو ایمونیا لینیمنٹ) کی مالش - چھاتی کے دونوں جانب کرنی چاہیئے - اندر دینے کے لیئے مفرح محرک اور مسکن درد دوائیں مثلاً شراب - افیون - بھنگ اور بلاڈونہ مفید ہیں +

جہاں اور کوئی دیسی یا انگریزی دوائی نہ ملے تو نصف بوتل شراب میں افیون ½ تولہ حل کر کے دو یا ۳ دفعہ دن میں پلانا چاہیئے - دیسی لوگ چہرہ اور چھاتی پر داغ دیتے ہیں - ناک میں دھونی اور نسوار اور اندر کھانے کے لیئے محرک مصالح مثلاً تخم میتھی - نمک - ہلدی - تھوم یا لہسن - سونٹھ ہر ایک ½ چھٹانک گڑ ہم وزن ملا کر گولا بنا کر دیتے ہیں +

(۷) - ہائڈاٹڈ سسٹ یعنی کرمی تھیلیاں - اُونٹ کے اندرونی آلات مثلاً پھیپھڑہ - تلی - جگر - اور ہضمیت کی نالی وغیرہ میں کرمی تھیلیاں پائی جاتی ہیں - یہ کرم اصل میں کتّوں کے ٹیپ وارم یا اُن کے انڈے ہوتے ہیں - جو چارے پانی کے ہمراہ جانوروں کے معدے میں پہنچتے ہیں - اور وہاں سے خون میں داخل ہو کر دوران خون کے ذریعہ جسم کے مختلف حصوں

اور اعضاؤں پر پہنچ جاتے ہیں۔ اور مختلف قد کی تھیلیاں پیدا کر دیتے ہیں
اگر یہ تھیلیاں چھوٹی اور تعداد میں کم ہوں۔ تو چنداں نقصان نہیں
کرتی۔ مگر جب زیادہ اور بڑی بڑی ہو جاویں۔ تو مریض کو دُبلا اور کم زور کر کے
ہلاکت کا باعث ہو سکتے ہیں۔ کوئی خاص علامت ہٹائیڈ ریسٹ کی تشخیص
و معلوم کرنے کی نہیں ہے۔ اور جانور باوجود کھانے پینے کے روز بروز لاغر اور
کمزور ہوتا جاتا ہے۔ اُس کا ہاضمہ بگڑ جاتا ہے۔ اور پھیپھڑے میں موجود ہوں۔
تو دم لینے میں تواتر ہوتا ہے۔ جگر میں ہوں تو کمی صفرا کے سبب بدہضمی ہو جاتی
ہے۔ اور اِس قسم کے جانور اگر کسی اور مرض میں مبتلا ہوں۔ تو جلد جلد نذر
اجل ہو جاتے ہیں ٭

امراض آلات قارورہ

(۱) ریٹینشن آفیورن۔ یعنی قارورہ کا رُک جانا۔ یہ مرض دو قسم کا ہوتا ہے اوّل گردوں کے مریض ہونے سے قارورہ کی پیدائش بند ہو جاتی ہے اس سبب سے قارورہ غلیظ۔ سُرخ۔ کم مقدار میں تکلیف سے خارج ہوتا ہے۔ دوم مثانہ کی گردن یا نائزہ میں روک ہونیکے سبب قارورہ کا اخراج بند یا کم ہو جاتا ہے۔ اوّل مذکورہ شکل میں اصل مرض کا علاج کرنا اور دوسری شکل میں نائزہ کا بغور امتحان کرنا۔ اور روک کے مقام کو تلاش کرنا چاہیئے۔ جب اونٹوں کو لمبی کوچ چلایا جاوے۔ اور پیشاب کرنے کے لیئے اُن کو کھڑا نہ کیا جاوے تو وہ بھی پیشاب ویرتک رُکا رہنے کے سبب مریض ہو جاتے ہیں۔ یہ نسخہ اونٹ کے لیئے نہایت عمدہ پیشاب آور ہے گوند کتیرا ½ پاؤ۔ قلمی شورہ ۲ تولہ۔ سہاگہ ۲ تولہ۔ پانی ۲ سیر۔ کتیرا کو پانی میں بھگو رکھیں۔ جب وہ پھول جاوے تو باقی اجزا اُس میں حل کر کے اونٹ کو پلا دیں۔ یہ نسخہ ۳ دفعہ یومیہ دینا چاہیئے۔ پھیک۔ گوکھڑو۔ شلغم۔ مولی اور تربوز وغیرہ کے قسم کا چارہ کھلانے سے بھی پیشاب زیادہ پیدا ہوتا ہے۔ اگر اونٹ کو پیشاب کچھ

رنگ کا آوے (حمی ٹوریا) تو اُس وقت لعابدار عرق مثلاً اسبغول۔ کتیرا کا جوشاندہ چاول۔ السی کا نجی وغیرہ بہت پلانا چاہیئے۔ پیشاب کرنے میں تکلیف اور درد ظاہر کرے تو افیون۔ خراسانی اجوائن۔ اور چرس ہمراہ کانجی کے دینا چاہیئے۔ دیسی ساربان اس مرض کو سوزاک اور گرمی کا ساڑا بولتے اور گوند کتیرا پانی میں بھگو کر اور مہندی کا خیسا ندہ پلاتے ہیں۔ اگر اونٹ کے مثانہ یا نائزہ میں پتھری موجود ہو تو اُس کے نکالنے کی تدبیر کرنی چاہیئے۔ (دیکھو کتاب طب مویشی مصنّفہ راقم) اگر گردوں کی جلن ہو تو اُس وقت مریض کسی قدر بے چین ہوتا ہے۔ بخار ہوتا ہے کھانے جُگالنے میں کمی۔ بار بار دُم مارتا اور پیشاب کرنیکی طیّاری کرتا ہے۔ نائزہ اور میان کو بار بار متحرّک کرتا ہے۔ قارورہ بہت تھوڑا اور خون آمیز خارج کرتا ہے اس مرض کا سبب عموماً گرم حالت میں سردی کا لگ جانا ہے۔ کبھی گردوں میں پتھری موجود ہونے کے سبب بھی یہ مرض پیدا ہو جاتا ہے اور یہ لاعلاج ہے +

علاج۔ کمر پر گرم پانی کی ٹکور اور گرم حقنے کرنے چاہیئے۔ مریض کو جلاب دینا اور فصل پوست جاری کرنا چاہیئے۔ لعابدار اور مزلق عرق اندر پلانے چاہیئے۔ خوراک ملائم زود ہضم دیں۔ اور مریض کو سردی سے بچانا اور اُس کی پیٹھ و کمر پر جھول یا کمّل لگانا چاہیئے۔ نوشادر ۳ تولہ۔ قلمی شورہ۔ جوکھار ۲ تولہ۔ السی کے لعاب یا چاولوں کی کانجی کے ہمراہ پلانا چاہیئے۔ اِس سے جلد پیشاب اصلی حالت پر آجاتا ہے +

عصبی امراض

(۱) اسٹمک سٹگرس۔ یعنی دوران سر۔ جب جانور کا ہاضمہ بگڑ جاوے اور سخت قبض پڑ جاوے۔ خشک ناہضم خوراک معدوں میں رُک جاوے۔ تو یہ حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ معدہ کے ساتھ عصبی وسیلہ سے دماغ بھی ماؤف ہو جاتا ہے۔ اور علامات ذیل پیدا ہوتی ہیں۔ مریض بے چین ہو کر گھومتا ہے اور لڑکھڑا کر گر جاتا ہے۔ کھانا جگالنا چھوڑ دیتا ہے۔ پیٹ پھولا ہوا۔ آنکھیں چمک دار رفتہ رفتہ اندر کو کھینچی جاتی ہیں۔ اور چہرہ متوحش ہو جاتا ہے۔ اطراف اور جسم پر لرزہ ہوتا ہے۔ آواز کرتا ہے اور گر کر زمین پر اطراف اور گردن دراز کر لیتا ہے اطراف میں جھٹکے آتے ہیں۔ جس قدر دماغ زیادہ مریض ہو اُسی قدر علامات زیادہ شدید ہوتی ہیں آخر پچھلے اطراف مفلوج اور کمزور ہو جاتے ہیں اور مریض لیٹا رہتا ہے۔ کھڑا نہیں ہو سکتا۔

علاج۔ جُلاب تیز دینا چاہیئے۔ مریض طیار ہو تو فصد جگلر وین کا لینا چاہیئے

جس وقت اسہال شروع ہوں تو علامات مرض خفت پکڑتی ہیں۔اور معدہ صاف ہو جاوے۔تو مرض بالکل رفع ہو جاتا ہے۔بعض دفعہ یہ حالت نوبتی بھی ہوتی ہے۔یعنی کچھ وقفہ سے غشی اور جھٹکے ہوا کرتے ہیں۔اور جانور بیہوش ہو کر زمین پر گر جاتا ہے۔اِن سب حالات کا مجموعی علاج یہی ہے کہ بحالت مناسب مریض کا فصد لیں۔اور ہر حالت میں ایک اچھی معتاد جلاب کے دیں +

(۲) اونٹ میں سرسام کی مرض بھی ہوتی ہوئی بتلائی گئی ہے اور خالص مرگی سکتہ اور غشی کے امراض بسبب امتلائے دماغ واقعہ ہوتے ہیں۔سخت دھوپ میں محنت یعنی بحالت گرم ایک دم سرد پانی پلانے غسل دینے وغیرہ سے دماغ اور اُس کی جھلیاں خون سے پُر ہو کر مریض ہو جاتی ہیں۔اور اِن سب حالات میں یعنی بے چین۔بے آرام اور پاگل سے ہو جاتے ہیں۔مُنہ سے کف بہتا ہے۔نظر وحشیانہ۔دانت پیسنا۔کھانا جگالنا بند۔لرزہ وغیرہ +

دیسی ساربانوں نے اِن امراض کو مختلف نام دئیے ہیں۔مثلاً واء۔مارگئی وغیرہ دیئے ہیں۔اور اِن کا علاج گرم اور سرد مصالح اور گردن۔سر۔گدی اور چہرہ پر داغ دینے سے کرتے ہیں۔ہمارے خیال میں اِن حالات میں یہ علاج ہونا چاہئیے اگر مرض کا سبب گرمی اور تمازت آفتاب ہو تو مریض کے سر پر سرد پانی یا مُبرد عرق لگانا اُس کے باقی جسم کو گرم رکھنا۔مسہل دینا اور فصد لینا۔اگر ایک دفعہ کے معتاد مُسہل سے فائدہ نہ ہو۔تو پھر دوبارہ تیز مُسہل دیں +

(۳) **پراپلیجیا**۔یعنی جھولا کا مرض پنجابی میں ہینڈ کاوا۔اور نگ۔کری یہ مرض پہلے بھی وجع مفاصل کے ضمن میں بیان ہو چکی ہے۔اِس کا سبب یہ ہے

کہ جب جانور سے بہت سخت مشقّت لی جاوے۔ وزنی بوجھ کے نیچے لمبے سفر کرائے جاویں۔ کمر پر چوٹ صدمہ پہنچے تو اعصاب کمر مریض ہو جاتے ہیں۔ اور پچھلے اطراف پر جانور کا پورا اختیار اور قابو نہیں رہتا۔ اُٹھتے بیٹھتے لرزہ کرتا ہے چلتے وقت پچھلے پیروں کو زمین پر گھسیٹکر چلتا ہے اور اچھی طرح اُٹھا نہیں سکتا اور اگر مرض زیادہ زور پکڑے۔ تو مریض بالکل نہ چل سکتا اور نہ کھڑا ہو سکتا ہے۔ بلکہ پچھلا حصہ دھڑ کا اور پچھلے اطراف بالکل مفلوج ہوتے ہیں لیکن بخار اور اشتہا مفقود نہیں ہوتی۔ اِس شدید حالت کو پنجابی مرض سیمک بولتے ہیں +

علاج اِس مرض کا یہ ہے کہ مریض کو جلاّب دیں۔ کمر پر ٹکور اور بلسٹر لگاویں۔ کمر پر ریڑہ کے دونو طرف گرم لوہے کا داغ بھی دیتے ہیں۔ لیکن یہ مرض مزمن اور لاعلاج ہے اور اگر عمدہ تدبیر علاج سے کسی قدر افاقہ بھی ہو۔ تو سردی پہنچنے اور مشقّت لینے سے پھر عود کرتا ہے۔ دیسی معالج۔ گوگل اجوائن۔ لہسن پیاز وغیرہ کھانڈ میں ملا کر کے دیتے اور پسینہ لاتے ہیں +

(۴) ٹیٹانس۔ یعنی چاندنی کا مرض۔ دیسی معالج اِس مرض کے کئی ایک اور سبب بتلاتے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت یہ بیماری شل اور جانوروں کے زخم اور گھاؤ میں خراش اور تعفّن ہونیکے سبب اُونٹوں میں ہو جاتی ہے مثلاً جب اونٹ کو زین یا رسّہ وغیرہ سے گہرا لاگہ اور گھاؤ پیدا ہو جاوے۔ اور اُس کی صفائی اور علاج میں غفلت کی جاوے۔ تو وہاں پر ایک خاص قسم کا زہریلا مادہ داخل ہو جاتا ہے۔ اور سرانڈ شروع کر کے ایک خاص قسم کا زہریلا عرق (ٹاکسین) پیدا کر دیتا ہے۔ جسکے خون میں جذب ہونے سے مریض کے سارے جسم کے اعصاب ماؤف ہو کر چاندنی

کا مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ جسم کے عضلے اکڑ جاتے ہیں۔ مریض چلنے پھرنے اور خوراک چبانے سے معذور ہو جاتے ہیں۔ بعض دفعہ جبڑا ایسا بند ہوتا ہے کہ مریض بالکل منہ نہیں کھول سکتا۔ مرض کے اس شکل کو لاکڈ جا بولتے ہیں مریض کی گردن اکڑی ہوئی۔ نچلا لب لٹکا ہوا۔ دُم کی جڑ اُٹھی ہوئی اور سارا ڈھانچہ بدن کا اکڑ جاتا ہے کھانا جگالنا بند۔ منہ سے کف جاری۔ مریض اُٹھنے بیٹھنے سے عاجز آ جاتا ہے۔

علاج۔ یہ مرض اکثر لا علاج ہوتا ہے۔ تاہم بعض دفعہ اگر مرض کا حملہ خفیف ہو۔ تو شفا کی امید ہو سکتی ہے۔ مریض کو با آرام اندھیری جگہ میں رکھ کر تیل کا جلاب دیں۔ زخم ہو تو اُسے خوب صاف کر کے روغن کافور اور عرق کانڈیز فلوئڈ سے بعد مرو آرام سے ڈریس کریں۔ اگر اندھیری جگہ میسر نہ ہو سکے تو بھی مریض کو آرام اور خاموشی کی جگہ میں رکھیں۔ جہاں وہ تیز دھوپ۔ سردی۔ تیز ہوا اور سورج کی کرنوں سے اور لوگوں کے شور و غل سے ضرور محفوظ رہے۔ دیسی معالج چہرہ پر اور سارے جسم کے گرداگرد ایک بڑا داغ دے دیتے ہیں۔ جو بالکل لاحاصل معلوم ہوتا ہے۔

دیسی سارباں پسینہ لانے والی تدبیر اختیار کرتے ہیں۔ گوگل کھانڈ تیل۔ ہلدی ملا کر دیتے ہیں۔ ہمارے خیال میں جو ادویات اِس مرض میں مفید ہو سکتے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

کلورل ہیڈریٹ۔ چرس۔ ٹنکچر۔ اور اکسٹریکٹ کانہ بس انڈیکا۔ یہ نہ ملے۔ تو بھنگ کا جوشاندہ۔ معہ دیگر انٹس پازموڈک یعنی دافعہ تشنج ادویات کے استعمال کریں۔

(۵) ہیٹ اپوپلکسی۔ یعنے مرض سکتہ بسبب دھوپ اور گرمی کے جب تیز دھوپ اور گرمی میں جانور سے محنت لی جاوے تو اِس مرض کا خوف ہوتا ہے۔ مریض کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے۔ متحیر معلوم ہوتا ہے۔ پاگل سا ہوجاتا ہے۔ بدون کسی وجہ کے کودنے لگتا ہے۔ سرسام کے ضمن میں بھی اسکا بیان ہوچکا ہے۔ اسکا علاج یہ ہے کہ مریض کو فوراً سرد مکان یا سایہ دار ٹھنڈی جگہ میں لیجانا اور اُسکے سر پر سرد پانی ڈالنا چاہیئے۔ ٹھنڈا پانی یا ارواد دینا چاہیئے۔ بار بار مریض کے سر اور چہرے کو سرد پانی سے دھونا چاہیئے۔ مریض تیار ہو تو فصد لیں۔ حسب ضرورت جلّاب دیں ؛

معمولی قسم کے سکتہ میں یہ علاج ہے کہ سر پر سرد پانی اور باقی جسم اور اطراف پر گرم پانی سے ٹکور کریں۔ مسہل تیل اور جمال گوٹہ کا دیں اور فصد بھی مفید ہے لیکن بعض دفعہ جانور مریض ہوکر ایک دم لرزہ کھاکر گر جاتا ہے اور علاج کا موقعہ بھی نہیں ملتا ؛

(۶) سایاٹیکا یعنے رینگن واء۔ یا سیمک۔ حقیقت میں سیمک تو کوئی خاص مرض نہیں ہے خواہ کسی سبب سے پچھلی اطراف کا شدید لنگ پیدا ہو یا کمر مفلوج ہو تو سیمک کہا جاتا ہے۔ غالباً اصلی سیمک کا مرض یہی ہے جو گریٹ سائٹیک نرو کے ماوف ہونے سے لنگ پیدا کرتا ہے اور سایاٹیکا کہلاتا ہے۔ جانور کو اچانک ایک پچھلی ٹانگ میں سخت لنگ پیدا ہوتا ہے اور مریض چلنے پھرنے سے عاجز ہوجاتا ہے۔ دیسی سار بان مریض کی ران کی پچھلی طرف داغ دیتے اور اندر مصالحہ مال کنگنی۔ پپلامول۔ گوگل اور پورانے گڑ کا دیتے

ہیں۔ ہمارے خیال میں مسکن درد لینمنٹ کی مالش اور تکمید ماوف ٹانگ پر کریں۔ داغ دینے سے بھی فائدہ ہو جاتا ہے۔ لیکن داغ دینے میں یہ بات ضروری ہے کہ جانور بالکل بدنما و بدصورت نہ ہو جاوے ؛

باب ۶

امراض جلد

(۱) مینج یعنے خارش یا کھجلی۔ اُونٹ کے تمام جلدی امراض سے زیادہ تکلیف دہ اور خطرناک مرض خارش کا ہے خصوصاً جب لام اور فوج کشی کے موقعہ پر محکمہ باربرداری کے اُونٹوں میں خارش کا مرض پھوٹ نکلے تو وبا کی طرح منتشر ہو جاتا ہے اور اُس کے علاج اور انسداد کی کافی اور معقول تدبیر نہ کی جاوے تو مرض بہت پھیل جاتا ہے اور اکثر جانوروں کو کام کے لائق نہیں چھوڑتا لهذا سخت نقصان اور ہرج واقعہ ہوتا ہے۔ جانوروں کو میلا کچیلا رکھنا۔ ملنے دلنے اور صفائی میں غفلت کرنا اس مرض کے اسباب بادیہ ہیں۔ اُونٹ میں دو قسم کی خارش ہوتی ہے ایک چھوت کی خارش (کینجیٹس مینج) اور دوسری غیر متعدی خارش (اگزیما) اول مذکورہ قسم کا سبب ایک خاص قسم کا کرم ہے جو اونٹ کے چمڑے میں پہنچکر گھر کر لیتے ہیں اور ایک دم پھیل کر مریض کو بے آرام کر دیتے ہیں۔ کھجلی کے مارے اونٹ جلد خستہ اور کمزور ہو جاتے ہیں۔ اپنے مریض چمڑے کو کاٹتے اور ہر ایک چیز سے رگڑتے اور کھجلاتے ہیں آخر بال گر جاتے

ہیں۔برہنہ سیاہ موٹا شگاف دار چمڑا دکھائی دیتا ہے جس سے اخراج بہتا ہے۔
اور خشک ہو کر کھرنڈ و پپڑیاں بن کر اور زیادہ خارش کا باعث ہوتی ہیں مریض
اپنے مُنہ سے اور درختوں وغیرہ سے چمڑے کو رگڑتا ہے اور جب بال گر جاویں تو
نیچے سے پپڑیاں چمڑے کی نظر آتی ہیں جن کو ناخون سے علیحدہ کیا جاوے تو
نیچے اُن کے ایک نشیب نظر آتا ہے۔ اور اُس میں چند یا بہت سے سُرخ سفید
نکتے سُوئی کی نوک کے برابر دکھلائی دیتے ہیں۔ جو مرض کی تشخیصی نشانی
ہے۔ یہ چھلکے مریض چمڑے کے کاغذ یا ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ کر دھوپ میں
بغور دیکھنے سے بہت سے باریک باریک کرم دانہ خشخاش سے بھی چھوٹی
چلتے پھرتے برہنہ آنکھ سے نظر آوینگے۔ اور اگر آئینہ کلان نما موجود ہو تو
اس کے ذریعہ دیکھنے سے تو بہت اچھی طرح دکھلائی دیتے ہیں ٭

اگر مرض کے آغاز میں علاج شروع کیا جاوے۔ تو جلد شفا بھی ہو سکتا
ہے مگر جب چمڑا سخت مریض۔ موٹا۔ بے بال۔ اور شگاف دار ہو جاوے اور
اخراج جاری رہے تو ایسے چمڑے کو پھر اُس کی اصلی حالت پر لانا مشکل ہو جاتا ہے
خصوصاً جب مریض دُبلے ہوں تو جلد ردی حالت میں ہو جاتے ہیں اور جم
کے موقعہ پر تو اُن کا علاج غیر ممکن سا ہو جاتا ہے۔ اس لئے بہت ہی مریض
تلف کرنے پڑتے ہیں۔ مرض کے انتشار اور پھیلنے کی یہ حالت ہے کہ آج ایک
مریض ہے تو کل دس اور پرسوں شائد ایک سَو کے قریب نوبت پہنچیگی اور
مریضوں کا سامان مثلاً پالان۔ جھول۔ رسّے وغیرہ اور خود ساربان مرض
پھیلاتے کا وسیلہ ہوتے ہیں جہاں خارش کا مریض بیٹھا رہے۔ اُس جگہ

تندرست اُونٹ کو بٹھانے سے مرض فوراً پیدا ہو جاتا ہے ٭

علاج۔ مریضوں کو فوراً تندرست جانوروں سے علیحدہ کر دیں اور کسی قسم کا تعلق اُن میں نہ رہے۔ مریضوں کے چمڑے کو صاف رکھیں اور کرم کش ادویات کا عرق یا روغن یا مرہم طیار کر کے مریض حصے پر مالش کریں۔ کرم کش دوائیں جو خارشت کے مرض میں استعمال ہوتے ہیں۔ یہ ہیں ٭

تارامیرا کا تیل۔ گندھک۔ مٹی کا تیل۔ چیڑ کا تیل۔ دارچکنا۔ تماکو۔ تارپین۔ وغیرہ وغیرہ ٭

مگر قباحت یہ ہے کہ سفر۔ مہم اور لام کے موقعہ پر بہت مریضوں کے لئے کافی مقدار دوائی کی مہیا نہیں ہو سکتی ٭

افریقہ کی مُہم میں جب کہ اُونٹوں میں خارش کا مرض پھُوٹ نکلا تو مریضوں کو سمندر کے پانی میں بٹھا کر خوب غُسل دیا گیا۔ اور اس سے بہت فائدہ ہُوا۔ واقعی اگر سمندر کا کنارہ قریب ہو تو یہی علاج کرنا چاہیئے ہر پانچ دفعہ کے غسل سے مریض اچھا ہو جاتا ہے۔ اور کسی قسم کی دوائی وغیرہ کے خریدنے طیار کرنے۔ اور تکلیف اُٹھانے کی ضرورت نہیں رہتی۔ باقی ادویات سے تماکو جو کہ خریدنے میں ارزاں لے جانے میں ہلکا اور سب جگہ سہل الحصول ہے۔ نہایت عمدہ کرم کُش ہے۔ اِس کا بہت سا جوشاندہ طیار کر کے رکھنا چاہیئے اور مریض کو پہلے صاف گرم پانی سے اچھی طرح غسل دے کر اس کی مالش کر دیں۔ تارامیرا کا تیل۔ یا کڑوا تیل گندھک مِلا کر ملنے سے بھی خارش کے کِرم مر جاتے ہیں اور کیروسین آئل وغیرہ

ملا کر ملنے سے بھی یہ مقصود حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر تیل یا روغن کرم کُش کی مالش کرنی ہو تو ہمیشہ شام کے وقت مالش کرنی چاہئیے تاکہ صبح تک جذب ہو جاوے ورنہ دن کی تیز دھوپ میں تیل گرم ہو جاتا ہے اور چمڑے کو جلا دیتا ہے ۰

اِس مرض میں بہت سی دوائیں مرہم اور روغن وغیرہ کی صورت میں تیار کر کے استعمال کی جاتی ہیں لیکن بعض تو ان میں سے زیادہ قیمتی اور بعض وزنی ہونیکے سبب سفر میں اور مُہم کے موقع پر بہم پہنچانے کے قابل نہیں ہوتیں اور بعض دوائیوں کی تیاری و استعمال وغیرہ میں اس قدر دیر لگ جاتی ہے (اور بہت سے آدمی درکار ہوتے ہیں) کہ سارا وقت اسی میں صرف ہو جاتا ہے اور مرہم کے مقدار کی اس قدر زیادہ ضرورت ہوتی ہے کہ وہ بھی ضرورت کے موافق مہیّا نہیں ہو سکتے اس لئے فوج کشی کے وقت محکمہ باربرداری کے اونٹوں کے عِلاج میں ان ساری باتوں کا خیال کرنا پڑتا ہے۔ ایسے موقعوں پر دار چکنا کے برابر کوئی عمدہ عِلاج نہیں ہے یعنے دار چکنا کا پتلا عرق بنا کر استعمال کرنا چاہئیے۔ دار چکنا جس کو انگریزی میں کروسیو سلیمیٹ بولتے ہیں مُلک کے ہر ایک شہر و قصبہ کے بازاروں میں ارزاں بکتا ہے۔ اور اِس کا ایک حِصّہ دو ہزار حِصّہ صاف گرم پانی میں حل کر کے عرق تیار کر رکھیں اور خارش کے مقام پر لگاویں یہ نہایت کِرم کُش ہے۔ اور اس کی تھوڑی سی مقدار بہت سے مریضوں کے لئے عرصے تک کافی ہو جاتی ہے۔ نیز اس کی تیاری اور استعمال میں نہ تو زیادہ وقت صرف ہوتا ہے اور نہ کسی قسم کی دِقت ہوتی ہے۔ دار چکنا نہ ملے تو اُس کی جگہ رس کپور بھی استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن اس کے کِرم کُش تاثیر دار چکنا کے

برابر تیز نہیں ہے۔ دارچکنا کے استعمال میں اِس بات کو غور سے مدِنظر رکھنا ضروری
ہے کہ یہ زہر قاتل ہے اور جب بے احتیاطی سے زیادہ مقدار میں استعمال کیا جاوے
تو جذب ہو کر مریض کو ہلاک کر سکتا ہے اِس لئے اسکا استعمال تجربہ کار ہوشیار
آدمیوں کے ہاتھ میں ہونا چاہئے۔ اور جاہل سالوتریوں وسار بانوں پر بھروسا
نہ کرنا چاہئے اِس مرض سے بچانے اور آئندہ محفوظ رکھنے کی غرض سے دیسی
شُتربان اونٹوں کو کڑوا یا تارامیرا کا تیل ہر سال آغاز بہار میں کم و بیش ایک ہفتے
تک پلاتے ہیں (ایک سیر یومیہ) اور اُسکے چمڑے پر بھی اسی تیل کی مالش کرتے
ہیں فی الواقع یہ نہایت عمدہ تدبیر مرض کی روک کی ہے۔ اس کو پنجابی شُتربان
تیل کرنا اور پاس کرنا بولتے ہیں اور جن اونٹوں کو تیل کیا جاوے تو وہ مرض سے
بچے رہتے ہیں۔ تاہم اِس مرض سے اونٹوں کو محفوظ رکھنے کے لئے عمدہ تدبیر
یہ ہے کہ اُن کے چمڑے اور بالوں کو ہمیشہ میل کچیل سے صاف رکھنا چاہئے
اچھی صاف خوراک اور صاف پانی۔ باقاعدہ اور وقت پر ملنا چاہئے۔ اور اُن
سب اسباب کو روکنا جن سے خارش پھیل جاتی ہے مثلاً جب کسی سرائے یا جگہ میں
خارش کے مریض بیٹھے ہوں۔ اُس سرائے یا زمین پر جن درختوں دیواروں
وغیرہ سے خارش کے مریض کھجلاتے ہوں اُس جگہ اور جو سامان خارش کے
مریضوں پر استعمال ہوتا ہو اُس میں بے شمار خارش کے کرم موجود ہوتے
ہیں اور تندرست جانوروں میں مختلف وسائل سے پہنچ جاتے ہیں اس لئے
ان سب باتوں کا لحاظ ضروری ہے۔ اِس مرض کے خاص سبب تو یہی خارش
کے کرم اور اُن کے انڈے ہیں۔ جو جانور کے چمڑے پر پہنچکر کھجلی پیدا کرتے

ہیں لیکن ان کرموں یا اُن کے انڈوں کے پہنچنے کے وسائل اور اسباب بہت ہیں۔ جو جانور بہت میلے ہوں۔ صفائی کی طرف توجہ نہ ہو اُن کی پرورش نہ ہو اور خوراک کم اور خراب پاویں وہ مرض کو جلد قبول کرتے ہیں۔ اور مریض اونٹ کے ساربان خود تندرستوں میں مرض پھیلانے کا عام ذریعہ ہیں۔ اکثر مصنفوں کی رائے کے مطابق خارش اکثر رانوں چڈوں۔ میان۔ اور بغلوں سے شروع کرکے پھر گردن۔ پھر چھاتی۔ کمر۔ دُم وغیرہ کو مریض کرتی ہے لیکن مصنف نے جو خارش کے بہت سے مریض دیکھے ہیں اُن میں یہ خصوصیت زیر نظر نہیں گذری۔ جہاں خارش کا کرم پہنچ جاوے وہی جگہ پہلے مریض ہوتی ہے۔ اکثر اطراف اور کھر پہلے مریض ہوتے ہیں اور کبھی مرض گردن سے بھی شروع کرتی ہے اِس کا سبب غالباً یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب ایک مریض کسی درخت وغیرہ سے گردن کو کھجلاتا ہے اور بعد ازاں اُس جگہ دوسرا تندرست اونٹ گردن کو کھجلاوے تو فوراً مرض کے کیڑے گردن پر آجاتے اور مرض پیدا کر دیتے ہیں؛

تشخیصی علامات مرض کے یہ ہیں۔ مریض چمڑے سے بال گر جاتے ہیں۔ پتلا اخراج بہتا ہے پھر بہت باریک آبلے پیدا ہو کر کم و بیش اخراج جاری ہوتا ہے۔ مرض عموماً جسم کے ابھرے ہوئے حصوں سے ابتدا کرتی ہے اور مریض جگہ کو جانور منہ سے کاٹتا اور کھجلاتا ہے درختوں وغیرہ سے رگڑتا ہے۔ پچھلے اطراف باہم رگڑتا اور پچھلے پیر کے کھر سے چھاتی بغل اور اگلے اطراف کو کھجلاتا ہے اور اس سے مریض کو روکیں تو نہیں رُکتا۔

مرض پھیلتی جاتی اور بہت سے حصہ جسم کو گھیر لیتی ہے۔ چمڑا بالوں سے برہنہ بدرنگ سیاہ اور موٹا ہو جاتا ہے اُس پر چھلکے اور پپڑیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اِن پپڑیوں اور تازہ اُکھڑے ہوئے بالوں کو بغور امتحان کرنے سے خارش کے کیڑے چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ مریض چمڑا دانتوں اور کھر کی نوکوں سے زخمی ہو کر کھرنڈ بھی بن جاتے ہیں اس مرض کے علاج میں بھی جیسے کہ پہلے بتلایا گیا ہے ۲ مدعا ہوتے ہیں اوّل حفظ ماتقدم یعنے قبل از وقوع پیدایش (بیماری) کو روکنا۔ (پریونٹو ٹیریٹمنٹ) اور اُس کے اِنتشار کو بند کرنا۔ دوم مریضوں کا علاج کرنا۔ (کیوریٹو ٹریٹمنٹ) اور یاد رکھو کہ مریضوں کے علاج کی نسبت ہمیشہ پیدائش مرض کے اسباب کو روکنا اور حفظ ماتقدم ہی مفید ہوتا ہے اس لئے بڑی دوراندیشی اور احتیاط سے قواعد حفظ ماتقدم کو ہر وقت مدّنظر رکھنا چاہئے۔ مثلاً جو اونٹ کہ جلدی مرض میں مبتلا ہوں اُن کو تندرست جانوروں سے بالکل علیحدہ رکھیں۔ کسی سرائے اور پڑاؤ کے احاطہ میں اُن کو نہ بٹھاویں۔ چراگاہ میں تندرستوں کے ہمراہ چرائی کے لئے نہ بھیجیں۔ اُن کا ساز و سامان (جب کہ وہ مر جاویں یا مار دئے جاویں) تندرستوں پر استعمال نہ ہونا چاہئے اور نہ اُن کے خدمتگار اور ساربان تندرست اونٹوں کے پاس جاویں۔ خارش کے مریضوں کو معمولی ہاسپٹل میں جہاں اور قسم کے مریض آتے جاتے ہوں نہ رکھنا چاہئے بلکہ اُن کے لئے علیحدہ جگہ منتخب کرنی چاہئے۔ جو خارش کے مریض مر جاویں یا مار دئے جاویں اُن کا سامان جلا دیں۔ بحالت صحت اور مرض اونٹ کے چمڑے

اور بالوں کو صاف رکھنا اور اچھّے صاف خوراک دینا بھی خارش کا مانع ہے اور
جب اِس میں غفلت کی جاوے تو خارش کی پیدائیش میں جلد ترقی ہوتی ہے۔
لیچ صاحب اونٹ کی خارش کا عِلاج اِس طرح کرتے ہیں کہ پہلے مریض
کی خوب موتراشی کریں۔ بعدازاں کڑوا تیل میں گندھک گھونٹ کر سارے بدن
پر اُس کی مالش کردیں۔ اور ۳ دن تک مریض کو دھوپ میں کھڑا رکھیں اور فقط
رات کو بیٹھنے دیں۔ بعدازاں دوبارہ تیل اور گندھک کی مالش کریں اور ۲ روز
تک دھوپ میں کھڑا کردیں۔ پھر مریض کو چھپڑ یا تالاب کے کنارے لیجا کر اُسکے
سارے جسم پر چکنے کیچڑ کا لیپ کردیں۔ اور ۳ دن تک لیپ لگا رہے اور مریض
کو دھوپ میں رکھیں جس سے کیچڑ اُس کے چمڑے پر خوب چپک اور جکڑ جاوے
بعدازاں خشک کیچڑ کو لکڑی یا کوچن وغیرہ کے ذریعہ کھُرچ کر اُتار دیں اور مریض کو
گرم پانی اور صابون سے غسل دیکر خوب صاف کریں اس عمل سے خارش کے کرم
مرجاتے اور مریض اچھّے ہوجاتے ہیں۔ اگر اس کے بعد بھی چمڑا کا کچھ حصّہ مریض
دکھلائی دیوے تو اس عمل کو اُس مریض حِصّے پر دُہرا دیں۔ اگر سردی کا موسم ہو تو
غسل نہ دینا چاہئیے بلکہ خشک چمڑے کو کوچی وغیرہ سے خوب زور سے مل کر
صاف کردینا چاہئیے۔ مسلم صاحب نے نواح نہر سویز میں اس مرض کا علاج اسطرح
کیا ہے کہ مریض کو خشک ریتلی نرم جگہ میں رکھنا چاہئیے۔ بعدازاں اُسکے چمڑے
کو ملنا اور کھُرچنا چاہئیے۔ اور صاف کرکے سمندر کے پانی سے دھوکر دھوپ میں
ٹہلانا چاہئیے۔ جب خشک ہو جاوے۔ ہر سہ گھنٹہ کے بعد مرہم ذیل سے ڈریس
کیا جاوے۔ اسٹاکم ٹار ۲ پونڈ گندھک ۱ پونڈ۔ مچھلی کا تیل ۹۔ پونڈ [illegible]

۳۔ اونس۔ سب اجزا کو خوب باہم ملا کر استعمال کے لئے طیار کر رکھیں کلیٹن صاحب نسخہ ذیل کو بہت مفید تبلاتے ہیں۔ سرسوں کا تیل۔ فینائل اور گندھک۔ مناسب مقدار میں مرکب کرکے مریض چمڑے پر طلا کریں اور دوسرے روز صابون اور گرم پانی سے دھو کر دوبارہ اُسی سے ڈریس کریں۔ مگڈوگلس پوڈر کو پانی میں حل کرکے یا گھی و چربی میں مرہم بنا کر استعمال کیا جاتا ہے اور کڑوا تیل ۳ حصے۔ تارپین کا تیل ایک حصہ۔ گندھک کا سفوف ½ حصہ۔

غرض خارش کے علاج میں خواہ وہ اندرونی ہو یا بیرونی اکثر تیل کا بدرقہ شامل کیا جاتا ہے اور اکثر تجربہ کاروں کی رائے ہے کہ تیل خارش کے کرم مارنے والی دوائی میں ضرور ملانا چاہئے کیونکہ اُس سے کھُجلی کے کیڑے دم گھُٹنے سے مرجاتے ہیں اور پانی میں بہ آسانی دم لیتے رہتے ہیں۔ لیکن جن بڑے بڑے تجربہ کار افسروں کو ملک افریقہ۔ مصر۔ کابل۔ اور یاغستان کی لڑائیوں میں محکمہ ٹرینس پورٹ کے اُونٹ دیکھنے اور اُن کا علاج معالجہ کرنیکا موقعہ ملا ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ جب اونٹوں میں خارش پھیل جاوے تو اُسوقت منوں کے حساب سے تیل صرف ہوتا ہے (مثلاً ایک بیمار کو اچھا کرنے کے لئے ۲½ گیلن تیل کی ضرورت ہے) اور اس قدر گراں ہوجاتا ہے کہ اُس کے خریدنے میں سرکار کا بہت بے انداز خرچ ہوجاتا ہے اور باوجود اسکے کافی مقدار تیل کے بھی میسر نہیں آسکتے۔ اِن تکلیفوں کو مدِ نظر رکھ کر خیال کرنے سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا اُونٹ کی کھُجلی کا علاج تیل کی آمیزش کے بغیر بھی ہوسکتا ہے یا نہیں اور تیل کے بہم نہ پہنچنے کی حالت میں بھی بکام

بخوبی چل سکتا ہے یا نہیں۔اس مضمون کا ایک لمبا آرٹیکل میجر الیٹ صاحب اسسٹنٹ کمسری ٹرینس پورٹ کوئٹہ نے دسمبر ۱۸۸۶ء کے رسالہ کوارٹرلی جرنل آف وٹیرنیری سائنس ان انڈیا میں دیا تھا۔اور اُنکا خیال ہے اور واقعی صحیح خیال ہے کہ جب تک مرض خارش کے علاج میں بجائے تیل کے کسی اور قسم کا مفید اور کارآمد ڈریسنگ جو لام کے موقعہ کے مناسب حال ہو معلوم نہ ہووے تب تک تکلیفات بالا مذکورہ کا خاتمہ نہیں ہوسکتا ہماری رائے یہ ہے کہ تماکو کا جوشاندہ۔اور عرق دارچکنا دونوں کھُجلی کے کرم پر سخت مُہلک اثر رکھتے ہیں اور عموماً انہیں کا استعمال کرنا چاہئے۔

(۲) اگزیما یعنی کھُجلی غیر متعدی۔اس مرض میں اصلی کھُجلی کی طرح کرم نہیں پائے جاتے۔اور نہ یہ اس قدر تکلیف دہ ہوتی ہے بعض لوگ اس قسم کی کھُجلی کے ایک دو مریض دیکھ کر یہ فتوے لگا دیتے ہیں کہ اونٹ کی خارش چھُوت کی خاصیت نہیں رکھتی۔اور جن لوگوں نے اگزیما کا مریض نہ دیکھا ہو وہ دونوں قسم کی جلدی مرضوں کو متعدی خیال کرتے ہیں اگر اونٹ کی پرورش اور نگرانی اچھی باقاعدہ ہو اور سخت مصیبت میں بھی مبتلا نہ ہو تو سال بھر میں دو دفعہ یعنے موسم بہار اور خزاں میں بال گراتا ہے اور نئے بال اُگتے ہیں۔اس موقعہ پر پرانے بالوں کے گچھے مثل نمدے کے اونٹ کے چمڑے پر ہو جاتے ہیں اور اگر ان کو صاف نہ کیا جاوے تو مَیل کچُیل کے جمع ہو جانے سے چمڑے میں بہت خراش اور کھُجلاہٹ ہو جاتی ہے۔جانور کھُجلی کو رفع کرنیکی غرض سے جسم کو درختوں وغیرہ سے رگڑتا ہے۔اور بال گچھوں میں بھر

گرتے ہیں لگا ہے چمڑا بھی چھل جاتا ہے۔ اور یہ مرض نمودار ہوتا ہے +

اگزیما کا مرض اکثر تو موسم سرما اور کبھی برسات میں دیکھنے میں آتا ہے۔ اسکا سبب میلا پن۔ خرابی خوراک اور میلا پانی ہے اور یہی وجہ ہے کہ خشکسالی میں جبکہ سبز عمدہ چارے کی بہت قلت ہو یہ مرض زیادہ دیکھنے میں آتا ہے۔ جن اونٹوں کو تیز کھاری قسم کا چارہ مثلاً لانی لاہنا اور کھار ملے اُن میں اِس قسم کی خارشت کم ہوتی ہے اِس مرض کا ظہور بھی پہلے ران۔ میان قضیب۔ خصیے اور دُم پر ہوتا ہے۔ مریض چمڑا پر سخت۔ خشک بُھربُھری قسم کے چھلکے بھورے رنگ کے دِکھلائی دیتے ہیں۔ جو علیحدہ کرنے پر جلد گر جاتے ہیں۔ چمڑا بھورا اور موٹا کھُردرا ہوجاتا ہے۔ لیکن خراش اور کھُجلی اس قدر نہیں ہوتی جس قدر خالص کھُجلی میں متواتر ہوتی رہتی ہے بلکہ بعض دفعہ جانور باوجود زیادہ حِصّہ چمڑے کا مریض اور بے بال ہونیکے آرام سے کھڑے رہتے ہیں غرضکہ یہ مرض نہ تو اصلی خارش کی طرح چھُوت سے پھیلتا ہے نہ اس میں ایسی تکلیف دِہ علامات اور کرم موجود ہوتے ہیں اور نہ ہی چمڑا سیاہ بھدا اور سخت کھُردرا ہوتا ہے۔ جیسے کہ اصلی خارش میں دیکھا گیا ہے +

علاج اسکا یہ ہے کہ ڈھیلے بالوں کو نکال کر چمڑا خوب صاف کریں۔ جہاں سے چمڑا چھلا ہُوا ہو وہاں کاربالک یا کمفرائل یا سادہ تیل لگادیں مریض کی خوراک اور پانی کا اچھا بندوبست ہو اور ہر طرح صفائی کا خیال رکھیں اور ایک جلاب دیں۔ اس مرض کے روک اور علاج دونوں میں دیسی ساربان اور معالج اندرونی و بیرونی طور پر تیل (خصوصاً تارامیرا کا) استعمال ضروری

سمجھتے ہیں۔ اور واقعی یہ مفید بھی بہت ہے۔ اِس سے جانور کی پرورش ہوتی ہے۔ نئے بالوں کی پیدائش میں مدد دیتا ہے۔ اور مُصفّیٔ خون ہے۔ مصنف نے ایک پولیس کے شُتر سوار کے مریض اونٹ کا جس کو اس قسم کے جلدی مرض کچھ عرصے سے جاری تھے اس طرح پر علاج کیا کہ اوّل مریض چمڑے کو گرم پانی اور صابون سے خوب دھو کر صاف کیا۔ اور بعدازاں سفوف گوگرد ایک حِصّہ میٹھا تیل ۴ حِصّے۔ ایمونیا لینیمنٹ ۴ حِصّہ سب کو باہم ملا کر مریض جگہ پر ۲ دفعہ دن میں خوب زور سے مالش کی۔ دو تین روز کے اندر چمڑا کا بالائی طبق پٹری دار چھلکوں میں ہو کر گر گیا اور نیچے سے نیا ملائم طبق پیدا ہو کر نئے بالوں سے پوشیدہ ہونے لگا۔ چند ہی روز میں مریض اچھا ہو گیا۔ ہر اونٹ کو پرورش کرنے والی خوراک اور مقوی دوائی کا دینا خصوصاً جب کہ مریض بہت ردّی حالت میں ہو بہت ضروری ہے۔

(۱۳) مکھی۔ مچھر۔ چچڑی۔ جوئیں۔ کلنیئں۔ حقیقت میں اونٹ کی اوجھڑی اور چمڑا ہی دُو اعضا ہیں جو زیادہ مریض ہوتے ہیں اور انہیں پر بیرونی صدمات کا بھی زیادہ اثر ہوتا ہے مثلاً جب کبھی خراب خوراک ناصاف پانی یا زہریلے چارہ کھا جانے کا اتفاق ہو تو معدہ اِسکا نشانہ بنتا ہے۔ اور بیرونی کِرم مثلاً مختلف قسم کی مکھیاں اور مچھر وغیرہ جو اونٹ کے دشمن جان ہیں۔ اور اس کے آرام و آسائش میں سخت خلل ڈالتے ہیں ہمیشہ چمڑے کو اپنا آماجگاہ بنائے رکھتے ہیں۔ اور یہ سچ ہے کہ اگر اونٹ کا چمڑا اور معدہ بیرونی اور اندرونی آفتوں اور دشمنوں سے محفوظ رہے تو اونٹ بہت کم مریض ہوتا ہے اونٹ کا جسم

پر مختلف قسم اور قد کے چچڑیاں پیدا ہوجاتی ہیں (خصوصاً رانوں اور بغلوں کے اندر۔ دُم کے نیچے جہاں چمڑا باریک اور بال چھوٹے ہوں) اور اپنا مُنہ چمڑے کے زیرین طبق میں پیوست کر کے جونک کی طرح خون پیتے ہیں ان کی خراش سے اونٹ کو تکلیف اور بے آرامی ہوتی ہے اور دُبلا بھی ہوجاتا ہے۔ ان کا علاج یہ ہے کہ ہر روز صبح یا شام جس وقت موقعہ ملے اِن کو کھُرچ کر اُتار دینا چاہئے اور اونٹ کو صاف سُتھری اور ریتلی جگہ پر رات کو بٹھانا چاہئے کیونکہ اکثر میلی جگہ پر چچڑیاں موجود ہوتی ہیں اور وہاں اونٹ بیٹھے تو اُس پر چڑھتی ہیں۔

جوئیں بھی جانور کو میلا رکھنے سے پڑجاتی ہیں اور جانور کو تکلیف دیتی ہیں۔ اُن کا علاج یہ ہے کہ جانور کے بال کاٹ کر صاف کریں اور تمباکو کا جوشاندہ کر کے اُسکی مالش سارے جسم پر کریں۔ اِس سے جوئیں مرجاتی ہیں جوشاندہ ملون۔ سُرخ مرچ۔ اور تمباکو کے علاوہ۔ دارچکنا کا عرق بھی اُن کے مارنے کے لئے استعمال ہوسکتا ہے۔ کلنیٔں حقیقت میں مکھیوں کے انڈے ہوتے ہیں۔ مکھی جو اونٹ کو ستاتی ہے وہ کئی قسم کی ہوتی ہے اور ہر ایک شُتری علاقہ میں شروع موسم بہار۔ برسات کے بعد اور موسم خزاں میں پیدا ہوجاتی ہے سخت گرمی اور تیز سردی دونو اس کی زندگی کا خاتمہ کرتے ہیں۔ نیز خشک علاقہ میں بہت کم اور مرطوب جگہ پر جہاں پانی کھڑا ہوجاوے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ ریگستانی علاقے میں بھی کم اور چکنی زمینوں پر جہاں گھاس پات بافراط پیدا ہوں بہت ہی زیادہ ہوتی ہے۔ پنجابی ساربان اِسکو ڈنگ بولتے ہیں۔ جس علاقے اور ملک کے حصے میں مکھی یا ڈنگ کی کثرت ہو وہاں سے

شتربان اپنے اونٹ فوراً نکال لیجاتے ہیں۔ کیونکہ اِن سے اُونٹ کو سخت دِقّت اور بے آرامی ہوتی ہے جب چرائی پر چھوڑے جاویں تو مکھّی اِن کو بہُت دق کرتی ہے اور یہ پانی اور کیچڑ میں لیٹتے ہیں۔ اور گھنے درختوں میں گھُس کر بیٹھ جاتے ہیں۔ یا باہم اکٹھّے ہو کر ایک دوسرے کے سہارے مکھّی سے نجات حاصِل کرنیکی کوشش کرتے ہیں۔ اور بھُوکھ پیاس کی کچھ پرواہ نہیں کرتے گرم مرطوب مُلکوں میں دن کو گرمی کے سبب مکھّی اور مچھّر سرد جگہ تلاش کرکے وہاں بسیرا اختیار کرتے ہیں۔ نیز رات کو بھی مکھّی بیٹھ جاتی ہیں مگر مچھّر رات بھر جانوروں کو سخت تکلیف دیتا اور کاٹتا ہے۔ گرمی اور برسات کے موسم میں صبح اور شام کو مکھّی کی بہت کثرت ہوتی ہے۔ اِس لئے ساربان اُن کے دفعیہ کے لئے گیلا ایندھن۔ کوڑا کرکٹ اور گوبر وغیرہ اِکٹھا کرکے اُونٹ کے قریب جلاتے ہیں جس سے بہت دُھواں پیدا ہوتا ہے۔ اور جس طرف ہوا کا رُخ ہو اور دھواں جاوے اُس طرف جانوروں کو بٹھا دیتے ہیں دُھواں پہنچتے ہی مکھّی اور مچھّر اُڑ جاتا ہے اور جانوروں کو نہیں ستاتا موسم خزاں اور شروع سردی میں ایک خاص قسم کی موٹی مکھّی پنجابی میں اُسے بھُر بھنا بولتے ہیں پیدا ہوتی ہے جس کے کاٹنے سے گھوڑے گدھے اونٹ وغیرہ سب قسم کے جانور عاجز آجاتے ہیں۔ یہ مکھّی دُھوپ پر اُڑتی ہے اور جب جانور کو درخت یا دیوار وغیرہ کے سایہ کے نیچے بٹھلایا جاوے تو وہاں سردی کے مارے نہیں جاتے۔ مچھّر اور چھوٹی مکھّی اِن جانوروں کے جسم کی نسبت زیادہ تر آنکھ پر حملہ کرتی ہے اور جہاں اُن کی کثرت ہو وہاں اونٹوں کو اندھا کردیتی

ہیں۔ گھوڑوں کو بھی ان سے سخت نقصان پہنچتا ہے لیکن مالک اُنکی آنکھوں پر مکھیرنا چڑھا دیتے ہیں جس سے وہ آنکھوں اور چہرے پر سے مکھی ہانکتے رہتے ہیں۔ اور اُونٹ میں مُکھیرنا نہیں چڑھایا جا سکتا۔

باب زخم وجراحت

اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ اونٹ کا زخم قدرتاً جلد التیام پذیر نہیں ہوتا لیکن تجربہ سے یہ بات ثابت نہیں ہوئی اونٹ کا زخم اس واسطے جلد اچھا نہیں ہوتا کہ اسکا باقاعدہ علاج نہیں کیا جاتا۔ زخم کو غفلت سے میلا اور غلیظ رکھا جاتا ہے۔ اُس پر روزمرہ رگڑ جاری رہتی ہے۔ پرندے اور خود اُونٹ زخم کو کاٹتے ہیں۔ مکھی بیٹھ جاتی ہے تو اُن میں کرم پڑ جاتے ہیں۔ ناصور اور پرانے گھاؤ کی شکل اختیار کرتے ہیں اول تو دیسی معالج اور ساربان کچھ علاج کرتے نہیں اور کریں تو یہ کہ جانوروں کے گوبر اور پیشاب سے زخموں کو ڈریس کیا جاتا ہے پس اُونٹ کے زخم جلد اچھا نہ ہونے کے اسباب یہی ہیں۔ ورنہ اس کے جسم میں زخم کے التیام پذیر ہونے کا مادہ اُسی قدر موجود ہے جیسے کہ اور جانوروں میں ہے۔ اونٹ اکثر بوجھ کے نیچے۔ خراب اور سخت زمین۔ ناہموار وزن یا سخت نوکدار اشیا کے لادنے سے پیٹھ۔ کوہان۔ مدہو۔ کمر اور فقرات کمر کے جانبین پر زخمی ہوتے ہیں کبھی ایک دوسرے کو بھی رجب کہ چراگاہ میں کھلے

چرتے ہیں، کاٹ کر زخمی کر دیتے ہیں۔ زخم اونٹ کے جسم پر ہر ایک جگہ اور
ہر ایک شکل کے مختلف اسباب سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور جتنے قسم کے زخم
طب حیوانات میں بیان کئے گئے ہیں وہ قریب قریب سب اونٹ میں بھی
دیکھے جاتے ہیں اور ان کا اصول علاج وغیرہ بھی بعینہ اُسی طرح پر ہے اس لئے
اِس موقعہ پر زیادہ تفصیل اور اُنہیں معمولی اصول کے اعادہ کرنے کی چنداں
ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ جب اونٹ مست کی حالت میں یا باہمی عداوت
کے باعث ایک دوسرے پر حملہ کرتے ہیں تو اکثر ایک دوسرے کا جبڑا توڑ ڈالتے
ناک اور چہرہ زخمی کر دیتے ہیں۔ جب ایک دوسرے کے پیچھے دوڑ کر تعاقب کریں
تو اکثر فوطوں کو دانتوں میں پکڑ کر کاٹ لیتے ہیں۔ لڑائی کے موقعہ پر دشمن کی گولی
سے بچنے اور آڑ پکڑنے کی غرض سے اکثر اونٹوں کو خواہ لدے ہُوئے ہوں یا پُشت
برہنہ سامنے کھڑا کر دیا جاتا ہے یہ بھی اونٹ کے مجروح اور زخمی ہونے کا ایک
بھاری موقعہ ہوتا ہے اور گولی کا گہرا زخم خصوصاً جب کہ جوف شکم یا صدر چھد جاوے
اور اندرونی اعضاء مجروح و ماؤف ہوں تو جانور کے جانبر ہونیکی کم اُمید ہوتی ہے
زخم کے علاج میں وہی تدبیریں اور قاعدے ملحوظ رکھنے چاہیئے جو جرّاحی مویشی میں
بتلائے گئے ہیں مثلاً کسی حصہ جسم پر صدمہ پہنچنے کی حالت میں وہاں پر گرم پانی
یا نیم کے پتّوں اور پوست وغیرہ کے جوشاندہ کر کے اُس کی ٹکور کرنا۔ پولٹس لگانا
زخم گہرے اور جریان خون ہو تو زخم کا امتحان۔ جریان کی بندش اور اخراج آزادانہ
خارج ہونیکی تجویز کرنا۔ روزمرّہ زخم کو صاف رکھنا اور انٹی سپٹک ڈریس کرنا چاہئے
سب قسم کے زخم اور گھاؤ کی نسبت پالان کا لاگہ اونٹ میں بکثرت ہوتا ہے

اِس لئے اِس کے حفظ ماتقدم کی طرف پورا خیال ہونا چاہئے۔ ضروریات سفر کا معائنہ۔ پالان۔ اور بوجھ وغیرہ کا ملاحظہ جیسے کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے ضرور اور مقررہ اوقات پر برابر جاری رکھنا چاہئے۔ مثلاً پالان کی گدیاں نرم اور خشک صاف گھاس پرال سے خوب پُر اور نرم اور اچھے تجربہ کار ساربانوں کے تیار شدہ ہوں۔ اگر پالان اناڑی شخص کے بنائے ہُوئے ہوں۔ تو اُن کے جوڑے کی لکڑیاں جو سامنے زین کے کوچ کی جگہ لگے رہتے ہیں ڈھیلے ہو کر اُکھڑ جاتے ہیں۔ اور اونٹ کو زخمی کر دیتے ہیں اگر گدیاں دب کر سخت ٹھوس اور چھوٹی ہو جاویں تو اُن کی رگڑ سے اونٹ کی پیٹھ کمر اور کوہان زخمی ہو جاتی ہے تجربہ کار ساربان گدیوں کو ہمیشہ مرمّت کر کے درست اور نرم رکھتے ہیں اور اگر ان سے اونٹ کو لاگہ یا گھاؤ پیدا ہو جاوے تو اُس جگہ سے رگڑ بچانے اور زخم سے پالان کو علیحدہ رکھنے کی غرض سے گدی کو کھو نکلا کر کے گڈھا بنا دیا جاتا ہے۔ غرضیکہ ہوشیار ساربان سُتلی اور سُوا اور باقی سامان مرمّت ہمیشہ اپنے پاس موجود رکھتے ہیں۔ بوجھ کی تقسیم بھی قواعد کے مطابق نہیں بلکہ افسر معائنہ کنندہ کی عقل اور رائے کے مطابق ہونی چاہئے مثلاً سرکاری وزن فی شتر ۵ من ہے اب بعض اونٹ طیار جوان اور تندرست حالت میں اِس سے زیادہ بوجھ بھی بہ آرام و آسودگی لیجا سکتے ہیں لیکن بوڑھے۔ دُبلے مریل مریض اور زخمی اونٹ بعض دفعہ ایک من وزن اُٹھانے کے بھی ناقابل ہو جاتے ہیں اِس لئے یہ فضول بات ہے کہ ہمیشہ اِس بارے میں قاعدہ کی پابندی کیجاوے۔ اور سب اونٹوں پر یکساں وزن لدا جاوے۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ یہ بات بالکل افسر معائنہ کنندہ کے اوپر چھوڑنا چاہئے

تاکہ وہ اپنے تجربہ اور عقل کے مطابق جانوروں کی حالت اور طاقت دیکھ کر اُن کے لئے بوجھ کے مقدار تجویز کرے۔ ضروریات سفر سے علاوہ زین پالان سامان متعلقہ باربرداری وغیرہ کے یہ بھی مقصود ہے کہ زخم وجراحت کے علاج کے لئے ضروری اشیاء ادویات موجود ہونی چاہئے۔ مثلاً سادہ تیل صابون کاربالک ایسڈ۔ مکڈوگلس پوڈر۔ کوئلے کا سفوف۔ نیلا طوطیا۔ پھٹکڑی۔ سُہاگہ۔ مٹی کا تیل۔ دارچکنا۔ تماکو افیون۔ روئی۔ پارچہ پٹّی۔ دھاگہ ریشمی۔ رودہ کے ٹانکے۔ تارپین کا تیل۔ کول تار۔ چوکر۔ السی۔ گندھک۔ چاقو۔ مقراض۔ سوزن۔ پروب۔ آلہ سٹین۔ موچنا اور دواسازی کے ضروری سامان۔ مثلاً کانٹہ۔ ہاون دستہ۔ جوشاندہ بنانے کے برتن وغیرہ وغیرہ۔ علاوہ بریں اندرونی امراض کے علاج کے لئے اور بھی بہت سی چیزوں مثلاً شراب۔ نمک۔ اپسم سالٹ۔ گھی۔ گروئل۔ کانجی۔ چرائتہ تارا میرا کا تیل۔ نوشادر۔ قلمی شورہ۔ وغیرہ کی اشد ضرورت ہوتی ہے لیکن اِس جگہ پر اِن کی تفصیل بیان کا موقعہ نہیں +

(۱) ناک کا زخم اور کرم۔ ناک میں زخم ہونے اور کرم پڑنے کا عام سبب یہ ہے کہ لدے ہوئے اونٹوں کو ساربان ایکدوسرے کے پیچھے قطار دیتے ہیں اور جو کمزور اور آہستہ چلنے والے جانور ہوں اُن کو سامنے کا تیز چلنے والا جانور کھینچتا چلا جاتا ہے۔ اس طرح مُہار کھچ جانے سے ناک کا زخم ہمیشہ ہرا رہتا ہے۔ کبھی ساربان مُہار کو زور سے کھینچتے اور جھٹکے دیتے ہیں۔ یا جب اونٹ بھوکا ہو اور اُس سے سفر کرایا جاوے تو راستے میں اِدھر اُدھر کے درختوں اور جھاڑیوں پر چرنے کے لئے مُہار کو زور سے کھینچتا اور توڑانے کی کوشش کرتا ہے۔ ناک کے زخم سے سخت بدبو

اخراج جاری رہتا ہے جس پر مکھیوں کا ہجوم ہوتا ہے اِس لئے ناک کے زخم میں فوراً کیڑے پڑ جاتے ہیں اور ان کے نکالنے اور علاج کرنے میں غفلت کی جاوے۔ تو رفتہ رفتہ بڑے گھاؤ پیدا ہو جاتے ہیں اور بعض دفعہ ناک کی ملایم بناوٹ کو کیڑے کھا جاتے ہیں۔ اور ہڈی برہنہ دکھلائی دیتی ہے اِس کا علاج یہ ہے کہ مریض ناک کی مُہار اور نکیل نکال دیویں۔ اور جانور کو بجائے مُہار کے نکتہ چڑھا دیویں (پنجابی میں اونٹ کے نکتہ کو تاڑ بولتے ہیں) مریض کو بٹھا کر قابو کریں۔ اور ناک سے موچنہ کے ذریعہ سب کیڑے نکال دیں۔ بعدازاں عرق نیلا طوتیا۔ یا تارپین کا تیل زخم پر لگا دیں اِس سے کیڑے مر جاتے یا ضائع ہو جاتے ہیں اور زخم کے بُو دار خراب چھچھڑے بھی گر جاتے ہیں۔ اور نئے انگور پیدا ہوتے ہیں۔ اور مکھی نہیں بیٹھتی۔ پھر روزمرّہ کاربالک کا تیل یا روغن کافور سے دو دفعہ دن میں ڈریس جاری رکھیں۔ دیسی ساربان۔ سفوف بھلاوہ (۱ دانہ)۔ آکھ کے پتے (۲ تولہ)۔ تیل تارا میرا اور نیلا طوطیا (۲ تولہ) کا سفوف باہم ملا کر زخم پر لگاتے ہیں یہ نسخہ بھی کیڑے مارنے اور مکھی کے دفعیہ کے لئے بہت اچھا ہے۔ اور ضرورت کے وقت استعمال کیا جاتا ہے۔

جب کبھی ناک پر ورم۔ یا بودار اخراج ہو تو اس بات کی احتیاط کرنی چاہئے۔ کہ کیڑے نہ پڑ جاویں۔ اِس غرض سے کڑوا تیل۔ یا روغن تارپین سادہ تیل میں ملا کر ناک کو چُپڑ دیا کریں۔ اِس سے مکھی نہیں بیٹھیگی۔

برسات کے موسم میں جبکہ مکھی کی کثرت ہوتی ہے۔ تو اس وقت اس بات کا زیادہ خوف ہوتا ہے۔ اس لئے دیسی ساربان اس موسم میں سب

اونٹوں کی مُہار نکالکر اس کی جگہ تاڑ یعنے نکتے چڑھا دیتے ہیں۔ اور اگر مہار ہو بھی تو اُسے بہت ڈھیلا رکھتے ہیں۔ اور مُہار سے اونٹ کو درخت یا کیلا وغیرہ سے نہیں باندھتے۔ کیونکہ مکھی کے سبب اونٹ اکثر سر مارتا اور جھٹکتا رہتا ہے۔ اور اس سے نتھنے پھٹ جاتے ہیں۔ مہار گو تکلیف دہ ہے۔ لیکن اس میں فائدے بھی ہیں۔ مثلاً اونٹ اِس سے خوب قابو میں رہتے ہیں۔ اور قطار میں سے اگر ایک اونٹ کسی نشیب گڑھے یا کھڈّ میں گر جاوے تو دوسرے اونٹ کی مُہار فوراً ٹوٹ جاتی ہے اور وہ نہیں گرتا۔ بخلاف اِس کے اگر مضبوط نکتہ سے باندھا ہؤا ہو تو ممکن ہے وہ بھی گر جاوے اور اسی طرح پر بجائے ایک کے چند جانور ہلاک ہو جاویں نیز قطار میں ایک اونٹ کی مُہار اکثر سامنے والے اونٹ کی دُم سے باندھ دیتے ہیں۔ تو ایک دوسرے کی دُم کو زور سے نہیں کھینچ سکتے۔ اور اس سبب سے دُم زخمی نہیں ہوتا۔ بخلاف اس کے اگر بڑی مضبوط رسّی سے قطارے جاویں تو سب کی دُم زخمی ہو جاوینگی ؎

(۲) دُم کا گھاؤ۔ پالان کے ساتھ ایک رسّا بجائے دُمچی کے ہوتا ہے جو اسکو سامنے گردن کی طرف گرنے یا رسک جانے سے روک رکھتا ہے (پنجابی میں اسکو پرتینگ بولتے ہیں) یہ رسّا اگر بہت تنگ ہو یا سخت کھُردرا ہو تو اس سے دُم کی جڑ زخمی ہو جاتی ہے۔ نیز جب اونٹوں کو قطار دیا جاتا ہے تو اس وقت مُہار کی رسّی سے بھی دُم زخمی ہوتا ہے۔ علاوہ بریں اور بھی چند ایک اسباب ہیں لیکن زیادہ تر ان ہی دو اسباب سے دُم مجروح

ہو جاتا ہے۔ علاج اسکا یہ ہے کہ اونٹ کو بجائے دُم کے پالان کی لکڑی یا بوجھ سے قطارنا چاہئے اور دُمچی کی رسّی نکالدیں۔ معمولی انٹی سپٹک ڈریس کریں۔ رگڑ کو موقوف کرنے سے جلد زخم اچھا ہو جاتا ہے افسر کو چاہئے کہ جانوروں کے معائنہ کرنیکے وقت ان کی دُم کو بھی ملاحظہ کر لیا کریں +

(۳) سیڈل گال یا سور بیک یعنے پالان کا گھاؤ۔ خراب سخت اور کھُردرے پالان جبکہ اچھی طرح پُر نہ کی جاویں یا موٹی سخت چیزوں سے بھری جاویں یا بوجھ زیادہ اور نابرابر ہو جاوے۔ اور لمبے کوچ کئے جاویں۔ چمڑا نازک یا میلا اور اونٹ کمزور اور دُبلے ہوں۔ اور سفر دراز ہوں۔ اور خبرداری نہ کیجاوے تو اکثر اونٹ کے مدہو۔ کوہان۔ کولہا۔ پیٹھ۔ کمر کے جانبین اور پسلیوں کے مقام پر پالان کا لاگہ لگ جاتا ہے۔ اور اگر جلد اس کا علاج نہ کیا جاوے۔ تو رفتہ رفتہ گہرے اور گندے قسم گھاؤ ہو جاتے ہیں۔ اگر ان پر مکھی بیٹھ جاوے تو کرم پڑ جاتے اور حالت اور بھی خراب ہو جاتی ہے۔ گہرے گھاؤ سے مواد باہر اخراج نہ پاوے تو وہ بناوٹ میں دور تک پھیل کر بڑے دُنبل۔ اور مُردار وغیرہ پیدا کر دیتا ہے اور ریڑھ کے فقروں کی ہڈیاں مریض اور مُردار ہو جاتی ہیں۔ اور جب مرض ہڈی تک پھیل جاوے تو جب تک مریض ہڈی کا ٹکڑا کاٹ کر نکال نہ دیا جاوے زخم میں التیام نہیں ہو سکتا۔ مریض دُبلا۔ کمزور اور ناتواں ہو جاتا ہے اور اس کے اچھا کرنے میں عرصہ دراز خرچ ہوتا ہے۔ پس ان قباحتوں سے بچنے کے لئے جہانتک ممکن ہو لاگہ کا جلد علاج کرنا چاہئے تاکہ اِس قدر خراب اور خطرناک پیچیدگیاں پیدا نہ ہوں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ زخم تو پیدا نہیں ہوتا لیکن

استخوانی حصہ پر بوجھ کے دباؤ اور رگڑ کے سبب چمڑا بیجان اور خشک ہوجاتا ہے زندہ ساخت سے چپکا رہتا ہے اسکو اصطلاح میں سٹ فاسٹ بولتے ہیں **علاج** لاگہ کے علاج میں یہ باتیں مدنظر رکھنی چاہیئے۔ دباؤ موقوف ہو۔ زخم صاف اور خشک رہیں۔ زخم کا ڈریسنگ لگایا جاوے زخم پوشیدہ اور مکھی سے محفوظ رہے اخراج بند نہ رہے۔ بلکہ آزادانہ خارج ہوتا رہے اور مریض حصہ کو آرام ملے ٭

دباؤ موقوف کرینکی غرض سے زخم کے مقام پر سے پالان کی گدی بالکل خالی کردیں۔ اگر خرابی پالان کے سبب زخم ہُوا ہو تو اُسے درست یا تبدیل کریں اگر اچھے پالان سے بھی زخم نہ بچ سکے تو بالکل اُتار دیں اور جب تک ضروری ہو جانور کو آرام دیں اور پشت برہنہ رکھیں۔ زخم کا احتیاط سے امتحان کرلیں کہ کس طرف کو اور کہاں تک گہری جاتا ہے۔ گہرے زخم کی تہ میں سوراخ کرکے اخراج جاری رکھنے کا بندوبست کریں۔ کسی انٹی سپٹک اور ڈس انفکٹ لوشن مثلاً مرکری لوشن کاربالک لوشن وغیرہ یا یہ نہ ملے تو پھٹکڑی اور سُہاگہ کا عرق بناکر اس سے دھوکر صاف کریں اور خشک قسم کا ڈریسنگ استعمال کریں مصنف کے تجربہ میں آیوڈوفارم اور سفوف کوئلہ بڑے مفید ہیں میجر ریمنٹ صاحب مگڈوگلس پوڈر کے چھڑکنے کی بڑی سفارش کرتے ہیں۔ کاربالک آئل اور اگر یہ نہ ملے تو کمفر آئل بھی مفید ڈریسنگ ہیں۔ اور جہاں اور کچھ نہ مل سکے وہاں ٹار کا مرہم یا فقط ٹار سے زخم کو ڈریس کرنا چاہیئے۔ پیٹھ کے لاگہ میں خاصکر جب کوہان مریض ہو علاج جلد شروع کریں۔ کیونکہ کوہان کا چربیدار گوشت جلد گلنا اور پیپ بننا شروع کرتا ہے اور اگر غفلت کیجاوے تو مواد چمڑا کے اندر نیچے کو چلا

جاتا ہے اور گہرے خراب قسم کے ناصور بنا دیتا ہے اور اس کے علاج میں عرصہ لگ جاتا ہے۔ دیسی ساربان اونٹ کے گھاؤ پر گوبر لید کا پولٹس اور بجائے لوشن کے اِنسان اور حیوان کا پیشاب استعمال کرتے ہیں۔ سُرخ گرم لوہے سے بلا ضرورت چمڑا جلاتے اور مریضوں کو عذاب دیتے ہیں۔ بازاری ادویات جواِن کے عِلم میں ہیں وہ نیم۔ نیل۔ بھلادہ۔ اور چونا ہیں۔ ان وحشیانہ عِلاجوں سے انکو روکنا چاہئے۔ گوبر اور پیشاب لگانے سے گھاؤ میں سخت تعفن۔ اور جلانے سے خراش اور پیپ پیدا ہوتی ہے اور زخم میں چونا بھر دینے سے اِس میں مُردار شروع ہوتا ہے اگر جسم کے کسی حصہ پر رسولی پیدا ہو کر پھُوٹ پڑے یا مقامی جلن مثلاً حوانہ کی سوزش (دمائیٹس) آخر سپوریشن یعنے مواد کی پیدائیش پر ختم ہو یا کسی زخم میں مردار پیدا ہو تو دیسی ساربان اسکو **جولنگ** بولتے ہیں اور اُسکو اُونٹ کی ایک خاص مرض خیال کرکے اس پر طرح طرح کی فضول اور خراشندہ اشیاء مثلاً قلعی چونہ کی لُبدی اور آدمی کا پاخانہ وغیرہ لگاتے ہیں۔ دیسی معالجوں کا یہ بھی بڑا مرغوب عِلاج ہے کہ جونک اور چوہے کو جلا کر اور چمڑا کو جلا کر ان کی راکھ زخم پر چھڑکنا۔ میرے خیال میں معمولی کوئلہ اور راکھ اِسی کے برابر مفید ہیں۔ جب زخم گہرا نہ ہو بلکہ خشک مُردار ٹکڑا چمڑا کا جسم سے چپکا ہُوا موجود ہو تو اُسے چاقو کے ذریعہ علیحدہ کردیں۔ اور پھر معمولی عِلاج زخم کا کریں ؂

اگر ساربان تجربہ کار ہوں تو اُن کے خبردار ہونے کی وجہ سے اونٹ میں پیٹھ کا لاگہ کم دیکھنے میں آتا ہے۔ لیکن جب اناڑی جاہل اور بے تجربہ کار قلی ساربانوں کی جگہ بھرتی کئے جاویں۔ تو اُس وقت یہ حالت عام ہو جاتی ہے کیونکہ

وہ لوگ اُونٹ سے ناواقف محض ہوتے ہیں۔اور لادنے کا ہُنر بھی نہیں جانتے۔ پالان کو صاف اور درست نہیں رکھتے۔وزن بھاری ناہموار اور بے ڈول طریق سے لادتے ہیں۔بوجھ اُتارنے کے بعد اُونٹ کی پیٹھ وغیرہ کو نہیں دیکھتے۔ مالش اور پرورش میں بھی سخت غفلت کرتے ہیں۔پالان مرمّت نہیں کرسکتے۔زخم کو یا تو گوبر۔مٹّی اور گندے چیتھڑوں سے مخفی رکھتے۔اور یا کوّے اور مکھیّوں کے سپرد کرتے ہیں۔اِن حالات میں زخموں کی حالت ناگفتہ بہ اور باربرداری میں بے انداز نقصان اور ہرج واقعہ ہوتا ہے۔اِس لئے یہ سب سے ضروری اور مقدم بات ہے کہ ساربان ہمیشہ واقفکار اور ہوشیار آدمی ہونے چاہئے۔تاکہ اونٹ کی عمر۔قد۔قوّت اور صحت کے لحاظ سے اعتدال کا وزن لادیں۔آرام سے چلاویں۔وزن کی ہمواری۔جانور کی صحت پیٹھ کی حالت اور جانور کی بھوکھ پیاس کا خیال رکھیں۔بوجھ ناہموار ہو تو راستے میں درست کرتے جاویں۔اِس طرح اونٹ ہمیشہ اچھّی حالت میں رہتے ہیں اور زخمی بھی کم ہوتے ہیں ؁

معائنہ کرنے والے افسر کو چاہئے کہ ہمیشہ اس بات کا ملاحظہ کریں کہ سب شتربانوں کے ہمراہ سامان مرمت پالان موجود ہو۔تاکہ ضرورت کے وقت پالان کی گدّی کو کھول کر دوبارہ پُر کریں تاکہ نرم رہے۔گدّی کا استر پھٹ جاوے یا سخت کھُردرا اور میلا کچیلا ہو جاوے تو اُس کی بھی مرمت ہو اور ملائم صاف رکھا جاوے۔یہ بھی یاد رکھیں کہ جس قدر جانور دُبلا اور کمزور ہو اُسی قدر اِس کو لاگ بھی زیادہ ہوتا ہے رچھڑا اور خون کی کمزوری اور استخوان برہنہ

ہونے کے سبب) اور جس قدر تیار اور فربہ ہو زخمی کم ہوتا ہے۔ نیز جو اونٹ میلے رکھے جاویں۔ وہ اُن کی نسبت جو صاف رہیں۔ زیادہ زخمی ہوتے ہیں۔ اور جب تک اشد ضرورت نہ ہو جانور سے کچھ نہ کچھ کام لیتے رہیں بالکل بیکار کر دینے سے بھی اُونٹ کی عام صحت میں خلل واقعہ ہوتا ہے۔ نیز جو جانور نوجوان ہوں اور ابھی کام پر لگائے جاویں اُن کی پیٹھ نازک اور محنت کے غیر عادی ہوتے ہیں اُن کو آہستہ آہستہ کام مین لگادیں۔ ایک دم بھاری بوجھ لادنے سے سب کی پیٹھ مجروح ہو جاتی ہے ◆

(۳) بغلی۔ یہ اکثر پیدائشی نقص ہوتا ہے۔ جب اونٹ کی کوہنی اندر کو اور سُم کا نوک باہر کو پھیلا ہُوا ہو تو اُس کی بغل چھاتی کی گدّی سے رگڑ کھاتی ہے اور رفتہ رفتہ ایک بڑا کیلس السر ہو جاتا ہے۔ اونٹوں کی خرید کے وقت اس بات کا خیال رکھنا اور اس قسم کے اونٹوں کو ہرگز نہ خریدنا چاہئے کیونکہ نکمے اور ناقابل محنت ہوتے ہیں۔ یہ حالت لاعلاج ہے۔ پنجابی ساربان ان اونٹوں کو بگلایا پچھلا بولتے ہیں اور ایسے اونٹوں کو معیوب سمجھتے ہیں ◆

(۴) کوڑی۔ یعنے چھاتی کی گدّی میں دُمل۔ یا زخم ہونا۔ اونٹ کے بیٹھنے کے وقت چھاتی کی کوڑی یعنے سخت بناوٹ کی گدّی ہر وقت ماؤف اور مضروب ہونے کے مستعد رہتی ہے۔ اگر پتھریلی اور سخت زمین پر بیٹھایا جاوے تو چوٹ لگ جاتی اور اُس میں جلن واقعہ ہوتی ہے اور رفتہ رفتہ دُمل بنکر پھُوٹ پڑتا ہے اور اخراج پیپ کا جاری ہو جاتا ہے۔ علامت اس کی یہ ہے کہ کوڑی کے گرد ورم ہو جاتا ہے مریض چلنے اور خاصکر بیٹھنے کے وقت درد ظاہر کرتا ہے

بیٹھنے میں دیر کرتا ہے اور معمولی طرح کوڑی کو زمین پر نہیں ٹیک رکھتا بلکہ ایکطرف کو خم دیکر بیٹھتا ہے۔ اور کوڑی کو بچاتا ہے۔ دیسی شتربانوں کا خیال ہے کہ جب اونٹ کو کسی ایسی جگہ پر بٹھایا جاوے جہاں پہلے مونج کوٹی گئی ہو۔ تو اس مرض میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور اُس کا علاج یہ کرتے ہیں کہ گرم لوہے سے کوڑی کی گدی جلا دیتے ہیں جسے وہ سخت اور بدصورت ہو جاتی ہے اور اُس پر ناخنی بناوٹ کے بڑے چھلکے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور بغلوں سے رگڑ کھاتی ہے جس سے جانور کی رفتار سُست اور بہ تکلیف ہوتی ہے۔ اگر چھاتی پُردرد اور کوڑی پر ورم معلوم ہو تو اُسے خوب ٹٹول کر امتحان کریں اور اگر اُس میں مواد کی موجودگی معلوم ہو تو نشتر یا موچی کی آر کوڑی کے نیچے سے اُس میں چبھو دیں اِس سے مواد بہنے لگتا ہے۔ پھر اگر ضرورت ہو تو شگاف کو چاقو سے چیر کر چوڑا کریں اور کاربالک یا لمفرائل سے روزمرّہ ڈریس کریں۔ اور کوڑی کو مٹی وغیرہ سے صاف رکھیں۔ مگر عموماً مواد کے خارج کردینے سے کوڑی کا دُمل خود بخود بھر جاتا ہے اور کسی قسم کے ڈریسنگ کی ضرورت نہیں رہتی۔ مگر ایک بات یاد رکھیں کہ اگر کوڑی میں درد زیادہ ہو یا زخم خراب قسم کا ہو تو مریض کو اونچی کھُرلی پر خوراک دینا۔ یا درختوں پر چھوڑنا چاہئیے۔ تاکہ کھڑا ہو کر چارہ کرے۔ اور دیر تک نہ بیٹھے کیونکہ بیٹھنے سے مریض کو درد زیادہ اور زخم میلا ہو جاتا ہے۔ اور جب بٹھاتا ہو تو نرم جگہ تلاش کرکے بٹھاتا اور کوڑی ٹکنے کی جگہ پر زمین میں چھوٹا سا گڑھا نکالنا چاہئیے۔ تاکہ دباؤ موقوف اور درد زیادہ نہ ہو۔ دیسی معالج مرہم ذیل اس مرض میں جب کہ زخم ہو استعمال کرتے ہیں۔ بھلاوہ ا۔ چھٹانک۔

تار پین ا۔ چھٹانک۔ لہسن ۲ چھٹانک۔ سندور ۲ چھٹانک۔ کڑوا تیل ۸ چھٹانک تیل کو جوش دے کر اُس میں باقی اجزا کوٹ کر ملالیں۔ اور استعمال کریں ۰

(۵) سور فیٹ اور برو زڈ سول یعنے پاؤں کا تلوہ گھس جانا پنجابی تلہٹ جانا

جب کنکریلی سڑکوں یا پتھریلی زمینوں پر لمبے کوچ کئے جاویں تو اونٹ کے پاؤں کے تلوے گھس جاتے ہیں۔ یعنے جو سخت ناخنی بناوٹ کا طبق نیچے لگا رہتا ہے وہ گھس کر نیچے سے ملائم۔ حس دار طبق نکل آتا ہے جس سے جانور لنگ اور تکلیف ظاہر کرتا ہے اور پاؤں کے نیچے کنکر وغیرہ کے آجانے سے ٹھوکریں لیتا ہے اگر پیر اُٹھا کر احتیاط سے معائنہ کیا جائے تو سرخ رنگ دکھائی دیتا ہے۔ بعض اُونٹ اس حادثہ کے زیادہ لائق ہوتے ہیں خصوصاً جو نرم ریتلی زمینوں پر چلنے کے عادی ہوں۔ یا بوڑھے جانور۔ جب اُن سے سخت پتھریلی زمین پر سفر دراز کرایا جاوے تو اکثر اُن میں سے اِس مرض میں مُبتلا ہوجاتے ہیں ۰

سُم کا تلوہ گرم سُرخ پُر درد اور چھلا ہُوا دکھلائی دیتا ہے۔ یہ حادثہ عموماً اگلے اطراف میں ہوتا ہے۔ اور اُنگلیوں سے دبانے پر درد مانتا ہے ۰

علاج اِس کا یہ ہے کہ مریض کو آرام دیں۔ نرم زمین پر رکھیں۔ (جہاں گرد وغبار یا میرا زمین ہو یا نرم گھاس سے پوشیدہ ہو) اور تلوے پر ٹار ملا کریں۔ اِس سے آرام آجاوے گا اگر اس قسم کے مریض جانوروں سے سفر کرانا منظور ہو تو اُن کے کھُروں پر نمدہ یا چمڑا کے چوڑے خریطے یعنے کھُسے بناکر چڑھا دیویں۔ یا یہ نہ ہو سکے تو پٹی باندھ دیں۔ کبھی تلوہ کسی

خاص جگہ سے زخمی بھی ہو جاتا ہے اور تلوہ میں ایک گڑھا پڑ جاتا ہے جس سے
جانور بہت لنگ کرتا ہے پنجابی میں اس حالت کو پپوا بولتے ہیں۔ اس کا علاج
یہ ہے کہ اُس گڑھے کو صاف کر کے انٹی سپٹک مرہم سے پُر رکھیں ؛

(۶) بروکن نیز یعنے گھُٹنے کا چھل جانا۔ اونٹ بیٹھنے کے وقت پہلے گھُٹنے
زمین پر ٹیکتا ہے اور بعد ازاں پچھلے پیروں کو خم دیکر بیٹھتا ہے اُس وقت اگر
بہُت وزنی بوجھ سے لدا ہُوا ہو تو زور سے گھُٹنے کے بل گرتا ہے۔ اور اگر زمین
سخت پتھریلی ہو تو بعض اوقات گھُٹنے چھل جاتے ہیں۔ ان کا عِلاج یہ ہے
کہ گھُٹنے پر نمدا یا کپڑے کی گدّی بذریعہ چمڑا کے تسمہ کے لگاویں (نی پوٹ) اس سے
گھُٹنا چھلنے سے اور نیز چھلا ہُوا گھُٹنا زیادہ زخمی اور مَیلا ہونے سے محفوظ
رہتا ہے اگر زخم پیدا ہو جاوے تو اُس کا عِلاج حسب المعمول ہونا چاہئے ؛

(۷) سُم کی جلن اور سوجن۔ ریگستانی ممالک کے اونٹ جب مرطوب ملکوں
میں تر زمینوں پر کام دیتے ہیں تو سُم کی جلن اور سوجن میں مبتلا ہوتے ہیں۔
مُصنّف نے پولیس شُتر سواروں کے بیکانیری اونٹوں میں یہ حالت بہت
دیکھی ہے پیر مودچہ کے جوڑ تک متورم اور پُر درد ہو جاتا ہے۔ چمڑا کھُردرا
اور پپڑی دار اور اُس سے بُودار لسولا اخراج بھی کم و بیش جاری رہتا ہے
بال بھی گرنے لگتے ہیں۔ مریض پاؤں کو جھٹکتا ہے اور چلنے میں کسی قدر
لنگ ظاہر کرتا ہے۔ یہ حالت اکثر اطراف میں دیکھی گئی ہے۔ مصنّف نے
پنجابی نسل کے اونٹوں میں یہ حالت کبھی بچشم خود نہیں دیکھی۔ علاج اسکا
یہ کیا ہے کہ مریض پاؤں کو ہاتھ سے مل کر خشک کریں اور اُس پر سلفر لنمنٹ

کی خوب زور سے مالش کریں۔ (ایک حصّہ سلفر یا گندھک اور ۸ حصّہ سادہ تیل) دو دفعہ دن میں یہ علاج جاری رکھنے سے تیسرے چوتھے روز مریض اچھّا ہو جاتا ہے ؎

(۸) فوطوں کا زخم۔ موسم سرما میں نر اونٹوں میں قوّت عصبی کے زور و خراش کے سبب اکثر مست کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس وقت جانور بدمزاج اور خطرناک ودیوانے ہو جاتے ہیں۔ ایک دوسرے پر حملہ کرتے ہیں۔ خصوصاً جب ایک شتر مادہ کے پیچھے چند نر اونٹ اکٹھے ہوں یا شتر مادہ کے ایک گلہ میں چند ایک سانڈ ہوں تو وہ باہم لڑتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے فوطوں کو زخمی کر دیتے ہیں وجہ اس کی یہ ہوتی ہے کہ جب ایک اونٹ خوف کھا کر یا زک اُٹھا کر دوڑتا ہے تو دوسرا اُس کا پیچھا کرتا ہے۔ اور نزدیک پہنچکر اگلے اُونٹ کے خُصیوں کو جو پیچھے کی طرف اُبھرے ہُوئے ہوتے ہیں۔ ایک مناسب اور موزوں موقعہ کاٹنے کا خیال کر کے دانتوں سے پکڑ کر کھینچتا اور نوچ لیتا ہے۔ اگر تھوڑا سا معمولی زخم پیدا ہو تو معمولی انٹی سپٹک ڈریس کرنے سے جلد اچھا ہو جاتا ہے۔ اور اگر فوطے کٹ جاویں۔ خصیے لٹک پڑیں تو اُس وقت عمل آختہ گری کی طرح خُصیوں کو کاٹ کر علیحدہ کر دیں اور روزمرّہ معمولی ڈریس جاری رکھیں ؎

(۹) **عضلات کی موچ اور لچک**۔ اونٹ کے شانہ کے عضلات۔ (فلکسر بریکیائی اور اکسٹنسر بریکیائی مسلز) ران کے عضلات۔ اور کمر کے عُضلات میں اکثر موچ آجاتی ہے۔ اور جانور لنگ کرتا ہے۔ اگلی ٹانگ سے لنگڑے

اونٹ کی ٹانگ کو امتحان کرنے سے جب اور کوئی سبب لنگ کا معلوم نہ ہو تو اُس کے کندھے کے عضلات کا ٹٹول کر امتحان کریں۔ جس عضلے میں موچ آگئی ہو وہ کسی قدر متورم اور سخت پُردرد ہوجاتا ہے۔ اور اُنگلیوں کے دبانے پر درد مانتا ہے۔ عضلات کی موچ کا سبب یہ ہے کہ جانور کو بہت بوجھ لادکر ناہموار زمین پر۔ یا دور تک سفر کرانا جس سے وہ تھک جاوے۔ یا زمین چکنی اور پھسلنے والی ہو۔ خاصکر بارش کے موسم میں۔ اونٹ کے پیَر کے تلوے ہموار چپٹے اور صاف ہونے کے سبب زیادہ پھسلتے ہیں۔ اور جب ایک پیَر جسم سے نکل جاوے تو جانور گر جاتا۔ یا ٹھوکر لیتا۔ اور موچ کھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پنجابی ساربان اپنے اونٹوں کو آغاز سرما سے آغاز گرما تک سفر میں رکھتے ہیں۔ اور برسات میں آرام دیتے ہیں۔ اور بالکل سفر نہیں کراتے۔ اگلے اطراف پھُسلیں تو یا تو پیچھے کو ہوکر پھُسلتے ہیں جس سے جانور گھُٹنے اور گردن کے بل گرتا ہے۔ اور اُس وقت گو شُتر سوار گر کر چوٹ کھا بیٹھے۔ اونٹ کو چنداں نقصان نہیں ہوتا۔ اور یا سامنے کی طرف پھُسل جاتے ہیں اُس وقت اُن تمام عضلات کی موچ یا لچک ہوجاتی ہے۔ جو پیش کے اطراف کو دھڑ سے گانٹھتے ہیں اور خطرناک نقصان پُہنچاتے ہیں۔ پچھلے اطراف میں بھی اسی طرح وقوعہ ہوسکتا ہے۔ پچھلی ٹانگ کے عضلات کی موچ سے جب لنگ ہوجاوے تو اکثر دیسی ساربان اس کو بھی سیمک کا مرض بتلاتے ہیں۔ اور سب قسم کی موچ اور لنگ میں داغ دیتے ہیں ✦

علاوہ بریں۔ لنگ اِن حادثات و امراض میں بھی موجود ہوتا ہے۔ اِسلئے لنگ کے مریض کو ملاحظہ کرنے کے وقت اِن سارے حالات کو زیر توجہ رکھکر تشخیص کیا کریں۔ مثلاً کندھے کے جوڑ کا ٹل جانا (ڈسلوکیشن آف شولڈر جائینٹ) فلکسر ٹنڈن اور سسپنری لگے منٹ یعنے نس ور باط کا موچ ہو التوا کھر کے تلوا میں زخم۔ یا ناصور۔ یا شگاف آجانا۔ (اِسکو دیسی ساربان پیوا بولتے ہیں) پچھلے اطراف کے لنگ میں اسپاون یعنے ہڈا کے مرض کا بھی خیال رکھیں۔ کمری اور رینگن واء سے بھی بہت لنگ پیدا ہوتا ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

نوشتہ بماند سیاہ بر سفید

نویسندہ را نیست فردا امید

فہرست مضامین طب شتران

طبع دوئم

پائرو پلازموسس

یا بیبیشیا

بہت سے حیوانی امراض کا نام جو قریباً یکسان قسم کی بیماریان پیدا کرنے والے اور ایک دوسرے سے بہت کچھ مشابہ بہت رکھنے والے پیرسایٹس سے عارض ہون اصطلاح میں پائرو پلازموسس رکھا گیا ہے یہہ پیرسایٹس حیوانات کی بہت ہی ادنی جماعت کے ہوتے ہیں جو دراصل ایک مفرد سیل رخانہ) ہوتا ہے جسمین ایک مغز اور ببلیفاروپلاسٹ ہوتا ہے ان پیرسایٹس کا نام ناشپاتی کی شکل کے اجسام ہونے کے باعث پائرو پلازموسس قرار پایا جو ماؤف جانور کے جسم میں خون کے سرخ دانون کے اندر ہی بڑھتے ہوئے پھلتے پھولتے رہتے ہیں

یہہ پیرسایٹ جداگانہ خصوصیتین رکھتے ہیں یعنی ایک قسم کے پائروپلازم یا کرم سے ایک ہی خاص قسم کے جانور ماؤف ہونگے چنانچہ مندرجہ ذیل پائرو پلازمس ہم کو بھی معلوم ہیں اور ان میں سے جو جوڑون میں منقسم ہونیوالے ہیں بہت ہی عام ہوا کرتے ہیں اور اصطلاح میں "بابیشیا" کے نام سے نامزد کئے جاتے ہیں گو یہہ شکل میں ایک دوسرے کے مشابہ ہوتے ہیں مگر بابیشیا بووس قسم کے پائروپلازم سے مویشی ہی ماؤف ہوتے ہیں۔

بابیشیا کینس قسم کے پائروپلازم سے ؍؍ صرف کتے ہی ماؤف ہوتے ہیں
بابیشیا اووس قسم کے ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ صرف بھیڑ بکری ہی مریض ہوتی ہیں

یاد رکھنا چاہئے کہ جس طرح بابیشیا بووس قسم کا پائروپلازم گھوڑون ۔ کتون یا بھیڑون کو ماؤف نکرسکیگا ۔ اسی طرح بابیشیا کینس سے گھوڑے ۔ مویشی یا بھیڑین مریض نہونگی وغیرہ ۔ ایک قسم کا پائروپلازم جو چھوٹا سا بیضوی ہوتا ہے چار حصون میں منقسم ہوتا رہتا ہے جسے نٹلیا ایکوائی کے نام سے جانتے ہیں یہہ قسم گھوڑون میں مفرادی بخار پیدا کرتی ہے۔

یوں تو بابیث یا ناشپاتی کی شکل کا ہونے سے شناخت کیا جاتا ہے گو یہ مذکورہ بالا مردہ پیرسیائٹ ایسی حرکت کرتا رہتا ہے لہذا کہ بعض اوقات یہ بھی مختلف اشکال بھی اختیار کرتا ہے مثلاً گول چھلے کی شکل کا اور بیلری دیکھا جائیگا مگر جیسا کہ اوپر یہہ مذکور ہوا اسکی تشخیصی شکل ناشپاتی جیسی ہی ہوتی ہے اور بابیث یا کی تقسیم بھی دو دو میں ہی ہوا کرتی ہے لہذا دائمًا خون میں اکثر جوڑے ہی ملتے ہیں۔

تھالیریا ایکوائی چار چار میں منقسم ہوا کرتے ہیں اور گاہے تلیب کی طرح ترتیب یافتہ بھی دیکھنے میں آتے ہیں۔

اس پیرسیائٹ کی موجودگی سے خون میں جو تغیرات واقع ہوجاتے ہیں۔ اس وجہہ سے ہوا کرتے ہیں کہ نام بردہ کرم سرخ دانوں میں پھلنے پھولنے کے لئے اُنکے اندر چلا جاتا ہے اور بعض وقت یہہ پیرسیائٹس کئی کئی دفعہ تقسیم ہوتے رہنے کے ذریعہ آخرکار اُن سرخ دانوں کو جن میں یہہ داخل ہوئے تھے۔ ہلاک کر ڈالتے ہیں اور ان بعد پیرسیائٹ مذکور پلازما میں بہنے لگجاتے ہیں اور ایسی حالت میں سرخ خون کے دانے بہت جلد بمقدار کثیر ضایع ہو جاتے ہیں۔ اور انیمیا (کمی خون یا زرد رنگ ہونا) عارض ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مردہ سرخ کارپسکلز سے فضلات اور ہیموگلوبن بھی جو اُس میں شامل تھا منتشر ہو کر خون کی آبی رطوبت میں تحلیل ہو جاتا ہے۔ جس سے پلازما کا رنگ سرخی یا زرد ہو جاتا ہے پھر تم کو یاد ہوگا کہ یہہ ہیموگلوبن جگر میں صفراوی رنگتوں میں تبدیل ہو جانے کے ذریعہ پلازما میں سے خارج ہوا کرتا ہے۔ اسلئے خون کی آبی رطوبت (پلازما) میں ہیموگلوبن کی کثرت ہو جانے سے جگر کو بہت سا فاضل کام کرنا پڑ جانے کے باعث تاہم یہہ عضو کی بے [illegible]

خارش بڑھ جاتی ہے۔ جس کا نتیجہ عموماً اسہال ہوتا ہے۔
ہوگوں کی کچھ مقدار گردوں کی راہ سے بھی اخراج پاتی ہے۔ جو اگر مقدار
کثیر ہوگی تو قارورہ کی رنگت سُرخ ہو جائیگی۔ خون میں فضلات کی زیادتی
سے زہری ایکشن کے ذریعہ حرارت غریزی بھی بڑھ جاتی ہے۔

بالا مندرجہ بیان سے ظاہر ہوا ہوگا۔ کہ علامات بہت کچھ چھوت کی
مقدار کے مطابق ہونگی یعنی اگر نام بردہ پیراسائٹس کے ذریعہ خون کے سُرخ دانے
بمقدار کثیر ماؤف اور ضایع ہو گئے ہونگے تو علامات سخت ہونگی ورنہ ہلکی۔
چنانچہ جب سخت پیر سخت حملہ ہوتا ہے تو پیراسائٹس کی زیادہ تعداد ہونیکے
باعث خون کے سُرخ دانے بکثرت ہلاک ہو جاتے ہیں جس سے قارورہ
خون آمیز ہو جاتا ہے۔ یاد رہے کہ مویشیان میں عام طور پر اسّی فیصدی سے
بھی زیادہ خون کے سُرخ دانے پیراسائٹس سے ہلاک ہو کر ضایع
ہو جاتے ہیں اسی طرح کتوں میں بھی ہلاکت اکثر بہت زیادہ ہوتی ہے مگر گھوڑوں
میں بیس فیصدی سے زیادہ خون کے سُرخ دانوں کی ہلاکت شاذ و نادر ہی
ہوا کرتی ہے اور اسی باعث سے مویشیوں کی نسبت ان میں خون کے
رنگ کا قارورہ بہت کم خارج ہوا کرتا ہے۔

ایسے امراض کی چھوت کے طریق کی بابت ابتک اسی قدر معلوم ہوا ہے کہ چیچڑیوں
کی کاٹ کے باعث ایسا ہوتا ہے۔

بووائن بابیشیاسس۔ مویشیان کا پائروپلازموسس یا بابیشیاسس
ایک مشہور مرض ہے اور مختلف ممالک میں لوگ عرصہ سے اسے مختلف
ناموں سے جانتے ہیں مثلاً ریڈ واٹر کہتے ہیں اور کوئی ٹکسس فیور کہتے ہیں۔
ہمارے ملک میں بھی پرانی بیماری ہے اور بعض حصص ملک میں تو بہت
سے تھوڑی عمر کے بچھڑوں پر اسکا حملہ ہو کر پھر وہ محفوظیت حاصل کر لیتے
ہیں حتیٰ کہ اسکی مداخلت کے بغیر بڑے مویشیوں میں [illegible]

ہیں آتی ۔

پیری پیسٹالوجی ۔ بابیشیا یوویں نامی پیریسائٹ نام جُرثومہ مرض کو پیدا کرتا ہے یہہ ایک قسم کا حیوانی کرم ہے۔ عام دوران خون میں یہہ کرم قریباً ہمیشہ ہی خون کے سُرخ کارپسکلز میں پائے جاتے ہیں۔ تلی کی چھوٹی خونی نالیوں یا دوش میں لاٹکو ارسینگو ہی لنس کے اندر بیشمار کرم ملینگے۔ خون کے کارپسکلز میں قریباً ہمیشہ ہی ناشپاتی کی شکل کے اجسام کے جوڑے پائے جاتے ہیں۔ انکے نوکدار سرے باہم ملے رہتے ہیں۔ علاوہ بریں بعض اوقات چھلّے کی شکل کے گول یا بیضوی پیریسائٹس بھی دیکھنے میں آئے ہیں جو کبھی تنہا اور کبھی جوڑے ملتے ہیں۔ یہہ پیریسائٹ ایمی بوائڈ حرکات کرتے ہیں اور تقسیم بلا توصّل کے ذریعہ پھلتے پھولتے ہیں۔

سببِ مرض ۔ مرض کا پیریسائٹ خون اور ٹشوز میں رہتا ہے۔

ریسپٹوبٹی یعنی مادۂ قبولیت ۔ اِس پیریسائٹ سے صرف مویشی ہی ماؤف ہوا کرتے ہیں۔ اور چھوت دار مادہ کی کثیر مقدار ٹیکہ لگانے سے بھی دیگر جانوروں کو مرض نہیں پیدا ہوگا۔ بلکہ ایسے علاقہ جات میں رہنے والے مویشی جہاں یہہ مرض اینڈیمک قسم کا یعنی مقامی ہوتا ہے اس سے بہت اچھی محفوظیت حاصل کر لیتے ہیں جو اس باعث سے ہو جاتی ہے۔ کہ جب اس مرض کا حملہ چھوٹی عمر کے مویشیوں پر ہو جاتا ہے تو اُن میں بہت ہی خفیف علامات مرض نمودار ہوتے ہوتے محفوظیت ہو جاتی ہے۔ ایسے ممالک میں بھی جہاں یہہ مرض دیسی ہوتا ہے بہت سی چھوٹی عمر کے مویشی وقتاً فوقتاً ماؤف ہوتے رہنے کے باعث محفوظیت حاصل کر لیتے ہیں۔ ایسے جانور باوجودیکہ بظاہر تندرست اور اچھے بھلے معلوم ہونگے مگر اُنکے خون میں اکثر پیریسائٹ پوشیدہ رہتا ہے اور طاقت مقابلہ کے ذرا بھی گھٹ جانے پر خصوصاً جبکہ کسی دوسری بیماری سے خون کمزور ہو کر اُس میں سے طاقت مقابلہ گھٹ جاتی ہے تو یہہ پیریسائٹ پھلنے پھولنے لگتا ہے علاوہ

برین بہت سے دیگر حالات بھی مثلاً کمزوری جو خواہ کسی مرض کے باعث لاحق ہوئی ہو یا اور کسی سبب سے غرض جس وقت بھی جسم کی طاقت مقابلہ کم ہو گی اس کا حملہ فوراً غالب آ جائیگا۔

مرض کا ایک حملہ ہو چکنے کے بعد کسی قدر محفوظیت ہو جاتی ہے مگر متواتر ٹیکہ کرتے رہنے سے بلاشبہ بہت اچھی محفوظیت خصوصاً اُن ممالک میں دیکھی گئی ہے جن میں یہہ مرض دیسی ہوتا ہے۔

چھوت لگنے کا طریق۔ اگر کسی مادہ قبولیت رکھنے والے تندرست جانور کو کسی مریض جانور کے خون کا ٹیکہ لگایا جاوے تو مرض پیدا ہو جائیگا۔ یہہ مرض قدرتی طور پر چچڑیوں کی کاٹ سے زیادہ پھیلتا ہے اس ملک میں نامبردہ مرض کو پھیلانیوالی چچڑی کا نام مارگیرس آسٹریلیس ہے۔

جس طریق سے یہہ چچڑی ایک جانور سے دوسرے جانور کو مرض کی چھوت لگاتی ہے ذیل میں درج کیا جاتا ہے یا دہن چچڑی جو انڈے دینے کو طیار ہوتی ہے جب کسی ایسے جانور کا خون چوستی ہے جس میں پیراسائٹ موجود ہوں۔ تو نامبردہ چچڑی کے اندر جو انڈے موجود ہیں او وری کے پیراسائٹ سے چھوت آلودہ ہو جائینگے۔ اور جب چچڑی انڈے دیگی تب بھی اُن میں پیراسائٹ موجود ہونگے۔ پھر جلد یا بدیر ان انڈوں میں سے چچڑی کے لاروے برآمد ہو جاتے ہیں جو پیراسائٹس مذکور سے چھوت آلودہ ہوتے ہیں پھر یہ چچڑی کے لاروے پودوں اور گھاس پر چڑھ جاتے ہیں اور منتظر رہتے ہیں۔ کہ کوئی مویشی اُن کے پاس سے گذرے تا کہ موقعہ پاتے ہی وہ مویشیوں کی ٹانگوں پر چمٹ جاویں اور رفتہ رفتہ جسم کے اُن مقامات پر جالگیں جہاں کی جلد پتلی ہے پھر اُس جلد میں سوراخ کر کے خون چوستے ہیں اور مصنوعی زخم کو جو اس غرض کے لئے بنایا تھا نامبردہ پیراسائٹ سے چھوت لگا دیتے ہیں اور اس طرح بذریعہ لعاب دہن مذکورہ چچڑی کے منہ سے نکلکر مرض کے پیراسائٹ کو زخم میں چلے جانے کا موقعہ مل جاتا ہے پھر

عموماً جانور پر اس لاروے کا حملہ ہونیکے دس یا بارہ روز بعد مرض نمودار ہو
پڑتا ہے۔ لاروا مذکور بھی خون چوس کر اول چھوٹی پھر بڑی چچڑی بنجاتا ہے۔ جو
بار دیگر چھوت آلود خون چوستی ہوئی پھر سے انڈے دیکر لاروے نکالنے شروع
کردیتی ہے جبکہ بطریق مندرجہ بالا یہہ لاروے مرض کو پھیلانے لگجاتے ہیں
یہہ چچڑیوں کے بچے منتظر خوراک عرصہ دراز تک کسی جانور کے انتظار میں
زندہ رہ سکتے ہیں اور سات ماہ کے عرصہ تک زندہ رہنا تو تحقیق ہو چکا
ہے پائروپلازموسس کی چھوت مویشیوں میں صرف آرگنیزم کا ٹیکہ لگنے ہی
سے لگ سکتی ہے۔ جو خواہ بلا توسل خون میں داخل کیا جاوے یا بذریعہ
چچڑی کے پہونچے اس کے بغیر کسی انڈائرکٹ کنٹیجین سے یہہ چھوت نہیں
لگ سکتی۔ اگر کوئی مریض جانور جس کے جسم پر چچڑی ہوں کسی نئی جگہ پر جاوے
تو چالیس یوم سے کم عرصہ میں وہاں پائروپلازموسس کا کوئی تازہ بیمار نہ دیکھا
جائیگا۔ کیونکہ چچڑیوں کی تازہ نسل طیار ہونے کے لئے اس قدر عرصہ لگنا
ضروری ہے۔

چھوت آلود چچڑیں گھوڑے اور مویشیوں کے ذریعہ دیگر مقامات
سے تندرست جگہوں میں بھی پہونچ جاسکتی ہیں پھر اگر ان جگہوں کے
گردونواح میں حالات بھی ایسے ملجاویں جو انکی نشو نما پانے اور پھلنے پھولنے
کے لئے موزوں ہوں تو مرض پیدا ہوسکے گا۔ اسکے لئے گرم موسم بہت اچھا
ہوتا ہے اور نشیب کی تر زمین کو چچڑیں زیادہ پسند کرتی ہیں۔

کس طرح مرض کا زہر داخل جسم ہوتا ہے۔ جلد میں زخموں کے ذریعہ
زہر داخل ہوجایا کرتا ہے چنانچہ اگر جلد کو پاچھکر وہاں تندرست چھوت دار
خون مل دیویں تو مرض پیدا ہوجائیگا۔ اسی طرح چھوت سے مالامال خون
کا زیر جلد ٹیکہ لگانے سے بھی مرض کی چھوت پہونچ جاتی ہے جسکے چھ
یا دس یوم بعد علامات مرض نمودار ہوجائینگی۔ اگر چھوت آلود خون بمقدار کثیر

... پہنچ ... زیادہ ... بھی آگ کا تنکہ کر دیا جاوے تو عموماً موت ... ہوتی ہے ... سے کم مقدار خون پیدا ہوتا ہے ... بھی ... کو وقوع ... سبب ... ہوتا ہے تدریجی چھوٹ ... ذریعہ اس وقت ... باہر ... میں چیچڑی زخم میں سلا ہوا ... ہوتا ہے ... خون چوس لیوے۔ اس طرح پر ... ہونے ... کچھ پائروپلازمس بھی نکل جاتے ہیں۔

خون میں پائروپلازم کے دخول سے کیا واقعہ ہوتا ہے۔ اوّل تو یہ پیراسائٹ دوران خون میں دخول پاتا ہے پھر رفتہ رفتہ خون کے سُرخ کارپسکلز میں غالباً خون کی چھوٹی نالیوں یا عروق میں جہاں دوران خون سُست اور کارپسکلز رکے ہوئے اکٹھے رہتے ہیں چلا جاتا ہے عام بڑی خونی نالیوں کی نسبت کیپیلریز میں جو سُرخ کارپسکلز ہوتے ہیں چھوت کو جلد تر قبول کر لیتے ہیں اور تلی۔ گردوں اور انتوں کی میوکس جھلیونکی خونی نالیوں میں خصوصیت سے ایسا ہوتا ہے جن کارپسکلز میں پیرسائٹ داخل ہو جاتے ہیں وہ بہت جلد ضایع ہو جاتے ہیں اور پائروپلازم و ہموگلوبن خون میں بہہ جاتا ہے خفیف حملہ کی صورت میں تو یہ بہت ممکن ہوتا ہے کہ ایسے مُردہ مادّے متغیر ہو کر فزیالوجیکل طریق سے جسم سے باہر نکل جاویں اور قارورہ میں سُرخی دکھلائی نہ دیوے لیکن اگر حملہ سخت ہو اور سُرخ کارپسکلز جلد جلد ضایع ہو رہے ہوں تو بہت کثیر مقدار ہموگلوبن اور پائروپلازم کی علیحدہ ہو جاویگی جس کا انتظام فزیالوجیکل طریق سے جسم کے اندر نہیں ہو سکیگا۔ اور ایسے فاسد مادّے کو گردے اور بسا اوقات انتیں بھی خارج کر دیتی ہیں جس سے خونی رنگ کا ... اور خونی ہی پیشاب خارج ہوا کرتا ہے۔

عام علامات بھی ظہور میں آتی ہیں مثلاً تیز بخار جو غالباً پیرسائٹس کے پس خوردہ زہریلے مادّوں کے سبب سے لاحق ہو جاتا ہے اور جو ہموگلوبن یا ...

میں گھل جاتا ہے اوس کے باعث رنگت گلابی یا زردی مائل سُرخ ہو جاتی ہے
شدید حملوں میں تو قارورہ میں بہت زیادہ ہیموگلوبن ہوتا ہے اور خواہ اوس کا رنگ
خونی نہ بھی ہو بہت زیادہ البیومن پائی جائیگی۔ اور اسکے زہر سے چھوٹی خونی
نالیوں کی دیواریں مجروح ہو کر پھٹ جائینگی جس سے خونی دھبہ (پی ٹیکیا)
نمودار ہونگے جو تمام جسم پر ہو سکتے ہیں خصوصاً دماغ۔ گردے اور میوکس جھلی۔
پر پائے جا سکتے ہیں۔

عام طور پر کمی خون کے بیحد بڑھ جانے سے یا پیرپسایٹ اور مُردہ کارپسکلز
کا نتیجہ ہو کر موت وقوع میں آتی ہے۔

جب صحت ہونے لگتی ہے تو سُرخ کارپسکلز بڑھنے لگتے ہیں اور گو خون میں
بہت کم پیرپسائٹس باقی رہتے ہیں مگر پائرو پلازم اُس میں سے کامل طور پر نہیں
غائب ہو جاتا۔ اور بہت عرصہ تک خون میں پنہاں رہنیکے باعث مرض کے عود
کر آنیکا امکان رہتا ہے بلکہ ایسے مریضوں کو دوبارہ حملہ ہو جاتا ہے خصوصاً جبکہ
کسی باعث یا اندرونی مرض کی وجہ سے کمزوری بھی عائد حال ہو۔

علامات۔ جیسا کہ اوپر بتلایا جا چکا ہے یہ مرض شدید یا میلگننٹ بھی ہو سکتا
ہے اور سب اکیوٹ یا نرم قسم کا بھی اور انکیوبیشن کی مدت آٹھ سے دس یوم ہوتی ہے
جب سخت یا میلگننٹ قسم کا حملہ ہو۔ مرض کی اس حالت میں جانور بہت
نحیف اور کمزور ہو جاتا ہے۔ اشتہاء ندارد اور پیاس کی زیادتی ہوتی ہے۔
حرارت جسمانی بہت جلد بڑھکر ۱۰۶ اور ۱۰۷ درجہ فیرن ہائٹ تک پہونچ جاتی اور
کئی روز تک بڑھی رہتی ہے جبکہ میوکس جھلیوں کی رنگت چمکیلی سُرخ ہو گی۔ پھر ایک
یا دو یوم بعد مریض کی عام حالت خراب تر ہو جاتی ہے۔ اور یا تو مریض مذکور لیٹ
جاتا ہے یا اگر کھڑا ہے تو حرکت کرنے کو راغب نہ ہوگا۔ بلکہ اگر جبراً چلایا جاوے تو
اوسکے پاؤں لڑکھڑائینگے اور سر لٹکا ہوا ہوگا۔ نیز حرکت کرنے سے بہت تکان پائیگا
میوکس جھلی بھی زرد یا زردی مائل رنگ کی ہو جاتی ہیں۔ نبض کی ضربات ۱۱۰ یا ۱۲۰

اور تنفس میں بہت تواتر ہوتا ہے یعنی ۹۰ فی منٹ بلکہ بعض وقت ۱۰۰ تک بڑھ جاتا ہے اوّل اوّل قبض اور کمر کی کے درد بھی ہو سکتے ہیں جبکہ گوبر زردی مائل یا بھورا ہوتا ہے مگر بعد میں اکثر اسہال ہو جاتا ہے اور گہرا بھورے رنگ کا فضلہ اخراج پاتا ہے جو میوکس یا منجمد خون سے ملا ہوا ہوگا۔ قارورہ بھی سُرخ یا سُرخی مائل بھورا خون کی مانند ہو جاتا ہے۔

خون پانی کی طرح ہو جاتا ہے اور سُرخ کارسپکلز کی تعداد بہت گھٹ جاتی ہے یعنی سترہ قطرہ ۷۰ اسی لاکھ کے بجاء بیس لاکھ یا اِس سے بھی کم رہ جاتی ہے جب جانور مرنے والا ہوتا ہے تو تین یا چار روز میں کھڑے ہونے کی طاقت ضایع ہو جائیگی جبکہ جسم کانپا کرتا ہے اور آنکھ وناک سے اخراج بہتا رہتا ہے میوکس جھلّی ہلکے رنگ کی یا زرد پڑ جاتی ہیں ٹمپریچر نارمل سے نیچے اُتر جاتا ہے۔ اور تنفس میں بہت تواتر اور بیقاعدگی ہو کر دم بند ہو جانے سے موت وقوع میں آتی ہے۔ جب صحت ہونے لگتی ہے تو ٹمپریچر رفتہ رفتہ نارمل ہوتا جائیگا اور عام علامات جلد گھٹ جائینگی اور حرارت جسم کے کم ہو جانے پر مریض کچھ کھانا بھی شروع کردیگا۔ قارورہ ہلکا ہوتا جائیگا۔ اور قریباً چار یوم میں پھر بحالت اصلی معلوم ہونے لگے گا۔ اسی طرح دیگر شدید علامات بھی چند یوم میں پوشیدہ ہو جائینگی مگر مریض ابھی لاغر ونحیف ہی ہوگا۔ اور خون بھی اوس کے اندر بہت کم ہوگا۔ مدت آفاقہ طویل ہوتی ہے۔ جبکہ میوکس جھلّی تو ہلکے رنگ کی یا زرد۔ دوران تا تندرستی اور اشتہا نا تحقیق جیسی ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ کچھ ہفتوں تک قارورہ میں البیومن رہے اور دو ماہ یا کچھ زائد عرصہ تک صحت مکمل نہیں ہوجایا کرتی۔ اِس مرض کے دوران کو مندرجہ ذیل طور پر اچھی طرح مُشترح کر سکتے ہیں۔

پہلا درجہ میں دو روز تک مریض سُست رہتا ہے اور طاقت واشتہا بھی گھٹی رہتی ہے جبکہ بخار اور حرارت جسمانی جلد جلد بڑھتی جاتی ہے اور دوسرا درجہ میں دو یا تین روز تک خون کے رنگ کا قارورہ معہ زیادہ تر اسہال اور

جوش کے ہوگا۔ جبکہ گوبراور پیشاب تھوڑی تھوڑی دیر بعد خارج ہوتا رہتا ہے
تیسرا درجہ بھی ۲ یا ۳ روز رہتا ہے اِس میں طاقت زایل اشتہا بھی ندارد اور قبض
ہوتا ہے اور جھلیاں زرد ہونگی۔
مرض کی نرم قسم میں۔ جیسی کہ عموماً چھوٹی عمر کے مویشیوں میں دیکھی جایئگی
مرض کی علامات بہت ہی خفیف دیکھ پڑتی ہیں یعنی قدرے سست اور اوّل
اوّل کمی اشتہا کے ساتھ نبض اور تنفّس کا تواتر بھی بڑھا ہوا دیکھا جایئگا۔ جبکہ
بخار بھی ۱۰۴ یا ۱۰۵ درجہ فہرن ہائٹ تک بڑھا ہوا ہوگا جھلیئں تو زردی مائل
ہونگی۔ مگر قارورہ میں خون نہ ہوگا۔ یہہ حالت ایک ہفتہ یا زیادہ عرصہ تک رہ
سکتی ہے جس کے بعد مریض جلد صحتیاب ہوتا جایئگا۔ گو تب بھی کسی قدر لاغری اور کمی
خون سے انیمیا کا پایا جانا ممکن ہوتا ہے دیگر حالات میں علامات اتنی خفیف ہونگی کہ
اُنکا نظرانداز ہو جانا بھی ممکن ہوتا ہے۔ جُملہ مریضوں میں مرض کا عود کرجانا عام وقوعہ
ہے جو مختلف اوقات مثلاً ایک سے کئی ماہ تک وقوع میں آسکتا ہے۔
تشریح بعد وفات۔ سبکیوٹے نیس ٹشوز کا رنگ ہلکا پڑ جاتا ہے اور خانۂ
شکم میں گُردہ معدہ محیط جگر۔ لبلبۂ اور ڈواڈنیم کے گرد ایک قسم کا سیرو سینگیونولنٹ
یمریشن کی مانند مادّہ پایا جایئگا۔ تلی بعض وقت پھولی ہوئی ہوگی جبکہ اوس کا
وزن بھی اصلی حالت سے دوگنا یا چار گُنا ہو جایئگا۔ نیز جگر بھی قد میں بڑھجاتا ہے
صفراوان میں گاڑھا گوندے دار سبزی مائل زرد رنگ کا صفرا بھرا رہتا ہے گُردونکی
سطح پر خون کے دھبے اور ٹشوز میں اجتماع خون ہوگا جنہیں کھُلنا بھی آسان ہوتا
ہے نیز سخت حملہ کے بعد تو ٹشوز بھورے سُرخ رنگ کے ہونگے لیکن اگر عرصہ دراز
تک بیمار رہا ہے تو ہلکے رنگ کے اور نرم ہونگے۔ قارورہ کی حالت کا انحصار حملہ
کی سختی اور مرض کے درجہ پر ہوتا ہے جو ہمیشہ ہی رنگت والا اور اُس میں البیومن ہوتی
ہے یا مختلف مقدار ہیموگلوبن اور صفراوی رنگتوں کی شامل ہوتی ہے
ڈواڈنیم میں اجتماع خون اور اُسمیں رقیق خون یا کلاٹ پایا جایئگا اور بائیں ونٹریکل

ہیں سب انڈو کارڈیل جریان خون ہوگا۔ خون سیاہ رنگ کا ہوتا ہے جو عرصہ تک ہوا لگتے رہنے سے بھی اُسی رنگ کا رہتا ہے۔

اِمیونائی زیشن یعنی محفوظیت۔ دوسرے حملہ کے لئے آہستہ آہستہ محفوظیت پیدا ہو جاتی ہے مریض کے بظاہر شفایاب ہو جانیکے چند ہفتہ بعد بلا کسی ظاہری سبب کے مرض پھر عَود کر آتا ہے اور مختلف حوادثکے باعث پائروپلازمس دوبارہ نمودار ہو جاتے ہیں۔ یہہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ایک ہی سخت حملہ یا کئی خفیف حملے ہو چکنے کے بعد بھی بہت کچھ محفوظیت پیدا ہو جاتی ہے۔

یہہ اوپر بتلا چکے ہیں کہ جن ممالک میں یہہ مرض مقامی (انڈیمک) ہوتا ہے وہاں چھوٹی عمر کے جانوروں پر اس مرض کا بہت نرم حملہ ہو جانے سے اُن مین کسی قدر محفوظیت پیدا ہو جاتی ہے جس کے بعد اگر اور کوئی حملہ بھی ہو جاوے تو سابقہ محفوظیت بڑھ جائیگی۔ پس یہہ ظاہر ہوگیا ہوگا کہ دیسی نسل کے مویشیاں کے لئے کوئی مصنوعی طریق محفوظیت عمل میں لانا چنداں ضروریات سے نہیں مگر بیرونجات سے آئے ہوئے مویشیان میں اس مرض کا بہت سخت حملہ ہوتا ہے جس کے باعث اگر ممکن ہو تو باہر سے آئے ہوئے مویشیان کے لئے محفوظیت کے طریق ضرور ہی عمل میں لائے جاویں اور ایسا کرنیکا سب سے اچھا طریق یہہ ہوگا کہ چھوٹی عمر کے بچھڑوں کو پچیس یا پچاس ایسے پیرسائٹ چمٹا دیں جو چھوت سے آلودہ ہوں تاکہ نامزدہ بچھڑوں کو چھوت لگ کر بخار وغیرہ ہو جاوے اور اس حملہ کے اختتام کے بعد انہی بچھڑوں کو دو صد سے لیکر چار صد چچڑیاں زائد لگا دیوین تاکہ محفوظیت مکمل ہو جائے۔ مگر یہہ طریق عمل کچھ خوش گوار نہیں ہے کیونکہ اِس میں بہت کچھ خطرہ ہونیکے علاوہ جانور کے محفوظ ہو جانے تک دیری بھی بہت لگتی ہے۔ نیز بحالت افاقہ جانوران کے خون سے ٹیکہ لگا کر بھی محفوظیت حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ہے مگر اطمینان بخش نہیں ثابت ہوئی۔

علاج ۔ جہانتک جلد ممکن ہو مریض کے جسم سے تمام چچڑیاں ایک دم اُتار ڈالیں اور خوب اچھی طرح تیمارداری کرتے ہوئے اچھی خوراک بھی ضرور دیجاوے ۔ اندرونی علاج سے گو چنداں فائدہ نہیں ہوتا۔ مگر ایک اچھے مسہل کا دینا ہمیشہ مناسب ہوگا۔ حال کے تجربات سے یہہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ٹرائی پین بلا ایک دوائی ہے جو دریڈواش خونی رنگ کا پیشاب آنیکی مرض کے علاج میں بہت مفید پائی گئی ہے یہہ دوائی ۵۰ سے ۲۰۰ سی سی یا ۵ سے ۶ آونس تک لیکر ایک اور پانچ فیصدی کا سلوشن بناکر جلد کے نیچے بذریعہ پچکاری داخل کیجاتی ہے ٹرائی پین بلا کا سلوشن بنانے میں حال کا جوش دیا ہوا پانی استعمال کرنا چاہئے۔ اور حسب ضرورت تازہ سلوشن طیار کرکے استعمال میں لاویں ۔ معلوم ہوا ہے کہ پچکاری کرنے سے عارضی طور پر پیریسپائٹس کی ہلاکت عمل میں آتی ہے جس سے عام علامات کے گھٹ جانے پر مریض کی حالت بھی اچھی دکھلائی دینے لگتی ہے اور چند روز تک پیریسپائٹس بھی خون میں نہ ملینگے جسکے بعد نمودار تو یہہ پھر ہو جاتے ہیں مگر قلیل تعداد میں ۔

پائرو پلازموسس کتوں میں ۔ یہہ مرض کتوں میں بہت ہی مہلک اور بسیار پھیلنے والی ہے جو اُنکے خون میں پائرو پلازم مسمی بہ "بابیشیا کینس" کے دخول سے پیدا ہوتی ہے۔ ہندوستان میں یہہ مرض بہت عام ہے اور دیگر ممالک سے جو کتے یہاں لائے جاتے ہیں یا اُن سے پیدا شدہ بچوں میں بہت زیادہ فوتیدگی اسی کے باعث وقوع میں آتی ہے کیونکہ نو وارد کتوں میں یہہ خصوصیت سے سخت اور مہلک ہوتا ہے بعض جگہوں میں آوارہ کتوں میں یہہ مرض مخصوص ہے اور ایسے مریضوں میں برداشت کی طاقت بہت زیادہ ہوتی ہے جس سے مریض کتا مرض کی علامات بہت کم ظاہر کریگا۔ لیکن ممالک غیر سے آئے ہوئے کتوں پر اسکا شدید حملہ ہوتا ہے اسی سبب سے تعداد ہلاکت بھی اُن میں بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے خانگی کتوں کی نسبت شکاری کتے بھی اسکا بہت زیادہ شکار ہوتے ہیں ۔

یہہ مرض چچڑیوں سے ہی لگتا ہے چنانچہ جب کبھی چچڑیاں ماؤف ہو جائینگی مرض بھی

زیادہ پھیلجائیگا۔ جن پنجروں کو ایک دفعہ چچڑیوں کی چھوت لگجاوے تو تاوقتیکہ تمام چچڑیاں ہلاک نہ ہو جائیں نام بردہ پنجرے کتوں کی رہایش کے قابل کبھی نہ سمجھے جائینگے اور اگر انمیں نئے کتے کئی ماہ بعد بھی لائے جائینگے تو مریض ہو جائینگے۔

پیریسبائٹ۔ اِس مرض کو پیدا کرنے والے کرم کا نام بابیشیا کینس ہے۔ ایک نقشہ میں دکھلایا جائیگا۔ کہ نام بردہ پیریسبائٹ سُرخ کارسپکلز میں کس طرح نشوونما پایا کرتا ہے جس سے یہہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ مختلف اوقات پر یہہ پیریسبائٹ مختلف صورتیں اختیار کرتا رہتا ہے۔ کل تغیرات عملی طور پر سُرخ ہی دانوں میں واقع ہوا کرتے ہیں اور کھلے تیرنے والے ناشپاتی کی شکل کے پیریسبائٹس پلازما میں بہت ہی کم ملتے ہیں البتہ مرض کے سخت حملوں میں جبکہ بیشمار سُرخ دانے ٹوٹ جاتے ہیں تب یہہ خون کی آبی رطوبت میں بھی ملینگے یہ ناشپاتی کی شکل کے پیریسبائٹس دیگر سیلز میں بھی جلد ہی داخل ہو جاتے ہیں کارسپکلز میں عموماً دو قسم کے پیریسبائٹس ملتے ہیں ایک تو مفرد گول یا بیقاعدہ ایمی بوائڈ پیریسبائٹ دوسرے ناشپاتی کی شکل کے پیریسبائٹس کے جوڑے اور بعض وقت ایک کارسپکل میں دو جوڑے پائے جاتے ہیں۔ مفرد گول یا ایمی بوائڈ قسم کی نسبت ناشپاتی کی شکل کے پیریسبائٹ کے جوڑے زیادہ تر دیکھنے میں آئینگے۔ مرض کے شروع میں اول چند ہی کارسپکلز میں پیریسبائٹس ملینگے جو قلم کے کنارے یا سرے پر ہوا کرتے ہیں مگر جوں جوں مرض بڑھتا جائیگا ماؤف کارسپکلز کی تعداد بھی بڑھتے بڑھتے ۲۰ سے ۵۰ فیصدی تک پہونچ جاتی ہے جو اسکے بڑھنے کا درجہ انتہائی مقرر کیا گیا ہے لیکن جب یہہ مرض بہت کہنہ ہو جاتا ہے تو پیریسبائٹس کی فیصدی تعداد میں کمی بیشی بھی ہو سکتی ہے۔

گُردے۔ تلی۔ جگر اور پھیپھڑوں کی کیپلیریز میں بہت زیادہ پیریسبائٹس

ہوتے ہیں اور یاد رہے کہ اس نام کا پیرسیائٹ صرف کتوں میں مرض پیدا کریگا اور ٹھنڈی جگہ میں رکھے ہوئے خون کے اندر یا اندھیرے مقام میں یہہ پیرسیائٹ ۵ ۲ یوم تک زندہ رکھا جا سکتا ہے۔

چھوت لگنے کا طریق۔ اسکی چھوت ایک کتے سے دوسرے کتے میں معمولی سگ چچڑی کے ذریعہ جسے اصطلاح میں رہی پی کیفلس سنگینیوس کہتے ہیں مرض کے پیرسیائٹ لگانیسے پھیلتی ہے۔ مادین چچڑی کتے کے جسم سے اتر کر دیوار و نیرہ چڑھجاتی اور وہاں چھوٹے چھوٹے سوراخوں میں انڈے دیکر فوت ہو جاتی ہیں جسکے تین یا چار ہفتہ بعد جب وہ انڈے سیئے جاتے ہیں تو اُن میں سے بہت سے لاروے نامُردہ دیوار کی تہ میں نیچے اُتر جاتے ہیں اور موقعہ پاکر کتوں کے جسم سے چمٹ جاتے ہیں تب اگر بھوکے ہونگے تو خون چوسکر ۲ یا ۴ روز میں گرجائینگے اور قریباً ۹ یا ۱۰ یوم میں جلد میں شقاق پڑ جائینگے۔ اور نیمف چچڑی نمودار ہو جاتی ہے یہہ چچڑی پھر سے خون چوسنے کے لئے کتوں پر چمٹ چمٹ کر گر تی رہیگی اور قریباً پندرہ یوم میں جلد پھٹ جائیگی اور بالغ چچڑی نکل آئیگی۔ جو چند روز بعد گھاس پھوس وغیرہ میں منتظر رہکر موقع پاتے ہی کسی کتے کے جسم پر جا لگتی ہے اور عموماً کانوں یا پنجوں پر یا گردن کے پیچھے جلد پر لٹکی رہتی ہے اِس طرح بالغ یا نمف چچڑئین جو ایسی مادینوں سے پیدا ہوئین جنھوں نے کسی چھوت والے جانور کا خون چوسا تھا اس مرض کی حامل ہوتی ہیں علاوہ برین پارہ و پلازم کے مشمولہ خون کی سبکیوٹے نیس یا انٹراوینس پچکاری کرنے کے ذریعہ بھی یہہ مرض ایک کتے سے دوسرے کتے میں پہونچایا جا سکتا ہے اور ایسے حالات میں مرض بہت شدید ہوگا اور سبکیوٹے نیس پچکاری لگانے کے ۳ سے ۶ روز بعد علامات مرض اوّل نمودار ہونگی یعنی مریض سست ہوگا۔ خوراک نہ کھائیگا۔ اور پیاسا ہوگا اگر انٹراوینس پچکاری کیگئی

تو ببوکس جھلّی پر چوتھے روز زرد دھبّے اور پانچویں روز مریض ہموگلوبی نیمیا کی عُلامات ظاہر کریگا۔ اور پیشاب گہرا سُرخ ہوگا۔ اور تب جھلّیان اور مریض کی جِلد بھی زرد ہو جاتی ہے اور مریض بہت ہی نازک حال میں ہوتا ہے کہ اوسکے تمام جسم سے بدبو آیا کرتی ہے اور مسوڑھے خون چکان ہوتے ہیں غرض ۸ یا ۹ روز میں یا جلد ز موت وقوع میں آتی ہے۔ سبکیوٹے نیس پچکاری کے بعد بھی یہہ ہی عُلامات وقوع میں آسکتی ہیں مگر زیادہ آہستگی سے اور ۱۲ یا ۱۳ یوم میں موت ہو جاتی ہے۔

عُلامات۔ سات سے دس یوم تک کے زمانہ انکیوبیشن کے بعد ٹمپریچر بڑھ جائیگا۔ جو پہلی ظاہری علامت کے نمودار ہونے سے دو تین روز بعد بڑھ جاتا ہے اور ممکن ہے کہ ۱۰۴ درجہ تک بڑھ جائے گو عموماً۔ دو تین روز تک تو ۱۰۴ اور ۱۰۵ کے درمیان ہی رہتا ہے۔ مگر پھر دفعتاً گھٹ کر نارمل یا اوس سے بھی کم ہو جاتا ہے۔ بعدہٗ سگ مریض بہت سست ہو کر کمزور ہوتا جائیگا پھر لیٹ جاتا ہے اور گھنٹوں اِسی حالت میں پڑا رہتا ہے بہت جلد اشتہاو ضایع ہو جائیگی یہانتک کہ اگر جبراً کتّے کو کھلایا جائیگا۔ تو قے کر دیتا ہے۔ تشنگی اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ ٹھنڈے پانی کی بہت زیادہ مقدار پیا کرتا ہے ظاہری ببوکس جھلیونکا رنگ اوّل اوّل ہلکا سُرخ پھر سیاہو تک یعنی ارغوانی کی طرح اور اسکے بعد یرقانی ہو جاتا ہے جو قریباً پچاس فیصدی مریضوں میں دیکھا جائیگا۔ باقی مریضوں میں ہلکا سبزہ نیلگوں دھبّہ سے ہوا کرتا ہے نبض لگاتار اور اوسکی ضربات کوتاہ ہوتی ہیں تنفس تیز اور محنت سے انجام پایا کرتا ہے بعض مریضوں کو جلد قے ہونے لگتی ہے مگر بعضوں کو قے اُسوقت ہوا کرتی ہے جبکہ کتّے کو جبراً غذا دیجاوے مریض کے تنفس سے بہت سخت بو آئیگی زبان غریڈ اور اوسکے مسوڑھے متورم ہونگے اور آسانی خون چکان ہو جاتے ہیں خون ہلکا پانی کی مانند اور اوسمیں سرخ کارپسکلز بہت کم ہو جاتے ہیں۔

بعض مریضوں کا کُل بدن چہرہ زرد وہبۃ دار ہو جاتا ہے۔ قارورہ میں شروع ہی سے البیومن ہوتی ہے بلکہ بعضوں میں تو ہموگلوبن بھی ہوتا ہے اور اسلیئے قارورہ گہرے سُرخ رنگ کا ہو جاتا ہے۔ گو کُل مریضوں میں تو ہموگلوبی نوریا نہیں پایا جاتا۔ مگر قریباً ۹ و نہائی مریضون میں ہوتا ہے جو اُس وقت شروع ہوا کرتا ہے جبکہ مرض کا پیرپیسائٹ خون پر حملہ کر چکتا ہے اور موت کے وقت تک برابر قایم رہتا ہے اور موت عموماً واقع ہوتی ہے اس میں کُتا بہت سُست اور پاگل سا ہو کر مشکل سے چلا کرتا ہے بلکہ بالآخر فالج زدہ ہو جاتا ہے۔ جبکہ جانور لیٹ جائیگا اور رفتہ رفتہ اُٹھنےکے ناقابل ہوگا تو کوما ہو کر ۲ سے ۳ یوم کے اندر فوت ہو جاتا ہے۔

مرض کی سب اکیوٹ یا کرانک قسم۔ اس قسم میں بخار اتنا لگاتار نہیں رہتا اور ہلکا بھی ہو جاتا ہے۔ یعنی مریض کا ٹمپریچر قریباً ۱۰۴° اور ۱۰۵ فہرن ہائٹ تک پہنچ جاتا ہے اور دو یا تین روز تک اتنا ہی رہنیکے بعد نارمل ہو جاتا ہے۔ کُتا سُست اور بآسانی تھک جاتا۔ اور جلد لاغر وانیمک ہو جاتا ہے میوکس جھلیّن ہلکی اور بعض وقت زرد ہوتی ہیں اور اشتہا یا تو مفقود یا خراب ہوتی ہے۔ جلد مریض خشک اور رُوان جسم کا اُٹھا ہوا اور بے رونق ہوتا ہے قارورہ بھی کم و بیش گہرے رنگ کا اور اُس میں البیومن ہوتی ہے نیز ائیسڈ بھی ہوتا ہے خون کے سُرخ دانے بہت گھٹ کر صرف ۲۰ لاکھ رہجائینگے ایسی علامات تین سے چھ ہفتہ تک رہتی ہیں جسکے بعد مریض خوش و خرم ہونے لگتا ہے اشتہا بھی لوٹ آتی ہے میوکس جھلیّوں کا رنگ بھی اصلی حالت پر آنے لگیگا اور مریض میں طاقت آتی جائیگی چھ ہفتہ سے ۲ یا ۳ ماہ میں مریض بالکل صحتیاب ہو جاتا ہے

تشریح بعد وفات۔ کُہنہ حالات میں بہت ہی تغیرات ہو جاتے ہیں۔ جسم اکثر دبلا پتلا اپنے اصلی قد سے تین چار گُنا بڑھی ہوئی اور گُردہ کا طحال سیاہ اور ملائم پڑ جاتا ہے جو ہوا لگنے سے سُرخ ہو جائیگا۔ یہہ علامات شدید حالات میں

تو نہیں پائی جاتیں مگر کہنہ امراض میں کارسپکارز کے اندر کثیر تعداد پیرپیسابائیٹس کی ملینگی۔ جگر خون سے پُر ہوگا۔ اور کارسپکاز پیرپیسابائیٹ سے مالا مال ہونگے۔ صفراوان گاڑھے سبز صفراسے بھرا ہوا۔ گردوں میں اجتماع خون ہوگا۔ جنکا کیپ سیول آسانی علیحدہ ہوجاتا ہے۔ اور اُس پر مختلف قد کے پی ٹیکیل دھبے ملتے ہیں ٹشو بہت سے پیرپیسابائیٹس آمیز خون سے پُر ہوتا ہے پھیپھڑوں میں بھی اجراء خون اکثر دیکھنے میں آئیگا۔ بلکہ ممکن ہے کہ پھیپھڑوں میں اپڈیما ہوگیا ہو۔

علاج صرف ایک ہی علاج کارآمد ہوتا ہے اور وہ یہہ ہے کہ "ٹرائی پین بلا" کے سلوشن کی پچکاری لگانا چاہیئے۔ دوائی مذکور کو ۲ فیصدی کے سیچوریٹیڈ سلوشن میں یا ایک فیصدی کے سلوشن میں استعمال کریں۔ ایک فیصدی والی چھوٹے قد کے بالغ کتّوں اور پلّوں میں کارآمد ہوتی ہے۔ سلوشن مذکور کے بنانے میں تازہ جوش دیا ہوا پانی بمقدار معینہ ایک معیّن مقدار دوائی مذکور میں ملاکر طیار کیا جاتا ہے۔

یہہ سلوشن سبکیوٹے نیس یا انٹراونیس طریق سے استعمال کیا جائیگا چونکہ یہہ خراش کرنیوالی دوائی ہے لہذا سبکیوٹے نیس طریق سے استعمال کرنے میں پچکاری لگانے کے مقام پر ورم یا بلکہ دُنبل بھی بنجا سکتا ہے۔ کتّے کے وزن کے مطابق فی ۱۵ پونڈ کے لئے پانچ سی سی کی معتاد مقرر کیگئی ہے۔ ۳ پونڈ کے بچے کے لئے ایک فیصدی کا سلوشن بقدر ۳ سی سی چاہیئے۔ افریقہ میں صرف ۲ فیصدی کا سلوشن استعمال کیا جاتا ہے۔ یہہ سلوشن طیار کرکے ٹیوبس یعنی نلیوں میں بھر دیا جاتا ہے پھر ہر یکصد سی سی کی نلی کو متواتر تین روز تک سٹیر یلائیز کرکے سربمہر کردیا جاتا ہے اسکی معتاد بیس پونڈ کے کتّے کے لئے پانچ سی سی ہے۔ اِس سے بہت ہی عمدہ نتائج حاصل کئے جاتے ہیں۔

اِس دوائی کی پچکاری سے سطحی خونین جو پیرپیسابائیٹ ہوتے ہیں ۲۰ منٹ سے لیکر ۹۶ گھنٹے تک فوت ہوجائینگے اور دوسرے سے ۱۲ یوم تک پچکاری کرنا چاہیئے تھوڑے پیرپیسابائیٹ عموماً تب بھی نمودار ہوجاتے ہیں مگر علامات مرض پیدا نہیں کرتے اور رفتہ رفتہ مریض تندرست سمجھا جاتا ہے جبکہ نامبردہ پیرپیسابائیٹ بالکل غائب

ہو جائینگے اور ٹمپریچر بھی نارمل ہو جائیگا جو پیراسائیٹس مذکور کے نمودار ہونے ہی پھر خفیف بڑھ جائیگا اِس دوائی کی پچکاری سے جلد ہی ٹشوز کم و بیش نیلگوں ہو جائینگے جو سفید رنگ کے کتّوں میں زیادہ دیکھنے میں آسکتے ہیں خصوصاً منہہ و پلکوں میں اور رانوں کے درمیان جہاں کی جلد پتلی ہوتی ہے کچھ دنوں تک جانور کا رنگ ایسا ہی رہیگا بعد رفتہ رفتہ بحالت اصلی آتا جائیگا۔ سب سے پہلے منہہ درست ہوگا اور بعد ازاں جلد کا رنگ بھی ٹھیک ہو جائیگا۔ قارورہ بھی نیلگوں ہو جائیگا۔ جیسا کہ بتلا چکے ہیں نام بردہ دوائی کا اثر مرض کو پیدا کرنے والے پیراسائیٹ پر بہت تیز ہوتا ہے۔ جس سے وہ بہت جلد خون میں سے معدوم ہو جاتے ہیں جبکہ ٹمپریچر بھی عموماً کم ہو جاتا ہے۔ جانور ممکن ہے کہ سست اور بے رونق سا ہے اور پچکاری لگانے سے ۲۴ گھنٹہ یا کچھ زیادہ عرصہ بعد تک خون میں سے پیراسائیٹ ہلاک ہو جانے کے باوجود بھی مریض سا ہی نظر آوے۔ مگر پھر جلد ہی اوسکی حالت متغیر ہو جائیگی۔ اشتہا بڑھتی جائیگی اور جلد صحتیاب ہو جائیگا۔ یہہ سچ ہے۔ کہ ٹمپریچر کبھی کبھی بڑھتا رہتا ہے۔ مگر صحتیابی میں مخل نہیں ہوتا۔

پہلی مرتبہ پچکاری لگانے سے پیدا شدہ نیلگوں رنگت کے رفع ہو جانے پر اگر ضرورت ہو تو دوسری مقدار بھی استعمال کیجا سکتی ہے۔ سب سے اوّل کُتّے پر سے چیچڑیاں اُتار کر اُسے صاف کریں اور حسب ضرورت اوسکی تیمارداری کرتے رہیں۔

وہائٹ سکاور ایک بچھڑے کی مرض ہوتی ہے

یہہ چھوٹی عمر کے بچھڑوں میں بہت مہلک قسم کا اسہال ہوتا ہے جس کے ساتھ بران کو نمونیا کی پیچیدگی بھی اکثر دیکھی جاتی ہے یہہ ایک وبائی بیماری ہے جو چھوٹے بچھڑوں میں بہت نقصان کا باعث ہوتی ہے چنانچہ بہت سے جانور تو پیدائش کے ایک ہفتہ بعد اسکے حملہ سے سفید رنگ کا جھاگ دار اور نہ رکنے والا اسہال ہوکر گھلکر فوت ہوجاتے ہیں اور بعض جانوروں میں سینے کی مرض کی خفیف علامات نمودار ہوکر آٹھ سے دس ہفتہ بعد موت وقوع میں آتی ہے جبکہ اُنکے پھیپھڑے کے حصوں میں سپوریشن پایا جائیگا یا کہین کہین پنیر کی مانند انجاد ہوگا۔

سبب ۔ اس مرض کا سبب پیسچوریلا یا بائی پولر سٹیننگ قسم کا کرم ہوتا ہے جو خون اور مردہ جانور کے ٹشوز میں ملتا ہے اور جس کے ساتھ دیگر مائکروبس بھی ہوا کرتے ہیں۔

معلوم رہے کہ اسکی چھوت معمولی نہیں ہوتی یہہ کرم زمین میں بھی ہوتا ہے اور بالغ جانوروں کی ہضمیت کی نالی میں بھی رہتا ہے۔ اس مرض کی چھوت گلے کے ذریعہ بھی لگ جاسکتی ہے اور چھوت دار اصطبل سے بھی گوبر کے ہمراہ کرموں کے منتشر ہوجانے سے اس کی چھوت پھیل جاتی ہے۔

مرض کا زہر کس طرح داخل جسم ہوجاتا ہے۔ یہہ کرم ناف کے زخم سے داخل ہوتے ہیں جہاں کہ دیگر جراثیم بھی انکے شامل حال ہوکر خون کے کلاش میں پھلنا پھولنا شروع کر دیتے ہیں۔ بعض وقت خون حاصل کر کے یہہ کرم بہت ہی جلد پھلتا پھولتا ہے اگر جانور کچھ دنوں زندہ رہے تو اوس کے جسم کی محفوظ طبیعتیں مفلوج ہوجاتی ہیں اور اوس مقام سے کرم مذکور جسم کے دیگر مختلف حصوں میں پھیل جاتا ہے۔ خصوصاً پھیپھڑے اور انتڑیوں میں تاثیر پذیر ہوجاتا ہے۔ جس سے بہت سی مختلف علامات دیکھنے میں آتی ہیں بعض مریضوں میں جبکہ بچھڑا آنتوں کے عارضہ کو برداشت کرجاتا۔ اور اسہال کے حملہ سے

نیچے نکلتا ہے تو پھیپھڑے کا عارضہ رفتہ رفتہ بڑھتا جائیگا اور پھیپھڑے کے مریض ہوجانے سے
موت وقوع میں آئیگی ۔

علامات ۔ معمولی حملۂ مرض تو تین سے آٹھ یوم تک رہتا ہے جو شدید قسم کے سفید
جھاگ دار اور ناقابل برداشت اسہال سے تشخیص کیا جائیگا۔ اس میں بچھڑا جلد جلد کمزور
اور گھلتا جائیگا۔ جبکہ شکم تنا ہوا رہتا ہے پشت محراب دار ہوجاتی ہے۔ اور آنکھیں اندر
کو گھس جاتی ہیں بخار کے ساتھ سستی بھی اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ کمزوری کے سبب وہ
کھڑا رہنے کے ناقابل ہوتا ہے۔ الغرض ٹمپریچر کے گھٹ جانے سے موت نتیجہ ہوتا ہے۔
جب علامات کم مشرح ہوتی ہیں تو بچھڑے بظاہر صحتیاب ہوتے ہوئے دیکھے جاسکتے
ہیں مگر پیچیدگیاں عام ہوتی ہیں۔

پیچیدگیاں ۔ بچھڑا لاغر اور وقتاً فوقتاً کھانستا رہتا ہے تنفس کوتاہ اور لگاتار حرکت
کرتے ہوئے کھانسی اور تنگی تنفس کا باعث ہوتا ہے۔ چند ہفتوں تک یہہ علامات
بڑھتی جائینگی اور مریض سست رہیگا۔ اور اوسکی آنکھوں سے آنسو جاری رہینگے۔ اشتہا
بہت کم ہوتی ہے اور ٹمپریچر قریباً ۱۰۴ درجہ فہرن ہائٹ تک بڑھ جاتا ہے۔ جبکہ منہہ خشک
ہوگا۔ گوبر بہت کم مقدار میں جھاگ دار پانی آمیز اور سفیدی مائل زرد رنگ کا خراب بو دار
ہوتا ہے تنفس درد سے انجام پانے والا اور تیز ہوجاتا ہے۔ جسکے ساتھ کوتاہ اور
پُر درد کھانسی بھی ہوتی ہے اور مریض کے ناک سے میوکس آمیز یا میوکس اور پیپ
سے ملا ہوا اخراج ہوتا ہے آسکلیٹیشن کرنے پر رال کی آواز سنی جائیگی۔ نیز ممکن ہے
کہ شدید قسم کا بہت پُر درد آرتھرائیٹس بھی ظہور میں آوے جس سے مریض بچھڑا
اپنی کسی ٹانگ یا ٹانگوں پر اپنا وزن بھی برداشت نہ کرسکے۔ غرضیکہ بچھڑا بہت ہی
لاغر ہوجائیگا۔ اور آخر کار ۲ یا ۳ ماہ کی عمر میں ہی گھلکر فوت ہوجائیگا ۔

تدابیر حفظ ماتقدم ۔ جن مقامات میں یہہ مرض مقامی (انڈیمک) ہو ذیل کی
تدابیر حفظ ماتقدم عمل میں لائی جاسکتی ہیں چونکہ گائیں سونیوالی ہوں اُنہیں خشک
اور صاف بچھونا مہیا کیا جائے اور جہانتک ممکن ہو انہیں ایسے مقام پر نہ سونے

دیا جائے جہانکہ یہہ مرض سابق میں بھی وقوع میں آچکا ہو۔ بلکہ بہتر ہوگا کہ گابھ کو کسی جگہ لیجا کر بیانے دیں۔ جبکہ گائین ایسی علامات ظاہر کریں کہ بیانیوالی معلوم پڑیں تو اُنکی فرج اور پیریئنیم کو لائزال اور پانی کے ۲ فیصدی کے گرم سلوشن سے ڈس انفکٹ کردینا چاہیئے۔ بلکہ ویجائنا کو بھی اسی سلوشن سے دھوڈالنا چاہیئے۔ اگر ممکن ہوسکے تو بچہ کو کسی صاف کپڑے پر یا صاف گھاس پھونس پر جو پیشاب وغیرہ یا کسی قسم کی رطوبت سے آلودہ نہولے لینا چاہیئے پھر نال کے حصہ کو ابھی قایم رکھیں نیز ناف کو مفصلہ ذیل سلوشن سے دھوکر صاف کریں۔ صاف پانی ۱ ۳/۴ پائنٹ۔ آیوڈین نصف ڈرام۔ آیوڈائڈ آف پوٹاش ایک ڈرام یہہ دوائی ایک کاان برش کے ذریعہ لگائی جاوے اور نال کو پھر مفصلہ ذیل دوائی دوسرے برش کے ذریعہ لگا ڈس انفکٹ کریں میتھی لیٹڈ شراب ۱ ۳/۴ پائنٹ۔ آیوڈین نصف ڈرام اپریشن کے اختتام پر جبکہ نال اور ناف پر لگائی ہوئی شراب اُڑ جائے تو کلوڈین ود آیوڈین کا ایک فیصدی کا گہرا لیپ کردینا چاہیئے۔

علاج۔ کوئی علاج کارآمد نہیں ہوگا۔

کاؤپوکس یعنی چیچک مویشی

اِس مرض کا نام اصطلاح میں چیچک یا ویری اولا ویکسینا ہے جو عموماً صرف کسی مفرد جانور میں ناگہانی طور پر واقع ہوتا ہے یا اِسکی وبا گلّوں میں پھیل جاتی ہے یہہ ایک ہلکی مرض ہے جس میں گاؤ کا حیوانہ ماؤف ہوجاتا ہے اور حیوانہ پر تدریج معمولی ویریولس اریپشن یعنی چیچک کے واپھڑ۔ چھالے۔ آبلے کھرنڈ یا پتیاں پائی جانے سے شناخت کیا جاتا ہے۔

مفرد مریض بھی عام طور پر دیکھے گئے ہیں یا زیادہ سے زیادہ کسی گاؤخانہ میں چند مریض پائے جاسکتے ہیں مگر تدابیر حفظ ماتقدم میں غفلت کرنے سے مرض

مذکور بہت زیادہ پھیل جا سکتا ہے بہت سے مریضون میں اسکی چھوت ٹیکہ
لگنے سے بھی لگ جاتی ہے مگر ایک گاؤ سے دوسری گاؤ کو اسکی چھوت عموماً گوالون
یا دودھ دوہنے والوں کے ہاتھوں کے ذریعہ ہی پہونچ جاتی ہے۔ نیز گوالوں یا
اونکے بچوں کو جب چیچک کا ٹیکہ لگایا جاتا ہے۔ تو اوس کے بعد بھی دودھ دوہنے والونکے ذریعہ
مویشیوں میں مرض پہونچ جایا کرتا ہے یہہ چھوت اکثر دودھ نکالنے کے وقت ہی
لگتی ہے جبکہ گوالے کے ہاتھ میں سے مرض کا زہر بآسانی چیوٹنے کی جلد میں سرایت
کر جاتا ہے۔ علاوہ برین خوراک چارہ و گھاس اور بچالی وغیرہ بھی جب زہر سے آلودہ
ہو جاتے ہیں تو چھوت پھیلانے کا ذریعہ بنجاتے ہیں خصوصاً ملک ہندوستان میں
تو عام طور پر ایسا ہوتا ہے۔

اسباب۔ کرم جو چیچک مویشی کا باعث ہوتا ہے۔ ابتک دریافت تو نہیں کیا گیا اور
بظاہر خوردبین سے بھی دکھائی نہیں دیگا۔ زہر آبلوں تک ہی محدود ہوتا ہے۔ جو گاء
کے تھنوں پر ہوا کرتے ہیں جب کسی چیچک مویشی کے آبلے کا لمف جلد میں داخل ہو جاتا
ہے تو وہاں بھی تشخیصی چیچک کا آبلہ نمودار ہو جائیگا۔ جو مقام ٹیکہ پر یا اوسکے نزدیک
پیدا ہو جاتا ہے اور جس کے ساتھ خفیف جسمانی ابتری یا ری ایکشن بھی ہوا کرتا
ہے چھوٹی عمر کے جانور خصوصیت سے مادۂ قبولیت مرض رکھتے ہیں اس پر اگر
جلد میں سابق سے ذراسی خراش بھی ہوگی تو استعداد بہت بڑھجائیگی انسان
بھینس۔ اونٹ۔ اور گھوڑے بھی مرض مذکور کی استعداد رکھتے ہیں مگر ان میں صرف
مقامی آبلہ ہوا کرتا ہے۔

مادۂ قبولیت مرض۔ انسان۔ گھوڑے اور بیل بھی اس مرض کو فوراً قبول
کر لیتے ہیں اور بہت سے پلاؤ جانوروں میں انٹراڈرمک ٹیکہ لگا کر مرض پیدا کر دینے
میں کامیابی ہوئی ہے چنانچہ گدہے۔ بکریوں۔ کتوں۔ بھیڑوں۔ اونٹوں کتوں
اور خرگوشوں کی جلد میں جب کبھی چیر دینے یا پاچھنے کے ذریعہ ٹیکا لگایا گیا۔ فوراً
ہی چیرے کی جگہ یا پاچھنے کے مقام کے آس پاس آبلہ نمودار ہوئے اور جانور مریض

مریض ہوگئے۔ اگر جلد پر سابق سے شق وغیرہ پڑے ہوں یا میوکس جھلی مجروح ہوگی
تو دخول زہر میں بہت سہولیت ہو جاتی ہے۔

اگر چیچک مویشی کا زہر کسی گھوڑے کے سبکیوٹے نیس ٹشوز میں بذریعہ پچکاری
داخل کیا جائے۔ تو کُل بدن پر پھنسیاں پیدا ہو جائینگی۔ جو بالکل ہارس پوکس کی
پھنسیوں کے مطابق ہونگی۔ مگر مویشیوں کے سب کیوٹے نیس ٹشوز میں ایسا کرنے
سے یہ نتیجہ نہیں ہوتا۔ بلکہ ٹیکہ لگانے کے مقام پر کم وبیش اچھا منتشرح ورم نمودار ہوجاتا
ہے جسکے بعد محفوظیت عمل میں آتی ہے۔ انسانوں میں مقامی آبلہ نمودار ہو جانے کے
بعد چیچک سے محفوظیت ہو جاتی ہے۔

اگر اس کا زہر کسی گھوڑے میں اعضائے ہضمیت یا اعضائے تنفس کے ذریعہ
داخل ہو تو تمام جسم پر آبلے نمودار ہو جاسکتے ہیں۔

پیتھالوجی یا ماہیت زہر۔ اگر زہر مذکور پا چھنے کے ذریعہ جلد کے اُتھلے طبقات
میں پہونچایا جائے تو ٹیکہ کے مقام پر آبلے نمودار ہو کر محفوظیت بہت جلد وقوع میں آئیگی
یہاں تک کہ اگر پانچویں یوم کے بعد تازہ ٹیکہ لگایا جائے تو کچھ بھی تاثیر نہ کریگا اسی زہر کا سبکیوٹے
نیس ٹیکہ لگاکر یا کھلانے کے ذریعہ بھی محفوظیت پیدا کیجا سکتی ہے جبکہ چھپی ہوئی جگہ
اس کے زہر کا ٹیکہ لگایا جاتا ہے تو لمفے ٹیکس کے ذریعہ مرض کا زہر خون میں بھی جذب
ہو جائیگا۔ اور اُس مقام پر مقامی کاشت بھی پیدا ہوگی جبکہ ایک آبلہ پیدا ہو جائیگا۔
جو محفوظیت کا باعث ہوتا ہے۔

محفوظیت۔ زہر کا ٹیکہ لگا کر ہی عموماً محفوظیت حاصل کیجاتی ہے۔ ٹیکہ لگانے سے
آبلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر انسان کی جلد میں ٹیکہ لگایا جائے تو عموماً چیچک سے محفوظیت
ہو جاتی ہے یہ محفوظیت تقریباً ۸ یوم میں تاثیر پذیر ہو کر مختلف اقسام جانوران میں مختلف
اوقات تک قائم رہتی ہے مثلاً گھوڑوں میں تو صرف چند ماہ مگر مویشیوں میں بہت عرصہ
رہتی ہے۔ انسانوں میں سالوں کے لئے محفوظیت ہو جاتی ہے۔

ویکسین کی پیداوار۔ چیچک مویشی کا زہر ہی انسانوں میں بھی چیچک کے لئے ٹیکہ محفوظیت

لگانے کے کام میں لایا جاتا ہے جو اس طرح طیار کیا جاتا ہے کہ (۱) بچھڑوں میں کاؤپوکس
کے زہر کی کاشت کیجاتی ہے اور اس ملک میں چھوٹے کٹے عموماً اس کام کیلئے استعمال کئے
جاتے ہیں۔ پھر (۲) جب ویکسین طیار ہو جاتی ہے تو اُسے اکٹھا کرکے رکھ چھوڑتے ہیں۔

کاشت زہر کاؤپوکس - اس کام کے لئے اچھے تندرست اور فربہ بچھڑوں یا کٹوں کو
لینا چاہئے اور عموماً ۳ ماہ سے ۹ ماہ تک کی عمر کے کٹے ہی موزوں خیال کئے گئے ہیں جو چند
ہفتوں پیشتر ضرور ہی دودھ پینا چھوڑ چکے ہوں۔

اس امر کی ضرور احتیاط رکھی جائے کہ ایسے جانور کسی متعدی یا وبائی مرض
مثلاً ٹیوبرکلوسس وغیرہ سے بکل مُبرا و پاک ہوں انکا ٹمپریچر بھی دیکھ لینا چاہئے جو نارمل
ہو بلکہ ٹیوبرکیولین کی پچکاری بھی کر لیجاوے۔ ایسے کٹے یا بچھڑے خوب صاف اصطبلوں
میں رکھے جاویں تاکہ اصطبلونکو چھوت وغیرہ سے بآسانی پاک صاف کر لیا کریں۔ اور
تمام آخور وغیرہ سے صاف رکھیں نیز چارہ گھاس وغیرہ بھی انہیں تازہ اور صاف ملنا چاہئے
نیز ان کٹونکے ایسے مقام پر ٹیکہ کیا جاوے کہ جانور کے لیٹنے سے وہ جگہ بآسانی آلودہ نہو چنانچہ
سینہ کی کسی ایک دیوار سے بہت سے حصہ کے بال مونڈ کر ٹیکہ کرنا بہتر ہوگا۔ ویکسین
کرنے کی درسگاہوں میں اس مطلب کے لئے خاص قسم کی میزیں مہیا کیجاتی ہیں۔

ٹیکہ لگانے سے چند گھنٹوں پیشتر حصہ کے بال مونڈ دئے جاتے ہیں پھر ایک خاص
نشتر سے قریباً نصف انچہ طولاً اور ایک انچہ یا کچھ زیادہ فاصلہ پر عمودی پاچھنے ہیں
جتنا حصہ ٹیکہ لگانے کے لئے طیار کیا ہے کل کے اُوپر باقاعدہ لکیریں بنادی جاتی ہیں
جبکہ جلد کے صرف اُتھلے طبق ہی کاٹے جائینگے تاکہ شگاف میں سے خون بہ نہ نکلے
تب ایک نشتر کے ذریعہ ان پچھنوں میں وائرس مذکور داخل کیا جاتا ہے ایک ہی
جانور میں اس طرح کے ۲۰۰ پچھنے لگا سکتے ہیں۔ تب اس حصہ پر صاف کپڑا ڈھک
دیں اور ایک گہوارہ لگادیں تاکہ جانور چاٹنے سے باز رہے۔

دوران مرض - یہ ہلکا مرض ہے اور اگر دودھ دوہنے کیوقت آبلہ ٹوٹ نہ جائیں۔ تو
پندرہ روز میں صحت یابی ہو جاتی ہے مگر جب آبلہ ٹوٹ جاتے ہیں اور دوہنے کیوقت

مستواتر خراش ہوتی رہتی ہے تو زخموں کی درستی میں ۳۰ سے ۴۰ یوم تک لگجاتے ہیں۔
زہر کی طاقت حیات۔ چیچک مویشی کے زہر میں بہت عرصہ تک زہریلی تاثیر رہ سکتی
ہے۔ اور چند ہفتوں تک وہ خشک بھی نہیں ہوتا۔ چنانچہ اگر اس زہر کو گلسرین میں ملاکر
کسی اندھیری جگہ میں رکھدیں تو آٹھ سے دس ماہ تک اوسکی تاثیر برابر قائم رہیگی۔
زمانہ انکیوبے شن۔ جن مریضوں کو اس مرض کی قدرتی چھوت لگتی ہے اُن میں تو
انکیوبے شن کا وقت ۴ سے ۷ یوم تک اور جن جانوروں کو ٹیکہ لگا کر مریض کیا جاتا ہے اُن
میں دو یوم ہوتا ہے۔

علامات۔ کاؤپوکس عموماً نرم قسم کی مرض ہے جو علی العموم خفیف بخار سے شروع ہوتی
ہے پھر اشتہا کم ہوتی جائیگی۔ اور جگالی کرنے میں بیقاعدگی دیکھی جائیگی۔ مگر بہت سے
مریضوں میں یہہ علامات ایسی خفیف ہوتی ہیں۔ کہ معلوم ہی نہیں کیجائینگی۔ اور سب سے
پہلی علامت یہ نظر آئیگی۔ کہ جانور کے تھنوں میں دکھن ہے۔ جو دوہنے کیوقت جانور ظاہر
کریگا۔ مریض کا دودھ بھی پتلا ہوگا۔ اور جلدی سے اوس کا چکنا سا جم جائیگا۔ اور ممکن
ہے۔ کہ تھن متورم معمول سے زیادہ گرم بھی ہوں۔ پھر دو یا تین روز میں تھنوں پر اور
حیوانے پر مٹر کے دانہ کے برابر یا اوس سے کچھ کم چھوٹے چھوٹے سخت واپچھڑ نمودار
ہوجائینگے۔ جو بالخصوص تھنوں کی جڑ کے قریب ہوا کرتے ہیں پھر یہ واپچھڑ بڑے ہوتے
جائینگے اور نمودار ہونے سے ۳ یا ۴ روز بعد اُنگلی کے ناخون کی برابر ہوجاتے ہیں۔
تھنوں پر کے واپچھڑ تو بیضوی اور حیوانے پر گول گول ہوتے ہیں۔ پھر قریباً ۲ روز کے
بعد یہ واپچھڑ مرکز میں سے بڑھنا شروع کرکے آبلے بنجاتے ہیں جو صاف شفاف چمکدار
لمف سے پر ہوجاتے ہیں۔ شروع شروع میں یہ آبلے سرخی مائل اور پھر جلد ہی نیلگوں
یا موتی کی مانند ہوجاتے ہیں اور ان میں جو لمف ہے وہ بھی جلد ہی گدلا ہوجائیگا
اگر یہ آبلے توڑے نہ جائیں تو مرکز میں سے دبے ہوئے اور اُنکے کنارے معمول سے
زیادہ سخت ہوجائینگے اور اُنکے گرد ایک سرخی مائل حلقہ سا نظر آئیگا۔ جو اسوقت بہت
ہی کلاں ہوتا ہے جبکہ آبلوں میں پیپ بنجاتی ہے۔ جو دسویں یا گیارھویں روز

بنجاتی ہے۔ پھر یہ آبلے رفتہ رفتہ خشک ہونا شروع کرتے ہیں۔ اور اُنکے اُوپر گہری بھوری یا سیاہ رنگ کے کھرنڈ بنجاتے ہیں۔ جو اگر کسی حادثہ سے اُتر نہ جائیں تو رفتہ رفتہ موٹے اور نسبتاً سیاہ پڑجائینگے حتیٰ کہ قریباً چودھویں روز سے اکیسویں روز کے مابین خود اُتر پڑینگے۔ جنکے بعد سطح ماؤفہ پر کچھ گڑھا سا رہجائیگا۔ جو چکنا بیضوی یا گول اور ہلکے گلابی رنگ کا داغ سا ہوگا۔

اگر یہ آبلے پیدا ہوتے ہی جلد توڑ دیئے جائیں تو تکلیف دہ گھاؤ بنجائینگے اور ان سے جو اخراج نکلیگا۔ اُس کے لگنے سے دوہنے والے کو بھی مرض کی چھوت لگجائیگی اگر پیشتر سے اُسے چیچک کا ٹیکہ محفوظیت نہ لگا ہوگا۔ ان چیچک کے دانوں کی تعداد عموماً کم ہوتی ہے اور بہت ہی مستثنیٰ حالات میں بیس دانے نمودار ہوا کرتے ہیں نیز تمام دانہ ہمیشہ ایکدم نمودار نہیں ہوا کرتے۔ بلکہ چند روز کے تفاوت سے نکلا کرتے ہیں اور اسطرح پہلے آبلہ اور سب سے پچھلے آبلے کے درمیان ۱۴ روز کا تفاوت ہوسکتا ہے جیسا کہ اوپر بتلا چکے ہیں دوہنے کیوقت ان آبلوں کے کچے ہی ٹوٹ جانیکا زیادہ اِمکان ہوتا ہے۔ پس ایسی صورت میں سطح ماؤفہ برہنہ گھاؤ دار اور خون آلود رہجاتی ہے اور دوہنے کیوقت متواتر تھنوں کی رگڑ لگنے کے باعث اوسکا اندمال بہت مشکل ہوجاتا ہے جسمیں اکثر ایک ماہ یا زیادہ بھی لگجاتا ہے اور ایسے مریضوں میں حیوان کی سوزش بھی وقوع میں آسکتی ہے۔ بہت شاذ و نادر حالات میں بچھڑوں کے مُنہ۔ لبوں اور ناک پر بھی آبلے دیکھے جاتے ہیں۔ جو بالکل حیوانے کے آبلوں کی شکل کے ہوا کرتے ہیں اِسی طرح شاذ و نادر حالات میں یہہ جسم کے دیگر حصوں۔ مثلاً سر پر رانوں کی اندرونی سطح پر پُشت گلے اور سینہ وغیرہ پر بھی نکل آتے ہیں۔ نیز شاذ و نادر حالات میں ہی ایسے آبلہ نرینہ جانور کی سکروٹم پر بھی پیدا ہوجاتے ہیں۔

علاج ۔ یہ مرض اِنسان کو بھی چھوت لگا دیتا ہے۔ اور چھوٹی گاؤں کو بھی۔ یہ عموماً نرم قسم کی بیماری ہے جسکے لئے اگر کبھی درکار ہوگا تو بہت ہی کم علاج کی ضرورت ہوا کرتی ہے مثلاً گوبھی ہلکا سا مسہل دیکر ہلکی غذا دیجاوے اور مریض کے گرد و نواح صاف و ستھرے

رکھیں۔ جہانتک ممکن ہو آبلونکو ٹوٹنے سے بچاوین مگر چونکہ آبلے تھنون پر ہوجاتے ہیں تو تاوقتیکہ دودھ نکالنے کا آلہ استعمال کیجاوے۔ انکا محفوظ رکھنا بہت ہی کم ممکن ہوتا ہے۔ لہذا اگر اس آلہ کا استعمال ممکن ہو تو ضرور کرنا چاہیئے۔ جب آبلے ٹوٹ جاوین تو جیوانے کو گرم کھاری سلوشن اور صابون سے دھو ڈالنا چاہیئے۔ پھر اُسے معہ تھنوں کے خشک کرکے بورک ایسڈ سفوف یا بورک ایسڈ مرہم۔ یا ہیزلین کا مرہم مقام ماؤف پر لگاتے رہیں۔

مریض گائیں اور اُنکے دوہنے والے تندرست بچھڑیوں اور گایوں سے بالکل علیحدہ رکھی جائیں۔ اور جو گوالے مریض گایوں کا دودھ دوہتے ہوں۔ اُنہیں ہرگز بھی تندرست گایوں کو نہیں دوہنا چاہیئے۔ بموقعہ وبا تمام گوالے لوگونکے ہاتھ بہت ہی صاف و پاک رکھے جاوین اور صابون و پانی سے خوب اچھی طرح دھلا کر بعد ناخونکو برش سے صاف کرکے پانچ فیصدی کے کاربولک سلوشن سے ڈس انفکٹ کردیا کرین۔ غرضیکہ اُنکے ہاتھوں کو پاک صاف کرنے میں خاص احتیاط عمل میں لانی چاہئین۔ اور اگر کوئی آبلہ چیچک ٹوٹ کر گھاؤ سا بنگیا ہو تو اُسے بہت جلد معلوم کرنیکے لئے امتحان کرتے رہنا چاہیئے۔ نیز تمام چھاڑن وغیرہ بھی جو مریض جانوروں کے استعمال میں آتے رہے ہوں جوش دیکر ڈس انفکٹ کئے جاوین۔ ایسی گایوں کا دودھ بھی انسانوں کے لئے اچھا نہیں ہوتا۔ لہذا انہیں پینا چاہیئے۔ لیکن اگر پینا ہی پڑے تو اِس احتیاط سے نکالا جاوے۔ کہ ٹوٹے ہوئے آبلوں کا اخراج اُسے آلودہ نکرے اور جوش دیکر پینا چاہیئے۔ نیز دودھ کے متعلق تمام برتنونکو اُبلتے ہوئے پانی سے دھوکر خوب صاف کرین۔

تندرست گایوں کے حیوانوں کو بھی دھولینا اچھا ہوگا۔ بلکہ انہیں بورک لوشن سے ڈس انفکٹ بھی کرلینا چاہیئے۔

انسان کو ٹیکہ کرنا۔ آدمی کو چیچک مویشی کے خالص لمف کا ٹیکہ کرنے سے چیچک نہیں نکلتی۔ اس وجہ سے بہت سے ممالک میں چیچک کی محفوظیت کے لئے ٹیکہ لگانا عام طور پر مروج ہوگیا ہے۔ جس سے بنی نوع انسان کو بہت ہی نفع پہونچا ہے

اسلئے تمہارے واسطے یہ معلوم کرنا نہایت ضروری ہے کہ ویکسین کس طرح طیار کیجاتی ہے
یعنی یہ ویکسین مذکور تھوڑی عمر کے تندرست اور فربہ بچھڑوں یا کٹوں میں چیچک مویشی کے
زہر کو تیار کر کے ہی پیدا کیا جاتا ہے جسے بعد میں استعمال کرنیکے لئے اکٹھا کر کے محفوظ
رکھتے ہیں مگر لمف حاصل کرنیکے لئے بچھڑوں کے انتخاب میں بہت ہی محتاط رہنا چاہئے
اور دیکھنا چاہئے کہ جو بچھڑے اِس کام کے لئے چنے جاویں۔ اُنہیں کوئی لگجانے والی متعدی
بیماری تو نہیں ہے اور اچھے فربہ و تندرست بھی ہونے چاہئیں۔ ایسے بچھڑے بالخصوص
اینٹی نوائی کوسس سے ٹے نس یعنی مرض چاندنی ٹیوبرکلوسس یعنی سِل اور مرض مُنہ
کُھر وغیرہ سے بالکل مُبرا اور پاک ہونے چاہئیں۔ اس ملک میں ویکسین پیدا کرنے کے
لئے عموماً کٹے ہی استعمال کئے جاتے ہیں لیکن جب ضرورت بچھڑے بھی کام میں لائے
جاسکتے ہیں کٹے اور بچھڑے نر ہوں یا مادین چنداں مضائقہ نہیں۔ مگر مادین کو ترجیح
دینی چاہئے۔ اور ۳ سے ۶ ماہ تک کی عمر کے کٹے یا کٹیاں اسلئے اِس کام کے زیادہ موزوں
ہوتی ہیں۔ کہ اول تو انہیں ہاتھ لگانا۔ اور قابو کرنا آسان ہوتا ہے۔ دوم اِس حصہ عمر میں یہ
بھی امکان نہیں ہوتا۔ کہ وہ مرض چیچک مویشی کے قدرتی حملہ کا شکار ہو چکی ہونگی۔ یا
اِمتحان تشریح بعد وفات سے مریض ثابت ہونگی۔

جس بچھڑے کو ٹیکہ کرنا منظور ہوتا ہے عام طور پر ایک خاص میز پر محفوظ رکھتے ہیں
پھر جلد کے جس حصہ پر ٹیکہ کرنا مطلوب ہوتا ہے۔ وہاں کے بال احتیاط سے مونڈ کر حصہ
کو صاف پاک کر کے خشک کر دیا جاتا ہے۔ اس حصہ کے انتخاب میں مختلف ڈاکٹروں کی
مختلف رائیں ہیں بعض تو رانوں کے اندر کیجانب۔ سکروٹم۔ حیوانہ اور اُسکے گرد کے
حصوں کو منتخب کرتے ہیں۔ اور بعض ان مقامات کو ناپسند کرتے ہوئے رائے زن ہیں۔
کہ یہ مقامات اسلئے اچھے نہیں۔ کہ یہ بہت جلد آلودہ اور ناپاک ہو جاتے ہیں۔ لہذا وہ
چھاتی کی جانبین پر ٹیکہ لگانا پسند کرتے ہیں اِسی طرح ٹیکہ لگانے کے طریق میں بھی اختلاف
ہے یعنی بعض تو چھوٹے چھوٹے مقامات کو لکیروں میں یا چھننا پسند کرتے ہیں۔ اور
بعض قریباً ½ انچ کے فاصلے سے کل حصہ مطلوبہ پر بہت سے چھوٹے چھوٹے شگاف

ویدہ بنا پسند کرتے ہیں تو بائیں بازو پر چھوٹے چھوٹے چھ صرف اسقدر ٹھہر ٹھہر کر شگاف لگائے
جاتے ہیں کہ خون نکلے مگر بہنے نہ پائے اور اس کام کے لئے ایک خاص قسم کا نشتر کام
میں لایا جاتا ہے۔ پھر ان چھ ٹکڑوں میں ایسی ویکسین کا ٹیکہ لگا دیا جاتا ہے۔ جو کم از کم دو ماہ
پیشتر سے طیار کرکے ذخیرہ میں محفوظ رکھی ہوئی ہو۔ اسکے بعد نامبردہ بچھڑوں کو کامل طور
پر صاف رکھا جاتا ہے اور اگر ممکن ہو تو ٹیکہ شدہ حصہ پر صاف کپڑا ڈھک دیا جاتا ہے۔

ٹیکہ لگانے سے تیسرے روز کے بعد پچھنوں کی لکیریں ابھرنا شروع کرکے متورم
ہو جائینگی اور ۱۲۰ گھنٹہ گذر جانے پر یعنی ۵ یوم بعد ان آبلوں کی حالت لمف کی پیداوار کے
بالکل قابل معلوم پڑیگی۔ اور ساتویں روز تک بہت سی مقدار لمف کی پیدا ہو جائیگی
بچھڑے یا گئے مذکور کو پھر اسی میز پر قابو کرکے جوش دئے ہوئے پانی سے اچھی طرح صاف
کرو اور با احتیاط خشک کر لینا چاہئے۔ اور چھوٹے چھوٹے کھرچنے اور کسی تیز چمچہ کے
ذریعہ با آہستگی وہاں سے کھرچتے ہوئے لمف جمع کرتے جائیں۔ مگر اس امر کی احتیاط
رکھیں کہ جو آبلہ پک گیا ہو یا پکنے کی علامات ظاہر کرے اس میں سے نمونہ ہرگز نہ لیا جاوے
نیز لمف لینے کے لئے پھوڑے ہوئے آبلہ کو خاص قسم کے موچنے سے پکڑ کر آہستہ آہستہ
نچوڑنے پر اس میں سے تیز ویکسین لمف کی خاصی مقدار برآمد ہوگی۔ اس طرح اکٹھا
کیا ہوا مادہ پھر ایک خاص قسم کی مشین میں گلسرین اور پانی کی مناسب مقدار
کے ساتھ (اس تناسب سے نیوٹرل گلسرین بمقدار مساوی پانی میں ملا کر پچاس فیصدی
کا سلوشن مراد ہے۔ اکریم یعنی بالائی کی مطابقت سے ٹھہرایا جاتا ہے۔ جسکے بعد اس
کل مرکب کو بہت عرصہ تک رکھا رہنے دیا جاتا ہے اور استعمال کے لئے نکالنے سے پیشتر
اسے سٹیریلائزڈ شیشے کی نلیوں میں بھر کر سر بمہر کر دیتے ہیں۔ اس طرح طیار کردہ ویکسین
اگر گرمی اور روشنی سے محفوظ رکھا جائے تو ۸ سے لیکر ۹ ماہ تک برابر کارآمد رہیگا اور
اسکی تاثیر میں کوئی فرق نہ پڑیگا۔

اس طرح پر اگر حادثہ سے زخموں میں کچھ جراثیم بھی پیدا ہو گئے ہونگے جو تیار شدہ
ویکسین میں بھی شامل ہو گئے ہونگے رفتہ رفتہ انکی طاقت زائل ہوتی جائیگی اور

چالیس سے ساٹھ یوم تک رکھے جاتے ہیں بعد ویکسین مذکور کو بالکل خالص ویکسین کہہ سکینگے جس کے استعمال سے کوئی بھی سپوریشن کا حادثہ نہ ہوگا کہ جیسا بعض وقت تازہ ویکسین کے استعمال سے وقوع میں آسکتا ہے یہ ویکسین طیار کرنیکا پرانا طریق ہے نئے طریق سے ویکسین لمف بھی بچھڑوں سے بطریق مندرجہ حاصل کیا جاتا ہے پھر دیگر جراثیم سے بذریعہ کلوروفارم کی بھاپ کے صاف کر کے تازہ بتازہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سے بھی نیا طریق جو ابھی نکلا ہے یہ ہے کہ ویکسین میں تھوڑی مقدار زیتون کی تیل کی ملا کر استعمال کرتے ہیں اس سے بھی بہتر طریق یہ ہے۔ کہ براہ راست کٹیا کا تازہ ویکسین ٹیکہ کرنیکے لئے استعمال کرتے ہیں

بیچنیان چیچک موشی کی وباء کے موقعہ پر مفصلہ ذیل امور عمل میں لائے جاینگے جو وقتاً فوقتاً احکام نافذ ہوتے ہیں۔ (۱) ماؤف جانوران کا علیحدہ کرکے الگ رکھنا۔ [illegible] ہی لانا ضروری نہیں مگر مریض گائیوں کو دوہنے [illegible]

(۲) کسی ذمہ دار افسر کے ذاتی نگرانی میں دودھ دوہنے والوں کے ناخن اور ہاتھ بہت اچھی طرح دھلوا کر بعد ازاں پانچ فیصدی کے کاربولک ایسڈ سلوشن سے ڈس انفکٹ کرانا چاہئیں۔ اور یقینی طور پر اطمینان کرنیکے لئے اس عمل میں جملہ گوالے لوگوں کو شامل کرلینا مناسب ہوگا۔ نیز سب دودھ دوہنے والوں کے ہاتھوں کا بہت احتیاط سے امتحان کریں اور دیکھیں۔ کہ انکے ہاتھوں پر ویکسی نیشن کے نشانات تو نہیں پائے جاتے انکے کپڑے بدلوا دئے جائیں۔ اور جن کی بابت ذرا بھی شبہ ہو کہ چھوت آلودہ ہو گئے ہیں انہیں بھی دھلوایا جائے۔

(۳) تمام جھاڑن یا دیگر کسی قسم کے کپڑوں کو جو مریض گائیوں کو دوہنے سے پیشتر انکے تھن صاف کرنیکے کام میں لائے جاتے ہوں۔ بہت احتیاط سے اچھی طرح دہو دیں۔ اور کسی ڈس انفکٹنٹ سلوشن میں ڈبولیں۔

(۴) جو ظروف وغیرہ دودھ کے کام میں لائے جاتے ہوں۔ انہیں خوب تپا دیں

بلکہ دو مرتبہ مکرر تیار دیں۔ کیونکہ برتنوں کو کسی ڈس انفکٹنٹ دوائی میں ڈبونا وغیرہ اسلئے
درست نہو گا۔ کہ کسی دوائی کے اثر سے دودھ بدمزہ یا خراب ہو جا سکیگا پس جوشدہ
پانی یا بھاپ اس غرض کے لئے بالکل کافی ہوگی۔

(۵) جہاں مریض جانور کھڑے تھے اُس مقام کو بھی نیز وہاں سے جو بدرو کی
نالی نکلتی ہو اوسکو بھی ڈس انفکٹ کریں۔

(۶) اگر کسی تندرست گاۓ کو ایسے گوالے نے دوہا ہو۔ جو مریض گاۓ کو دوہتا
رہا ہو۔ تو تمام تندرست گایوں کے حیوانے گرم پانی اور کسی ایسی ڈس انفکٹنٹ دوائی
سے دھونے چاہئیں جو دودھ پر کچھ اثر نکرے مثلاً۔ بورک ایسڈ کام میں لایا جاوے
اور دھونیکا عمل آہستہ اور احتیاط سے کیا جاوے ورنہ ممکن ہے جانور دودھ دینے
سے انکار کرے۔

شیپ پوکس یعنی چیچک بھیڑوں

یہہ بھیڑوں کی چیچک کہلاتی ہے۔ جو ایک شدید قسم کی متعدی مرض ہے
اور وبا کے طور پر وقوع میں آتی ہے۔ اِسکی شناخت یہہ ہے۔ کہ بھیڑ کے جسم میں۔ اُن
حصوں پر جہاں بال نہیں ہوتے یا جہاں کم اُون ہوتا ہے چیچک کے تشخیصی دانےپھٹر
پیدا ہو جاتے ہیں۔

اِس سے سخت مزاجی ابتری کی علامات پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہہ بیماری بہت ہی
متعدی ہے اور اس میں اموات بھی بہت زیادہ ہوتی ہیں۔

چھوت کی خاصیت۔ بھیڑ کی چیچک کا خاص کرم ابتک نہیں معلوم کیا گیا۔ بلکہ
معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسکا زہر خوردبین سے بھی نہیں نظر آتا۔ چھوت دار مادہ صرف مرض
کے آبلوں کی ساخت میں اور اُنکے مشمولات میں نیز کھرنڈ میں ہوتا ہے۔ یہہ بیماری
مریضوں سے تندرست جانوروں کو صرف گرد مٹی یا کسی دیگر درمیانی چھوت کے ذریعہ

بآسانی لگ جاتی ہے۔ اسکے زہر کی قوت حیات اچھی بین ہوتی ہے جب خشک کرکے زہر مذکو ہوا اور روشنی سے محفوظ رکھا جاتا ہے تو کہتے ہیں۔ کہ عرصہ دراز تک اُسمیں زہریلا اثر قائم رہتا ہے۔ خصوصاً جبکہ ٹھنڈ کے اثر سے بھی بچا ہے۔ معمولی چھانوں میں یہ زہر پانچ یا چھ ماہ تک برابر پر تاثیر ہی رہا۔ صحتیافتہ بھیڑ بھی افاقہ کے بعد چھ ہفتہ تک اس مرض کو تبدیل کرنیکی قابلیت رکھتی ہے۔ دھوپ میں کھلا رہنا۔ بڑھی ہوئی حرارت۔ تعفن اور بہت سی دافع عفونت ادویات کی تاثیر سے اس زہر کی تاثیر زائل ہو جاتی ہے۔

اسباب۔ یہ بیماری ہمیشہ کسی توصل یا بلا توصل چھوت لگنے سے ہی عارض ہوتی ہے اس طرح چھوت والے مریض بھیڑی یا بھیڑیں بعد صحتیابی افاقہ کی حالت میں ہوتی ہیں یا جنہیں ٹیکہ محفوظیت لگایا جاتا ہے نیز چھوت آلودہ پشم بھیڑی کی کھالیں۔ گھاس۔ فضلہ۔ کھاد اور رہنیکے گھرال وغیرہ سب یہ سب چھوت کا مخرج ہو سکتے ہیں۔ مریض بھیڑوں کے نگران آدمی بلکہ انکے پاس رہنے والے کتے بھی اس مرض کے حمال ہو سکتے ہیں۔

محفوظیت۔ کہتے ہیں کہ ایک حملہ ہونے کے بعد جانور ہمیشہ کے لئے محفوظیت حاصل کر لیتا ہے نیز ٹیکہ محفوظیت لگانے سے بھی ایک سال یا زیادہ عرصہ کے لئے محفوظیت ہو جاتی ہے۔

زمانہ انکیوبیشن۔ یہ مدت اوسطاً سات یوم کم از کم ۲ یوم اور زیادہ سے زیادہ ۲۱ یوم ہوتی ہے

زہر کے سرایت کرنے کا طریق۔ جلد کو چھید کر زہر کا ٹیکہ لگانے کے بعد ایک بڑا آبلہ اُٹھ آتا ہے مگر سب کیوٹے نیس پچکاری لگانے سے تمام بدن پر اکثر دانے پھر پڑ جاتے ہیں تنفس کی گذرگاہیں اس زہر کے حصول کی بہت استعداد رکھتی ہیں جسکے بعد ضرور شیپ پوکس کی بیماری عارض ہو جاتی ہے مگر ہضمیت کی نالی اسکے حصول کی استعداد نہیں رکھتی انٹراوینس طریق سے [illegible] محفوظیت حاصل ہو جائیگی اور مرض کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہو آئیگی

پہنچا جینی یعنی ماہیت۔ طریق چھوت بموجب اپنے وسائل کے بہت مختلف ہیں مثلاً اگر اسٹراکیوٹے نیس ٹیکہ لگایا جائے تو مرض کا زہر مقامی طور پر ہی تاثیر کریگا جس میں سے کچھ حصہ بہت جلد جذب ہو کر ایک آبلہ اُٹھ جاتا ہے۔ جو عموماً اُسی مقام تک محدود رہتا ہے لیکن اگر تنفس کے گذرگاہوں میں سے جذب ہوگا۔ تو تمام زہر جسم میں پھیل جائیگا جس سے تمام جسم میں دانے پھٹر نمودار ہو جانیکے علاوہ مقامی تکلیف بھی ہوتی ہے۔ اگر جھڑے میں داخل ہو کر جذب ہو جائے۔ تو ۴ سے ۹ روز کے اندر مقامی نشانات مرض بھی ظہور میں آوینگے۔

علامات۔ یہ بیماری (۱) ہلکی الگ الگ باقاعدہ یا نرم قسم کی اور (۲) جُڑوان ملوان یا بے قاعدہ یعنی شدید قسم کی ہوتی ہے۔

(۱) الگ الگ باقاعدہ قسم۔ شروع میں خفیف بخار ۴ء۱۰ یا ۱۰۰ درجہ فہرن ہائٹ تک ہو سکتا ہے جس سے مریض سست اشتہا کم اور جگالی کرنے میں ابتری پیدا ہو جاتی ہے۔ پیاس زیادہ بڑھجاتی ہے اور میوکس جھلیوں میں انجاؤ خون ہوتا ہے۔ بخار کی زیادتی سے ٹمپریچر ۱۰۰ درجہ فہرن ہائٹ تک پہنچ جاتا ہے لرزہ اور پشت کا کمانی وار ہونا تنفس کا بڑھجانا۔ اور نبض کا تواتر تیز کنجنکٹائیوا سرخ ہوتی ہے اور ممکن ہے کہ ناک سے پانی کی مانند اخراج ہوتا ہو۔ یہ درجہ اوسطاً چار یوم تک رہتا ہے۔ اسکے بعد جلد پر دانے پھٹر بننا وغیرہ شروع ہو جائیگا جبکہ دانے پھٹر کے اول نمودار ہونے پر تو بخار گھٹ جائیگا۔ مگر جب آبلہ بنجاتے ہیں۔ تو پھر تیز ہو جاتا ہے۔ آبلہ جسم کے اُن مقامات پر ظہور میں آتے ہیں جہاں یا تو پشم بالکل نہیں ہوتی یا بہت کم بال ہوتے ہیں۔ مثلاً بغل سٹرنم اور شکم و رانوں کے اندر کی سطح۔ سر۔ پلکیں۔ نتھنے۔ اور لبو نیر۔

اوّل جلد پر چھوٹے چھوٹے سُرخ دھبہ سے شروع ہوا کرتے ہیں جو مٹر کے دانہ سے لیکر چوّنی کے برابر تک مختلف قد کے ہو سکتے ہیں یہ دھبے یا تو علیحدہ علیحدہ یا ملے ہوئے ہُوا کرتے ہیں اور تمام جسم پر ظاہر ہو سکتے

ہیں جو قریباً ۲۴ گھنٹہ میں سخت گول دانہ چھڑ اور پھر ۲ یا ۳ روز گذرنے پر آبلہ بنجاتے ہیں جو لمف سے پُر ہونگے یہ چوٹی پر گول یا چپٹے ہوتے ہیں اور عموماً سُرخ چیچک سے محسوس ہونگے۔ پھر پانچویں یا چھٹے دن یہ پھنسیاں بنجاتی ہیں جنکی چوٹی زردی مائل اور اُنکے مشمولات گدلے ہو جاتے ہیں۔ اُنکا حجم بھی بڑھ جاتا ہے۔ اور گرد کے حصّوں مین جو ورم تھا۔ زیادہ منشرح ہو جاتا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ ان پھنسیوں میں سے رطوبت بہنے لگتی ہے جو گرد اور اپنی اُڑرنگ کی پتیوں سے ملکر کھرنڈ بنجاتی ہے جو پانچ یا چھ روز مین رفتہ رفتہ اُتر جاتا ہے۔

جیسا کہ بتلایا گیا دانہ چھڑ کے اول نمودار ہونے پر ممکن ہے کہ بخار کم ہو جائے مگر آبلہ بننے کے درجہ پر پھر بڑھ جاتا ہے۔ جبکہ بیشمار آبلہ باہم ملجاتے ہیں تو بخار بہت تیز ہو جاتا ہے۔

سخت مریضوں میں کنجنکٹائوا۔ نتھنوں ربیوکوسا۔ دہن۔ لیرنکس۔ فیرنکس برانکائی۔ معدہ اور آنتوں میں بھی دانہ چھڑ نمودار ہو جاتے ہیں اور ایسے حالات میں اگر میوکس جھلیوں پر بھی حملہ ہو تو وہ سوزشدار ہونگی اگر آنکھوں میں آبلہ پڑین تو کنجنکٹائیوائٹس یا افتھلمیا عارض ہوگا۔ اگر پچوٹری جھلّی پر ہوں تو ناک سے بہت زیادہ میوکس کا اخراج ہوگا۔ بلکہ بعض اوقات نکسیر وقوع میں آتی ہے اگر دہن میں ہوں تو لعاب دہن بمقدار کثیر خارج ہوگا۔ اور خوراک پکڑنے اور چبانے میں سخت مشکل درپیش آئیگی۔ اگر لیرنکس۔ فیرنکس۔ برانکائی اور آنتوں میں ہونگے تو اسہال ہو جائیگا۔ اچھے موافق حالات میں بخار اور جسمانی ابتری رفع ہوتی جائیگی جبکہ خشک ہو جانا وقوع میں آیا کرتا ہے۔

ملوان یا بے قاعدہ قسم۔ میں بیشمار آبلہ پیدا ہو جاتے ہیں جن میں انکے باہم جُڑ جانے کا میلان ہوتا ہے۔ اِس حالت میں جاری رہنے والا تیز بخار اور نمایاں کمزوری و ضعف ہوتا ہے۔ اشتہا بالکل نہیں ہوتی تنگی تنفس ہوتی ہے بھیڑ کھڑی نہیں رہ سکتی اور جانور کے سر۔ ٹانگوں۔ سینہ اور شکم پر وسیع

ایڈیمیٹس اورام نمودار ہو جاتے ہیں۔ تمام جسم پر آبلے نمودار ہو کر آبلوں کے باہم پھٹ جانے سے بڑی بڑی پھنسیاں بنجاتی ہیں۔ جن میں متعفن پیپ ہوتی ہے اور وسیع حصّہ جسم میں سپوریشن ہو کر جلد میں چھچھڑے بنجاتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نظام اعصاب پر زہر کی تاثیر ہو کر موت وقوع میں آتی ہے۔ اور گیسٹرو انٹس ٹائنل نالی پر حملہ ہو جانے سے متعفن اسہال ہو جاتا ہے۔

پیچیدگیاں وغیرہ۔ سپٹی سیمیا اور پائیمیا کے ساتھ جوڑوں اور دماغ میں دُنبل بنجاتے ہیں اور بعض مریضوں کے پیروں میں سے خون بہنے لگتا ہے مختلف حصص جسم کے لمفیٹک غدود میں سکیوٹے نیس دُنبل اور سپوریشن بھی وقوع میں آسکتا ہے نیز مبوکس جھلیوں میں گھاؤ بنکر چھچھڑے بنجاتے ہیں سپٹک نمونیا وغیرہ وقوع میں آسکتا ہے۔

دَوران مرض اور فوتیدگی۔ مرض کی اچھی باقاعدہ قسم میں تو اس کا دوران قریباً ۳ ہفتہ اور ہلاکت ۷ فیصدی ہوتی ہے۔ مگر شدید قسم میں تینتیس فیصدی یا اس سے بھی زیادہ فوت ہو جاتے ہیں اور جو صحتیاب ہو جاتے ہیں انہیں بہت عرصہ میں افاقہ ہوتا ہے۔ گرم پانی وار سرد آب و ہوا سے بوڑھے کمزور یا بہت چھوٹی عمر کے جانوروں میں جبکہ حفظ صحت کے خلاف حالات میں رہتے ہیں بہت زیادہ اموات ہوا کرتی ہیں۔ اس مرض سے جو نقصانات وقوع میں آتے ہیں صرف یہ ہی نہیں کہ بعض فوت ہو جاتے ہیں بلکہ اسقاط پشم کا جھڑ جانا۔ وزن کم ہو جانا اور بعد کی تاثیرات بھی بڑے نقصانات ہیں۔

تدابیر حفظ ما تقدم۔ ملک ہندوستان میں اس بیماری کا انتظام اسلئے قرار واقعی نہیں ہو سکتا۔ کہ نہ تو ہم حملہ ماؤف یا مشتبہ جانوروں کو ذبح کرنیکی ضروری تدابیر عمل میں لا سکتے ہیں اور نہ ماؤف مقامات میں رہنے والی حملہ بھیڑوں میں جبکہ محفوظیت کرکے سو ماہ کو ارنٹین میں رکھ سکتے ہیں جو ضروری تدابیر حفظ ما تقدم ہیں نعشوں کو جلا دینا چاہیئے۔

ٹیکہ محفوظیت یا شیپ پوکس کے لمف سے ٹیکہ کرنے کو اصطلاح میں اوری نیشن کہتے ہیں جسکی اس وقت ہی سفارش کیجا سکتی ہے جبکہ کسی گلہ میں مرض نمودار ہوگئی ہو یا ایسے اضلاع میں استعمال کر سکتے ہیں جہاں مرض مذکور کی وباء باقاعدہ پھیلتی رہتی ہو۔ اس عمل سے مرض کا حملہ معمولی چیچک کے حملہ کی نسبت بہت ہلکا اور مقامی ہوجائیگا۔ اس کا زہر کسی نو عمر بھیڑ سے جو اچھی نرم قسم میں مبتلا ہو حاصل کر سکتے ہیں۔ یا کسی ایسے کلان آبلے کے مرکز سے لینا چاہئے جو کسی تندرست بھیڑ کو ٹیکہ لگا کر پیدا کیا گیا ہو۔ یہ آبلے اس مطلب کے لئے دسویں یا بارہویں روز بہت موزون ہوتے ہیں۔ جبکہ ان میں بہت زیادہ لمف ہوتا ہے۔ ایسا کرنے کا معمولی طریق یہ ہوتا ہے کہ بھیڑ کے تھنے سے تھوڑی سی سطح کے بال مونڈ کر وہاں کی ڈرمس میں نام بردہ وائرس کا ایک قطرہ کسی پچکاری کے ذریعہ داخل کر کے آبلہ پیدا کیا جاتا ہے جو مختلف قد کا چونی سے لیکر روپیہ کے برابر تک ہو سکتا ہے۔ ایسا ہر آبلہ بقدر ۲ سی سی وائرس پیدا کرتا ہے۔ اسکو اس طرح حاصل کرنا چاہئے۔ کہ دا پھڑ کے بعد دسویں یا بارہویں روز کسی نشتر کے ذریعہ آبلہ کی کھرنڈ اتار کر اسکی جڑ کو ایک خاص قسم کے موچنے سے پکڑیں جس پر نام بردہ موچنے کے ذریعہ دبانے سے تمام لمف سطح پر آجائیگا۔ پھر لمف مذکور میں ۲ فیصدی کاربولک سلوشن یا ۲ فیصدی سیلی سلیٹ آف سوڈا ملا کر ایک اور دو یا ایک اور پانچ کے تناسب کے وائرس کو کسی سٹیرل گلاسک میں محفوظ رکھیں اور قبل از استعمال اس میں سہ چند آب مقطر اور ملا کر اسے اور بھی ہلکا کر لیا کریں۔

ٹیکا لگانے کا طریق۔ ٹیکہ یا تو دم کیطرف یا کان کی جڑ میں کرنا چاہئے۔ کیونکہ تجربہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ پچکاری کرنیکے بعد جو حوادث وقوع میں آ سکتے ہیں اس طرح ٹیکہ کرنے سے جسم میں ٹیکہ لگانے کی نسبت بہت کم وقوع میں آئینگے۔

کسی سوئی یا نشتر کے ذریعہ سب ایپی ڈرمک پچکاری لگا دی جاتی ہے اور حصہ پر سے بال مونڈ کر اسے دھو دیا جاتا ہے پھر دم کو سنبھالے رکھتے ہیں تاکہ جلد تنی رہے اور نشتر کی نوک ایپی ڈرمس کے نیچے ترچھی گھسیٹے اور ایک چھوٹا کیسہ بنا دے احتیاط ہے

کہ جلد نہ چھید جاوے اور ایک سے زیادہ کاٹ بھی نہ بنائی جائے اور اس میں صرف -
تھوڑی مقدار وائرس یا زہر کی رکھدی جاتی ہے۔

ٹیکہ کرنے کے نتائج - چار یوم تک تو کچھ نہیں وقوع میں آتا مگر بعد میں کاٹ کے مقام پر ایک سرخ دھبہ نمودار ہو جاتا ہے جس کے خفیف سا پھیلجانے پر وہ حصہ قدرے پھول جاتا ہے اور ساتوین روز اس مقام پر روپیہ کے قطر کی برابر ایک چپٹا گلائی نما ورم پیدا ہو جائیگا۔ اور آٹھوین دن یہ آبلہ ایک ہلکی لکیر سے محصور ہو جاتا ہے پھر نوین یا بارہوین روز اُس میں رطوبت بھر جاتی ہے جو پھر باہر نکلنے لگتی ہے۔ پھر چودہوین سے اٹھارہوین دن کے درمیان اُس پر کھرنڈ بنجائیگا۔ جو رفتہ رفتہ خشک ہو کر گر جاتا ہے۔

عام علامات مُشترح تو نہیں ہوتین مگر ساتوین یا آٹھوین دن قدرے بخار ہو سکتا ہے جسکے ساتھ جانور سست ہوگا اور اشتہا بھی نہیں ہوتی اور ممکن ہے کہ تمام جسم پر کہیں کہیں واپھٹر نمودار ہو جاوین -

یہ بھی یاد رہے کہ ٹیکہ شدہ بھیڑ بھی چھوت پھیلا سکتی ہے بہت ہی چھوٹے برّص اور اُن مادین بھیڑیوں میں جو بیانیوالی ہون۔ ہرگز ٹیکہ نہ کرنا چاہئے اور وی نیشن کے استعمال اور اسکی سلامتی کا انحصار بھیڑ کی اس تعداد پر ہوتا ہے۔ ملک افریقہ میں اس سے واقعی - اچھے نتائج نکلے ہیں اور فوتیدگی بھی ہزار میں ایک ہوتی ہے۔ ٹیکہ لگانے سے محفوظیت عمل میں آتی ہے جو قریباً بیسوین روز مکمل ہو جاتی ہے اور عرصہ دراز تک قایم رہتی ہے ٹیکہ کرنے کے بعد شیپ پوکس کے حادثہ کے علاوہ دیگر زہریلے حوادث بھی وقوع میں آسکتے ہیں۔

علاج - اِس مرض میں کوئی علاج کارگر نہیں ہوتا -

وبا پھیلجانے پر ذیل کے احکام محکمہ فوجی سے صادر ہوئے ہیں۔

(۱) مریض بھیڑون کو الگ کر کے علیحدہ رکھنا -

(۲) تمام جانورون کو جو تندرست نظر آوین جُدا رکھنا -

(۳) اگر مرض میلگننٹ قِسم کا سخت ہو تو مناسب ہوگا۔ کہ تمام مریضونکو ہلاک کر دیا جائے

تاکہ بقایا گلہ محفوظ رہے اور چھوت کا پھیلنا رک جائے۔
(۴) گلہ کو صاف چراگاہوں یا دیگر صاف ستھرے مقامات میں تبدیل کر دیں۔
(۵) تمام گلہ کو منقسم کرکے چھوٹے چھوٹے مجموعوں میں رکھیں تاکہ گلہ کشادہ طور پر منتشر رہے خصوصاً گرمی کے دنوں میں جبکہ اس مرض کے زیادہ سخت ہوجانے کا احتمال ہوتا ہے۔ ضرور ہی ایسا کرنا چاہئے۔
(۶) آس پڑوس کے سب گلہ بانوں کو مطلع کر دیا جائے۔ کہ اپنی بھیڑیں دور لیجاویں تاکہ مریض گلہ سے انکا کوئی تعلق نہ رہے۔
(۷) تمام لاشوں کو گہرا دفن کریں اور کھال کو کاٹ دیا کریں تاکہ اُتار کر کام میں نہ لائی جاسکیں
(۸) ماؤف مقامات کو جہاں مریض بھیڑیں رہتی رہی ہوں کامل طور پر ڈس انفکٹ کریں جبکہ زمین کھوروں اور ایسے مقامات کا جہاں جانوروں کو ملتے دلتے ہوں نیز باڑیں اور گھاس وغیرہ یا دیگر چیز کا جو مریضوں کے اتصال میں آئی ہو۔ خاص طور پر پاک صاف کرنے کا خیال رکھنا چاہئے جس کا مفصل ذکر ڈس انفکشن کی ذیل میں اوپر کر آئے ہیں

کیمل پوکس جسے اصطلاح میں کھنڈی جیکہ بولتے ہیں

خاصیت ۔ یہ ایک نرم بیماری ہے۔ جو اونٹ کے بچوں پر پہلے یا دوسرے ہی سال میں مؤثر ہوجایا کرتی ہے۔ یہ بہت زیادہ متعدی مرض ہے جو ہر موسم میں واقع ہوسکتی ہے مگر موسم برسات میں بہت سخت ہوتی ہے۔

علامات ۔ نرم حملوں میں مریضوں کے لبوں پر بہت ورم ہوتا ہے جہاں چند روز بعد دانے پیدا ہوجاتے ہیں۔ اونٹوں میں آبلہ اور پھنسیاں بہت منشرح نہیں ہوتیں کیونکہ وہ ماؤف مقام کو رگڑ ڈالتے ہیں مگر پھوڑے کھرنڈ بنجاتے ہیں اور اس مرض کا دوران قریباً دو ہفتے ہوتا ہے۔
سخت حملوں میں جو عموماً برسات کے موسم میں ہوتے ہیں اس کی علامات حسب

نشیتھ۔ سر اور پیروں پر بلکہ تمام جسم پر دیکھی جائینگی۔ جبکہ کسی قدر بخار بھی ہوگا۔ بعض وقت کنجنکٹائیوا کے ماؤف ہو جانے سے دائمی نابینا پن نتیجہ ہوتا ہے کھرنڈ بننے کی حالت میں اگر کچھ فاصلہ سے اِس نشان کو دیکھیں تو بہت کچھ رنگ وارم یعنی داد کے مشابہ معلوم ہوا کرتا ہے۔

مرض کا کیا انتظام کیا جاتا ہے۔ باستثناء موسم برسات کے اس مرض کو بچوں میں پھیلنے دینا بہت مناسب ہوتا ہے مگر برسات کے دنوں میں مریضوں کو الگ کرکے علیحدگی عمل میں لانی چاہیئے۔

پنجاب کے جنوب و مشرق و راجپوتانہ کے اونٹ والے بماہ مئی و جون جبکہ بچہ قریباً ۸ ماہ کا ہوتا ہے سب بچوں کو ٹیکہ محفوظیت لگوا دیتے ہیں جس سے قبل از برسات محفوظیت عمل میں آئیگی۔ لبوں کی جلد میں چھید کرکے چیچک کا کھرنڈ دو وہ میں رگڑ کر وہاں مل دیتے ہیں۔ انکیوبیشن چار روز ہوتا ہے عموماً کچھ بھی علاج درکار نہیں ہوتا۔ ڈاچی سے زیادہ لمبا عرصہ کرایا جاوے۔ ورنہ بچو نکو اُنکے ہمراہ رہنے کے باعث آرام نہ ملے گا ماؤف حصہ پر سفوف بورک ایسڈ چھڑکنا مفید ہوتا ہے۔

جوان اونٹوں کو ماؤف ہو جاتے پر علیحدہ رکھنا چاہیئے۔ جب حملہ مرض سخت ہو اور جانور بخار سے کمزور ہو جاوے تو بمقدار ۴ اونس رم شراب دیتے رہیں۔

ہیمراجک سپٹی سیمیا یعنی گل گھوٹو یا گھوٹوا

ہندوستان کی بھینسوں میں یہ مرض عام ہے جو [illegible] جاتی ہے پنجاب میں اِس مرض کو عام طور پر گل گھوٹو یا گھوٹوا کہتے ہیں جو ایک [illegible] چھوت لگانیوالی بیماری ہے جو خون میں بائی پولر سٹیننگ بیسلس نامی کرم سے [illegible] سے جو طاعون کے کرم سے بہت مشابہت رکھتا ہے عارض ہو جاتی ہے۔ پہچان یہ ہے کہ مریض کو دفعتاً جلد بڑھنے والا تیز بخار ہو کر گلا متورم ہو جاتا ہے۔

اور تمام جسم پر خون کے دھبے نمودار ہو جاتے ہیں۔

مرض کی اس تعداد رکھنے والے جانور۔ یہ بیماری زیادہ تر چھوٹی عمر کے مویشیوں بھینسوں اور گھوڑوں کو ہی لاحق ہوا کرتی ہے اور اس ملک میں بعد برسات ہی اسکا زیادہ ظہور ہوتا ہے گو یہ بھی ممکن ہے کہ کہیں کہیں یہ بیماری ہر وقت دیکھی جاتی ہو۔ یہ بہت عام طور پر نشیب و ترائی کی ولدل کے مقامات میں ہی جہان کبھی کبھی طغیانی ہوتی رہتی ہے وبائی بیماری کے طور پر دیکھی جائیگی۔

تجربہ کی غرض سے مرض مذکور کو مختلف اقسام جانوران میں بھی منتقل کر سکتے ہیں مثلاً بھیڑ بکریوں اور اونٹوں میں تو بمشکل مگر خرگوشوں اور گنی پگ میں منتقل کیجا سکتی ہے۔

کسی زخم میں چھوت لگنے کے بعد چھوٹی عمر کی بھینسیں ۲۴ سے ۳۶ گھنٹہ کے اندر فوت ہو جائینگی نیز مرض کی کاشت کی پچکاری کرنے سے بھی یہ ہی نتیجہ وقوع میں آتا ہے گھوڑے اور بیل بھی ہلاک ہو جاتے ہیں اور خرگوش ٹیکہ کرنیکے ۱۰ یا ۱۵ گھنٹہ بعد مرجاتے ہیں علاوہ بریں۔ دیگر چھوٹے جانور بھی اسکی وبا کا شکار ہو سکتے ہیں مگر بھیڑ بکریوں اور اونٹوں کو بمشکل سے چھوت لگتی ہے۔

جانور کے جسم میں اس مرض کے کرم کی تقسیم۔ اس بیماری کا کرم جملہ اعضاء جسمانی کے خون میں بمقدار کثیر موجود رہتا ہے۔ نیز یہ لعاب دہن۔ قاروره۔ دودھ اور گوبر میں بھی ہوتا ہے۔ یہ بیسی لس کوتاه موٹا بیضوی سا مثل پیسچوریلا کے ہوتا ہے اور خون میں یا تو تنہا یا جوڑوں میں پایا جاتا ہے جبکہ خفیف حرکت کرتا ہوا دیکھا جائیگا اپنی لین رنگتوں سے بآسانی رنگا جا سکتا ہے جبکہ بیسی لس کے سروں پر تو گہرا رنگ چڑھتا ہوا اور مرکز صاف نظر آئیگا۔ لیباریٹری کے تجربات کے مطابق نامبردہ بیسی لس خشک کرنے سے بآسانی ہلاک ہو جاتا ہے اور دھوپ میں رکھنے پر آدھے گھنٹہ میں ہی فوت ہو جائیگا۔ لیکن نمی دار جگہ میں یا سطح زمین کے نیچے یہ بہت عرصہ تک زندہ رہ سکتا ہے یہ کرم یقیناً اسپیرو فائٹ قسم کا ہوتا ہے اور برداشت کی طاقت اس میں

بہت زیادہ ہوتی ہے۔

جب کسی جانور کے جسم میں داخل ہو جاوے تو نہایت تیزی سے بڑھتا ہوا بہت ہی قاتل زہر پیدا کرتا رہتا ہے۔ مریض کے پیشاب اور گوبر میں بھی بیشمار یہی اُن نکلتے رہتے ہیں۔

مرض کا زہر کس طرح داخل جسم ہو جاتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ اِس مرض کا زہر خوراک یا پانی کے ساتھ دخول پا کر جب ہاضمیت کی نالی یا منہ کی میوکس جھلیوں میں کوئی ذرا سی بھی ضرب یا گزند گاہ پاتا ہے تو اُس کی راہ خون میں پہونچ جاتا ہے۔ کیونکہ تجربہ سے معلوم کیا گیا ہے کہ اگر جانوروں کو زہریلی کاشت کھلائی جاوے تو یہ ہی نہیں کہ اُن میں سے بہت سے جانوروں میں مرض کی کوئی علامات ہی نمودار نہ ہونگی۔ بلکہ اُن میں محفوظیت ہو جاتی ہے مگر جب ذرا سا کبوتے نیس در زیر جلد زخم سلنے پر یہی لس آسانی سے خون میں چلا جاتا ہے تو بیماری پیدا کر دیتا ہے لہذا تحقیقاً معلوم ہوا کہ جب خوراک یا پانی کے ہمراہ جا کر منہ کے کسی زخم کی راہ دخول پاتا ہے تو گلے پر مرض کی ایڈیمیٹس قسم عارض ہو جاتی ہے۔

علامات۔ اس مرض کی مختلف اقسام تشخیص کی گئی ہیں (۱) ایڈیمیٹس قسم (۲) پکٹورل قسم یا متعلق بہ سینہ (۳) انٹس ٹائنل قسم یا متعلق بہ امعاء۔ مگر ان میں سے عام طور پر وقوع میں آنیوالی ایڈیمیٹس قسم ہی ہے جسکے ساتھ آنتوں کا عارضہ بھی اکثر شامل حال ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ایڈیمیٹس یا ورم گلو کی قسم میں مفصلہ ذیل علامات ہوا کرتی ہیں۔

جبکہ حملہ دفعتاً ہو جاتا ہے تو جانور اپنے گلہ میں سے علیحدہ ہو کر کھانا اور جگالی بند کر دیتا ہے۔ دانتوں کو پیسا کرتا ہے اور سر نیچے کو لٹکا دیتا ہے۔ ٹمپریچر بڑھ کر ۱۰۷ یا ۱۰۸ درجہ فیرن ہائٹ تک پہونچ جاتا ہے جبکہ مریض بہت ہی سست اور بیوقوف سا ہو گا۔ اور ممکن ہے کہ لرزہ بھی ہو یا غش پڑتا ہوا بھی ہو اور جڑا دار

ہو جاتا ہے جس سے نتھنے پھول جائینگے۔ مُنہ سے رال ٹپکا کرتی ہیں اور ناک سے میوکس خارج پاتی ہے۔ جلد گرم و خشک اور میوکس جھلیئیں اجتماع خون سے گہری سُرخ ہو جاتی ہیں۔ بلکہ شاید اُن پر پی ٹکیا بھی ہو جاتے ہیں اور گلے میں ایڈیمیٹس سخت اور پُر درد ورم نمودار ہو جاتا ہے جو جلدی سے چہرے، پیر انڈ حصہ، گردن، سینے اور شانوں پر پھیل جاتا ہے ایسی حالت میں تنفس کی بہت زیادہ تنگی وقوع میں آنے سے دم بند ہو جاتا ہے جو شیر دمی کی آواز سے شناخت کیا جا سکے گا۔ زبان بھی اکثر ایڈیمیٹس ارغوانی رنگ کی ہو جاتی ہے بلکہ ممکن ہے کہ دہن سے باہر نکل پڑے۔ جسم کے دیگر حصوں پر بھی اورام نمودار ہو جا سکتے ہیں اِن اورام میں زرد رنگ کا سریش کی مانند مادہ ہوتا ہے۔ اور چٹ چٹ انکی آواز کبھی نہیں آتی۔ مرض کے قیام کا زمانہ اوسطاً ۱۲ سے ۲۴ گھنٹہ ہے جبکہ مریض زمین پر گر جاتا ہے۔ اور تشنج ہو کر فوت ہو جاتا ہے۔ صرف چند مریضوں میں یہ مرض آہستہ آہستہ اثر پذیر ہوتا ہے اور موت کے وقوع میں دو یا تین روز لگ جا سکتے ہیں۔ بلکہ بعض ایسے مریض صحتیاب بھی ہو جاتے ہیں۔

آنتوں کے ماؤف ہو جانے کی قسم کے ساتھ عموماً ایڈیمیٹس قسم بھی موجود ہوتی ہے جس میں انٹرائی ٹس کی علامات معہ قراقر و اسہال یا پیچش والا اسہال کے پائی جائینگی اور مریض کنجھیگا اور اپھارہ بھی ہوگا۔ پھر مریض جلد ہی لیٹ جاتا ہے۔ اور سر اُسکا پیچھے کو لوٹ کر شانوں پر پڑا رہتا ہے۔ گویا کہ وہ اپنے شکم کی طرف دیکھ رہا ہے۔

بعض مریضوں میں ایڈیما وقوع میں نہیں آتا مگر ایسے مریض بہت کم دیکھے جائینگے گو ایسا ہوتا ضرور ہے۔ اور پکٹورل قسم کی علامات بہت نمایاں ہو جاتی ہیں چنانچہ ایسے امراض میں دفعتاً حملہ ہو جانے اور تیز بخار کے ساتھ تنگی تنفس، مرض نمونیا یا پھیپھڑوں میں ایڈیما ہو جانے کی علامات ظہور میں آئینگی اور جب تک ممکن ہو سکے جانور اپنا سر زمین کی طرف لٹکائے ہوئے کھڑا رہیگا اور اُس کے نتھنے پھولے ہوئے رہتے ہیں ٹریکیا اور لیرنکس میں شیر دمی کا شور بھی سُنا جا سکتا ہے جو وہاں جھاگدار رطوبت کی موجودگی سے پیدا ہو جایا کرتا ہے اور نتھنوں سے بہت کثیر مقدار شوروے کی گرتی رہتی ہے۔ اِس سینہ کی

قسم کا دوران بچھڑوں میں عموماً بہت تیز یا ۱۲ سے ۲۴ گھنٹہ ہی ہوتا ہے مگر معمر مویشیوں میں ۴ یوم یا اِس سے بھی زیادہ ہو سکتا ہے۔

تشریح بعد وفات ۔ ایڈیمیٹس قسم کی بیماری میں اگر اورام کو کاٹا جاوے تو وہ زرد ہریش کی مانند مادّے سے پُر دیکھے جائینگے زبان مُتورّم اور گہرے سُرخ رساؤ سے انفلٹریٹڈ ہو سکتی ہے جسکو کاٹنے پر اُس میں سے زرد رنگ کی رطوبت رسیگی سیرس جھلیون پر خون کے دھبّے پائے جائینگے جو اعضاء ہضمیت کی میوکس جھلیوں اور اینڈوکارڈیم پر بھی ملینگے نیز ہیمراجک انٹرائی ٹس بھی عموماً پایا جاتا ہے تنفس کی میوکس جھلّی متورّم اور انفلٹریٹڈ ہو گی اور ہیمراجک لوبیولر نمونیا بھی دیکھنے میں آئیگا چہارم معدہ اور امعاء بہت مُتورّم ہوتی ہیں۔ جنکی میوکس جھلّی بھوری سی سُرخ رنگ کی اور اُس پر دھاریاں خون کے دھبّے سراسر ملینگے بعض بعض جگہ گھاؤدار اور مجروح ہو جاتی ہے اور معدہ و انتونکے مشمولات اکثر خون آمیز ہو جاتے ہیں

سرکاری جانوروں میں اِسکی وبا کے پھیلنے پر مندرجہ ذیل احکام نافذ ہوئے ہیں

اِسکی وبا عموماً دس یوم میں ختم ہو جاتی ہے۔ اور جن جانوروں پر حملہ ہوتا ہے ان میں ۹۰ سے ۱۰۰ فیصدی تک فوتیدگی وقوع میں آتی ہے۔ اِس مرض کی شروعات جسقدر پُر اسرار ہے ویسا ہی انجام بھی اسکا اِس سے خالی نہیں۔

لاشوں کو مُناسب طریق پر دفن کر دینا یا جلا دینا چاہیئے۔

چراگاہوں، خوراک اور پانی کو فوراً تبدیل کر دینا چاہیئے۔ اور مشتبہ جانوروں کو الگ کرکے علیحدہ رکھیں اور جو نئے بیمار ہو جاویں انہیں پھر تبدیل کریں۔

تمام باڑہوں اور مریضوں کے کھڑے رہنے کے مقامات کو کامل طور پر ڈس انفکٹ کر دیں اور یہ مدنظر و ملحوظ رکھکر کہ مریض کے قارورہ و فضلہ میں چھوت کا کثیر حصّہ شامل ہوتا ہے زمین و فرش کو خاص توجہ سے ڈس انفکٹ کر دیں۔ تمام مینگن و پچالی یا چارہ جو وبا کے وقوع سے بیشتر مستعمل تھا۔ جلا دیا جاوے۔ جن برتنوں میں خوراک یا پانی دیا جاتا تھا۔ انہیں اور گھراں کی دیواروں کو معہ دیگر سامان کے جو کسی طرح چھوت کو جذب کر چکا ہو خوب صاف کریں۔

ایسی سیرم کا طیار کرنا بھی ممکن ہے جس سے کچھ خفیف محفوظیت ہو جائے ۔ نیز ویکسین بھی طیار کیجا سکتی ہے۔ پھر سیرم تو بموقعہ وبا استعمال کیجائیگی اور ویکسین ایسے مواضعات میں جانوروں کی محفوظیت کے لئے استعمال کریں جہاں مرض گل گھوٹو بہت زیادہ پھیلتا ہو یہ سیرم بھی اُسی طریق سے استعمال کیجاتی ہے جیسے کہ اینٹی رنڈرپسٹ سیرم استعمال کیجائیگی۔

علاج عموماً تو علاج سے کچھ نفع نہیں ہوتا تاہم صرف آیوڈین ہی ایک ایسی دوائی ہے جو کچھ تاثیر کرسکتی ہے۔

فُٹ اینڈ ماؤتھ یعنی مرض مُنہ کُھر مویشیاں میں

یہ بیماری ہندوستان کے مویشیوں میں بہت ہی عام اور ہر جگہ ملنے والی متعدی مرض ہے

تعریف ۔ یہ ایک شدید وبائی بیماری ہے۔ جو مویشیاں بھیڑ اور بکریوں میں بلکہ کبھی کبھی گھوڑوں اور انسانوں کو بھی عارض ہو جاتی ہے۔ یہ زبان اور دہن کی میوکس جھلی پر ایک قسم کے آبلہ سے پہچانی جاتی ہے۔ جو جلد پر خصوصاً کارونیٹ کی جلد اور کُھر کے درمیان جو جگہ ہوتی ہے وہاں بھی پایا جائیگا۔ دودھال گایوں میں اسی قسم کا آبلہ اُن کے حیوانہ اور تھنوں پر بھی ہو جاتا ہے۔ یہ مرض بہت تیزی سے پھیلتا ہے اور دور دراز ملکوں میں جلد اسکی وبا پھیلجایا کرتی ہے

جانور جو اِس مرض کی استعداد رکھتے ہیں۔ زیادہ تر مویشی اور بھیڑیں ہی اسکا شکار ہوا کرتے ہیں۔ گھوڑے بکریوں اور بلیوں پر صرف کبھی کبھی حملہ ہوتا ہے نیز ہرن بھینسیں اور ہاتھی بھی مادہ قبولیت رکھتے ہیں۔

سبب مرض۔ ایک مریض جانور سے اُسی جنس کے دیگر جانوروں یا دیگر اقسام جانوران کو بھی مرض کی چھوت لگجائیگی۔

اِسکا زہر خصوصیت کے ساتھ آبلوں کے لِمف میں ہوتا ہے۔ اور نام بُردہ آبلے کے

منہ میں ٹوٹ جانے پر یہ زہر لعاب دہن میں بھی پایا جائیگا۔ دودھ بھی اس مرض کے زہر سے مُبرّا نہوگا۔ بلکہ بعض تو ایسا بتلاتے ہیں کہ اوس کا زہر ہر قسم کے اخراج میں پایا جاتا ہے حتیٰ کہ آنکھ سے جو آنسو جاری ہونگے اُن میں بھی اور ناک و فرج سے بہنے والی رطوبت میں بھی زہر ہوتا ہے۔

چھوت لگنے والے کرم کی خاصیت۔ اس مرض کا کوئی خاص کرم تو ابتک نہیں معلوم کیا گیا۔ اور یقین کیا جاتا ہے کہ یہ زہر خوردبین سے بھی نہیں دیکھا جا سکتا۔ تجربات سے معلوم ہوا ہے کہ مرض پیدا کرنے کے لئے صرف بہت ہی تھوڑا سا لیف درکار ہوتا ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا۔

اس زہر کی وائٹی لٹی (حیات) بہت زیادہ معلوم نہیں ہوتی یہ خشک کرنے سے بہت جلد ہلاک ہو جاتا ہے تاہم ایک شیشہ کی نلی میں سربمہر رکھنے سے ۳ ماہ تک پُر تاثیر رہتا ہے۔ سردی کی تاثیر کو جھیلنے والا مگر جوش دینے سے ضایع ہو جاتا ہے۔ بنز ڈس انفکٹنٹ ادویات کے کمزور اور ہلکے سلوشن سے بھی یہ معطل ہو جاتا ہے مثلاً کہتے ہیں کہ ایک فیصدی کے کاربولک ایسڈ کے سلوشن سے یہ ایک گھنٹہ میں زائل ہو جائیگا اس کی بابت بہت کم معلوم ہے۔ کہ نام بُردہ زہر جسم کے باہر قدرتی حالات میں کتنے عرصہ تک پُر تاثیر رہ سکتا ہے مگر اغلب ہے۔ کہ بہت دیر تک زندہ رہتا ہوگا یعنی چھ ماہ تک یا بلکہ شاید سال بھر رہ سکتا ہو۔

چھوت لگنے کے طریق۔ تجربات سے ثابت ہو گیا ہے۔ کہ جہاں سے منہ کی میوکس جھلی چھل گئی ہو۔ اگر اُس مقام پر مرض کا زہر ملدیا جائیگا۔ یا اگ کار و تیبٹ کی جلد میں پچھنوں کے بعد زہر ملدیا جاوے تو بیماری پیدا ہو جائیگی چنانچہ دہن سے برآمد کردہ زہر جبکہ ایک ڈوڈی دیلیے ٹن کیپ سیئول میں بند کر کے رکھا گیا۔ تو اُس کے استعمال سے مرض پیدا ہو گیا۔ اور بہت سے لوگوں کا یقین بھی یہ ہے کہ معمولی طور پر زہر اسی طرح داخل ہوا کرتا ہے۔ جب کوئی تندرست جانور کسی مریض کو چاٹتا ہے تو بالتوصل چھوت سے مرض وقوع میں آتا ہے چھوٹے بچھڑوں کو صد صہ لگنے

سے مرض لگ جاتا ہے علاوہ بریں کسی دیگر توسل سے بھی مرض کی چھوت لگجایا کرتی ہے مثلاً چارہ، فضلات، کھور اور دیگر ظروف نیز پانی اور اصطبل وغیرہ کے ذریعہ بھی ممکن ہے بلکہ جو سٹر کیں مریضوں سے چھوت آلود ہو جاتی ہیں اُن پر اگر تندرست جانوروں کا گذر ہو۔ تب بھی بیمار مریضوں کے استعمالی ناند و تالاب میں سے پانی پینے کے ذریعہ بھی چھوت لگجاتی ہے۔

محفوظیت - عموماً اس مرض سے بہت ہی کم محفوظیت عمل میں آتی ہے ایسے بہت مریض دیکھے گئے ہیں کہ ایک ہی جانور کو تین ماہ میں دو مرتبہ یہی عارضہ لاحق ہو گیا۔ اس میں شک نہیں کہ کسی قدر محفوظیت ضرور ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ہندوستان میں دیس کے مویشیان میں یہ مرض نسبتاً خفیف ہوتا ہے اور فوتیدگی بھی کم ہی دیکھی گئی ہے۔

زمانہ انکیوبے شن - یہ عموماً مختصر ہوتا ہے جو ۲۰ گھنٹہ سے لیکر ۱۰ یوم تک مختلف ہو سکتا ہے یا فریڈ ریح فرد ہمز صاحب کے بیان کے بموجب زیادہ سے زیادہ ۲۴ یوم ہو سکتا ہے، مگر عام طور پر یہ مدت طویل نہیں ہوتی بلکہ کوتاہ ہوا کرتی ہے۔

علامات - عام طور پر تو مُنہ کھُر کی بیماری سادہ اور نرم قسم کی مرض ہی ہے۔ مگر کبھی کبھی یہ وبا شدید سیپٹی سیمک صورت میں بھی نمودار ہو جاتی ہے۔ عام نرم قسم کے حملہ میں تو علامات بہت مختلف ہو سکتی ہیں خصوصاً ہندوستان میں جہاں عام طور پر منہ میں ابھار موجود نہیں ہوتا۔ لہذا ہمارے واسطے شاید یہ بہتر ہو گا۔ کہ ہم ایسے مریضوں کو دیکھیں جن میں جملہ علامات واقع ہوتی ہوں۔

جبکہ خفیف سی کاہلی اور بخار معہ کمی اشتہا و جگالی کی بندش کے ظہور میں آوے تو حملہ کا غلبہ سمجھ لینا چاہیئے۔ اگر جانور چراگاہ میں ہونگے تو حرکت کرنے کو راغب نظر نہ آئینگے اور گلہ سے علیحدہ رہ جائینگے جنہیں اگر بالجبر چلایا جائیگا۔ تو بمشکل اور اکڑ اکڑ سے چلینگے۔ گائیں دودھ کم دینے لگینگی نیز بلحاظ حملہ کی سختی کے مزاجی ابتری بھی کم یا زیادہ ہوگی اور یہ بخار ایک تھوڑی ہی درجہ ہوتا ہے۔ جو ۲۴ سے ۴۸ گھنٹہ رہتا ہے جسکے بعد مرض کی تشخیصی علامات نمودار ہو جاتی ہیں۔

جیسا کہ میں بتلا چکا ہوں ممکن ہے کہ ایک ہی وقت منہ اور پیروں میں اُبھار پیدا ہوں لیکن اگر منہ میں ہونگے تو جو علامات اوّل نمودار ہونگی اُن میں سے ایک یہ ہوگی کہ جانور لبوں سے چٹخاری ماریگا - اور لعاب دہن کو جو بیرونی تورمی علامات سے ۲۴ گھنٹہ بعد نمودار ہو جاتا ہے نگلتا رہیگا - بات یہ ہے کہ ان اُبھاروں کی موجودگی سے جو کس جھلی میں خراش ہوتے رہنے کی وجہ سے لعاب دہن بہنے لگتا ہے جس کے باعث جانور اپنے لبوں کو چٹخاتا ہوا رال ٹپکاتا رہیگا - پھر بہت زیادہ رالیں بہنے لگتی ہیں اور ان سے دہن جھاگ دار ہونیکے باعث لبوں کے متصل اکٹھا ہوتا رہتا ہے جو منہ سے تھوڑا تھوڑا گرتا رہیگا - ازاں بعد یہ رالیں تیر کی مانند منہ سے ٹپکنا شروع کرتی ہیں یا ریشہ دار ہی لٹکتی رہتی ہیں - مریض جانور دانت پیسیگا - اور خوراک چبانا تکلیف دہ ہو جائیگا - یہ اُبھار اوّل ایک چھوٹی سخت چیز سی دکھلائی دینگے جو جوار کے دانوں کے مشابہ ہوا کرتے ہیں اور عموماً لبوں کے اندر کی طرف نوک زبان پر اور اُس کے اطراف میں واقع ہوتے ہیں گو غضروفی گدی پر بھی کبھی دیکھنے میں آئینگے - پھر یہ اُبھار جلد ہی بڑھ کر چھالے بنجاتے ہیں جن کا قد جوار کے دانہ سے لیکر مٹر کے دانہ تک بلکہ کبھی اخروٹ کے برابر بھی ہو سکتا ہے یہ زردی مائل سفید رنگ کے ہوتے ہیں - جن میں کسی قدر بھوسے کے رنگ کی صاف رطوبت بھری رہتی ہے جو رفتہ رفتہ گدلی ہو جاتی ہے - جو آبلے پاس پاس ہوتے ہیں انکے باہم ملجانے سے ایک کلان قد کا آبلہ بنجانا بھی کوئی غیر معمولی بات نہیں ہوتی - پھر دو یا تین روز بعد یہ آبلے پھٹکر گہرے گھاؤ بنجاتے ہیں جنکی تلی چمکیلی سرخ اور کنارے ناہموار ہو جاتے ہیں ازاں بعد انکی بالائی سطح چھیچھڑا بنکر اُتر جاتی اور جلد ہی درستی شروع ہو جاتی ہے - مگر بعض مریضوں میں اس میں دیر بھی لگجاتی ہے - زبان پر اکثر چھوٹے آبلے ہوا کرتے ہیں لیکن بڑے بھی وقوع میں آسکتے ہیں -

بعض مریضوں کے پیر مبتلا نہیں ہوتے اگر مبتلا ہوں تو پہلی علامات عموماً یہ دیکھنے میں آئینگی کہ جانور اپنے ماؤف پاؤں یا پیروں کو اوپر اُٹھا کر ہلاتا رہتا ہے - کارونٹ گرم پر درد اور خفیف سی متورم ہوگی جس سے مریض چلنے کی رغبت نہ کریگا بلکہ اگرچہ چلایا جائیگا

تو اگر اٹ سے چلتا ہوا لنگڑا چلیگا نیز کارونٹ پر جلد اور کھر کے اتصال کے متصل عموماً ایڑی کی جانب چھوٹے چھوٹے سخت اُبھار نمودار ہو جائینگے۔ جو چھوٹی مٹر یا اُس سے کلاں مختلف قد کے ہوا کرتے ہیں پھر جلد ہی سفید سبز سے رنگ کے آبلے بنجاتے ہیں جو کبھی باہم جُڑ بھی جاتے ہیں۔ یہ بھی ایک سے لیکر ۳ یوم میں پھٹ جاتے ہیں۔ اور عام سُرخ سطح نکل آتی ہیں اور تاوقتیکہ میل کچیل اور نمی سے مؤثر نہوں یا ضرب نہ لگے یا کرمی چھوت واقع نہو ان میں سپوریشن بھی نہیں ہوتا۔ بلکہ اگر ان حوادث سے محفوظ رکھے جائیں تو یہ گھاؤ جلد مندمل ہو جایا کرتے ہیں۔ اور ایک یا دو یا چاروں پیر ماؤف ہو جایا کرتے ہیں۔ جب یہ علامات وسیع ہوتی ہیں۔ تو سُم یا کُھر کے ڈھیلا پڑ جانیکا خطرہ ہوتا ہے۔ اب ذیل میں ہم اُس حالت کا کلینکل ذکر کرتے ہیں۔ جبکہ ایک ہی جانور منہ اور کھر دونوں قسم کی علامات ایک وقت ظاہر کرے ایسی حالت میں بشمول علامات دہن جنکا اوپر ذکر ہوا۔ آبلوں کے ٹوٹ جانیکے بعد خارش بڑھجاتی ہے جس کے باعث چبانے میں تکلیف محسوس ہوگی اور جانور کھا نہیں سکیگا۔ اور نہ جگالی کرسکتا ہے بلکہ نگلنے میں بھی درد اور وقت دیکھی جائیگی جبکہ خون آمیز لعاب دہن منہ سے ٹپکتا یا لٹکتا رہتا ہے۔ لنگ خوب اچھی طرح نمایاں ہوتی ہے پُشت محراب دار ہو جاتی ہے اور جانور خلاف قاعدہ قدرتی صورتوں سے جسم کے وزن کو پیروں پر سے ہٹانے کی کوشش کیا کرتا ہے اور اگر چراگاہوں میں ہے تو جلد کمزور و نحیف ہو جاتا ہے۔ سخت حملہ سے جانور لیٹ جاتا ہے۔ جبکہ بڑی دقت سے کھڑا ہو سکیگا۔

بہت سخت حملوں میں جانور بہت کاہل اُس کا سر نیچے گرا ہوا اور تنفس بودار ہو جاتا ہے آنکھیں گڑی ہوئیں نیم بند ہونگی اور آنکھ و ناک سے فضول کا کیطرح کا اخراج دیکھنے میں آئیگا۔ کبھی کبھی یہ آبلے جانور کی تھوتھنی پر اور لبوں کے باہر بھی نمودار ہو جاتے ہیں۔ دودھ والی گایوں کے حیوانے اور تھنوں پر بھی کبھی آبلے پیدا ہو جاتے ہیں جبکہ تھنوں پر بہت کرکے پائے جائینگے۔ یہ اُبھار اوّل سُرخی اور ورم سے شروع ہوتا ہے

جس کے ساتھ بخار تقریباً ہمیشہ اور درد ہو جاتے ہیں۔ کبھی تو یہ آبلے چھوٹے چھوٹے اور علیحدہ علیحدہ فاصلے پر ہونگے۔ اور کبھی کان آبلے منتشر اور تھنوں کی بہت سی سطح پر پھیلے ہوئے دیکھے جاوینگے۔ منہ اور پیروں کے آبلوں کی نسبت جو تھنوں پر کے آبلے ذرا دیر میں ٹوٹا کرتے ہیں اور پھر دوہنے کے وقت زخموں میں خراش ہوتے رہنے کے باعث اندمال میں دیری لگجاتی ہے۔

بعض گاے کا دودھ گھٹ جا سکتا ہے یا بلکہ بالکل سوکھ جاتا ہے اور دودھ کا رنگ زردی مائل سفید ہو جائیگا۔ اور گاڑھا ہو جانے کے سبب اُس کا چپکا سا جم جاتا ہے۔ اگر ایسی گایوں کا گرم دودھ جنکے جیوانہ ماؤف ہو گئے ہوں چھوٹے بچھڑے پیوینگے تو وہ کے سخت مہلک عارضہ میں مبتلا ہو جانے کا احتمال [illegible] رسگا۔ جا کسی قسم کی علامات ظاہر کئے بدون ہی موت کا وقوع ہو سکتا ہے۔ [illegible] [illegible] گیسٹرو انٹس کا تمثل یعنی معدہ و امعا کے مبتلا مرض ہو جانیکی [illegible] [illegible] اور کھانے کی نالی کی مبوکس جھلی میں اُبھار پائے گئے نیز [illegible] [illegible] [illegible] کی بھی سخت علامات دیکھی گئیں۔

مرض منہ کھر کی علامات بھیڑوں میں [illegible] میں اسکی علامات اکثر پیروں تک ہی محدود رہتی ہیں لیکن اگر [illegible] بھی ماؤف ہو جائے۔ تو علامات [illegible] منتشر اور پھیلی ہوئی کبھی نہونگی جتنی کہ مویشیان میں ہوتی ہیں [illegible] [illegible] سخت ہوتی ہے اور پیروں کے باعث جو درد اور لنگ عارض ہوجاتی ہے وہ بھی [illegible] شدید ہوگی۔ اور مریض جلد جلد لاغر ہوتا چلا جائیگا۔ عموماً سارے پیر ماؤف ہو جاتے ہیں۔ جبکہ جانور بمشکل چل سکیگا۔ اسلئے لیٹ جائیگا۔ [illegible] لیٹے رہنے کی رغبت ظاہر کریگا۔ بخار بہت زیادہ [illegible] تنفس کا تواتر دیکھا جائیگا۔ جو موسم گرما خصوصیت سے [illegible] جاتا ہے۔ اگر جانور چراگاہ میں سے ہانکے جاویں تو پیروں کے درد سے عموماً چل نہیں سکینگے اور لیٹ جایا کرتے ہیں۔ چونکہ اب کیوقت وہ گھٹنوں کے بل یا سر نیچے کے بل اٹھینگے اور چونک کھانے [illegible] [illegible] [illegible] محسوس کرتے ہیں اسلئے جلد جلد گھٹتے ہوئے کمزور ہو جاتے ہیں۔ کھڑے ہوئے بھی

بے آرام ہوتے ہیں اور مویشیاں کی طرح پیروں کو اٹھاتے اور ہلاتے رہتے ہیں۔
چونکہ بھیڑوں کے پیر چھوٹے ہوتے ہیں اور انکی ساخت کا بڑا حصہ ماؤف ہو جاتا ہے۔ لہذا بہت سے مریضوں میں انکے کھر جلد سے جزوی طور پر علیحدہ ہوئے دیکھے جا سکتے ہیں۔ بھیڑی کے پیروں میں چھوٹے چھوٹے آبلہ پڑ جاتے ہیں جنکا قد پن کے سرے کے برابر ہوا کرتا ہے اور ان میں سے بہت سے آبلہ باہم جڑ جاتے ہیں۔ اگر مریض بھیڑیں نامناسب حالات میں رکھی جائیں مثلاً نمی وار چراگاہوں میں رہیں یا انہیں بہت پھرنا چلنا پڑے تو پیروں میں سوزش ہو جانے سے سُم عموماً گر جایا کرتے ہیں۔
جب منہ میں علامات پائی جاویں تو عموماً کاٹنے والے دانتوں کی گدی پر دیکھی جائینگی مگر چھوٹے آبلہ ہونگے اور ہلاکت ان میں زیادہ ہوا کرتی ہے۔ بکریوں میں بھی اس مرض کا ایسا ہی حملہ وغیرہ ہوتا ہے۔
انسانوں میں مرض منہ کھر کی چھوت۔ اسکی چھوت انسانوں کو بھی لگجاتی ہے جو عموماً مریض جانوروں کا کچا دودھ پینے سے لگجاتی ہے۔ انسانوں میں معمولی علامات بخار۔ سورتھروٹ اور میوکس جھلی دہن پر آبلے دیکھے جائینگے۔ نیز ممکن ہے کہ درد شکم اور اسہال بھی ہو۔ اور ہاتھوں کی جلد میں خصوصاً ناخونوں کے متصل انگلیوں پر وابھر بھی پائے جا سکتے ہیں اس مرض کا دوران شدید ہوتا ہے اور عموماً دس یوم میں صحت ہو جاتی ہے
استعمال شیر۔ دودھ کو جوش دینے کے بدون ہرگز استعمال نہ کیا جاوے۔ جوش دینے سے مرض کا زہر ضایع ہو کر دودھ محفوظ ہو جائیگا۔ اگر چونگھنے والے بچھڑے ایسی گایوں کا دودھ چونگھتے ہوں۔ جو مرض منہ کھر کے عارضہ میں لاحق ہوں تو بچھڑے اکثر دفعتاً فوت ہو جاتے ہیں یا گیسٹرو انٹرائی ٹس یعنی درد امعا کی سخت علامات ظاہر کرنیکے بعد مر جائینگے۔
دوران وفال مرض مویشی میں۔ نرم حملوں میں جبکہ پیچیدگی بھی کوئی نہ ہو اور دیگر حالات بھی عموماً موافق ہی رہیں۔ تو اس مرض کا دوران آٹھ سے پندرہ یوم ہوتا ہے۔ مرض کے شروع ہونے سے قریباً ایک ہفتہ کے اندر درجہ حرارت کی علامات گھٹنے لگتی ہیں اور اگرچہ علامات دہن ابھی تک رفع نہیں ہو جاتیں مریض کھانا شروع کر دیتا ہے۔ بیمار لنگ بھی

رفتہ رفتہ کم ہوتی جائینگی۔ اور پیرونکی علامات رفع ہوجاتی ہیں۔ احتیاط سے خیال رکھیں
کہ پیروں میں پیچیدگیاں نہ ہونے پاویں۔ جو مویشی ناموزوں حالات میں نمی دار دلدل کی
زمینوں پر رہتے ہوں اور جہاں میگٹ پیدا کرنے والی مکھیوں کے حملے اُن پر ہوتے
رہیں تو ایسے مویشیاں کے ماؤف پیروں پر گھاؤ پیدا ہو جانیکا بھی بہت اندیشہ ہوتا ہے
اور دیگر پیرونکی پیچیدگیاں بھی وقوع میں آسکتی ہیں۔ جن سے جانور ناکارہ ہوجاتا ہے
یا بلکہ فوت ہوجائیگا۔

جب کسی گلہ میں مرض کی وبا پھوٹ پڑتی ہے تو عموماً [illegible] مہینہ یا اس سے بھی زیادہ
عرصہ لگجاتا ہے۔

فوتیدگی۔ مناسب طور پر رکھے ہوئے جانوروں میں شرح اموات کم ہی ہوتی ہے۔ گو کبھی کچھ
اموات ہو بھی جاتی ہیں۔ لیکن نامناسب حالات میں رہنے والے جانوروں میں بہت
زیادہ اموات ہوا کرتی ہیں۔ شاید ایک فیصدی ہوتی ہونگی۔ میلگننٹ قسم کے حملوں میں
۵ فیصدی اور دودھ چونگھنے والے چھوٹے بچھڑوں میں پچاس سے ۸۰ فیصدی اموات
وقوع میں آتی ہیں۔ اس مرض سے بہت سخت نقصان پہنچتا ہے۔ دودھ بھی کم ہوجاتا
ہے اور مویشی کام کرنیکے قابل نہیں رہتے۔

علاج۔ مرض منہ کھر کے عارضہ میں اکثر بہت ہی سادہ علاج کی ضرورت ہوا کرتی ہے
بلکہ بعض مریضوں میں تو صرف یہ درکار ہوگا۔ کہ انہیں خشک زمین پر رکھیں اور اگر منہ ماؤف
ہوگیا ہے تو نرم غذا کھلاویں۔ اگر بخار زیادہ ہو تو کانجی یا السی کی چاء میں گڑ اور ایپسم سالٹ
ملا کر ایک جلاب دیویں۔ اگر منہ میں خفیف دابھڑ بھی ہوں تو مریض کو ٹھنڈا پانی پلاویں جسے
قدرے سرکہ یا پھٹکڑی ملا کر ترش کرلیا گیا ہو۔ نیز کیکر کی چھال کا ہلکا جوشاندہ بھی استعمال
کر سکتے ہیں لیکن جب منہ میں آبلے بہت وسیع اور پُر درد ہوں تو دہن کو سیر کا ایسڈ یا فی
[illegible] یا ٹینک ایسڈ کے ہلکے سلوشن سے جو ایک گیلن پانی میں ایک اونس ٹینک ایسڈ
[illegible] سے طیار کیا جاوے یا ایک کوارٹ پانی میں ۲ ڈرام کلوریٹ آف پوٹاش یا
[illegible] سکتے ہیں۔ جب [illegible] اور [illegible] ماؤف ہوجاویں۔ تو انہیں صاف رکھنے

کے سوا اور کچھ بھی درکار نہو گا۔ البتہ جلد جلد اور آہستگی کے ساتھ دودھ نکالتے رہنا چاہیئے۔

جب پیر ماؤف ہو گئے ہوں تو جہانتک ممکن ہو انہیں خشک رکھیں اور جانوروں کو بہت نہ چلنے پھرنے دیں۔ پیروں کو احتیاط سے دیکھتے بھالتے رہیں۔ کہ ان میں سپوریشن تو نہیں ہو گیا ہے یا میگٹس یا کرم تو نہیں جمع ہو گئے ہیں۔ ہندوستان میں اگر مریضوں کو خشک زمین پر رکھا جا سکے تو تا وقتیکہ انپر سخت حملہ ہوا ہو پیروں میں اور کچھ کرنا درکار نہو گا اور ٹار کا لگانا مفید ہوتا ہے لیکن اگر کوئی پیچیدگی وقوع میں آوے تو پیروں کو کسی اینٹی سیپٹک وا ایسٹرنجنٹ دوائی سے صاف کر دینا چاہیئے لیکن اگر بہت سے جانوروں کے پیروں کو ڈریس کرنا پڑے تو اس کا عمل میں لانا بہت مشکل ہوتا ہے جبکہ ہم یا تو کسی مقام پر نام برو ہ ڈریسنگ پھیلا کر جانوروں کو اوس میں کھڑا کر دینگے یا کسی تیز پچکاری کے ذریعہ لگا دینگے ایسی صورت میں اول پانی استعمال کرتے ہیں۔ تاکہ پیروں کو خوب اچھی طرح صاف کرنے کے بعد میں اینٹی سیپٹک یا ایسٹرنجنٹ ادویات مثلاً سلفیٹ آف کاپر سلوشن یا ایسیٹیٹ آف لیڈ یا پچکشی کا لوشن لگا دیں لیکن اگر پیر خراب حالت میں ہوں تو ہر ایک جانور کے پاؤں فرداً فرداً اینٹی سیپٹک کئے جاویں صاف کئے جاویں اور زخموں کو بھی الگ الگ ڈریس کریں۔

حسب ضرورت جانوروں کی خوراک بھی احتیاط سے بہم پہونچائی جاوے۔

مرض منہ کھر کی وبا کے متعلق مفصلہ ذیل فوجی احکام۔ (۱) اس مرض کی بابت چھوت کو ملحوظ رکھکر جہانتک جلد ممکن ہو۔ جملہ مریضان کو علیحدہ کر کے الگ رکھیں۔ یہ علیحدگی حسب حال حدود دروازہ فاصلے پر عمل میں لائی جاوے۔ جو عام گذرگاہ اور شاہراہوں سے علیحدہ ہو۔ اسی طرح بھی مریضوں کو عام گذرگاہوں اور شاہراہوں پر نہ گذرنے دیں۔

(۲) کمیونیکیشن یعنی علیحدہ شدہ مریضوں کے مقام اور اصلی جگہوں کے درمیان آمد و رفت وغیرہ کا سلسلہ منقطع کیا جاوے۔ تاکہ علیحدگی کامل عمل میں لائی جا سکے اور الگ کئے ہوئے جانوروں کی نگرانی کرنے والے آدمی بھی علیحدہ رکھنے چاہئیں جنہیں

تا اختتام وبا مذکور اُس مقام سے علیحدہ نہ ہونے دیں۔ اگر کسی گاؤ خانہ کی دودھ والی گائیں مریض ہوں تو اُنکے نگہبان اور دودھ دوہنے والے بھی ماؤف جانوروں کے ساتھ علیحدہ جگہ میں بھیجدینے چاہئیں۔ علیحدگی کے مقام کے گرد باڑھ وغیرہ لگادیں۔ تاکہ غیر کوئی جانور نہ گھس سکے نیز مریض گایوں اور اُنکے نگہبانوں کی خوراک وغیرہ اس علیحدہ مقام یا محول ہاتھ پہونچائی جائے یا گاڑی میں لائی جائے تو اُس میں گھوڑے یا خچر جوڑنے چاہئیں علیحدہ باڑے میں فالتو آدمی نہ آنے پاویں۔ جن لوگوں کا آنا ضروری ہو۔ مثلاً ڈاکٹری افسر دیگر افسروں اور انچارج نن کمیشن افسروں کو چاہئے کہ باڑے کو چھوڑنے سے پیشتر اپنے ہاتھ اور بوٹ یا پاپوش خوب پاک صاف ڈس انفکٹ کر لیا کریں۔ اور اپنی چھڑی یا سوٹی کو باہر ہی چھوڑ آیا کریں۔ کیونکہ سوٹی کے سرے کیساتھ چھوت کا چلا جانا اغلب ہوتا ہے احتیاط رکھی جاوے کہ زمین پر دانہ بکھرا نہ رہے ورنہ پرندے وغیرہ آئینگے جو چھوت پھیلا سکتے ہیں۔

(۳) بلا توصّل چھوت دار یعنی مریضوں کے ہر دو جانب رہنے والے جانوروں کو بھی علیحدہ کرکے الگ رکھیں اور ۲ فیصدی کے کاربولک ایسڈ سلوشن یا کسی دیگر مناسب ڈس انفکٹنٹ دوائی سے خوب دھو ڈالیں اور سر ٹانگوں پیروں و دیگر حصوں کو جو مریضوں کے لعاب دہن سے آلودہ ہو جاویں بہت اچھی طرح ڈس انفکٹ کرکے پاک صاف کرنیکے بعد خوب خشک کریں مگر ڈس انفکٹنٹ ادویات کے تیز سلوشن نہ استعمال کئے جاویں ورنہ نازک مقامات پر ضماد لگ جائیگا۔ دودھ والی گایوں کے تھنوں کو ڈس انفکٹ کرنے کے لئے ۴ فیصدی کا بورک ایسڈ سلوشن بہت مناسب ہوگا باستثناء اُس نگہبان کے جو مریضوں کی نگرانی میں رہا ہو کسی دوسرے آدمی سے ایسا کرا دیں۔

(۴) مرض کی پہلی علامات دیکھنے کے لئے جانور کا احتیاط سے ملاحظہ کریں۔ آلہ مقیاس الحرارت بھی استعمال کریں اور جانور کے منہ و پیروں کو اگر گاؤ مریض ہوں تو حیوانہ کو بھی دیکھیں اور جب مشتبہ مریض نظر آویں انہیں علیحدہ کردیں۔

(۵) مندرجہ بالا ملاحظے کے بعد تمام جرگہ ریوڑ کے کل جانوروں کی تبدیل جا کر دیں

تاکہ مقام یا مقامات ماؤف کا مکمل ڈس انفکشن عمل میں لایا جا سکے۔ نئے مقام پر لیجانے سے
قبل جملہ جانوروں کے پیر ۲ فیصدی کے کاربولک ایسڈ سلوشن سے یا ۵ فیصدی کے
کلورینیٹڈ لائم کے سلوشن یا کسی دیگر مناسب ڈس انفکٹنٹ سے دھو ڈالیں۔ ڈس انفکٹ
کرنے کے لئے ایک فٹ پاتھ اس طرح بھی طیار کر سکتے ہیں کہ زمین میں ایک غار کھود کر
ڈس انفکٹنٹ سلوشن سے پر کر کے اس میں کوئی پرانی ترپال ڈالیں۔ اور جانوروں کو اس
پر سے گذرنے دیں اور بچا ہوا سلوشن بعد میں مقامات کو ڈس انفکٹ کرنے کے کام میں
لایا جاوے۔

(۶) اور تیسرے [illegible] مرض کی علامات
ظاہر کرے اسے بغرض علاج [illegible]۔

(۷) اگر ممکن ہو انتظام [illegible] پانی پلانے کے طریق۔
تبدیل کر دینے چاہئیں۔ [illegible] مریضوں کو پانی پلایا جاتا
تھا علیحدہ کر کے [illegible]۔

(۸) چھوت [illegible] اگر ممکن ہو اس کا اجرا بند کر دیا
جائے اگر [illegible] میں مشتبہ ہو تو [illegible] دیا جائے اور [illegible]
کے بعد [illegible] جانوروں کا ملاحظہ کیا جا سکتا ہے [illegible] ٹھیکہ [illegible] تو کھاد ڈھونے
والے جانوروں کا بھی ملاحظہ کریں۔

(۹) ڈس انفکشن کے متعلق جو ہدایات مذکور ہوئی ہیں اُنکے مطابق مریضوں
کے گھر ال یا کھڑے رہنے کے مقامات کا اول طور پر ڈس انفکٹ کریں۔ اور زمین آخور
دیواروں اور کھلانے پلانے کے انتظام بشمول عام پستان کی پانی کی ناند کے، فضلات
سے [illegible] اگاڑی پچھاڑی جھاڑن [illegible] جو گاؤخانہ میں کار آمد ہوں اور گاڑی کے ڈنڈے
جو مریضوں کے استعمال میں رہے ہوں غرض کل اشیاء کو اول توجہ کے ساتھ پاک صاف
کیا جائیں۔

(۱۰) اگر گھاس ضایع اور مشتبہ گھاس چند روزہ دھوپ میں رکھنے کے [illegible]

کو کھلا دیں۔ منجملہ دیگر مقامات کو جہاں جانور کھڑے ہوتے ہوں اچھی طرح صاف اور ڈس انفکٹ کریں۔

(۱۰) علاج۔ اچھی تیمارداری کریں اور حفظ صحت کے قاعدے کے موافق۔ احتیاط رکھی جائے جس زمین پر جانور کھڑے ہوں اُسے خشک اور بہت ہی صاف رکھنی چاہئے نیز بقاعدہ حفظ صحت عمل کریں۔ ورنہ جانوروں کے پیروں میں پیچیدگیاں وقوع میں آئینگی خشک موسم میں تو کھلے میدان میں باندھنا سب سے اچھا ہوگا۔ بلکہ برسات میں بھی درختوں کے سایہ میں خشک مقامات بہم پہنچینگے۔ لیکن اگر سایہ دار درخت نہ ہوا تو کسی سائبان کے ذریعہ حفاظت کر لینی چاہئے۔

جس زمین پر مریض جانور کھڑے ہوں اُسے ڈس انفکٹنٹ ادویات سے اچھی طرح پاک رکھیں۔ نیز مکھیوں سے بھی بچانا ضروری ہے۔ پیروں کو ایک یا دو دفعہ روزانہ گرم پانی سے دھوویں اور تمام میل کچیل سے صاف کر کے ہلکا زنک لوشن اور لیڈ لوشن لگاتے رہیں۔ بلکہ کبھی کبھی کاربولک یا بورک شیپ لین بھی (۱ اور ۱۲ کی نسبت سے) لگاتے رہیں۔

دکھی اشیاء سے حیوانہ اور نخص بھی ڈریس کر دیا کریں۔ مگر بورک کا استعمال سب سے بہتر ہوگا۔ نیز دھونے میں بہت احتیاط رکھنی چاہئے۔ دہن کے لئے نیم گرم پانی میں پھٹکڑی یا بورک ایسڈ ملا کر غرارے کرانے سے بہت اطمینان بخش نتائج نکلتے ہیں۔

جب بخار ہو تو پینے کے پانی یا کانجی میں کلوریٹ یا نائٹریٹ آف پوٹاش نصف آونس کی خوراک میں ایک یا دو مرتبہ روزانہ دیتے رہیں۔ کھانے کے لئے نرم سبز گھاس مثلاً دوب یا لوسن جو پکا نہ ہو دیا جاوے اور بہت سی چاولوں کی پتلی پیچ میں ۲ یا ۳ آونس گُڑ یا شیرہ ملا کر ایک یا دو مرتبہ یومیہ دیا کریں یا ایک روز یہ دیں اور دوسرے روز اسکی بجائے چوکر کا مہیلہ میں قدرے خوردنی نمک ملا کر دیا کریں۔

اگر پیروں میں پیچیدگیاں ہو گئی ہوں۔ مثلاً ڈنبل بن گئے ہوں یا اگر سُم وغیرہ مُردار ہو گیا ہو تو خاص جراحی اور دافع عفونت علاج کی ضرورت پڑیگی اور پیروں کی حفاظت کے

لئے کاٹن وول (روئی)، تو لیعنی ٹن اور پٹیاں و لبوٹ وغیرہ درکار ہونگے
نعشوں کو اوّل اون کی جلد ٹکڑے ٹکڑے کرکے دفن کر دینا چاہیئے مگر اُن کے
لیجانے میں احتیاط رکھنی چاہیئے۔ کہ منہ اور پانو کسی تیز ڈس انفکٹنٹ سلوشن سے
اچھی طرح ڈِس انفکٹ کر لئے جاویں۔ اور دہن اوپر باندھ لیا جائے۔ تاکہ لعاب دہن نیچے
گرنا نہ جائے۔ یا اس سے بھی یہ بہتر ہوگا۔ کہ کسی تھیلے میں تھوڑا بھوسہ بھر کر منہ کو تھیلے میں
رکھکر لیجاویں اور جس گاڑی میں نعشیں لیجاویں۔ اوس میں نجر جوڑنے نیا ئیں۔
جب وبا کا خاتمہ ہوجاوے۔ تو جانوروں کو لائن میں واپس لانے سے پیشتر تمام صحتیاب
شدہ جانوران کو صابون اور پانی سے دجبکہ ایک گیلن پانی میں ایک وائن گلاس کار بولک
ایسڈ کا شامل کر لیا گیا ہو۔) خوب نہلا دُھلا کر صاف کر لینا چاہیئے۔ اور اُنکے پیروں پر سمہ
کار و نیٹ کے اور کھروں کے درمیانی جگہوں پر بھی اسٹاکھم ٹار لگا دینا چاہیئے۔ ان کے نگہبانوں
کے کپڑے، ہاتھ پانو وغیرہ بھی خوب ڈِس انفکٹ کرنیکے واسطے اُنہیں دو روز کی چھٹی دیجاوے
جانوروں کے کپڑے بھی ملوبالٹی ورسے وغیرہ اور دیگر جملہ سامان جو اُنکے استعمال میں رہا ہو۔
بطریق ڈِس انفکشن مذکورہ خاص توجہ سے پاک صاف کیا جاوے جس زمین پر جانور کھڑے
ہوتے تھے اُسے اب آخری مرتبہ پھر اچھی طرح ڈِس انفکٹ کر دیں۔
(۱۱) کام کرتے ہوئے علیحدگی عمل میں لانا۔ اگر مندرجہ بالا تدابیر جلد الگ کرنیکی
عمل میں لائی جاویں اور مریض در مریضوں کے ہر دو جانب کے ایک ایک جانور کو علیحدہ لیجاکر
رکھا جاوے اور نفست ترپ یا گلہ کا دو دفعہ روزانہ ملاحظہ کیا جاوے اور جس مقام پر مشتبہ جانور
کھڑے ہوں اُس کے قرب و جوار سے جانوروں کو علیحدہ کرکے اُن مقامات کا بھی کامل ڈِس انفکشن
عمل میں لایا جاوے اور پھر سات یوم تک کوئی تازہ مریض بھی وقوع میں نہ آوے تو اُس وقت
سے لیکر وبا کے اختتام تک تندرست جانوروں کو کام پر لگا سکتے ہیں جبکہ وہ علیحدہ رہتے ہوں
مریضوں کے ہر دو جانب سے ایک ایک جانور جو علیحدہ کئے گئے تھے۔ اُنہیں سات
یوم بعد لائن میں واپس بھیجدیویں۔ جانوروں کو جبکہ بہ زمانہ علیحدگی کام پر بھیجیں تو اوّل اُنکے
پیر خصوصاً کھروں کے درمیانی شقاق کو ٹار سے ڈریس کر دینا چاہیئے۔

(۱۲) کسی گئوشالہ میں وبا پھیل جانے پر دودھ کا استعمال۔ مرض زدہ گھر کے مریضوں کا دودھ اور مکھن انسانوں کے استعمال کے قابل نہیں ہوتا۔ اور ہرگز استعمال میں نہ لانا چاہیے۔ خصوصاً بچوں کو ہرگز نہ دیا جائے۔ لہٰذا یا تو علیحدگی کے مقام پر ہی اُسے ضایع کر دیا جائے یا اگر خنازیر و دیگر جانوران کو پلانا ہی پڑے تو موجودہ وٹرنری افسر کی اجازت سے کم از کم پندرہ منٹ جوش دینے کے بعد استعمال میں لادیں۔ مگر یہ سب کام اُسی مقام پر کیا جاوے جہاں کہ مریض علیحدہ کئے گئے ہوں۔

پندرہ یوم بعد انکا دودھ پھر انسانی غذا کی قابل ہو جائیگا۔

(۱۳) وبا کو کب ختم شدہ کہنا چاہیے۔ آخری مریض کی شفایابی کے پندرہ روز بعد جملہ شفایاب جانوران کو لائن میں واپس لے آویں تب کہا جا سکتا ہے کہ وبا کا خاتمہ ہو گیا مگر واپسی سے پیشتر ڈس انفکشن کے متعلق احتیاطوں نیز اُن کے نگہبانوں کے ڈس انفکشن کو بخوبی انجام دیں۔

آئندہ وقت کی روک تھام۔

(۱) نئے خریدشدہ مویشیاں کو علیحدہ رکھیں اور اُنکے پیروں کو ڈس انفکٹ کریں۔

(۲) خرید کرنے والے افسر اُن اضلاع یا میلوں میں نہ جاویں۔ جہاں وبائی مرض پھیلا ہوا ہو۔

(۳) کسی سڑک یا شاہ راہ سے گذرنے کے وقت سرائوں یا دیہات کے گرد و نواح میں مویشیان کو نہ رکھیں۔

(۴) اگر مجبوراً ایسے اضلاع میں سے گذرنا پڑے جو ماؤف ہیں تو مویشیان کے پیروں پر شالکھوم تار لگا کر لیجاویں۔

(۵) جب یہ معلوم کیا جاوے کہ جو جانور چھاؤنی میں فوجی خدمات انجام دیتے ہیں اُن کے علاوہ دیگر جانور بھی مریض ہو گئے تو مقامی افسر کمانڈنگ اور چھاؤنی کے مجسٹریٹ کو رپورٹیں بھیجی جاویں۔ اور علیحدگی و ملاخطہ و نقل و حرکت جانوران کے متعلق احکام و تدابیر عمل میں لائی جاویں نیز جملہ بھیڑیں اور بکریاں جو گلوں میں یا قطاروں میں موجود ہوں۔ اُن پر بھی مذکورہ بالا احکام کنٹرول عمل میں لاتے کے لئے عائد ہونگے۔

(۳) سیرم اور زہر سیرم کے ذریعہ گو یورپ میں محفوظ طبیت عمل میں لائی گئی ہے۔ مگر ابھی تک عملی طور پر کوئی بھی مفید نتیجہ نہیں نکلا۔

ورمی نس برانکائٹس یعنی کرموں سے پیدا شدہ برانکائی سوزش

اس بیماری کو انگریزی اصطلاح میں ہسک یا ہوز یعنی وہانس اور پیپرسکن یعنی چرمی کاغذ کی طرح کی جلد بھی کہتے ہیں۔ جو مرض برانکائٹس کی ہی ایک قسم ہے۔ اور چھوٹی عمر کی بھیڑ بکریوں پر حملہ کرتی ہے۔ اور برانکائی کی نلیوں میں پیریسائیٹک کیڑے کی موجودگی سے وقوع میں آتی ہے۔ یہ بیماری نمی وار گرم موسموں میں عارض ہوا کرتی ہے۔ اور بموسم گرما و خزاں بہت ہی پھیلی ہوئی دیکھی گئی ہے۔

سبب بیماری۔ ایک دھاگے کی مانند کیڑا پھیپھڑے میں ہوتا ہے جس کا نام سٹرانگی لس فلیریا ہے یہ کرم چھوٹا سا سفید رنگ کا دھاگے کی طرح کا طوالت میں ایک سے دو انچ ہوتا ہے جس پر ایک گہری سی بالوں کی دھاری دیکھی جاتی ہے۔

مرض کس طرح پھیلتا ہے۔ یہ کرم برانکائی کی میوکس میں انڈے دیتا ہے۔ جن کے سیئے جانے پر چھوٹے چھوٹے کرم ایمبریو پیدا ہو کر پھرنے لگتے ہیں جو کھانسنے کے ساتھ باہر نکل کر زمین پر پھیل جاتے ہیں اور موافق مقامات میں جسم کے باہر بھی عرصہ تک زندہ رہ سکتے ہیں۔ مثلاً پانی میں کئی ماہ زندہ رہ سکینگے۔ اس طرح پر جب یہ جنین موقعہ پاکر خوراک یا پانی کے ساتھ چھوٹی بھیڑ بکریوں کے اندر چلا جاتا ہے۔ تو رفتہ رفتہ برانکائی تک پہونچ جاتا۔ اور مرض برانکائٹس کا باعث ہوتا ہے۔ نام بردہ سٹرانگی لس فلیریا اول اول پھیپھڑے کی پچھلی نوک پر حملہ آور ہوتا ہے۔ جو گہری سرخ یا سبز رنگ کی ہو جاتی ہے۔ اور دبانے محسوس کرنے میں ٹھوس معلوم ہوگی۔ اس نوک سے یہ بیماری آگے کو پھیلتی جائیگی۔ حتیٰ کہ پھیپھڑے کے ٹکڑوں پر یکے بعد دیگرے حملہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور برانکائی پُر ہو جاتی ہے آخرکار ہوائی نالیوں کے کرموں اور میوکس سے لبریز ہو جانے کے باعث پھیپھڑا ٹھوس۔

ہو جاتا ہے۔ ماؤف حصّہ پر پلپلا پن بھی اکثر سوزش ہو جاتی ہے۔ جو بعد میں [illegible]

یا بلکہ جھڑ جانا بھی وقوع میں آسکتا ہے۔

علامات۔ سب سے پہلی بڑی علامت ایک خاص قسم کی [illegible] کی طرح کی کھانسی ہوگی۔ جو برانکائی کی میوکس جھلی میں کرموں سے پیدا شدہ متواتر خراش کے باعث لاحق ہو جایا کرتی ہے بھیڑ ہی کی اشتہا تمامی رہتی ہے۔ مگر وہ رفتہ رفتہ لاغر اور نحیف ہوتے ہوتے اینیمک ہو جاتی ہے۔ جبکہ میوکس جھلیوں کا رنگ ہلکا۔ اور اُس کی جلد و بال خشک و سخت ہو جائینگے۔ کہنہ درجات میں علامات بڑھ جاتی ہیں جبکہ تنگی تنفس۔ کھانسی اور عام جسمانی کمزوری کے ساتھ انیمیا یا کمی خون کی بہت ہی ضروری علامات بھی موجود ہونگی۔ کھانسی کے ہمراہ کچھ میوکس بھی نکل آئیگی جس کا امتحان کرنے پر اُس میں کرم پائے جائینگے۔ آخری درجات میں برانکیل کتار سخت ہو جاتا ہے تنفس بہت کمزور اور جھٹکے سے انجام پاتا ہے۔ اور کبھی کھانسی تشنج سے اور بظاہر درد و جھٹکوں کے ساتھ اُٹھا کرتی ہے جس سے بھیڑ [illegible] لاچار اور بیحال ہو جاتی ہے۔ ناک سے بھی کثیر اخراج ہوتا ہے جس میں جنین اور کثیر [illegible] ریزے پائے جائینگے۔ جلد پارچمنٹ کی طرح خشک ہو جاتی ہے اور اسی لئے اس مرض کو پیپر سکن یعنی چرمی کاغذ کی طرح کی جلد ہو جانا کہتے ہیں۔

مدت قیام۔ اِس بیماری کا دوران کہنہ ہے اور ۳ ماہ سے ۵ ماہ کے عرصہ میں یا تو جانور کے سوکھ جانے سے یا دم بند ہو جانے کے باعث موت وقوع میں آیا کرتی ہے جب علامات مشترح ہوتی ہیں تو جانور بہت کم زندہ رہتے ہیں۔

علاج۔ اگر علاج کچھ مفید ہو سکتا ہو۔ تو ضروری ہوگا۔ کہ اچھی عمدہ غذا کے ذریعہ جانور کی طاقت برقرار رکھی جائے۔ اس کے علاوہ دوائیوں کا دینا بیسود ہوتا ہے۔

بھیڑ اور بکریوں کے علاج کا سب سے اچھا طریق یہ ہے کہ انہیں کسی طرح اینٹی سیپٹک اور خراش دار ادویات مثلاً گرم کئے ہوئے تار۔ گندھک یا تارپین کی دھونی دیں۔ جانوروں کو کسی بند گھر الماری میں رکھا جائے گرم تارپین تمر سے تار گندھک یا تارپین کو ملیں۔ تاکہ ان [illegible] سے بہت سا دھواں نکلے گر جانوروں کے ہمراہ ایک آدمی کا

اندر رہنا بھی جائز ہوگا۔ یہ دیکھنے کو کہ اُنکا دم تو نہیں گھٹتا ہے۔ یہ عمل ایک وقت میں ۱/۲ گھنٹہ وہ ۱۰ منٹ کرنا کافی ہوگا۔ جو دو یا تین مرتبہ کیا جا سکتا ہے۔ اِس دہونی سے بھیڑوں کو کھانسی اٹھیگی جسکے ساتھ ہی پیرپیسائٹس کو نقصان پہونچانیوالی تاثیر عمل میں آئیگی یعنی بہت سے پیرپیسائٹس کھانسی کے ذریعہ خارج ہو جائینگے۔ دوسرا طریق علاج انٹرا ٹریکیل پچکاری کرنا ہے یعنی ہائپوڈرمک پچکاری کے ذریعہ ٹریکیا میں ایسی ادویات داخل کرنا کہ جس سے پیرپیسائٹس ہلاک ہو جاویں۔ اِس مطلب کے لئے مفصلہ ذیل نسخہ جات اِستعمال کئے جا سکتے ہیں۔

(۱) کاربولک ایسڈ .... ۴ ڈرام
روغن تارپین .... ۱۰ آؤنس
کاربونیٹ آف پوٹاس .... ۱ ۱/۲ آؤنس
اولیو آئل (روغن زیتون) .... ۵ آؤنس
پانی .... ۲۰ آؤنس
اسکی معتاد ۱/۲ آؤنس ہے جو روزانہ تین دن متواتر استعمال کریں

(۲) آیوڈین .... ۱ حصہ
آیوڈائڈ آف پوٹاسیم .... ۱۰ حصہ
پانی .... ۱۰۰ حصہ
اسکی معتاد بقدر ایک ڈرام روزمرہ استعمال کریں۔ اور کُل ۵ ڈرام دوائی داخل کریں

اِن ادویات کے استعمال کرنے میں بھیڑ کو قابو کرکے اُوس کا سر آگے پھیلا لیتے ہیں۔ تاکہ ٹریکیا اچھی طرح اُبھر آوے پھر بائیں ہاتھ سے ٹریکیا کو پکڑ کر غضروفی چھلونکے مابین سوئی کو چبھو کر آہستہ سے دوائی کی پچکاری کر دیتے ہیں۔

ملک ہندوستان میں تدابیر حفظ ماتقدم کا عمل میں لانا بہت مُشکل امر ہے۔ لیکن اگر ممکن ہو چھوت کے مشتبہ مقامات کو چھوڑ کر بھیڑوں کو اونچی اور خُشک چراگاہوں میں رکھیں مگر اِس ملک میں ایسا کرنا نیز بھیڑوں کا علاج کرنا بھی بہت مشکل امر ہے۔

ٹیوبرکلوسس یعنی سل کی بیماری

یہ مویشیوں کی متعدی اور چھوت سے لگجانیوالی بیماری ہے جو بیسی لس یا ٹیوبرکلوسس بووس نامی کرم سے عارض ہوتی ہے۔ جو پھیپھڑوں اور جسم کے دیگر حصوں میں ٹیوبرکل یا چھوٹی چھوٹی گانٹھیں یا گلٹیاں بنجانے سے شناخت کیجاتی ہے۔ یہ گانٹھیں گل گل کر پنیر کی مانند اور بعض دفعہ چونے کی طرح کی بنجاتی ہیں۔

ہندوستان میں یہ مرض بہت عام طور پر نہیں دیکھی جاتی۔ بلکہ فرنگی جانوروں میں تو فی الواقع شاذونادر ہی دیکھنے میں آئی ہے مگر اس کے مریض بنتے ضرور ہیں۔ اگرچہ ابتک ہمیں اسکا علم نہیں۔ کہ اس ملک کے مویشیاں میں یہ مرض کتنا سخت ہوتا ہے ٹیوبرکلوسس یا سل کی بیماری انسانوں میں بھی گو عموماً اسی سے بہت مشابہت رکھنے والے بیسی لس سے پیدا ہوتی ہے۔ جو مویشی کے بیسی لس سے خفیف سا ہی امتیاز رکھتا ہے مگر انسانوں میں یہ بہت ہی عام مرض ہے۔ ہندوستان کے مویشیوں میں اس مرض کے کم لاحق ہونے کا سبب غالباً یہ ہے۔ کہ مویشی عموماً کھلے میدانوں میں رہتے ہیں۔

بہت سے ممالک میں انسانی اور حیوانی ٹیوبرکلوسس کے تعلقات کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ کاک صاحب نے جبکہ اس مرض کا بہت سالوں تک احتیاط سے مطالعہ کرتے ہوئے اس کا بیسی لس اوّل اوّل دریافت کیا۔ تو یہ نتیجہ نکالا تھا۔ کہ مویشی کے بیسی لس سے انسانوں کو بہت ہی کم چھوت لگتی ہے۔ اور اس امر واقعہ سے کہ اس ملک کے مویشیوں کی نسبت یہاں کے انسانوں میں یہ مرض بہت زیادہ دیکھی جاتی ہے اس کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ کہتے ہیں کہ انسانوں میں بھی کچھ مریض ایسے دیکھے گئے ہیں جنہیں مویشیان کی قسم کا مرض سل عارض ہوا تھا۔ لہذا ایسی احتیاطیں عمل میں لانا مصلحت معلوم ہوتا ہے۔ کہ مریض جانوروں کے دودھ وغیرہ سے اس کی چھوت انسانوں کو نہ لگنے پائے۔

مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انسانی ٹیوبرکلوسس بالکل اول پہچان مختلف عوارض ہیں مادہ قبولیت رکھنے والے جانور۔ بعض مصنفین کی رائے میں ٹیوبرکل بیسی لس تین شکلیں رکھتے ہیں۔

(۱) ایک وہ جو انسانوں پر حملہ کرتا ہے۔

(۲) بووائن جو مویشی گھوڑے اور بھیڑ کی نسل کے جانوراں پر حملہ کرتا ہے۔

اور (۳) اے ویئن جو پرندوں پر حملہ کرتا ہے۔

پس بووائن بیسی لس ہی مویشیوں پر حملہ کرتا ہے جس کا اگر خرگوش۔ بکریوں۔ بلی اور بندروں و گنی پگ میں ٹیکہ لگایا جائے۔ تو مرض پیدا ہو جائیگا۔ کتا اگرچہ اس مرض کی بہت کم استعداد رکھتا ہے لیکن اگر زیادہ مقدار میں ٹیکہ کیا جاوے تو تمام جسم میں ٹیوبرکلوسس ہوکر فوت ہو جائیگا۔ مویشی کے ٹیوبرکل بیسی لس کی معتدل مقدار سے تو گھوڑوں میں بھی مرض نہیں پیدا ہوتا۔ جو زیادہ مقدار سے ہو جاتا ہے۔

برخلاف اسکے انسانی بیسی لس کی معتدل مقدار کا ٹیکہ لگانے سے تمام بدن میں ٹیوبرکلوسس عارض نہوگا۔ اس سے خرگوشوں میں بھی آسانی سے چھوت نہیں لگتی اور نہ بکریوں کو چھوت لگتی ہے۔ نیز گھوڑے بھی انسانی بیسی لس سے بآسانی مریض نہیں ہوجاتے مگر بندر اور گنی پگ اس قسم کی چھوت کی خاصی استعداد رکھتے ہیں۔

اے ویئن ٹائپ پرندوں میں بہت مہلک ہوتی ہے۔

ٹیوبرکل بیسی لائی کے جسم میں سرایت کرنے کا طریق۔ کُل جسم میں ٹیوبرکلوسس عارض ہو جانے کے طریق کو سمجھنے کے لئے اس کے جسم میں پھیلنے کا علم ہونا ضروری ہے اول علامت تو اُس ٹشو میں ظہور پذیر ہوگی۔ جہاں کہ بیسی لس داخل ہوتا ہے۔ مگر اس پہلی علامت کے بعد یہ بیسی لس عموماً نکل جاتا ہے بہت کرکے اُن لمفیٹکس کے ذریعہ جو اس کرم کو قریب تر کے لمفیٹک غدود میں لیجائینگی۔ اور وہاں پہونچکر یہ نئی علامت پیدا کر دیگا۔ پھر اس مقام سے بھی ہم بُردہ بیسی لس نکل جائیگا۔ اور کچھ دیر بعد ممکن ہے کہ نکل کر کسی دوسرے غدود میں جو قریب تر ہو داخل ہو جاوے اور وہاں اور نئی علامت

پیدا کرے اور اسی طرح رفتہ رفتہ ممکن ہے کہ یہ بیسی لس دوران خون میں چلے جائیں پھر جب یہ ایک دفعہ خون میں چلے گئے تو مختلف اعضاء کی چھوٹی خونی نالیوں میں خصوصاً پھیپھڑوں کی عروق شعریہ میں بند ہو جاتے ہیں۔

اس طرح پر تمام جسم میں ٹیوبرکلوسس پھیل جائیگا جبکہ پھیپھڑوں میں تو نکی بہت کثیر تعداد نشو نما پا جاتی ہے اور جگر، تلی و گردوں میں نسبتاً کم۔ مگر یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ اسطرح تمام جسم میں ٹیوبرکلوسس لاحق ہو جانا سب مریضوں میں عارض نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ ممکن ہے کہ یہ مرض بہت عرصہ تک مقامی ہی رہے۔ نیز یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اس بیسی لس کے تمام جسم میں پھیل جانے کا ذریعہ لمفیٹک نالیاں بھی ہوتی ہیں۔

جب کوئی عضو ٹیوبرکلوسس سے مریض ہوتا ہے تو اس سے متصل کے لمفیٹک غدود بھی ماؤف ہو جایا کرتے ہیں۔ اگر کسی چھوٹی برانکائی میں ٹیوبرکل پایا جائے تو وہ میوکس کے ذریعہ پھیپھڑوں میں پھیل جاسکے گا۔ اور بلغم میں بھی پایا جائیگا۔ پھر پھیپھڑے سے پلورا بھی مریض ہو جاسکے گا۔ اور تب ہم اسے پرائمری فوکائی اور سیکنڈری فوکائی کے نام سے پکارتے ہیں

پرائمری فوکائی ۔ یعنی اول مرکز مرض ہے۔ وہ ٹیوبرکل مراد ہوگا جو بیسی لس مذکور کے داخلہ کے مقام پر پیدا ہوں نیز وہ بھی جہاں یہ بیسی لس لمفیٹک نالیوں کے ذریعہ لیجایا جاوے اور دوران خون کے ذریعہ نہ پہونچے۔ بعض کہتے ہیں کہ لمفیٹک غدودوں میں بھی بیسی لس مذکور سے پہلی علامت پیدا ہو جاسکتی ہے۔

سیکنڈری فوکائی یعنی بعد میں پیدا شدہ مرکز ۔ اس سے وہ عوارض مراد ہونگے جو دوران خون کے ذریعہ بیسی لس کے آنے پر لاحق ہوتے ہیں۔

مقامی اور تمام جسم کا ٹیوبرکلوسس ۔ مقامی ٹیوبرکلوسس سے لمفیٹک نالیوں کے ذریعہ مرض کا پھیلنا مراد ہے۔ جبکہ بیسی لس کے سرایت کرنے میں عام دوران خون سے کوئی تعلق نہوگا۔ مویشیوں میں اکثر مقامی ٹیوبرکلوسس ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ علامات عموماً خفیف ہوتی ہیں۔

جنیرلائزڈ یعنی تمام جسم میں پہونچا ہوا ٹیوبرکلوسس اُسے کہتے ہیں جبکہ بیسی لس خون

... ... جسم میں پھیل جاتا ہے۔

چھوت لگنے کے طریقے۔ اس مرض کی چھوت لگنے کے بہت عام طریقوں کی ... کچھ ... رائے یہ ... عام خیال ہے۔ کہ پیدائشی چھوت کا وقوعہ بہت عام ... ہوتا ... بجز مستثنیٰ حالات میں جبکہ ٹیوبرکلوسس کی بیماری آلات تولید پر غالب آ ... ہو سکتا ہے۔ سب سے زیادہ اختلاف رائے اس سوال پر ہے۔ کہ آیا اسکی چھوت زیادہ عام طور پر تنفس کی نالی کے ذریعہ عارض ہوتی ہے یا اعضاء ہضمیت کی نالی کے ذریعہ۔

ان ہے لیشن یعنی تنفس کی نالی کے ذریعہ۔ بہت سے مصنفوں کی رائے ہے کہ مویشیوں میں ان ہے لیشن اسکی چھوت لگنے کا بہت یقینی ذریعہ ہے مثلاً جب کسی تنگ و تاریک گھر ال میں بہت سے مویشی اکٹھے باندھے جاتے ہیں تو مرض لگنے کا سب سے عظیم ذریعہ بلغم ہی ہوتا ہے جو کسی ٹیوبرکلوسس سے مریض جانور کے کھانسنے ... باہر پھینکی جاتی ہے ... چھوت لگ ... مادہ باریک ریزوں کی شکل میں ہو سکتا ہے جو اس ... آلودہ ... تندرست جانوروں کے سانس لینے کے کارآمد ہوتی ہے یا بلغم خشک ہو جانے کے بعد گرد کی شکل میں ... تندرست جانوروں کے تنفس کے ہمراہ پھیپھڑوں میں چلا جائیگا۔ مگر بہت سے مصنف اس رائے سے تو اتفاق نہیں کرتے بلکہ دوسری بات سے متفق ہوتے ہیں۔

کھانے کی نالی کے ذریعہ چھوت لگنا۔ ... مرض کے جیسی اس سے آلودہ چارہ کھانے کے ذریعہ مرض کا لگجانا۔ اس قسم میں شمار ہوگا۔ اور میں نہیں خیال کرتا۔ کہ اس میں کچھ بھی اشتباہ کیا جا سکتا ہے یعنی میری رائے میں بھی مرض سل کے پھیلنے کا بڑا ذریعہ ہضمیت کی نالی ہے۔ یہ بالکل اغلب ہے کہ انسانوں میں یہ مرض زیادہ تر ان ہے لیشن یعنی تنفس کے ساتھ ہی ... اس کے داخل ہو جانے سے پھیلتا ہے۔ اور ایسی صورت میں اول ... پھیپھڑے ... میں مرض لاحق ہوتا ہے۔ اور جب خوراک کے ساتھ دخول پاتا ہے تو اول ... ... اور غیر ... غدودں میں عارض ہوا کرتا ہے۔ جیسا کہ بچھڑوں کی مویشی کی قسم کا

عارضہ ٹیوبرکل کے مریض جانوروں کا دودھ پینے یا ایسا گوشت کھانے سے عارض
ہو جاتا ہے جس میں مرض کا بیسی لس موجود ہو۔ گو یہ بیماری ٹیکہ لگانے سے منتقل کیجا سکتی
ہے۔ مگر ہمارے جانوروں میں اسکے پھیلنیکا یہ عام طریق نہیں۔

چھوت کو مؤثر کرنے والے حالات۔ تنگ و تاریک مکانات میں رہنے سے
چھوت پھیلنے میں مدد ملتی ہے۔ ایسے حالات میں اعضاء تنفس کمزور ہو جاتے ہیں اور
مذکورہ ٹیوبرکل بیسی لس کے دخول پاکر نشو نما پانے کے لئے طیار ہوتے ہیں۔

ٹیوبرکل بیسی لس کس طرح مرض پیدا کر دیتا ہے۔ جب یہ بیسی لس ٹشوز
میں داخل ہو جاتا ہے۔ تو موافق حالات میں نمو پاکر پھلنے پھولنے لگتا ہے اور ٹشو سیلز کو
نقصان پہنچانیوالا زہر پیدا کر دیتا ہے بیسی لس مذکور کی موجودگی اور ان سے پیدا شدہ
زہر کے باعث ٹشوز کے حصہ پر ری ایکشن ہو جانے کا نتیجہ یہ ہوا کرتا ہے۔ کہ ٹیوبرکلس یا
چھوٹی چھوٹی گلٹیاں بنجاتی ہیں۔ لیکن اگر زمین اس کے بہت موافق نہیں ملتی یا جانور
میں کافی مادہ قبولیت نہیں ہوتا۔ یا نیز اگر بیسی لائی مذکور بہت زہریلا نہیں ہوتا۔ تو جس
مقام پر داخل ہوا تھا وہیں تک محدود رہ کر وہیں ضایع ہو جائیگا۔ اور جسم میں بیماری
بالکل نہ پھیلنے پائیگی اور جانور رو بصحت ہو جائیگا۔ بلاشبہ کبھی کبھی ایسا ضرور وقوع میں آتا
ہے۔ کہ جانور کو یا تو مقامی ٹیوبرکلوسس ہو جاتا ہے۔ یا وہ بالکل صحتیاب ہو جاتا ہے۔ مگر جب
جانور اس کے مستعد ہوتے ہیں تو اکثر یہ بیماری اول مرکز سے پھیلنا شروع کرتی ہوئی تمام
جسم میں پھیلجاتی ہے۔

لہذا ٹیوبرکلوسس کی اقسام کا انحصار جانور کی استعداد اور چھوت لگنے کے
طریق پر ہوگا۔ بیسی لس مذکور ٹیوبرکل یا ایک گلٹی سی پیدا کر دیتا ہے۔ جو بہت چھوٹی ہوتی
ہے اور ماؤف حصہ کے ٹشو میں بنجاتی ہے جو بڑھ کر پن کے سر کے برابر یا اس سے بھی
بڑی ہو جائیگی پھر بہت سی چھوٹی چھوٹی گلٹیوں کے باہم الجھ جانے سے مختلف قد کی بڑی
بڑی گانٹھیں بنجاتی ہیں۔

نام نہاد ٹیوبرکل بیسی لائی خراش پیدا کرتا رہتا ہے جس سے ٹشو کے سیل بڑھنے

جائینگے اور بڑے بڑے قد کے سیلز پیدا ہو جائینگے جن میں سوزش اور خون کے سفید کارپسکلز کا رساؤ ہوگا۔ اور اس سے گلٹی بنجاتی ہے۔

کچھ عرصہ کے بعد مرکزی سیلز کی ہلاکت عمل میں آکر ایک پنیر کی مانند ڈلی سی بنجاتی ہے جس میں بعدہ نمکوں کے اجتماع کے باعث وہ سخت ہو جایا کرتی ہیں۔ بعض حالات میں یہ نرم ہو کر ٹوٹ جاتی ہیں جبکہ ٹیوبرکل مذکور پیپ کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی نام بردہ بیسی لائی کے زہر اور اس سے پیدا شدہ خراش سے بہت وسیع سوزش پیدا ہو جاتی ہے اور اس طرح پھیپھڑوں میں مرض نمونیا لاحق ہو سکتا ہے۔ یا مختلف اعضاء میں سپوریشن پیدا ہو سکتا ہے۔ مگر جسم کے مختلف اعضا میں ٹیوبرکل بیسی لس کے حملہ میں مبتلا ہو جانیکی یکساں استعداد نہیں پائی جاتی مثلاً مویشیوں میں برانکائی کے اور میڈیا سٹنل غدود۔ پھیپھڑے اور جگر عموماً سب سے پہلے ماؤف ہو جائینگے جس کے بعد تلی اور گردے اور انکے بعد پریس کیپولر اور انگیونل لمف کے غدود۔ حیوانہ۔ جوڑ اور استخوان۔ ماؤف ہوا کرتی ہیں۔ مادین میں پیریٹونیم کا مؤخر حصہ ماؤف ہو جاتا ہے اور رحم تو قریباً ہمیشہ ہی اس کی زد میں آجاتا ہے۔

جب تھوڑی عمر کے مویشیاں یا ۲ سالہ عمر کے مویشیاں کے سارے جسم میں ٹیوبرکلوسس کا حملہ ہو جاتا ہے تو تلی عموماً ماؤف ہوا کرتی ہے۔

ٹیوبرکلوسس مویشیاں میں

خاص اعضاء کی علامات۔ مویشیاں میں ٹیوبرکلوسس بہت کرکے برانکیل اور میڈیاسٹنل غدود میں ہی وقوع میں آتا ہے۔ اور صرف یہ ہی نہیں کہ پھیپھڑوں میں ٹیوبرکلوسس عارض ہو جانیکے ضمن میں ہی یہ غدود ماؤف ہو جاتے ہیں بلکہ کبھی پھیپھڑوں میں علامات کی عدم موجودگی میں بھی ماؤف پائے جائینگے۔ اکثر فیرنجیل اور میسنٹرک غدود پر بھی حملہ ہوتا ہے علاوہ ازیں دیگر لمفیٹیک غدود بھی مریض ہو جا سکتے ہیں۔ جبکہ نام بردہ

غدودوں کی چھوت کا باعث اُن میں مرض کے بیسی لائی کا دخول ہوگا۔ جو براہ لمفیٹک
نالیوں کے داخل ہو جاتا ہے۔

برانکیل اور ٹریاسٹینل غدودوں کے بعد پھیپھڑے اور پلورا بھی بہت عام طور
پر ٹیوبرکلوسس کے حملہ کی زد میں آجاتے ہیں پھیپھڑے میں جو اسکی معمولی قسم وقوع میں
آئیگی ٹیوبرکیولر ران کو نمونیا ہوتا ہے بیسی لائی مذکور پھیپھڑوں میں پھیلجاتا ہے جبکہ بعض
مریضوں میں بہت سی گلٹیوں کے باہم جڑ جانے سے بہت سا پھیپھڑے کا ٹشو ضایع
ہو جائیگا۔ اور شکست ہو جانے سے یہ برانکائی میں کھلجائینگی۔ اور وہاں بڑے بڑے
جوف رہ جائینگے۔ جن میں سے کھانسی اُٹھنے کے ذریعہ ریزش وغیرہ باہر نکل آتی ہے بعض
مریضوں میں نام بردہ گلٹیاں ریشہ دار ٹشو سے محصور ہو سکتی ہیں۔

بعض مریضوں میں دُمبل بنجائینگے جنکے غلافوں میں گھاؤ بنجانے سے خون کی نالیاں
کھلجاتی ہیں اور پھیپھڑوں سے جریان خون ہو جاتا ہے۔ نیز موہشیان کا پلورا بھی ماؤف
ہو سکتا ہے بلکہ عموماً زد میں ہوتا ہے۔ جسکی جھلی پر انگور کے گچھوں کی طرح گلٹیاں نمودار
ہو جایا کرتی ہیں اور زبان۔ لیرنگس و فیرنگس بھی مریض ہو جا سکتی ہیں۔

ایلی منٹری یعنی غذا کی نالی میں اس مرض کا حملہ عموماً چھوٹی آنتوں اور میسنٹرک
غدود پر ہُوا کرتا ہے۔ جبکہ فعل انہضام سے پیدا شدہ مقامی چھوت کے باعث مرض کی
علامات ظہور میں آیا کرتی ہیں۔ نیز پیریٹونیم میسنٹری اور او منتم میں بھی پلورا کے موافق
تغیرات وقوع میں آتے ہیں۔ اور جگر۔ تلی و گُردوں میں بھی چھوت کا امکان ہوتا ہے۔

اس مرض کے بڑھے ہوئے درجات میں تقریباً ۲ فیصدی مریضوں میں یہ عارضہ
رحم میں لاحق ہو جانا بھی معلوم کیا گیا ہے بلکہ یہ بھی دریافت ہوا ہے کہ کبھی مثانہ۔ فرج۔ فوطے
اور قضیب بھی اس کی زد میں آجاتے ہیں بہت سے موقعوں پر اس مرض کا حملہ جیوانے
پر ہو جانے سے اس غدود کی ساخت میں سوزش ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں جیوانے
کے پچھلے حصہ پر عموماً حملہ ہوگا۔ جبکہ اُس کا بالائی حصہ ہی ماؤف ہُوا کرتا ہے۔ اس کا حملہ
عموماً سست اور بے خبری سے دبے پا ہو جاتا ہے اور ماؤف حصہ سخت اور بڑا ہوا ہوگا

شروع میں کچھ وقت تک تو دودھ کی پیدائش ہوتی رہتی ہے مگر پھر مقدار بھی گھٹ جائیگی۔ اور دودھ بھی خراب ہو جائیگا۔ اور اُس میں عموماً پیپ لُس شامل ہوتا ہے۔ جسم کے تمام دیگر حصص بھی ماؤف ہو سکتے ہیں۔

تشریح بعد وفات ۔ بہت کرکے برانکائی کے اور میڈیاسٹِنل لمفیٹک غدود ہی مریض ہُوا کرتے ہیں۔ یہ اکثر ایسے ماؤف ہو جاتے ہیں۔ کہ پھیپھڑوں میں کوئی تغیرات بھی نہ دیکھے پڑینگے۔ اکثر فیرنجیل اور میسنٹرک غدود بھی ماؤف ہو جاتے ہیں۔ جبکہ دیگر غدود بہت کم مریض ہُوا کرتے ہیں غدود میں جو تغیرات واقع ہوتے ہیں اوّل اوّل اجتماع خون مع ورم اور انفلٹریشن کے ہوگا جس کے بعد غدود بڑھ جاتا اور سخت ہو جاتا ہے۔ اگر لمف کے غدود کو جس میں ٹیوبرکلوسس عارض ہو گیا ہو۔ کاٹ کر ملاحظہ کریں تو ٹیوبرکیولر تغیرات کے تمام مختلف درجہ دیکھے جاسکینگے۔

پھیپھڑے ۔ ان غدود کے بعد یہ مرض زیادہ عام طور پر پھیپھڑوں میں عارض ہوتا ہے اس سے ٹیوبرکیولر برانکونیومونیا لاحق ہو کر پھیپھڑے کے ٹشو میں جلد ہی پنیر کی مانند ڈلیاں پائی جائینگی۔ چھوٹی چھوٹی گانٹھیں اکثر باہم جُڑ جاتی ہیں۔ جن سے پھیپھڑے کا ٹشو ضائع ہو جاکر بڑی بڑی پنیر کی مانند ڈلیاں بنجاتی ہیں۔ جو اکثر گھُل جاتی ہیں اور برانکائی سے جا ملتی ہیں جس سے اُنکے مشمولات نکل جائینگے اور ایک کلاں جوف پھیپھڑے میں رہجائیگا۔ جسے اصطلاح میں وومیکا کہتے ہیں۔

پھیپھڑے کا ایک اور عارضہ بھی لاحق ہوتا ہے جو کم پایا جاتا ہے جس میں بیشمار چھوٹی چھوٹی گانٹھیں پھیپھڑے کے ایک یا زیادہ ٹکڑوں پر پھیلجاتی ہیں۔

پلورا بھی بہت سے مریضوں میں ماؤف ہو جاتا ہے۔ جبکہ بہت سی انگوروں کی طرح کی گلٹیاں پائی جائینگی۔

ایلیمنٹری یا غذا کی نالی اور اُس کے لمفیٹک غدود ۔ چھوٹی انتیں اور میسنٹرک غدود بھی عموماً ماؤف ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بڑی آنتیں بھی ماؤف ہو جا سکتی ہیں پیریٹونیم میسنٹری اور اومنٹم ۔ پلورا کی طرح ان میں بھی عارضہ لاحق ہو جاسکتا ہے۔

جگر۔ یہ غدود بھی ماؤف ہو سکتا ہے۔ نیز کبھی تلی۔ گردے اور خصیۃ الرحم میں بھی اسکا حملہ ہو جاتا ہے۔

رحم۔ جب مرض بڑھا ہوا ہوتا ہے تو کبھی رحم بھی ماؤف ہو جاتا ہے۔ جبکہ سیرس جھلی اور انٹرمسکیولر سب میوکس کنکٹو ٹشو پر گلٹیاں پائی جاتی ہیں۔

حیوانہ۔ اس عارضہ میں انٹرسٹی شیل سوزش زیادہ پھیلی ہوئی ہوتی ہے جو عموماً اُس کے بالائی حصہ سے شروع ہوا کرتی ہے۔ اس کا شروع ہونا دیکھنے میں نہیں آتا۔ اور آہستہ آہستہ بڑھا کرتی ہے اگر سوزشدار حصہ بڑھا ہوا۔ اور سخت ہو جائیگا۔ اور بہت عرصہ تک پیدا وار دودھ کم نہیں ہوگی۔ مگر اُس میں ٹیوبرکل بیسی لائی کی موجودگی ہو سکتی ہے۔ علاوہ بریں جسم کے بہت سے دیگر ٹشوز بھی ماؤف ہو جا سکتے ہیں۔

ٹیوبرکلوسس یعنی مرض سل کی علامات مویشی میں۔ یہ مرض دبے پاؤں اور عموماً آہستہ آہستہ نشو نما پاتا ہے۔ جس کا دوران مزمن ہوتا ہے اور تاوقتیکہ کوئی ضروری عضو مثلاً پھیپھڑا ماؤف نہ ہو جائے اس کی علامات بیّن اور مشترح بھی نہیں ہوتیں۔ شروع درجات میں تو اس مرض کی موجودگی نظر انداز ہو جایا کرتی ہے اور یہ عام بات ہے کہ باوجود جسم کے بہت سے حصوں میں ابھی مشترح اور بڑھی ہوئی ٹیوبرکلوسس کی تبدیلیاں موجود ہونے پر بھی بہت سے جانور بظاہر بالکل تندرست نظر آوینگے۔ علامات مرض عموماً اُس وقت ہی ظہور پذیر ہوا کرتی ہیں جبکہ کسی ضروری اعضاء رئیسہ پر حملہ ہوتا ہے مثلاً جب مویشیوں میں پھیپھڑے اور حیوانہ وغیرہ ماؤف ہو جاتے ہیں۔ تو دیکھی جا سکینگی۔ گو ان عوارض میں بھی علامات ایسی زیادہ مشترح نہیں ہوتیں جو تشخیصی سمجھی جاویں۔ اس لئے اس مرض کی تشخیص عموماً بہت مشکل ہوتی ہے۔ پھیپھڑوں پر حملہ ہو جانے کی صورت میں بھی اوّل اوّل علامات خفیف ہوتی ہیں اور تشخیصی بالکل نہیں ہوا کرتی۔ شروع میں کوتاہ خشک اور سا نٹرمٹنٹ قسم کی کھانسی ہوگی۔ جو آسانی سے اُٹھائی جا سکتی ہے خصوصاً جبکہ جانور ٹھنڈی ہوا میں باہر چلا جاتا ہے یا جب تھوڑی دور چلایا جاتا ہے۔ اس کے سوا جانور بالکل تندرست دکھلائی دیگا۔ جب یہ مرض بڑھ جاتا ہے تو مریض لاغر اور نحیف ہوتا جائیگا اور اُس کی جلد سختی ہوئی دکھلائی دیگی۔

پھر کھانسی بھی بار بار اُٹھنے لگتی ہے۔ اور اسکل ٹے شن کرنے پر پھیپھڑا ٹھوس اور اُس میں سے رگڑکی مانند یا سیں سیں کرنے کی آواز آویگی۔ اشتہا خراب ہوجائیگی۔ اور دودھ بھی گھٹ جائیگا۔ گاؤ خانہ میں رہنے والی گایوں کا دودھ کم بھی اور خراب بھی ہوجاتا ہے۔ دیگر علامات اعضاء ماؤفہ کے موافق ہوا کرتی ہیں۔

جب تمام جسم میں مرض پھیلجائیگا۔ تو اسہال اور اُنکے لمفیٹک غدود بڑے ہوئے دیکھے جاسکتے ہیں۔

مرض کے دیرینہ درجات میں دُبلاپن زیادہ ہوگی۔ تنفس کا بڑھ جانا۔ کھانسی کا بار بار دورہ پڑنا۔ گڑی ہوئی آنکھیں۔ کمی خون اور عام جسمانی کمزوری کی علامات ہونگی۔ حرارت جسمانی عموماً ۱۰۴ سے ۱۰۵ درجہ فہرن ہائٹ تک بڑھی ہوئی۔ اور تمام جسم میں ٹیوبر کلوسس کی علامات مثلاً اُتھلے لمفیٹک غدود کا بڑھاؤ اور اسہال بہت زیادہ مشترح ہوگا۔ سینہ کا اسکلیٹیشن کرنے سے موجودہ عوارض کے مُطابق مُرکب آوازیں معلوم کیجاوینگی۔ مثلاً کوئی حصہ ٹھوس ہوگا۔ اور کہیں کہیں رگڑ کی اور سیں سیں کرنیکی آواز معلوم پڑینگی۔ انٹر کاسٹل مقامات کے بعض حصوں پر دبانے سے درد کا اظہار بھی ہوسکتا ہے۔ پھیپھڑے۔ پلورا اور چھاتی کے لمفیٹک غدود ماؤف ہوجاتے ہیں جنہیں متورم ہوجانے اور سخت ہوجانیکے تغیرات ہوتے رہتے ہیں جو بہت کرکے شائقل کے سامنے عارض ہوا کرتے ہیں۔

جب شکم میں ٹیوبر کلوسس عارض ہوتا ہے تو فعل انجذاب غذا و اُس کے جُزو بدن ہونے میں خرابی آجاتی ہے اور دُبلاپن کے ساتھ ہضمیت کی بے ترتیبی بھی دیکھی جائیگی۔ آنتیں اور میسنٹری کے غدود۔ پیریٹونیم۔ جگر اور تلی بھی ماؤف ہونگی۔

جب آلات تولید ماؤف ہوجاتے ہیں تو جیسے کہ گایوں میں عموماً وقوع میں آتا ہے تو عموماً نمفومینیا عارض ہوجائیگا۔ اور مُتواتر بیگ میں رہنے کی علامات دیکھی جائینگی۔ اسقاط ہوجاتا ہے اور رحم میں سوزش جیوانہ بھی واقع ہوسکتی ہے۔ جسکے ہمراہ پیپ آمیز اخراج بھی ہوگا۔ فوطہ پر ٹیوبرکیولر سوجن بھی دیکھی جاسکے گی۔

جب گاؤ کے جیوانہ میں ٹیوبر کل ہوجاتے ہیں۔ تو اُس کے کسی حصہ میں عموماً موخر حصہ میں

کثر اسخت بلا درد کا ورم پایا جاتا ہے۔ دودھ کی پیدائش ممکن ہے۔ کہ شروع میں بدستور رہے مگر بعد میں وہ پتلا پانی کی مانند ہو جاتا ہے جبکہ اُس کا چھکا سا جم جائیگا۔ ٹیوبر بیسی لائی اکثر دودھ میں بھی موجود ہوتے ہیں۔ مگر ہمیشہ نہیں دیکھے جا سکتے۔ حیوانہ کے دیگر حصوں میں بھی عارضہ لاحقہ پھیل جاتا ہے اور تب یہ غدود سخت ہو جاتا ہے۔ پھر کچھ دیر بعد اُس میں سپوریشن واقع ہو کر ڈنبل بنجاتے ہیں۔

جسم کے دیگر حصوں مثلاً لیرنکس میں بھی ٹیوبر کل نمودار ہو جاتا ہے اور فیرنکس میں بھی۔ جبکہ تنفس میں خرابی آجائیگی۔ کبھی دماغ کی مینجز اور اُستخوانوں پر بھی حملہ ٹیوبر کل ہو جاتا ہے اور یہ تسلیم کر لینا چاہئے۔ کہ مرض کے بڑھے ہوئے درجات کے سواء اس مرض کو علامات سے تشخیص کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ جو مریض بہت گُھلجاتے ہیں۔ یا جنہیں کھانسی ہو اور جبکہ پھیپھڑے کی دیگر مریض علامات موجود ہوں تو ہم مرض ٹیوبر کلوسس کا پختہ شبہ کر سکتے ہیں۔

یہ بھی ممکن ہے کہ مرض اچھے درجہ تک لاحق ہو گیا ہو۔ مگر ایسی کوئی علامت دکھلائی نہ دے جس سے ٹیوبر کلوسس کا شبہ کیا جا سکے۔ سب سے معتبر طریق تشخیص ٹیوبر کیولین کا استعمال ہے۔

ٹیوبر کیولین کے ذریعہ تشخیص کرنا۔ شوروے میں ٹیوبر کل بیسی لس کی کاشت سے جو پیداوار ہو اُسے سٹیریلائز کرکے اور چھان کر کے ٹیوبر کیولین بناتے ہیں جس میں یہ خاصیت ہوتی ہے کہ اگر کسی ٹیوبر کیولر جانور کے سب کیوٹےنیس نسوں میں پچکاری کے ذریعہ داخل کیجائیگی تو ری ایکشن پیدا ہو جائیگا۔ [illegible]

ٹیوبر کیولین کے استعمال کے لئے مفصلہ ذیل ہدایات عمل میں لائی جاتی ہیں

(۱) جب ٹیوبر کیولین ٹسٹ کیا جاوے تو مویشیوں کو سایہ دار گوشالہ میں رکھیں اُنکی معمولی غذا دیں اور سردی سے بچا دیں۔ مویشیوں کو پچکاری کرنیکے سے ایک ۱۸ گھنٹہ بعد تک بہت زیادہ ٹھنڈا پانی نہ پینے دیویں۔ ٹیوبر کیولین ٹسٹ کرنے سے ایک یوم پیشتر جانور کا ٹمپریچر لینا بھی بہتر ہوگا۔

(۲) درمیانی قد کی گاے کے لئے ٹیوبر کیولین کی مقدار ۳ سی سی اور بڑے بیلوں کے لئے ۴ سی سی ہے۔

(۳) یہ کسی سٹیرل پچکاری کے ذریعہ زیر جلد داخل کیجاتی ہے پچکاری کرنے کے لئے سب سے اچھا موقعہ شانے کا اگلا حصہ یا کہنی کی نوک کے پیچھے چھاتی کی دیوار ہوتی ہے۔

(۴) ٹیوبر کیولین مذکور کی پچکاری سب کبوٹے نیس کنکٹو ٹشو میں لگانی چاہئے۔ اور احتیاط سے کل خوراک داخل کر دیجاوے۔

(۵) معمولی طور پر پچکاری کرنیکے وقت ہی ٹمپریچر لینا چاہئے۔ اور پھر نویں۔ بارہویں۔ پندرہویں اور اٹھارہویں گھنٹہ کے بعد بھی لینا چاہئے۔

(۶) جن جانوروں کا ٹمپریچر پچکاری لگانے سے اٹھارہویں گھنٹہ بعد بڑھنا شروع کرتا ہوا رفتہ رفتہ ۱۰۴ درجہ فہرن ہائٹ تک یا اس سے بھی زیادہ بڑھ جائے۔ انہیں ٹیوبر کلوسس کے مریض تصور کریں۔ مگر جبکا ٹمپریچر ۱۰۳ درجہ فہرن ہائٹ سے نیچے رہے انہیں مریض نہ سمجھا جائے۔ جب ٹمپریچر ۱۰۳ درجہ فہرن ہائٹ سے تجاوز کر جائے مگر ۱۰۴ درجہ سے کم رہے تو ایسے جانوروں کو مشتبہ خیال کر کے ایک مہینہ بعد بار دیگر ٹسٹ کریں۔

(۷) جو جانور مرض کے آخری درجہ میں آگئے ہوں۔ یا جن کا ٹمپریچر پچکاری لگانے سے پیشتر ۱۰۳ درجہ سے بڑھا ہوا پایا جاوے۔ ان میں اس ٹسٹ سے معتبر نتائج برآمد نہیں ہوتے۔

(۸) ٹیوبر کیولین کو کسی ٹھنڈی جگہ میں رکھیں۔ اور اگر وہ گدلی یا میلی ہو جاوے تو استعمال نہ کرنی چاہئے۔

ٹمپریچر کاری ایکشن ظہور میں آنیکے علاوہ ٹیوبر کیولین کی پچکاری سے مزاجی ابتری بھی پیدا ہو جائیگی۔ جبکہ اشتہا غیر تحقیق۔ بھوان اٹھا ہوا۔ پشت محراب دار۔ لرزہ اور اسہال ہوگا اور علامات تھوڑی دیر رہ کر رفع ہو جائینگی۔ مگر یہ مزاجی ابتری ہمیشہ ہی وقوع میں نہیں آتی۔

ٹیوبر کلوسس ٹسٹ کرنے کا معمولی طریق تو اوپر مذکور ہوا۔ مگر یہ دیگر طریقوں سے بھی کر سکتے ہیں مثلاً (۱) کنجنکٹوال (۲) کیوٹے نیس۔ (۳) انٹرا ڈرمل (۴) ...

(۵) انٹراڈرمک۔ اور (۶) بطریق مرکب مگر سب کیوٹے نیس طریق کے سواء باقی طریقوں سے معتبر نتائج نہیں نکلینگے۔

مفصلہ ذیل ہدایات فوجی محکمہ سے مرض ٹیوبرکلوسس کی وباء کا انتظام کرنے کے لئے صادر ہوئی ہیں۔ (۱) جملہ مریضان جو تشخیص ہو چکے ہوں ہلاک کر دئے جائیں

(۲) گوؤشالہ کے مویشیاں میں اگر کچھ مشتبہ جانور ہوں۔ تو بار دیگر ٹیوبرکیولین ٹسٹ کرکے جن میں ری ایکشن ہو اُنہیں ضایع کر دیں۔ (۳) جو مویشی باہر سے لائے جاویں اُنہیں خرید کرنے سے پیشتر بھی اور گوؤشالہ کے گلوں میں داخل کرنے سے قبل بھی ٹیوبرکیولین ٹیسٹ کریں

(۴) مریض جانوران کے کھڑے ہونے کی جگہوں کو کامل طور سے ڈس انفکٹ کریں۔ اڑگڑوں کو اور گھرال کی دیواروں۔ فرش۔ بچھونے یا اور دیگر کسی چیزوں کو بھی اگر گوبر یا منہ اور ناک کا اخراج وغیرہ گرا یا لگتا رہا ہو۔ پوری توجہ سے صاف پاک کریں۔ گوبر چونکہ ضرور چھوت دار ہوتا ہے اُسے جلا دینا چاہئے (۵) جن گایوں کا حیوانہ سخت یا مریض ہو۔ اُنکا دودھ اُس وقت تک استعمال نہ کریں جبتک کہ یہ ثابت نہ ہو جائے۔ کہ وہ مرض ٹیوبرکلوسس میں مبتلا نہیں ہیں (۶) جبکہ کمزوری اور لاغری یا جبکہ کہنہ وبلاہنی عارض ہو تو جانور پر ٹیوبرکل کے عارضہ کا شبہ کرنا چاہئے۔ اور اُس کے دودھ کو قبل از استعمال نصف گھنٹہ تک جوش دینا چاہئے۔ اور نام بردہ جانور کو ٹیوبرکیولین سے ٹسٹ کر لینا چاہئے (۷) دودھ کے استعمال میں جو ظروف آتے ہوں اُنہیں جوشندہ پانی سے کامل طور پر صاف پاک کریں۔

اور (۸) مرض کے شروع درجہ میں تو اگر اچھی طرح پکا لیا جائے۔ اور مریض لمفیٹک غدود نکال کر پھینک دئے جاویں تو مریضوں کا گوشت بھی غذائیت کے قابل ہوتا ہے۔ اندرونی اعضاء اور پلورا پر جو مرض کی گانٹھیں ہوں نیز پیری ٹونیم وغیرہ پر سے بھی اُتار کر جلا دینی چاہئیں دودھ کی نسبت گوشت کم زہریلا ہوتا ہے۔ کیونکہ عضلات پر عموماً مرض کا حملہ نہیں ہوا کرتا نیز گوشت قبل از استعمال عموماً پکا لیا جاتا ہے۔ جو جانور ذبح کرنیکے وقت مرض کی وسیع علامات ظاہر کریں۔ اُنکا یا گھلے ہوئے نحیف جانوروں کا گوشت جن میں بڑھی ہوئی مرض کی گلٹیاں پائی جاویں۔ کھانے کے استعمال میں ہرگز نہیں لانا چاہئے۔

بلیک کوارٹر جسے پنجابی زبان میں گولی یاسٹ کہتے ہیں

بلیک کوارٹر یا گولی کی سٹ ایک زہریلی بیماری ہے۔ جو نوعمر مویشیوں کو عارض ہو جاتی ہے اور جسم کے مختلف حصوں کے عضلات میں دفعتاً ایمفی سی مٹیس ریاوی کے پھوڑے ہوئے اورام کے نمودار ہو جانے سے شناخت کی جاتی ہے۔ چونکہ ایسے اورام اکثر ٹانگوں کے عضلات میں لاحق ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے اس مرض کو بلیک کوارٹر کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

سبب۔ عضلات میں ایک خاص قسم کے بکٹیریا مسمیٰ بیسی لس آف شوؤ کے نشو نما پا جانے سے یہ عارضہ لاحق ہو جاتا ہے۔ یہ کرم اورام لاحقہ میں متحرک رہتا ہے۔ کوتاہ اور موٹے بیسی لائی کی شکل میں موجود ہوتا ہے اور مذکورہ بیسی لائی سپورس بناتا ہے۔ جو اس کے مختلف حصوں میں پیدا ہو کر حسب حال موقعہ اس کی مختلف صورتیں بنا دیتے ہیں۔ یہ بیسی لس حقیقتاً سٹرکٹ ان ایروب قسم کا کرم ہے۔ جس کی کاشت مختلف طرح کی چیزوں پر کیجا سکتی ہے جس کا اگر میل۔ بھیڑ، بکری اور گنی پگ کے عضلات میں ٹیکہ لگاویں تو مرض پیدا ہو جائیگا۔

ماؤف ہو جانے والے جانوران کی اقسام۔ مویشیاں میں مادۂ قبولیت بہت ہوتا ہے کہتے ہیں کہ نوعمر بھینسوں پر اس کا بہت زیادہ حملہ ہوا کرتا ہے۔ بھیڑ اور بکریوں پر کبھی قدرتی طور پر حملہ ہو جاتا ہے۔ اور گھوڑوں کو بھی بہت ہی شاذ و نادر اس عارضہ میں لاحق پایا ہے۔

بکٹیریا کی حیات۔ یہ بکٹیریا خاص اقسام کی زمینوں پر بہت عرصہ تک رہ سکتا ہے۔ اور اغلب ہے کہ جب اس کے مریض جانوروں کی نعش بعد مردن کسی سطح زمین پر بکھر جاتی یا پاش پاش ہو جاتی ہے۔ اور جسم سے نکلے ہوئے زہریلے مادے اسی زمین میں سوخت ہونے دئے جاتے ہیں۔ تو نام بردہ زمین میں اس کے جرمس اُگ جاتے ہیں اس کے سپور دوانہ) بہت زیادہ برداشت رکھتے ہیں اور جس زمین میں اس طور پر جذب ہو گئے ہوں بہت عرصہ تک رہ سکتے ہیں بعض سطح زمین مریض جانوروں کے فضلات سے بھی چھوت آلودہ ہو جاتی ہے۔ کیونکہ مریضوں کے گوبر اور پیشاب میں مرض کا جرم موجود رہتا ہے نیز یہ بھی بہت

ممکن ہے کہ بعض سطح زمینوں پر یہ بکٹیریا سپیروفائٹ کے طور پر زندہ رہے۔

ایسی خطرناک چراگاہوں سے خوراک اور پانی کے ساتھ اسکے سپورس مویشیوں کے اندر دخول پاجاتے ہیں اور اس طرح یہ بیماری بعض مقامات میں مقامی یا انزوآٹک ہوجاتی ہے

زمانہ انکیوبیشن۔ یہ مدت ایک یوم سے بیکرہ روز تک مختلف ہوتی ہے۔ جس کا اوسط زمانہ قریباً ۳ یوم ہے جو بہت مخصوص ہے مریضوں میں صرف چند گھنٹہ بھی ہوسکتا ہے

زہر کے داخل جسم ہونے کا طریق۔ اس میں شبہ نہیں کہ معمولی طور پر یہ زہر جسم کے عضلاتی ٹشو میں براہ راست غذا کی ہمراہ بھی داخل ہوجاتا ہے گو یہ سچ ہے کہ اگر وائرس مذکورہ کسی زخم میں سے کیوٹے نیس اور عضلاتی ٹشو میں داخل ہوجائے۔ تو وہاں بھی پھوڑے پھیلیگا اور مرض پیدا ہوجائیگا۔ مگر عملاً طور پر جلد کے اس مقام پر جہاں کہ ایک رسولی سی واقع ہوجاتی ہے اور کوئی نشان کبھی نہیں دیکھا گیا۔ اور یہ بھی ہم جانتے ہیں۔ کہ جلد میں اس مرض کے زہریلے مادے کا ٹیکہ لگانے سے بھی عموماً مرض نہیں پیدا ہوتا۔

یہ بیسی لس بڑا فیکلٹےٹو کرم ہے اور برداشت کی بہت طاقت رکھنے والے سپور بناتا ہے۔ بعد مردن جب اس کے مردہ مویشیوں کی نعشیں گتے اور گیدڑ وغیرہ نوچ ڈالتے ہیں تو مرض کے بیسی لس اوسی سطح زمین پر بکھر جاتے اور اس میں منجذب ہوجایا کرتے ہیں۔ جو اس میں غالباً سپیروفائٹ کے طور پر زندہ رہتے ہیں اور موقعہ ملنے پر دیگر مویشی اس زہر کو چارہ کے ساتھ نگل جاتا ہے جس سے اس کے سپورس دوران خون میں شامل ہوکر خون کے ہمراہ عضلات میں آجاتے ہیں جس کا باعث عضلات میں کسی قسم کی ضرب وغیرہ لگنا ہوتا ہے جیسی کہ کسی لاٹھی وغیرہ لگنے سے بآسانی وقوع میں آسکتی ہے۔ یا داغ دینے اور کھسی کرنے کے وقت جانور کے جسم میں کہیں گچلاہٹ کے نشان پڑجاتے ہیں۔ یہ سپیو رہ زہر کے ٹشو میں اُگنے کی قابلیت نہیں رکھتا جبکہ فیگوسائٹس کے ذریعہ ہلاک ہوجائیگا۔ یہ ضرور اغلب ہے کہ جسم میں سپورہی داخل ہوا کرتے ہیں جو اگر بیماری پیدا کرنے کی قابلیت رکھینگے تو فیگوسائٹس انہیں کھا نہیں سکینگے اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ایک سادہ کچلاہٹ سے اگر خون کا رساؤ بھی ہوجائے تو ایسا عمل میں آئیگا۔ اور بلاشبہ اسی طریق سے بہت سے مریض وقوع میں آتے ہیں۔

مرض کیونکر پیدا ہوجاتا ہے ۔ حملہ ہونے کے پہلے درجات کی بابت کچھ زیادہ تو معلوم نہیں ہے مگر جیسا کہ ہم بتلا چکے ہیں ہمیشہ ہی ایسا نہیں ہوتا کہ کسی جلد کے زخم کے راستہ ہی اسکا زہر سب کیوٹے نیس یا عضلاتی ٹشو زمیں دخول پاتا ہو۔ بلکہ یہ بھی صحیح ہے۔ کہ ناصیہ کی نالی میں کو بھی کبھی داخل ہوجاتا ہے۔ زیادہ تر گمان یہ ہے۔ کہ اس مرض کا زہر آنتوں میں سے دخول پاتا ہے جہاں سے یہ لمفیٹک اور خون کی نالیوں میں پہونچ کر دوران خون میں پھرنے لگتا ہے۔ جب کسی مقام پر کسی حادثہ سے عضلات کچلے جاتے ہیں۔ تو اس کو عضلاتی ٹشو میں نشو و نما پانیکا اچھا موقعہ ملجاتا ہے۔ اس کی زہریلی تاثیر سے حصہ ماؤف کی خونی نالیوں میں فالج و قوع میں آکر بی مادہ اور لیوکو سائیٹس و شرخ کارسپلز کا رساؤ ہوجاتا ہے اور اس کے عضلات میں داخل ہوجانیکے قریباً ۲ گھنٹہ بعد ایڈیما اور سفید کارسپلز کی نقل مکانی وقوع میں آئیگی ۔ پھر ۲۰ سے ۳۰ گھنٹہ میں بکٹیریا بیشمار ہوجاتے ہیں اور آبی رساؤ معہ انٹرسٹیشیل جریان خون کے بڑھجاتا ہے اور ٹشوز متورم ایڈیمیٹس اور سیاہ رنگ کے ہوجاتے ہیں اور سٹرانڈ جاری رہتی ہے۔ نیز جیسے کہ بیسی لس مذکور تعداد میں بڑھتا ہوا اپنی مقامی تاثیرات پیدا کرتا جاتا ہے۔ اسی طرح جسم کے مختلف حصوں میں بھی پھیلتا چلا جاتا ہے۔ زہر جذب ہوتا جاتا ہے اور مریض گھلتا چلا جاتا ہے۔

اس زہر کی برداشت ۔ یہ زہر برداشت کی بہت طاقت رکھتا ہے اگر کسی رسولی سے جمع کیا ہوا زہر ۹۰ درجہ کی حرارت میں جلد خشک کر لیا جائے تو اس کا زہر اندازاً دو سال تاثیر پذیر رہے گا معلوم ہوتا ہے کہ سٹرانڈ کا بھی اس پر کوئی خراب اثر نہیں پڑتا۔ کیونکہ چھ ماہ کے رکھے ہوئے عضلہ میں بھی اس کا تاثیر رکھنا ثابت ہوا ہے۔ یہ گرمی اور سردی دونوں کی اچھی برداشت رکھتا ہے۔ مگر بعض اینٹی سیپٹک دوائی سے باسانی ہلاک ہوجاتا ہے مثلاً ایک اور پانچہزار کی نسبت کا کروسیبلی میٹ اس کو ہلاک کر دیگا۔

مادہ قبولیت رکھنے والے جانور ۔ بہت کم عمر مویشیاں میں ہی۔ جبکہ وہ ۳ ماہ سے ۲ سال تک کے ہوتے ہیں۔ یہ عارضہ لاحق ہوتا ہے مگر اس سے زیادہ عمر والوں کو بھی قریباً ۴ سال کی عمر تک کبھی لاحق ہوجاتا ہے۔ کبھی کبھی بھیڑ بکریں بھی مریض پائی گئی ہیں

لیکن باوجودیکہ ان میں خاصہ مادہ قبولیت ہوتا ہے مرض کی قدرتی چھوت انہیں بہت کم لگتی ہے۔ گھوڑے۔ کتے اور انسان اس مرض سے کلی طور پر محفوظ ہوتے ہیں جو بچھڑے ابھی دودھ چوسنے ہوتے ہیں۔ بہت کم مبتلاء مرض ہوتے ہیں۔ مگر کبھی حملہ کی زد میں آجاتے ہیں نیز جو مویشی ایسے مقام پر رہ چکے ہوں جہاں یہ بیماری عام طور پر پھیلتی ہے۔ انہیں ۴ سال کی عمر کے بعد بہت کم لاحق ہوتی ہے مگر جو مویشی ایسی جگہ میں رہتے رہے ہوں جہاں مرض مذکور کبھی نہیں پھیلتا۔ وہ ۴ سال کی عمر کے بعد بھی اس مرض کے مستعد رہتے ہیں جس کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ماؤف اور چھوت دار مقامات میں رہنے والے جانوروں کے جسم میں وقتاً فوقتاً کچھ نہ کچھ مقدار زہر داخل ہوتی رہتی ہے جس سے وہ رفتہ رفتہ محفوظیت حاصل کر لیتے ہیں۔

قال مرض۔ یہ مرض بہت سخت مہلک ہے کہ مریض جانوروں میں سے ۹۵ فیصدی یا زیادہ فوت ہو جاتے ہیں۔ موت عموماً چوبیس گھنٹہ کے اندر واقع ہوتی ہے اگرچہ بعض جانور ۲ یا ۳ روز تک بیمار رہ کر فوت ہو جاتے ہیں۔ اگر تمام جسم میں بیماری پھیل جاوے تو چند گھنٹوں میں ہی موت نتیجہ ہوگا۔

علامات۔ جیسا کہ بتلایا جا چکا ہے اس مرض کا حملہ زیادہ تر نوعمر مویشیاں پر ۶ ماہ سے لیکر ۴ سال کی عمر کے درمیاں ہی ہوتا ہے ایم ہس صاحب ذیل میں ۹۰۹ بیماروں کی کیفیت درج فرماتے ہیں جو انکے ملاحظہ میں آئے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ

ان میں سے ۳۷۴ جانوروں پر ۶ سے ۱۲ ماہ کی عمر کے درمیان مرض کا حملہ ہوا۔
۴۳۹ جانوروں پر ایک سے ۲ سال کی عمر کے درمیان حملہ ہوا۔
۸۳ جانوروں پر ۲ سے ۳ سال کی عمر کے درمیان حملہ ہوا۔
۶۵ جانوروں پر ۳ سے ۴ سال کی عمر کے درمیان حملہ ہوا۔
اور صرف ۱۰ جانور ۴ سے ۵ سال کی عمر میں مریض ہوئے۔

بایں ہمہ کبھی چھ ماہ سے کم عمر کے بچھڑے بھی مبتلاء مرض پائے جاتے ہیں حتیٰ کہ چھ مہینہ کے بچوں پر بھی اس کا حملہ ہوتا ہے یہ بیماری مختلف طریقوں سے عارض ہوتی ہے۔

شدید صورت میں اس کی موجودگی دفعتاً ایک رسولی کے نمودار ہوجانے سے یا قبل اس رسولی کے کم و بیش شخت عام علامات کے ظہور سے معلوم کیجائیگی یعنی جانور کو بہت تیز بخار ہوگا۔ جو۔ اور جبکہ فہرن ہائٹ تک ہوسکتا ہے مریض بہت سست ہوگا۔ اشتہا اور جگالی کرنا بند۔ شانے اور رانوں کے عضلات میں کپکپی اور رعشہ منہ پر خشکی قراقرد اپھارہ ہوگا۔ انجاء ہائے اعضاء سرد اور لنگ ہوتی ہے۔ جو ایک یا زیادہ ٹانگوں میں شدید درم ہوجانیکا باعث پیدا ہوجاتی ہے۔ ایسے اورام جسم کے کسی حصہ پر نمودار ہو جائینگے جو بڑے یا چھوٹے بھی ہوسکتے ہیں۔ مگر عام طور پر اُس مقام پر ورم ہوتا ہے جہاں عضلہ زیادہ بھرا ہوا ہو۔ مثلاً ٹانگوں کے بالائی حصہ پر۔ رانوں اور شانے پر لیکن دیگر حصوں پر بھی ہوجاتا ہے اگر عام علامات مذکورہ کے نمودار ہونے سے پیشتر رسولی پیدا ہوجائے تو رسولی کے پیدا ہوتے ہی علامات ظہور میں آئینگی۔

رسولی مذکور ایک بیقاعدہ وایڈیمیٹس پھیلاؤ ہوتا ہے جو چھونے پر گرم اور پُر درد ہوگا۔ اور اگر ٹانگ سے ملحق ہوگی۔ تو باعث لنگ ہوتی ہے جو بعض وقت پہلی علامت کے طور پر دیکھی جاتی ہے۔ جہاں کہیں یہ ورم نمودار ہوتا ہے۔ بہت جلد بڑھجاتا ہے جو مسے۔ اگھنٹہ میں بہت پھیل جائیگا۔ اور اُس کے مرکزی حصہ کے ٹشو میں بہت جلد ہوا پیدا ہوجائیگی۔ جبکہ اگر ہم حصہ ماؤف پر ہاتھ پھیرینگے۔ تو چٹ چٹاہٹ کی آواز آویگی جو ٹشوز میں ہوا کی موجودگی کے باعث ہوا کرتی ہے۔ نیز یہ مرکزی حصہ گرم اور پُر درد بھی کم ہوتا ہے مگر اُس کے اردگرد کے حصص میں ایڈیما اور درد بدستور رہتا ہے ٹشوز میں۔ تغیرات ہوجانے کے باعث رسولی مذکور کے مرکزی حصہ میں اور بھی خرابی لاحق ہو جائیگی یعنی اُس میں ہوا اکٹھی ہوجاکر وہ مرکز میں سے پھول جائیگی۔ اور ٹھنڈی ہوگی جس میں احساس بھی نہ ہوگا۔ پھر رفتہ رفتہ اُس کے آس پاس کے حصص بھی ہوا سے انفلٹ یٹڈ ہوجاتے ہیں۔ غرضیکہ مذکورہ بالا رسولی کے پیدا ہونے میں مذکورہ جسمانی علامات بڑھجاتی ہیں۔ مریض کھڑا ہوا ایسا معلوم دیگا۔ کہ گویا لگاتار ایک ہی چیز کو دیکھ رہا ہے اور اُس کے منہ سے لعاب دہن ٹپکتا رہتا ہے۔ شکم ہوا سے پھول جاتا ہے اور

میوکس جھلیوں میں اجتماع خون ہونے کے سبب وہ سیاہ ہو جائینگی۔ اور ٹمپریچر رفتہ رفتہ کم ہو جاتا ہے تنفس میں تواتر اور اکثر کراہنے کی آواز ہوا کرتی ہے۔

جب یہ رسولی پیدا ہو جاتی ہے تو تھوڑی دیر کے لئے علامات کی تیزی عموماً بہت گھٹ جاتی ہے جبکہ ٹمپریچر بہت گر جاتا ہے اور مریض کچھ کھا بھی لیتا ہے بعض مریضوں میں رسولی مذکور گہری واقع ہوتی ہے۔ اور معلوم ہی نہیں کیجا سکتی۔ ممکن ہے۔ کہ یہ جسم کے کسی جوف میں عارض ہو۔ اور دیکھی ہی نہ جا سکے۔ ایسے عوارض میں اُس کا تشخیص کرنا دشوار ہوتا ہے۔ اور صرف عام علامات دیکھنے میں آتی ہیں مرض کے آخری درجہ میں جانور لیٹ جائیگا۔ جبکہ قریباً۔ غیر متحرک ہوتا ہے۔ اور ٹمپریچر گھٹ کر نارمل سے کم ہو جاتا ہے جسم کی حدود ٹھنڈی اور موت عموماً ۲ سے ۴ گھنٹہ کے اندر چپ چاپ وقوع میں آتی ہے یہ حالت تقریباً ہمیشہ ہی مہلک ہوتی ہے۔ جن مریضوں پر بہت شدید حملہ ہوتا ہے۔ اُن میں یہ مرض بہت تیزی سے بڑھجاتا ہے اور جانور دفعتاً مرض کی علامات ظاہر کرتا ہوا کھانا بند کر دیتا ہے۔ بار بار لیٹتا اور کھڑا ہوتا ہے گا پیٹ پر اپھارہ ہوتا ہے اور گوبر بار بار کرتا ہے گا۔ چند ہی گھنٹوں میں علامات بہت سخت ہو جائینگی۔ جبکہ ٹمپریچر ۱۰۶ درجہ فہرن ہائٹ تک بڑھجائیگا۔ مریض حرکت نہ کریگا۔ جلد ہی لیٹ جائیگا۔ اور سر آگے کو پھیلا دیگا۔ کبھی رسولی نہیں بھی دیکھی جاتی اور موت ۸ سے ۱۲ گھنٹہ میں واقع ہو جاتی ہے۔

مرض کی اَبارٹو یعنی نامکمل قسم۔ بعض مریضوں میں تشخیصی علامات ظہور میں نہیں آتی ہیں۔ صرف کاہلی اور ایک یا دو روز تک اشتہا بالکل نادارد یا کم ہو جاتی ہے۔ اور ٹمپریچر ہوا زیادہ درجہ بڑھجاتا ہے۔ خفیف سا لنگڑا اور جسم کے کچھ معین حصہ پر پھیلا ہوا خفیف ورم بھی ہوتا ہے۔ ایسے مریض ۳ سے ۴ یوم کے اندر صحتیاب ہو کر محفوظیت حاصل کر لیتے ہیں۔

تشریح بعد وفات۔ لاش میں بہت جلد تعفن ہو کر وہ ہوا سے پھول جاتی ہے کبھی مُنہ ناک اور مقعد سے خون بہا کرتا ہے جو ہوا کا دباؤ پڑنے کے باعث وقوع میں آتا ہے۔

رسولی کے ارد گرد کا سبکیوٹے نیئس یعنی زیر جلد اور انٹرا سکیولر یعنی عضلات کا درمیانی ٹشو ہوائی حباب سے انفلٹریٹڈ ہو جاتا ہے خصوصاً جبکہ رسولی مذکور شلنے پشت ٹانگوں دور رانوں پر ہوتی ہے۔ اگر ہم کسی رسولی کو کاٹیں تو وہ مرکز میں سے سیاہ نکلیگی مگر جوں جوں اُس کے محیط کی طرف کاٹتے جائینگے سیاہی کم اور اُس کے بجائے بتدریج گہری سُرخ۔ سُرخ۔ پھر گلابی اور اخیر پر زردی مائل سی ہوگی۔ عضلانی ٹشو خشک اور ایسا معلوم پڑیگا۔ کہ پکایا جاکر سپنج کے موافق ہو گیا ہے۔ اگر اُسے دباویں۔ تو ہوا کی موجودگی ظاہر ہو جائیگی۔ اور ٹشو مذکور میں سے تُرش بُو آویگی۔ اُس کے گرد بہت سا اِڈیما ہوگا۔ یہ بہت ہی ضروری تغیرات ہیں۔ سینہ اور شکم میں عموماً کوئی تبدیلی وقوع میں نہیں آتی گو کبھی خون کی زیادتی دیکھی جاسکتی ہے۔

جسم میں یہ زہر کہاں رہتا ہے۔ رسولی کے کُل حصوں میں گرد کے اِڈیما اور لمفیٹک گنگلیا میں بیشمار بکٹیریا موجود ہوتے ہیں۔ سیرس جھلیوں کی جگر۔ تلی گُردے اور پھیپھڑے۔ صفرا۔ قارورہ۔ اور آنتوں کے مشمولات سب کے سب قریباً ہمیشہ ہی زہر سے مالامال ہوتے ہیں۔ پھر مرض کے اخیر درجہ میں خون بھی زہر آلود ہو جائیگا۔

زہر کی تاثیر کا گھٹانا۔ وائرس کو گرم کرنے سے اُس کی تاثیر کم ہو جائیگی۔ اگر اس کی کاشت کو ۱۱۰ درجہ فہرن ہائٹ کی حرارت میں دو گھنٹہ تک گرم کیا جائے تو زہر کی تاثیر اتنی کمزور پڑ جائیگی کہ اُس سے صرف چھوٹا گنی پگ ہلاک ہو سکیگا۔ اور جو بچ جائینگے اُن میں محفوظیت پیدا ہو جائیگی۔

خشک زہریلا مادہ اگر ۱۱۰ درجہ کی حرارت میں کھلا ہے تو اُس میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی لیکن ۲۰۰ درجہ کی حرارت میں ۲ گھنٹہ سُکھانے سے ہلکا پڑ جائیگا۔ یاد رہے کہ صرف ٹاکسین کو ہلکا کر سکتے ہیں سپور دانہ، ہلکا نہیں ہوگا۔

امیونائزیشن یا محفوظیت۔ جانوروں کو مختلف طریقوں سے محفوظ کر سکتے ہیں چنانچہ ایک طریق تو تیز زہر استعمال کرنیکا ہے دوسرا طریق اٹنیو ٹیڈ یعنی کمزور کیا ہوا وائرس استعمال میں لانیکا ہے اور ایک اور بھی طریق ہے کہ محفوظ جانوروں کا ٹاکسین یا سیرم

استعمال کرکے محفوظیت عمل میں لا سکتے ہیں۔

زہریلے مادہ سے ٹیکہ کرنا ۔ یہ دریافت کیا گیا ہے۔ کہ اگر دوران خون میں مرض کا زہریلا مادہ ٹیکہ کرنیکے ذریعہ داخل کردیا جائے۔ تو محفوظیت ہو جاتی ہے۔ جس کے لئے اگر کسی رسولی سے وریولنٹ سیرا یعنی خون سے نکلا ہوا زہریلا پانی استعمال کیا جاوے تو بمقدار ۱۲ سے ۲۰ سی سی بیل کی جوگلر ورید میں پچکاری کے ذریعہ پہونچادیں ممکن ہے کہ اس سے لرزہ۔ کمی اشتہا۔ کاہلی اور خفیف سا بخار عارض ہو۔ جو صرف ایک دو یوم میں رفع ہو جائیگا۔ مگر آئیندہ حملوں سے جانور مذکور محفوظیت حاصل کرے گا۔ مگر اس امر کی بڑی احتیاط درکار ہوگی۔ کہ کسی حادثہ سے اس مادہ کا کچھ حصہ بھی ٹشوز میں نہ چلا جائے۔ ورنہ مرض کا سخت حملہ لاحق ہو کر جانور کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہوگا۔

ترمیم شدہ زہر کے ذریعہ محفوظیت عمل میں لانا ۔ زہریلے مادہ کو گرم کرنے سے ویکسین حاصل کیجاتی ہے۔ کسی مریض عضلہ سے حاصل کردہ ٹشو میں چند قطرہ پانی ڈال کر کھرل میں رگڑنے سے مرض کا زہر حاصل کرتے ہیں جسے رگڑنے کے بعد کسی ململ کے ٹکڑے میں چھان کر اُس کی پتلی پتلی تہہ کسی رکابی میں پھیلا کر انکیوبیٹر میں ۹۰ درجہ کی حرارت میں خشک کر لیتے ہیں۔ جبکہ وہ بھورے سے رنگ کا سفوف بنجائیگا جس میں لا انتہا زہریلی تاثیرات قائم رہتی ہیں۔

اب ویکسین طیار کرنے کی غرض سے ایک حصہ نامبردہ سفوف اور ۱۰ حصہ پانی ملا کر اُس کی پتلی تہہ پھیلا کر انکیوبیٹر میں رکھدیا جاتا ہے۔ دو طرح کی ویکسین طیار کیجاتی ہیں۔ پہلی ویکسین تو مادہ کو ۲۱۲ سے ۲۱۵ درجہ فہرن ہائٹ کی حرارت میں ۶ گھنٹہ پکا کر حاصل کیجاتی ہے اور دوسری ویکسین صرف ۱۹۵ سے ۲۰۰ درجہ کی حرارت میں ۶ گھنٹہ پکانے سے حاصل کیجاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ بھوری پتیاں پیدا ہو جائینگی جنہیں اُتار کر پیس لیا جاتا ہے پھر یہ ویکسین دس یوم کے وقفہ سے استعمال کیجاتی ہیں۔ طریق استعمال ذیل میں بتلائے ہیں مگر ذرا مشکل کام ہے۔

پچکاری کرنے کے ضروری آلات ۔ (۱) ایک چھوٹا شیشے یا چینی کا کھرل معہ

موسلی جسے مارٹر اور پسٹل کہتے ہیں۔ (۲) ایک دس سی سی کی گنجوالیٹڈ یا ٹیوڈر بک پچکاری (۳) ایک چھوٹی نوکدار ٹرو کار یا ایکسپلورنگ نیڈل جو پچکاری کی سوئی سے کسی قدر موٹی ہو درکار ہوگی۔

ویکسین ملانے کا طریق۔ کھرل اور موسلی کو دس منٹ تک جوشندہ پانی میں رکھیں اور تھوڑا جوش دیا ہوا۔ ٹھنڈا پانی طیار رکھیں۔ اوّل پانچ فیصدی کے کاربولک سلوشن میں پچکاری کو اچھی طرح کنگھالکر ۳ مرتبہ جوش دے ہوئے پانی سے خوب دہوکر صاف کریں پھر کھرل اور موسلی کو خشک کرکے اُس میں پہلی ویکسین ڈالیں اور پچکاری مذکور کو جوش دئے ہوئے ٹھنڈے پانی سے بھر کر چند قطرے نام بُردہ ویکسین میں ٹپکا دیں پھر خوب عمل کرکے لیہی سی بنالیں۔ ازاں بعد اُس میں رفتہ رفتہ ۱۰ سی سی تک پانی اور شامل کرکے خوب اچھی طرح کھرل میں رگڑیں۔ رگڑنے سے ایک بھورا سا عرق طیار ہوجائیگا۔ جسے کسی کپڑے میں کو جو سابق سے سٹیریلائز کر رکھا ہو۔ چھان لیویں پھر یہ عرق بقدر ۱۰ سی سی کسی سٹیرل پچکاری میں بھر کر عامل کو چاہئے کہ جس جانور کو ٹیکہ لگاتا ہے اُس کی دُم پکڑ کر منتخب مقام کے بال کاٹے اور نوک دُم سے ۱۰ انچ کے فاصلہ پر زیر دُم پانچ فیصدی کے کاربولک سلوشن سے اچھی طرح دہوکر صاف کرے۔ پھر نوک دُم سے قریباً ایک ہاتھ کے فاصلے پر ایک ٹروکار جسے جوش دیکر سٹیریلائز کر رکھا ہو جلد کے نیچے گذار دے۔ اور اُسے کبھی ایک طرف اور کبھی دوسری طرف کو متحرک رکھنے کے ذریعہ جلد میں ایک گذرگاہ بنالیوے۔ اِس کے بعد بالا مذکورہ پچکاری کو آہستہ سے ہلادے۔ اور اِس بنائے ہوئے گذرگاہ میں اُس کی سوئی داخل کرکے بقدر ایک سی سی ویکسین اُس میں پہونچادے۔ پھر سوئی اور پچکاری کو ایک ساتھ باہر نکال لے اور ساتھ ہی اُس شگاف پر جو بدیں غرض جلد میں بنایا تھا اُسے دبا دے۔

پھر آٹھ یوم کے بعد اسی طرح دوسری ویکسین کا ٹیکہ کردیا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ اس طریق سے یک سالہ جانوروں میں ٹیکہ کیا جاتا ہے اور اس سے کم عمر کے جانوروں میں کم مقدار یعنی صرف ۱۲ قطرہ استعمال میں لادیں۔ مگر نتائج اطمینان بخش برآمد نہیں ہوتے۔ مگر اس ملک میں یہ طریق استعمال کچھ بھدا سا ہوتا ہے۔ کیونکہ اول تو اس کے لئے بہت سے

آلات درکار ہونگے۔ دوئم ہر دو طریق سے پچکاری لگانے میں طویل وقفہ ہونے کی وجہ سے وقت بھی زیادہ لگجاتا ہے۔

ہندوستان میں آجکل جو طریق مروّج ہے وہ یہ ہے کہ ایک مقرر ویکسین کی گولی داخل کیجاتی ہے جو پرتاثیر بھی ہے اور اُس کا استعمال بھی آسان ہوتا ہے۔ ویکسین کی ایک معیّن مقدار لیکر اسکی ایک بہت چھوٹی گولی بنا لیتے ہیں جو ایک خاص آلہ کے ذریعہ عُضلہ کے اندر داخل کردیجاتی ہے۔

بالا مذکورہ ہر دو ویکسین کے استعمال سے قریباً ایک ہفتہ میں محفوظیت ہوجائیگی جو قریباً ایک سال تک رہتی ہے۔ جہاں اِس بیماری سے ہر سال نقصان عظیم پہونچتا ہے وہاں کے چھوٹے بچھڑوں کو اسکا ٹیکہ کردینا مصلحت ہوگا۔ چنانچہ حصار کیٹل فارم میں یہ دستور ہوگیا ہے۔ کہ دودھ چھوڑتے ہی سب بچھڑوں کو ٹیکہ کردیا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اِس مرض سے اب بہت کم اموات ہوتی ہیں۔ کبھی بہت ہی کم مریضوں میں ٹیکہ کرنے سے بھی موت ہوجاتی ہے مگر یہ عام وقوعہ نہیں۔

ایکٹی نومائی کوسس

یہ ایک خاص مرض ہے جو خصوصیت سے مویشیوں اور بھینسوں کو اور آدمیوں کو بھی لاحق ہو جاتی ہے۔ جبکہ اُنکے ٹشوز میں ایک نباتاتی کرم جسے ایکٹی نومائی سیس کے۔ یا شعاعی فنگس کے نام سے جانتے ہیں داخل ہو جاتا ہے۔ یہ رسولیوں کی پیدائش سے شناخت کیجاتی ہے جو بعض مقامات پر پک جاتی ہیں۔ عموماً زبان۔ چہرے۔ جبڑے یا جلد اور سکیوٹےنیس ٹشوز کی رسولئیں پک جایا کرتی ہیں۔

مرض کی عام حقیقت اور ماہیئت۔ ہندوستان میں یہ مرض عام طور پر دیکھنے میں آئی ہے لیکن عموماً کہیں کہیں اسکا وقوع ہوتا ہے۔ چونکہ بیماروں کے ساتھ رہنے والے تندرست جانوروں کو اس مرض کی چھوت نہیں لگتی۔ اسلئے صحیح معنوں میں متعدی مرض کی اصطلاح کا اطلاق اس مرض پر نہیں عائد ہو سکتا۔ زیادہ عام طور پر یہ بیماری نشیب کی دلدلوں میں دیکھی گئی ہے۔

جب ایک ہی گلہ میں بہت سے جانور مریض ہو جاویں۔ تو اغلب ہوتا ہے۔ کہ وہ سب کے سب ایک ہی عام ذریعہ سے مریض ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے سے چھوت لگ کر مریض نہیں ہوا کرتے۔ مگر یہ ممکن ہے۔ کہ تجربہ کی غرض سے ٹیکہ لگانے کے ذریعہ یہ مرض ایک جانور سے دوسرے میں بھی پہونچادیا جائے چونکہ اس مرض میں زبان اور چہرے و دہن کے دیگر حصص ہی بار بار ماؤف ہوا کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرض کا پیرسائٹ خوراک کے ذریعہ پہونچتا ہے اور میوکس جھلی میں چرائو یا کسی زخم کی راہ دخول پاتا ہے۔ غرض یہ مرض کسی زخم کے راستے فنگس مذکور کا ٹیکہ لگنے سے ہی عارض ہوتا ہے۔ عام طور پر یقین کیا گیا ہے۔ کہ مذکورہ پیرسائٹ مختلف اقسام کے غلوں پر خصوصاً جو کے سٹوں پر پیدا ہو جاتا ہے جنسے میوکس جھلی میں زخم ہو جاتے ہیں اور اس کرم کے دخول سے مرض عارض ہو جاتا ہے جلد میں کسی زخم کے راستے سے بھی اسکی چھوت کا سرایت کرجانا ممکن ہے۔ یہ

مرض بہت مہلک نہیں ہوتا - اور اِس کی تاثیرات عموماً کھانے - نگلنے یا تنفس کے فعل میں
عملی دخل اندازی ہونے سے پیدا ہُوا کرتی ہیں - بہت سے مریض اگر بالکل مرض کے شروع
ہوتے ہی زیرِ علاج لیئے جاویں تو صحتیاب ہو جائینگے یا کم از کم اُنہیں بہت زیادہ فایدہ
پہونچے گا۔

بیکٹیریالوجی - بیماری کو پیدا کرنے والا فنگس سٹریپٹوتھرکس قسم کا ایکٹی نومائی سس بووس
نامی کِرم ہے - جب یہ بڑھتا ہے تو شاخیں بناتا ہوا تین صورتوں میں واقع ہوتا ہے - یعنی
بشکل لچھے بشکل ریشہ تائے اور مُدور یا ناشپاتی کی شکل کے جو کوکائی کے مُشابہ ہوتا ہے
اگر کسی مریض رسولی سے ایک قطرہ پیپ کسی شیشے کے ٹکڑے پر پھیلا کر امتحان کریں - تو
چھوٹے چھوٹے گرینولس یا دانے برہنہ آنکھ سے دیکھے جا سکینگے پھر اگر کسی دوسرے
شیشے کے ٹکڑے کے ذریعہ انہیں کچلکر کسی کم طاقت کی خوردبین سے ملاحظ کیا جائے - تو
اُس میں بہت سے لچھے کی طرح کے اجسام نظر آوینگے جو ایک گول حلقہ کی شکل مین ترتیب
پائے ہوئے ہونگے - اور اِس لچھے کا موٹا سرا باہر کی طرف ہوگا - یہ اشکال پیریسائٹ کی
نشو نما کا بڑھا ہوا درجہ تصور کیئے گئی ہیں - اگر شروع ہی میں کسی بڑھاؤ سے تھوڑا اکھڑ چکر
یا کاٹکر اُسے رنگنے کے بعد امتحان کریں تو باریک شاخدار ریشوں کا ایک جال سا دکھلائی
دیگا - اِس جال سے شاخیں پھوٹتی ہیں - جن کا بڑھاؤ ایک حد پر رُک جانیکے سبب
اُس کی شکل لچھے کیسی بنجاتی ہے - اِس کے ساتھ ہی ریشوں کا پروٹوپلازم یعنی گودہ یا
مغز بھی شکست ہو کر کوکائی کی شکل کے اجسام بنجاتے ہیں - معمولی تشخیصی اغراض کے
لئے رنگنا ضروری نہ ہوگا - کیونکہ ہلکی طاقت کی خوردبین سے بھی انکی ہستی نظر آجائیگی -

مرض کے پیریسائیٹ سے جو تغیرات تنشو میں عارض ہوتے ہیں -

جب ایکٹی نومائی سس نامی پیریسائٹ تنشو میں داخل ہو جاتا ہے - تو وہاں بڑھنا
شروع کرتا ہوا - کہنہ قسم کی سوزش پیدا کر دیتا ہے - جس کے ساتھ ہی بہت ریشہ دار
تنشو پیدا ہو جاتے ہیں - جن میں اِدھر اُدھر چھوٹے چھوٹے پیپ آمیز مرکز نمودار ہونگے
پھر پکنیکار کر پھوٹ پڑتے ہیں جن میں سے پیپ خارج ہو جاتی ہے - پیپ اگر گمٹھے

اور انگلیوں کے درمیان ملکر دیکھی جائیگی۔ تو کِرکِری معلوم پڑے گی کیونکہ اُس میں۔
مٹھوں کا دانہ دار اجتماع ہوتا ہے۔ بہت سی رسولی سخت ہونگی۔ جنہیں اگر کاٹیں۔ تو
اُن میں بہت سے زردی مائل داغ پن کے سرے سے لیکر مٹر کے برابر مختلف قدر کے
کنکشو ٹشو کی ضخامت میں بکھرے ہوئے پائے جائینگے۔ جب زبان ماؤف ہو جاتی ہے
تو ایک طرح کا کہنہ گلوسائی ٹس عارض ہو جاتا ہے اور بہت زیادہ ریشہ دار ٹشو بنجاتے
ہیں۔ اِس کی شروعات اُبھرے ہوئے ناڈیولس سے ہوتی ہے جو چھونے پر سخت اور
کرخت معلوم دینگے پھر یہاں سے لیکر زبان کی ساخت تک بھی بہت سے ریشہ دار
ٹشو پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور اکثر گھاؤ پائے جاتے ہیں جن کی جڑ میں باریک زرد پیپ
دکھلائی دیا کرتے ہیں۔ زبان قد میں اتنی بڑی ہو جاتی ہے۔ کہ دہن سے باہر نکلتی رہیگی۔
چہرے کی استخوانوں پر بھی اکثر اِسکا حملہ ہو جاتا ہے۔ اور سوڑھوں دانتوں کی جڑوں میں
سوزش دار ورم ہو جاتا ہے جو چھونے سے سخت اور پُر درد ہوتا ہے۔ رفتہ رفتہ
چہرے کی استخوانوں کا قد بڑھتا جائیگا جو آخر کار بڑی بڑی اسپنج کی مانند ہو جاتی ہیں۔
ورم کے اُوپر کی جلد میں گھاؤ بنجاتے ہیں۔ بلکہ کبھی وہ جل کر پھوٹ جاتے ہیں۔
جن میں سے اخراج نکلتا رہیگا یا فیرنکس میں بڑھاؤ واقع ہو سکتے ہیں اور لیرنکس
ٹریکیا اور پھیپھڑے بھی ماؤف ہو جا سکتے ہیں۔

سر۔ گردن اور ٹانگوں کے سب کیوٹے نیَیس ٹشو اور جلد بھی چھوت آلودہ ہو
جا سکتی ہیں۔ جہاں ممکن ہے کہ چھوٹے چھوٹے ریشہ دار ٹشو جن پر گھاؤ نمودار ہوں
پیدا ہو جاویں۔ علامات کا انحصار بالکل اوس محل خرابی پر ہوگا۔ جو عائد حال ہوئی
ہوگی کیونکہ تمام کا زہر نہیں پیدا ہو جاتا اور جسمانی علامات بھی دیکھنے میں نہیں آتیں۔
جب زبان بہت زیادہ ماؤف ہو جاتی ہے تو خوراک کا نگلنا بہت مشکل یا ناممکن ہو جائیگا
زبان بھی بڑھ جاتی و سے باہر نکل آتی ہے اور لکڑی کی طرح سخت ہو گی جس پر گھاؤ
بھی پائے جائینگے۔ لعاب دہن ٹپکتا رہتا ہے جس میں سے نامرغوب سی بو آیا کرتی ہے
جب [illegible] ہو جاتے ہیں تو شروع شروع میں تو کچھ خفیف سی [illegible]

ہی ہوتی ہے مگر بعدہٗ خوراک چبانا بہت مشکل ہوجاتا ہے اور اس ہی موقعہ پر بڑہاؤ کے
پھوٹ پڑنے کا گمان ہوتا ہے۔ بہت دفعہ خانۂ دانت بھی ماؤف ہوجاتے ہیں جبکہ
دانت ڈھیلے پڑکر اپنی جگہ قائم نہ رہینگے۔ فیرنکس اور لیرنکس میں ورم ہوجانے سے خوراک
نگلنا اور تنفس کی انجام دہی مشکل ہوجاتی ہے۔

جسم کے جن حصوں پر اس مرض کا اکثر حملہ ہوا کرتا ہے۔ استخوانہائے جبڑے
پر اس مرض کا بہت زیادہ حملہ ہوتا ہے کہنا چاہیئے۔ کہ نصف بیمار اس میں مبتلا پائے
جاتے ہیں۔ اس کے بعد یہ زبان پر اکثر الوقوع ہے اور ۳۰ فیصدی بیماروں میں زبان
ماؤف ہوتی ہے۔ اس کے بعد لیرنکس اور ٹریکیا نیز فیرنکس پر اور ہر ایک عضو کے بیمار
فیصدی دیکھے جاتے ہیں۔ ان بعد استخوان پھیپھڑے اور آنتوں پر جن میں فیصدی
لاحق پائے جاتے ہیں۔

علامات۔ مرض ایکٹی نومائی کوسس جب زبان پر عارض ہو سب سے پہلے یہ علامات
دیکھی جائینگی۔ کہ خوراک اٹھانے یا پکڑنے میں مریض اپنی زبان کو متحرک نہ کرسکے گا۔ جس
کے بعد ہی زبان کی جڑ میں سب سے بیگز ایسی مقام پر ورم نمودار ہوجائیگا اور کثیر مقدار
لعاب دہن کی بڑھ جائیگی۔

یہ رفتہ رفتہ بڑھ جائیگا۔ اور ایک یا دو ہفتہ میں منجمد خوراک کا اٹھانا اور پکڑنا
بہت مشکل ہوجاتا ہے۔ خوراک کا چبانا آہستہ عمل میں آتا ہے۔ اور خوراک نامکمل
پر چبائی جاتی ہے۔ اور نگلنا بھی مشکل ہوجاتا ہے۔ صرف رقیق خوراک بآسانی سے نگلی
جائیگی۔ جبڑوں کی حرکات محدود ہوجاتی ہیں۔ اور کسی منجمد چیز کو اٹھانے یا پکڑنے کو زبان
باہر نہیں نکالی جاسکتی۔ اور دہن سے چپکیلا لعاب بہتا رہتا ہے۔ سب میکزیلری مقام
جبڑے کے گوشوں سے ہموار اور اڈیمیٹس ہوجاتا ہے۔ زبان کا قبضہ ہوجاتا ہے اور
ہوجاتی ہیں۔ کہ آسانی سے نہیں جھکائی جائیگی میوکس جھلی کے اوپر لیبر دیہ جڑ
گھاؤ اور اس کے نیچے چھوٹے چھوٹے سخت ابھرے ہوئے سفید رنگ
کے ناڈیول پائے جائینگے۔ اشتہا ہوتی ہے مگر مریض ایسی مشکل سے کھا سکتا ہے

جلد دبلا ہو جایا کرتا ہے۔ پھر کچھ عرصہ بعد زبان کا قد دوگنا ہو جاتا ہے اور وہ منہ سے باہر نکل آتی ہے۔ اور سب سے پہلے بیگ بلیری جگہ میں ایک کلان گلائی نما ڈلی سی پائی جائیگی۔ سطح زبان پر چھوٹے السر والے زخم ہوتے ہیں جو یا تو الگ الگ یا جڑے ہوئے ہونگے جنکا قد بھی پن کے سرے سے لیکر نخود کے برابر مختلف ہوگا۔ کبھی زبان کی اطراف پر بھی ڈاڑھوں سے زخم پڑ جاتے ہیں اور خوراک کا پکڑنا یا اٹھانا قریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔

دوران مرض۔ اس کا دوران خاصہ تیز ہوتا ہے اور مریض بہت جلد لاغر و نحیف ہو کر فوت ہو جاتا ہے۔ کبھی طبع زاد صحتیابی خود بھی ہو جاتی ہے۔ مگر شاذ و نادر ایسا ہوتا ہے۔

جبڑوں کا ایپی تھیلی یوما یا کوسس۔ جبکہ جبڑے کی استخوانوں پر حملہ ہو جاتا ہے۔ تو کسی ایک جبڑے پر سوزش اور ورم سے علامات شروع کرتی ہیں۔ جو ڈاڑھ کی جڑ کے ہموار ہوگا ایک سخت پر درد اور چھوٹی سی رسولی بنجاتی ہے جس کے باعث خوراک کا چبانا مشکل ہو جاتا ہے۔ ورم آہستہ آہستہ حجم میں بڑھتا جائیگا جبکہ بعض وقت اوس کا حجم بڑھ جاتا ہے اور ساتھ ہی اُس کے نشانات میں بھی تسیم ہو جاتی ہے۔ یعنی اُس کے اوپر سپوریٹنگ یا پکے ہوئے نقطے بنجائینگے حالانکہ آس پاس کے حصوں میں ابھی وہی شروع کی علامات ہونگی۔ دُنبل پھوٹ جائینگے اور اُن میں سے رقیق خون آمیز پیپ جس میں چھوٹے چھوٹے ذرہ والے شامل ہوتے ہیں نکلیگی۔ اگر اُنکے منہ میں یہ حب ڈالینگے تو وہ بیقاعدہ ناسوروں میں گھس جائیگی۔ اورام اُسی حالت میں رہتے ہیں۔ اور دانت ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ جبکہ جا بجا کلی منہ کے دوسری طرف اور بہت مشکل سے انجام پایا کرتا ہے اور مریض لاغر ہوتا جاتا ہے ناسوروں کے دہن میں سیاہ رنگ کے ابھرے ہوئے نمایاں انگور اور ... بھی رہتا ہے۔ کچھ عرصہ بعد لمفیٹک غدد بھی پک جاتے ہیں اور جسم کے ... بھی ... نمودار ہو جاتا ہے۔ ایسے مریضوں میں اس کا دوران ہمیشہ سست ... جبکہ کئی ... انتقالی سخت تکالیف نمودار ہو جاتی ہیں۔ اگر شروع درجات میں علاج کیا جاوے۔ تو مریضوں کا صحتیاب ہو جانا ممکن ہوتا ہے لیکن مرض کے بڑھ جانے پر علاج سے فائدہ نہیں ہوتا۔

گردن میں مرض ایکٹی نومائی کوسس عارض ہونا - اِس حالت میں مرض عموماً گردن کے بڑے حصوں پر نمودار ہوا کرتا ہے اور مریض نشانات جلد یا سب کیوٹے نیس کنکٹو ٹشوز میں شروع ہوا کرتے ہیں۔ یا فیرنکس کی دیواروں اور لمفیٹک غدود میں دیکھی جائینگی۔ علامات بھی مریض نشانات کے جاؤ وقوع اور پھیلاؤ کے مطابق مختلف ہوتی ہیں۔

مرض کی بہت سادہ قسم میں جبڑے کے پیچھے کی جلد اور کنکٹو ٹشوز میں - گلے میں پیرانڈز یجئین اور گردن کے بالائی حصہ میں رسولیاں بنجاتی ہیں۔ اوّل اوّل ان میں پھیلا ہوا ورم ہوتا ہے۔ جو رفتہ رفتہ اخروٹ یا مرغی کے انڈے کے قد کی سخت گٹھلی سی بنجاتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ پک کر پھوٹ جائیگی جس میں سے گاڑھی ملائی کی طرح کی پیپ نکلتی رہیگی جس میں مرض ایکٹی نومائی کوسس کے زرد والے شامل ہونگے اور انکا اندمال بہت سست ہوتا ہے اسلئے پورٹینگ ناسور بنجاتے ہیں۔ ان کے آس پاس اور اسی طرح کی رسولیئن پیدا ہو جاتی ہیں۔ جو اکثر سابقہ رسولیوں سے ملجایا کرتی ہیں۔

فیرنکس کا ایکٹی نومائی کوسس - مریض نشانات کے حجم اور جاؤ وقوع کی مطابق علامات مختلف ہوتی ہیں۔ فیرنکس کی اور ایسافیگس کے بالائی حصہ کی میوکس جھلی پر منتشر ورم نمودار ہو جانے اور نگلنے میں مشکل ہو جانے سے ظاہر ہوگا۔ کہ مرض اسی مقام پر ہے اور منہ میں سے امتحان کرنے پر رسولیئن پائی جائینگی۔ جو اخروٹ دانا یا مرغی کے انڈے تک مختلف قد کی ہوتی ہیں۔ اکثر سانس لینے اور کھانسنے میں بھی تنگی ہوتی ہے جو جلد جلد لاغر و نحیف ہوتا جائیگا۔ اور صحتیابی کی امید نہیں ہوتی۔ بسا اوقات جسم کے دیگر حصوں پر بھی حملہ ہو جاتا ہے۔

علاج - جب ممکن ہو جراحی علاج درکار ہوگا خصوصاً جبکہ جلد یا فیرنکس پر ڈیڈی دار پھوڑے پیدا ہو جاویں۔ دیگر حالات میں طبی علاج سے بہت عمدہ نتائج برامد ہوتے ہیں اگر شگاف دینے وغیرہ کی نوبت آئی ہو۔ تو آیوڈائزڈ فینول یا لوگولس سلوشن سے بھی

ڈریسنگ کرنیکی سفارش کیگئی ہے۔

اندرونی علاج کے لئے آیوڈائڈ آف پوٹاش ایک خاص دوائی ہے جسکی خوراک مریض کے قد کی بموجب کم وبیش کرلینی چاہیئے۔ جو فی سنو پونڈ وزن کے حساب سے قریباً ½ ڈرام دیجاتی ہے۔ یعنی ۲ سے ۳ ڈرام تک روزانہ دے سکتے ہیں۔ اس کے دینے کا سب سے اچھا طریق یہ ہے کہ دوائی مذکورہ کو ایک پائنٹ پانی میں حل کرکے دینا چاہیئے۔ ممکن ہے کہ اس کے استعمال سے ۴ یا ۵ یوم بعد مریض آیوڈیزم کی علامات ظاہر کرے جبکہ اشتہا خراب اور ناک و کنجنکٹائیوا کی میوکس جھلی کا کٹار عائد ہو جاوے اور گوبر خشک میوکس سے ملفوف خارج ہو۔ جلد خشک اور اُس پر پتیاں سی پائی جائیں اور بال گر کر جسم پر دھبے سے پڑجاویں۔ تب تین یا چار یوم کے لئے اس دوائی کا استعمال بند کردینا چاہیئے۔ جن بیماروں میں آیوڈیزم کی علامات نمودار ہوں۔ اُن میں ترقی کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں اور مناسب وقفہ سے دوائی استعمال کرنے پر ۴ یا ۵ ہفتہ تک اورام وغیرہ رفتہ رفتہ معدوم ہوتے جائینگے اور شفاء کُلّی ہو جاتی ہے۔

اگر استخوان ماؤف ہوگی تو ایسے اچھے نتائج نہیں نکلتے بلکہ اگر ہڈی کا ٹیومر مُرغی کے انڈے سے بھی کلاں ہو جاوے تو شک ہوتا ہے کہ آیا مریض کا علاج کرنا کچھ فائدہ مند ہوگا۔ یا بالکل بے سُود۔

جب اکسر یا ڈمبل بنجاویں تو ٹائکیوریٹ اور پچکاریوں کا استعمال یا پیدا شدہ مجوفوں میں لوگو اسلوشن میں ڈبوئی ہوئی روئی کا بھرنا وغیرہ درکار ہوگا۔

رنڈر پسٹ یعنی وبائی مویشی جسے پنجابی میں واہ یا موک بھی کہتے ہیں

یہ جگالی کرنیوالے جانوروں خصوصاً مویشیوں کی ایک نہایت شدید قسم کی متعدی مرض ہے جو تیز بخار۔ منہ میں دانے ابھر نمودار ہو جانے اور سخت گیسٹرو انٹس ٹائنل یعنی آنتوں میں سخت تغیرات کے وقوع میں آنے سے شناخت کیجاتی ہے۔ ان تغیرات سے آنتوں میں گھاؤ پڑ جاتے اور سخت پیچش یا مروڑ کے ساتھ سہال ہونے کی علامات ظہور میں آتینگی پھیپھڑوں میں ہوا بھر جاتی ہے۔ اور اموات بہت زیادہ ہوا کرتی ہیں۔

انتشار مرض۔ ہندوستان کے مویشیوں میں یہ مرض بہت ہی عام ہے جو وبا کے طور پر پھیلجاتی اور بہت سے مویشیاں کی ہلاکت کا باعث ہوا کرتی ہے۔ غالباً سیکڑوں سالوں سے ہندوستان میں یہ بیماری موجود ہے۔ اور اب این زہرناک قسم کی متعدی مرض ہوگئی ہے جس کے باعث نسل کے جانوران میں ایک معین حد تک محفوظیت پیدا ہو گئی ہے۔ اور مستعد جانوران کی وفات کے ذریعہ یہ محفوظ جانور مرض کے زہر کی برداشت کے لئے ایک علیحدہ گروہ بنگیا ہے۔ بعض جانور دوسروں کی نسبت زیادہ استعداد رکھتے ہیں۔ جیسے کسی گاؤں میں لتقویتکی نئی نسل طیار ہو جانے کے بعد اسکے حملے ہوا کرتے ہیں۔ جبکہ وہ مویشی جو زیادہ مستعد مرض ہوتے ہیں۔ ہلاک ہو جایا کرتے ہیں۔

مادہ قبولیت مرض۔ ہندوستان میں نیچے دیس کے رہنے والے مویشیاں میں عموماً اس بیماری کا نسبتاً کمزور اور ہلکا حملہ ہوا کرتا ہے جن میں سے سات یا دس روز تک بہت بیمار رہکر اکثر پچاس یا ساٹھ فیصدی مریض صحتیاب ہو جاتے ہیں ایسے مریض یقیناً ہی نہیں بلکہ فی الواقع بہت کچھ محفوظیت رکھتے ہیں۔ مگر پہاڑی مویشیوں میں مرض کی بہت استعداد ہوتی ہے۔ جن میں مرض بھی بہت ہی سخت قسم کا لاحق ہوتا ہے۔ اور ہلاکت کی فیصدی تعداد بھی بہت زیادہ یعنی ۸۵ سے ۹۵ فیصدی ہوتی ہے۔
بیان کیا گیا ہے۔ کہ مویشیوں کی نسبت بھینسیں اسکی کم استعداد رکھتی ہیں

مگر ہندوستان میں یہ بھی بلاشبہ بہت تکلیف اُٹھاتی ہیں ۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ اونٹ اس مرض کی زیادہ محفوظیت رکھتے ہیں ۔ جو اس مرض سے کبھی ہلاک نہیں ہوتے ہیں یا بہت کم مرتے ہیں ۔ مویشیاں کے زہر سے اونٹوں میں ٹیکہ لگانے سے مرض تو پیدا ہوا ۔ مگر وہ صحتیاب ہو گئے ۔ بھیڑ ۔ بکریاں اور ہرن بھی مبتلا مرض ہو جاتے ہیں مگر بھیڑ میں اسکی کم استعداد ہوتی ہے ۔ جو اکثر چھوت سے بچ جاتی ہے ۔ بلکہ اسکی نسبت بکریاں زیادہ مستعد ہوتی ہیں ۔ تاہم دیس کے بھیڑ و بکریاں اِسکے حملہ سے عموماً بچ ہی جاتے ہیں انسان ۔ کتے اور گھوڑے اس مرض سے محفوظ ہوتے ہیں جو مویشی انگلستان آسٹریلیا اور عدن سے یہاں لائے جاتے ہیں ۔ اُن میں بالکل محفوظیت نہیں ہوتی ۔ اور جلد ہی مرض کی زہریلی شدید قسم میں جیسی کہ پہاڑی مویشیوں میں ہوتی ہے مبتلا ہو جاتے ہیں ۔ تب اموات بھی ان میں بہت زیادہ بلکہ ۹۰ سے لیکر یکصد فیصدی تک ہلاکت وقوع میں آتی ہے ۔ سندھ کے مویشیاں میں بھی زیادہ مادہ قبولیت ہوتا ہے اور ہلاکت کی فیصدی تعداد بھی بہت زیادہ ہے ۔

سبب بیماری ۔ وباء مویشی پیدا کرنے والا کرم ابھی تک دریافت نہیں ہوا بلکہ اس کے دریافت کرنے کی جتنی کوشش بھی بذریعہ خوردبینی ملاحظہ اور کاشت کے کیگئی اب تک سب ناکامیاب رہی اور معلوم کیا گیا ۔ کہ یہ زہر خوردبین سے بھی نہیں دیکھا جا سکتا جسم کے قریباً تمام حصوں میں یہ زہر پایا جاتا ہے نیز خون میں آنسوؤں میں ۔ لعاب دہن میں ناک سے جو میوکس نکلتی ہے اُس میں ۔ تھوک [illegible] میں اور گوبر ۔ پیشاب میں زہر ہوتا ہے ۔

چھوت کے سرایت کرنے کا طریق ۔ اس زہر کا پھیلنا بہت ہی آسان ہے مریض جانوروں کے مختلف قسم کے فضلات سے اسکی چھوت پھیلتی ہے پاس پاس رہنے والے جانوروں میں ایک ساتھ پانی پینے سے یا تو فوراً چھوت لگجاتی ہے یا نیز اگر پانی اور چارہ مویشی بھی اگر زہر آلود ہو جاتے ہیں تو ان کے ذریعہ بھی مرض لگ جائیگا ۔ اور مکھیاں بھی اس کی حمال ہو سکتی ہیں ۔ بیمار مویشیوں سے تندرست مویشیوں یا نگہبانوں وغیرہ

کے ذریعہ بھی مرض پھیلجائیگا۔ جبکہ نگہبانوں کے ہاتھوں۔ کپڑوں اور خاص کر پاپوشوں کے ساتھ چھوت پہونچ جاتی ہے۔ کُتے گیدڑ پرندے وغیرہ بھی اسکی چھوت بیماروں سے تندرست مویشیاں میں پھیلا دیتے ہیں چراگاہوں۔ سڑکوں اور پانی پینے کے تالابوں وجوہڑوں سے بھی جہاں مریض جانوروں کا گذر ہوتا ہو یا جہاں مریض پانی پیتے ہوں۔ تندرستوں کو مرض کی چھوت لگجاتی ہے۔ مریض جانوروں کی تازہ کھالیں اور بال بھی بیماری کو پھیلا دیتے ہیں۔ بعض مقامات میں جبکہ یہ بیماری ایسے جانوروں کو عارض ہوجاتی ہے جو جزوی محفوظیت حاصل کر چکے ہیں۔ تو زم حملوں کی صورت میں نمودار ہوتی رہتی ہے۔ اور خود تو جانور اسکی بہت خفیف علامات ظاہر کیا کرتے ہیں۔ لیکن اگر موقعہ پاکر مستعد مویشیاں کے اتصال میں آجاتے ہیں تو اُن میں تازہ وبا پھیلا دیا کرتے ہیں۔

زہر کے داخل جسم ہوجانے کا طریق۔ اگر تندرست جانوروں کی جلد اور میوکس جھلیوں میں مریض جانوروں کے مادہ کا ٹیکہ لگا دیویں تو تندرست جانوروں میں بھی مرض پیدا ہوجاتا ہے۔ چنانچہ خون میں سے بقدر ایک کیوبک سنٹی میٹر کے ہزارویں حصہ کا ٹیکہ ایک جوان بیل کو کیا گیا اور بیل ہلاک ہوگیا۔ اعضاء ہضمیت کے ذریعہ بھی بہت آسانی سے چھوت لگجاتی ہے۔ اور اگر زہر کی ذراسی مقدار بھی کھالی جائے تو مرض پیدا ہوجائیگا بعض مشاہدہ کار تو یہاں تک کہتے ہیں۔ کہ اس کا زہر اعضاء تنفس کے ذریعہ بھی داخل جسم ہوجاتا ہے مگر یہ ابھی تحقیق نہیں ہوا۔ غرض اس میں ذرا شبہ نہیں کہ اگر یہ زہر ہوا کے ذریعہ دخول پائے تو صرف تھوڑے ہی فاصلہ تک شاید ۲۵ گز کے فاصلے تک ہوا سے پہونچ سکیگا۔

زہر کی طاقت برداشت۔ یہ زہر جسم کے باہر تھوڑا ہی عرصہ زندہ رہ سکتا ہے خشک کرنے اور دھوپ میں کھلا رکھنے سے بھی یہ زہر فوراً ضایع ہوجاتا ہے مگر جسم کے اخراجات اور جسم جانور کے منجمد نشتوں میں خصوصاً اگر وہ اندھیرے میں جہاں حرارت کم ہوتی ہے رکھے ہوں تو کچھ عرصہ تک زہریلا اور پُر تاثیر رہ سکتا ہے اگر ناک کی ریزش یا خون جسمیں سے فائبرین نکال لیا گیا ہو۔ کسی شیشے کی نلکی میں سر بمہر کرکے رکھا جائے تو ایسے حالات میں

چھ ہفتہ بلکہ زیادہ عرصہ تک یہ زہر پُرتاثیر رہ سکتا ہے مگر یہ بھی دیکھا گیا ہے۔ کہ بعض حالات میں ۳ ہی روز میں اسکی زہریلی تاثیر ضایع ہو جاتی ہے۔ ایک سو چالیس درجہ کی حرارت پہونچا کر خشک کرنے سے بھی یہ زہر ضایع ہو جائیگا۔ اور خون میں سے نو۴۔ درجہ کی حرارت پہنچانے سے ہی زہریلی تاثیر زائل ہو جاتی ہے۔ نیز یہ زہر سڑ جانے سے بھی ضایع ہو جائیگا۔ اور ڈس انفکٹنٹ ادویات سے تو بآسانی بے تاثیر ہو جاتا ہے۔

کہتے ہیں کہ مریضوں کی کھالیں اگر کھلی دھوپ میں رکھکر سکھا لیجائیں۔ تو چھ یوم میں ایسی ہو جائینگی کہ چھوت نہ پھیلا سکینگی۔ نیز ایک فی ہزار کی طاقت کے کروسو سبلی میٹ کے سلوشن سے بھی ۲۴ گھنٹہ میں کھالیں بیماری سے مبرّا ہو جاتی ہیں۔

جسم کے اندر۔ کہتے ہیں کہ جسم کے اندر یہ زہر بہت عرصہ تک پُرتاثیر نہیں رہتا کاک صاحب تو سات روز بتلاتے ہیں اور دیگر اصحاب کہتے ہیں کہ آنتوں کے کہنہ مریضوں میں ۱۴ سے ۳۰ یوم تک پُرتاثیر رہ سکتا ہے۔

پیتھالوجی یا ماہیت و حقیقت۔ یہ تو ابتک معلوم نہیں ہوا۔ کہ یہ زہر جسم میں کس طرح نشو و نما حاصل کرتا ہے۔ مگر اتنا ہم ضرور جانتے ہیں۔ کہ خواہ کسی طریق سے داخل جسم ہو جائے ذرا سا بھی زہریلا مادہ بیماری پیدا کرنے کو کافی ہوتا ہے۔

زمانہ انکیوبیشن کی حالت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ زہر کچھ دیر تک ایک ہی مقام پر ساکن رہ کر پھر سارے جسم میں پھیلتا ہے جبکہ بخار ہو جاتا ہے اور یہ زمانہ کسی قدر مختلف یعنی ۲ سے ۹ یوم تک ہوتا ہے۔ یا تو بخار کم از کم سالم تین یوم کے بعد نمودار ہوا کرتا ہے مگر عموماً ۳ سے پانچویں دن تک عارض ہو جاتا ہے۔

جب ایک مرتبہ یہ زہر جسم میں پھیل جاتا ہے۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ میوکس جھلیوں کے متعلقہ طبقات پر تدریجاً نشو و نما پاتا رہتا ہے۔ جہاں عروق شعریہ میں اجتماع خون کا باعث ہو کر میوکس اور غدود کی جھلیوں سے اپی تھیلیم اتر جاتی ہے اور سب میوکس غلاف کا انفلٹریشن وقوع میں آتا ہے۔

اِس سے وہ معمولی بدنی تغیرات بھی وقوع میں آتے ہیں جو سپٹی سیمیا میں۔

دیکھے جاتے ہیں۔ مثلاً جریان خون ہو جاتا ہے۔ اور بہت زیادہ سخت حملہ میں ہضمیت کی میوکس جھلی پر دیکھا جاتا ہے۔ جبکہ منہ کی میوکس جھلی پر خاص تغیرات یعنی چھالے اور چیٹین پائی جائینگی۔ نیز چوتھے معدہ کی میوکس جھلی سبز یا سرخ رنگ کے پلٹس کی طرح کے مادہ سے ڈھکی ہوئی ہوگی۔ جن کے چھل جانے سے وہ سطح جہاں اجتماع خون اور جریان خون تھا برہنہ ہو جائیگی۔ اور انفلمیشن بھی ہوگا چھوٹی آنتوں میں سب میوکس جریان خون اور چیٹین اور پیرٹ پاچیز وغیرہ پڑ جاتے ہیں۔ جسم کے دیگر اعضاء بھی ماؤف ہو جاتے ہیں

دوران مرض۔ جیسا کہ اوپر بتلا چکے ہیں ہندوستاں میں دیس کے رہنے والے مویشیوں میں زیادہ محفوظیت ہوتی ہے جس کے سبب سے وہ پہاڑی مویشیوں کی نسبت بہت کم اس مرض کی زد میں آتے ہیں اسی لئے ان ہر دو قسم مویشیوں میں حملہ کی سختی میں بھی بڑا بھاری فرق دیکھا جاتا ہے۔ یعنی پہاڑی مویشیوں میں یہ بیماری فی الواقع بہت سخت ہوتی ہے اور اموات بھی اُن میں بہت زیادہ وقوع میں آتی ہیں۔ جو بعض موقعہ و باؤں پر ۹۰ فیصدی ہوگی۔ یہی حال انگلستان اور آسٹریلیا سے جو مویشی لائے جاتے ہیں۔ اُن میں دیکھا گیا ہے۔ چنانچہ ایسے مجملہ مویشاں میں مرض کا دوران بہت تیز اور انکیوبیشن کا زمانہ کوتاہ ہوتا ہے علامات اچھی مشترح اور موت ۸ سے ۱۰ یوم میں واقع ہو جاتی ہے۔

مگر دیس کے جانوران میں یہ مرض بہت ہلکا اور ہلاکت بھی شاید ۵ فیصدی یا اس سے کم ہوتی ہے۔ اور بہت سے مویشی بچ جاتے ہیں ایسے مریضوں میں علامات رفتہ رفتہ صاف ہوتی جائینگی۔ بخار اور اسہال بھی رفع ہو جاتا ہے اور جانور صرف کمزور اور لاغر تو ضرور ہو جاتا ہے مگر محفوظیت حاصل کریگا۔ جب یہ وبا کسی دیس میں رہنے والے گلہ میں پھوٹ پڑتی ہے۔ تو سب سے پہلے عموماً اُن مویشیوں پر حملہ ہوگا جن میں مادہ محفوظیت زیادہ ہے۔ جب کہ قوت بیدگی بھی زیادہ ہوگی۔ پھر جوں جوں چھوت کے مرکز بڑھتے جائینگے وبا بھی تیزی سے پھیلتی جائیگی۔ اور جب زیادہ محفوظ مویشی لاحق ہو جائینگے۔ تو مرضیاتی کی تعداد بھی بڑھتی جائیگی۔ اخیر میں بہت ہی زیادہ محفوظیت رکھنے والے جانوروں پر حملہ ہو کر مرض رفتہ رفتہ ضائع ہوتا جائیگا۔ اور صرف چند مویشیوں کی وفات وقوع میں

آتی ہے۔ پس دیس کے دیہاتی گلوں میں۔ یہ مرض آہستہ آہستہ پھیلتا ہے۔ اور اس کے دفعیہ میں بھی کئی ہفتہ لگجاتے ہیں۔ نیز نمی وار اور سرد موسم میں تو یہ بیماری سخت اور گرم خشک موسم میں ہلکی ہوتی ہے۔ اور ملک برہما و آسام میں بھی سخت ہوتی ہے۔ اندرونی امراض مثلاً پائروپلازموسس اور سرا کی موجودگی سے اِس میں نوتیدگی بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ لہٰذا ایسے مریضوں میں جو ہندوستان کے بعض حصّوں میں بہت عام طور پر ملتے ہیں جب کوئی جانور مرض رنڈر پیسٹ کے حملہ سے کمزور و نحیف ہوجاتا ہے اُس میں سے پائروپلازم اور ٹرائی پینوزوم کی محفوظیت بہت گھٹ جائیگی چنانچہ ان میں سے بھی کوئی مرض لاحق ہوجائیگا۔ اور تب ایک ساتھ دو بیماریاں اُسے ہلاک کرڈالینگی نیز درمیان میں عارض ہوجانے والے دیگر امراض مثلاً مُنہ کھر کی مرض سے بھی کبھی کبھی وباء مویشی پیچیدہ ہوجاتی ہے اور تب بھی سخت حملہ ہوا کرتا ہے۔

وباء کے شروع میں زہریلی تاثیرات اور ہلاکت مریضان ہمیشہ بہت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ صرف یہی نہیں۔ کہ اُسوقت بہت زیادہ مُستعد مویشیوں پر ہی حملہ ہوجاتا ہے۔ بلکہ زہر بھی بہت ہی پُر تاثیر اور قاتل ہوتا ہے۔ پھر کچھ دیر بعد حملوں کی تیزی اعتدال پہ آجاتی ہے اور صحتیابی بھی وقوع میں آنے لگتی ہے۔ اِس کے بھی بعد مرض کا زہر رفتہ رفتہ کم ہوتا جائیگا۔ اور بہت سے مریض بچ نکلینگے اور آخر کار ایسے ہلکے حملے ہونے لگینگے کہ مریضوں میں تشخیصی علامات بھی نہ دیکھی جائینگی۔

علامات۔ مرض کی سخت قسم میں عموماً بہت سے جانور مبتلاء مرض ہوجاتے ہیں۔ جبکہ سب سے پہلی علامات عموماً ۳ سے ۵ یوم میں نمودار ہوجاتی ہیں۔ اوّل لرزہ ہوتا ہے جو ممکن ہے دکھائی بھی نہ دے اور جسمانی حرارت بڑھ کر ۱۰۳ سے ۱۰۵ درجہ فہرن ہائٹ تک پہونچ جائیگی۔ مریض سُست ہوگا۔ کھانا بند کردیگا۔ اور پیاس بڑھجائیگی جسم کا رُواں اُٹھا ہوا۔ اور جگالی بند ہوجاتا ہے۔ ظاہری بیکس جھلیوں میں اجتماع خون اور دودھ دینے والی گایوں کا دودھ گھٹ جایا کرتا ہے۔ پھر دوسرے دن سُستی بہت بڑھی ہوئی اور مریض کاہل و گھٹا ہوا سا دکھلائی دیگا۔ جبکہ اُس کے کان گرے ہوئے اور

پلکیں نیم بند ہوتی ہیں۔ نبض تیز اور تنفس کا تواتر اور درجہ پہلے سے بھی زیادہ گھٹا ہوا ہوگا اور تیسرے دن تک اس حالت میں برابر ترقی ہوتی جائیگی جبکہ بخار بہت تیز ہوگا بلکہ کبھی تو ۱۰۹ درجہ فہرن ہائٹ تک ہو جاتا ہے۔ اور عموماً تر چھینکنے کی کھانسی بھی ہوتی ہے اور آنکھ و ناک سے میوکس کا اخراج بھی ہوتا رہتا ہے۔ گوبر خشک اور میوکس سے لپٹا ہوا اور تھوتھنی خشک ہوگی تنفس کی ہوا خراب بودار اور ناک کا اخراج گاڑھا زرد ہوتا ہے۔ اور زبان کی سطح زیرین اور لبوں پر چھوٹے ابھار کی طرح کے آبلے پائے جائینگے جو دانتوں کی گدی پر بھی ہونگے اور جلد ہی اپی تھیلیم کے گر جانیکے باعث گھاؤ بنجاتے ہیں جو بے قاعدہ شکل کے ہوا کرتے ہیں اور جنکے اوپر اپی تھیلیم کچھ چوکر کی پتیوں کی مانند زردی مائل پپڑی سی بن جاتی ہیں اور گوشہائے لب سے لعاب دہن ٹپکتا رہتا ہے جس میں کبھی خون کی دھاری بھی ہوگی اور خراب بو آئیگی۔ اب مریض بہت خراب حال ہوتا ہے۔ عموماً لیٹ جاتا ہے۔ اور اپنا سر آغوش کیجانب پھرائے رکھتا ہے۔ مریض کی [illegible] میں بہت دکھن ہوگی۔ بلکہ قراقر بھی ہو سکتا ہے۔ اور پانچویں یا چھٹے روز متعفن اسہال ہو جائیگا جو اول اول پانی کی مانند اور چھوٹی چھوٹی سخت گولیوں سے ملا ہوا ہوتا ہے جبکہ گولیاں خون اور میوکس سے آلودہ ہونگی۔ پھر جلد ہی پیچش والا اسہال ہو جاتا ہے جس میں رقیق رطوبت اور خون و میوکس کی زردی مائل بھوری پپڑیاں شامل ہوتی ہیں۔ اور بہت خراب بو آیا کرتی ہے۔ نیز اتنا کثیر المقدار ہوتا ہے۔ کہ کھلی ہوئی مقعد سے برابر بہتا رہتا ہے اس درجہ میں جانور بہت جلد کمزور اور نحیف ہو جائیگا۔ اور ٹمپریچر گھٹ کر اصلی سے بھی کم ہو جاتا ہے۔ جبکہ عموماً ساتویں سے دسویں دن جانور فوت ہو جاتا ہے مریض گائیں تقریباً ہمیشہ ہی اسقاط حمل کر دیتی ہیں۔

مرض کی ہلکی اور نرم قسم۔ ہندوستان میں اکثر ایسے مریض بھی دیکھے جائینگے جن میں حملہ بہت ہلکا اور صرف کاہلی اور بخار ہوتا ہے آنکھ اور ناک سے اخراج اور مسوڑھوں و دانتوں کی گدی پر سے کھال اتر جاتی ہے بلکہ اندر دن عرصہ سے کبھی کھال اتری ہوئی دکھلائی دیگی۔ اور [illegible]

جو ۴ یا ۵ روز رہتی ہے۔ بعد ازاں صحت ہونے لگتی ہے اور جانور صرف لاغر و کمزور ہو جاتا ہے مگر آئیندہ کے لئے محفوظیت حاصل کر لیتا ہے۔

بہت ہی خفیف حملوں میں صرف بخار اور اسہال دیکھا جائیگا۔ یا دیگر علامات سوائے اُنکے جو بخار کے باعث عارض ہوں دیکھنے میں آ سکتی ہیں۔ اور صحتیابی کے ساتھ محفوظیت بھی عمل میں آئیگی۔ بعض مریضوں میں چہرے۔ رانوں۔ شانے اور حیوانے کی جلد پر بھی دھبے نمودار ہو جاتے ہیں۔ جو خصوصاً ہلکے حملوں میں دیکھے جائینگے۔ جسکے بعد عموماً صحت ہو جاتی ہے اور یہ ایک اچھی علامت خیال کیجاتی ہے ہندوستان کے مویشیوں میں اس مرض کا مفصلہ ذیل دوران سمجھنا چاہیئے۔

تپ نما درجہ ۔ ۳ سے ۵ یوم تک کے انکیوبیشن کے بعد لرزہ لاحق ہو کر مریض کا ٹمپریچر ۱۰۴ یا ۱۰۵ درجہ فہرن ہائٹ تک بڑھ جاتا ہے۔ اور اشتہا جاتی رہتی ہے۔ یہ درجہ دو سے ۳ یوم تک رہتا ہے اسکے بعد آنکھوں اور ناک سے اخراج اور منہ میں سوزش ہو جاتی ہے بخار جاری رہتا ہے اور کاہلی و سستی بہت زیادہ بین ہو جاتی ہے۔ طاقت گھٹتی جاتی ہے اور کھانا و جگالنا بند ہو جاتا ہے۔ یہ درجہ بھی ۲ یا ۳ دن رہتا ہے۔

اِس کے بعد آنتوں میں ورد اور چٹین پڑ جانیکی نوبت آتی ہے۔ جو اسہال سے شروع ہوا کرتا ہے اور جلد ہی آبی اور اکثر خون آمیز ہو جاتا ہے۔ مہلک حالت میں ٹمپریچر گھٹ جاتا ہے خصوصاً جبکہ مہلک انجام ہونے کو قریب ہوتا ہے۔ یا ایک دو روز میں واقع ہونیوالا ہوتا ہے تب باقی علامات زیادہ مشترح ہو جاتی ہیں لیکن اگر صحت ہونے کو ہوتی ہے تو صرف ضعف طاری ہوگا اور جانور بہت کمزور ہو جائیگا۔

تشریح بعد وفات ۔ مریض تشریح ایک تو بیرونی دوسری اندرونی دو طرح کی ہو سکتی ہے۔

بیرونی نشانات مرض جسم بہت گھلا ہوا اور بچھش والا اسہال ہوتا ہے۔ ناک آنکھوں اور اندام نہانی سے خون آمیز اخراج کبھی سر پر ایسی تھیلیاں ابھار یا دا پھڑ پائے جاتے ہیں جو رانوں کے اندر اور جلد میں بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ دا پھڑ ولیس کے مویشیوں میں تو

کبھی ہوتے ہیں۔ مگر پہاڑی مویشیوں میں عموماً نہیں دیکھے جاتے۔

اندرونی نشانات مرض ۔ مریض تغیرات زیادہ تر غذا کی نالی کی میوکس جھلی پر پیدا ہو جاتے ہیں۔ جبکہ ایبومیسم اور چھوٹی آنتیں خصوصیت سے ماؤف ہوتی ہیں۔ میوکس جھلی دہن میں اجتماع خون ہوتا ہے اور ایپی تھیلیم کا اُترجانا ظہور میں آتا ہے لبہائے زیرین و بالائی کے اندرونی طرف بلکہ اکثر دانتوں کی گدی پر بھی چٹیں پڑ جاتی ہیں۔ ایبومیسم پر چٹیں بہت منتشر ہو جاتی ہیں۔ میوکس جھلی میں بہت اجتماع خون ہوتا ہے۔ اور عموماً گھاؤ دیکھے جائینگے۔ چھوٹی آنتوں کی میوکس جھلی میں بھی بہت اجتماع خون ہوتا ہے اور گھاؤ بھی اکثر پائے جاتے ہیں۔ پیٹر پا چیز میں بھی اجتماع خون اور اکثر گھاؤ دیکھے جاتے ہیں۔

صفراوان دگال بلیڈر میں بھی اجتماع خون اور کبھی چٹیں پائی جاتی ہیں۔ دل اور گردون پر عموماً پی ٹیکیا کے دھبے ملینگے۔ مثانہ رحم اور اندام نہانی کی میوکس جھلی میں عموماً اجتماع خون ہوتا ہے۔ اور پھیپھڑوں میں ہوا بھر جاتی ہے۔

محفوظیت و تدابیر حفظ ماتقدم ۔ جب کسی جانور کو رنڈر پیسٹ کا حملہ ہو چکتا ہے تو تمام عمر وہ جانور اپنے باقی حصہ عمر کے لئے مرض سے عموماً محفوظ ہو جاتا ہے۔ جانوروں کو کچھ معین وقت کے لئے محفوظ کرنا بھی ممکن ہے۔ جو بہت طریقوں سے کر سکتے ہیں چنانچہ ذیل میں مختصراً ان طریق کا ذکر کرکے میں وہ طریق بتلاؤنگا۔ جو ملک ہندوستان میں وبا پھیل جانے کے موقعوں پر عمل میں لانے چاہئیں یہ اس طرح مندرج کئے جاتے ہیں

(۱) صفراوی یا بائل طریق (۲) سائمل ٹے نیس طریق۔ اور (۳) سیرم الون یعنی صرف سیرم کے طریق سے محفوظیت عمل میں لانا۔

(۱) **بائل میتھڈ جو کاک صاحب نے استعمال کیا تھا**۔ اس سے رنڈر پیسٹ کے مریض جانوروں سے چھٹے سے لیکر آٹھویں روز سبز رنگ کا شیرین صفرا اکٹھا کرکے عمل کرنا مراد ہے۔ گہرے سبز بائل کو ترجیح دینی چاہئے۔ سڑے ہوئے اور ایسے بائل جو خون آمیز ہو استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ گہرے سبز رنگ کا شیرین بائل بقدر ۱۰ سی سی مویشی کے چینگے میں جسے محفوظ کرنا مطلوب ہوتا ہے۔ سب کیوٹے نیس پچکاری

لگا کر داخل کر دیتے ہیں مگر اس طریق میں بہت سخت نقص بھی ہیں کہ اوّل تو ایسے صفرا کا حاصل کرنا ہی عموماً مشکل ہوتا ہے۔ دوئم دس روز تک محفوظیت بھی عمل میں نہیں آتی یہ ممکن ہے کہ اسی عرصہ میں جانور پر مرض کا حملہ ہو جاوے۔ اور سوئم اس کے استعمال کے بعد موت بھی وقوع میں آتی ہے۔ بدیں وجوہات ملک ہندوستان میں یہ طریق۔ محفوظیت عمل میں نہیں لایا گیا۔

(۲) سائمل ٹے نیس طریق۔ اس طریق سے ایک ہی وقت میں ایک مقدار محفوظیت بخش سیرم اور ایک مقدار چھوت لگانیوالے خون کی پچکاری کے ذریعہ داخل کرنا مراد ہے محفوظیت بخش سیرم کی مقدار اس قدر ہونی چاہئے جو جانور کو رنڈر پیسٹ کے سخت حملہ سے بچائے رکھے۔ یہ طریق اگر کامیابی سے عمل میں لایا جاوے۔ تو تقریباً ۹۰ فیصدی جانوروں میں ہلکی بیماری عارض ہوگی جس کے بعد فوراً ہی بہت اچھی یا دائمی محفوظیت ہو جائیگی اس کے عمل سے کبھی کچھ نقصان بھی ہوتا ہے۔ جو احتیاط سے عمل کرنے پر ۲۰۰ ٹیکہ شدہ جانوران میں ایک کی نسبت سے زیادہ نہوگا۔ باقیوں میں سے ۱۰ فیصدی جانوران میں خواہ کچھ علامات بھی ظہور میں نہ آئی ہوں۔ کچھ مہینوں کے لئے محفوظیت ہو جائیگی اگر مناسب طور پر عمل میں لایا جاوے تو یہ طریق محفوظیت بڑا مفید ثابت ہوا ہے گو نقص سے یہ بھی خالی نہیں یعنی اس سے کبھی بہت زیادہ اموات وقوع میں آتی ہیں۔ یا نئی وبا پھیل جاتی ہے۔ نیز کبھی ایسا بھی ممکن ہے کہ چھوت دار خون کے ہمراہ دیگر امراض کے کرموں کا بھی ٹیکہ لگجاوے۔ نیز اکثر مطلوبہ زہریلے خون کا دستیاب ہونا بھی مشکل ہوتا ہے۔ ہندوستان میں اسکا عمل صرف کبھی کبھی اور جبکہ مناسب طریق پر سیکھے ہوئے آدمیوں کی نگرانی میسر ہو کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ تحقیق کرنا بھی دشوار ہوتا ہے کہ جانور کو مشتعلہ زہریلے خون سے محفوظ رکھنے کے لئے کس قدر سیرم درکار ہوگی۔ معمولی طور پر سیرم کی مقدار ۱۵ سے ۵۰ سی سی اور خون کی ایک سی سی استعمال کرتے ہیں۔

سیرم الون یعنی صرف سیرم کا طریق۔ دیہات میں وٹرنری اسسٹنٹ کے سیرم لیکر پہونچنے سے پیشتر یہ مرض عموماً بہت ترقی کر جاتا ہے اور پھیل چکتا ہے جبکہ

زیادہ مادہ قبولیت رکھنے والے جانوراں میں سے بہت سی تعداد جانوران پر حملہ بھی ہو چکتا ہے۔ لہٰذا ایسے حالات میں باقیماندہ جانوران میں سیرم کا ٹیکہ کر دینا مصلحت اور ضروری ہوتا ہے مگر جن جانوروں کا ٹمپریچر بڑھا ہوا معلوم پڑے انہیں ٹیکہ نہیں کرنا چاہئے۔ ایسا کرنے سے وبا غالباً رک جائیگی۔ اور بہت عرصہ جاری نہ رہیگی۔ اور اس طرح ٹیکہ کرنے کے لئے صرف تھوڑی سیرم ضروری ہو گی یعنی عموماً ۱۰ سی سی کافی خیال کیگئی ہے۔ اگر کسی وبا کا جلد پتہ لگجائے اور وٹرنری اسسٹنٹ ایسے موقعہ پر جا پہونچے کہ صرف چند ہی جانوروں پر ابھی حملہ ہوا ہو۔ یا جہاں مریض جانوروں کو علیحدہ کر دیا گیا ہو تو جن جانوروں کا ٹمپریچر بڑھا ہوا ہو اُن سب میں کم از کم ۲۰ سی سی سیرم کا ٹیکہ کر دینا چاہئے۔

سیرم کے استعمال سے مفصلہ ذیل عام نتائج برامد ہوتے ہیں۔ (۱) سیرم کی ایک مفرد مقدار سے قریباً ۲ ہفتہ کے لئے جانور محفوظ ہو جاتا ہے۔ (۲) دو چند سیرم کی مقدار سے ۴ ہفتہ کے لئے محفوظ ہو جاتا ہے (۳) اگر سیرم کا ٹیکہ لگاتے ہی فوراً مرض کی چھوت بھی لگجائے تو ایسے جانوروں میں مرض کی علامات ظاہر ہوئے بدوں کئی ماہ کے لئے اچھی محفوظیت ہو جاتی ہے۔ ہندوستان میں فی الحال اکیلی سیرم کے ذریعہ ٹیکہ کرنے کا عمل مروج ہے اِس سے سیرم کی مختلف مقداروں کا زیر جلد ٹیکہ لگانا مراد ہے۔ یہ سیرم ایسی بھینسوں کے خون سے حاصل کیجاتی ہے جنہیں پہلے سے بہت زیادہ محفوظ کر رکھا ہو۔ اسکی مقدار ہر جانور کی نسل اور اوسکے قد کے لحاظ سے مختلف ہو گی۔ لہٰذا یہ مقدار جانور کی اس تعداد مرض کے لحاظ سے بھی بہت مختلف ہونی چاہئے۔ مثلاً بیرونجات سے لائے ہوئے اور پہاڑی مویشیاں کے لئے نیز بیرونجات سے لائے ہوئے مویشیوں کی نسل کے جانور انکے واسطے فی ۱۰۰ پونڈ وزن کے لئے ۱۰ سی سی سیرم کی مقدار درکار ہو گی۔ جو دیس کے مویشیاں کے لئے اس سے بہت کم درکار ہوتی ہے یعنی فی ۱۰۰ پونڈ وزن کے جانور کے لئے صرف ۳ سی سی سیرم کافی ہو گی۔ بلکہ جب ہلاکت کم ہو جاوے تو صرف ۱۰ سی سی یا ۲۰ سی سی کا ہی ٹیکہ

لگا سکتے ہیں مگر ہر ایک وبا کے لئے ایک معین معتاد کا مقرر کر دینا عملاً ناممکن ہے۔
بچھڑوں کے لئے۔ بیرونجات سے لائے ہوئے اور ناف بریدہ بچھڑوں کے لئے ۱۲ ماہ کی عمر تک۔۔۔۔۔ تو تخمیناً ۵ سی سی سیرم اور اسی عمر کے دیس کے بچھڑوں کیلئے ۸ سی سی
۱۲ ماہ سے زیادہ عمر کے بچھڑوں کے لئے پوری معتاد مطابق انکی نسل وغیرہ کے بطریق بالا مندرجہ استعمال کریں۔
مگر اس سے بہت تھوڑے عرصہ کیلئے محفوظیت ہوتی ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ ہندوستان میں عموماً ۱۲ سے ۴۸ دن کیلئے محفوظیت ہو جاتی ہے اس لئے۔ ایک مرتبہ ٹیکہ کر دینے سے ممکن ہے کہ مرض کی وبا رک جائے خصوصاً جبکہ بیمار اور تندرست جانور ٹیکہ کرنے کے بعد باہم ملے ہوئے اکٹھے رہیں۔ اگر ٹیکہ لگا دینے کے بعد مریض اور تندرست جانور ملا نہ دئے جائینگے۔ اور اگر آنتوں کے زہین مریض ابھی موجود ہونگے تو شاید ۲۰ ایوم کے بعد دوسری بار ٹیکہ کرنیکی ضرورت محسوس ہوگی۔

مرض ہنڈ ریسٹ سے محفوظ کرنیوالا ٹیکہ اور سیرم کا طیار کرنا۔ ایسی سیرم ممالک مغربی و شمالی کے شہر مکتیسر اور بریلی میں طیار کیجاتی ہے۔ اور اس کی طیاری میں پہاڑی بھینس اور دیس کے بیل بھی کام میں لائے جاتے ہیں۔ اول ان جانوروں کو مرض سے محفوظ کیا جاتا ہے پھر محفوظ در محفوظ کر دینے پر انکی سیرم اتنی زیادہ بیش محفوظیت بخش ہو جاتی ہے کہ اگر کسی تندرست جانور میں زیر جلد ٹیکہ لگا دیں تو ان جانوروں میں مرض ہنڈ ریسٹ سے عارضی محفوظیت پیدا ہو جائیگی۔

جسم کے وزن کا تخمینہ کرنا۔ ٹیکہ لگانے میں جانور کے جسمانی وزن کا تخمینہ کرنے کے لئے ناپنے والے فیتہ کی ضرورت پڑتی ہے جس سے جانور کے دور کی پیمائش انچوں میں کیجاتی ہے پھر اعداد پیمائش کا مربعہ اٹھا کر حاصل ضرب کو پھر نوک شانہ سے چوتڑ کی نوک تک جو انچوں کی پیمائش نکلے اُس کے اعداد سے ضرب دیتے ہیں۔ اس حاصل ضرب کو ۳۰۰ پر تقسیم کر دینے سے خارج قسمت جانور کے جسم کا وزن پونڈوں میں نکلیگا۔ مثلاً جس جانور کی فراخی کی پیمائش یا دور کی گلائی

۶۵ انچ ہو۔ اُس کا مُربعہ ۴۲۲۵ انچ نکلے گا۔ اِس کو شانے سے چوتڑ تک کی پیمائش کے اعداد سے جو ۴۶ انچ ہے ضرب دینے پہ حاصل ضرب ۱۹۴۳۵۰ ہو گا۔ جسے وہی ۳۰۰ پر تقسیم کر دینے سے خارج قسمت ۶۴۶ نکلا۔ پس نام بُردہ جانور کے جِسم کا وزن ۶۴۶ پونڈ ہو گا۔

سیرم کی معتاد کا تخمینہ کرنا۔ جس جانور کے جسم کا وزن ۴۰۰ پونڈ ہے اُس کے لئے آجکل معتاد سیرم تخمیناً اِس طرح دیجاتی ہے کہ اگر جانور دیسی کا ہے تو ۵ سی سی سیرم دیجائیگی اور پہاڑی جانور کے لئے ۱۰ سی سی۔ اِس حساب سے بالا مندرجہ جانور کیلئے جسکا وزن ۶۴۶ پونڈ نکلا ہے اگر جانور دیسی کا ہے۔ تو ۵ ۱/۲ سی سی سیرم ہونی چاہیئے۔ جو میری رائے میں کافی نہیں ہے۔ اور عموماً ۱۰ سی سی استعمال کرنی چاہیئے۔ بلکہ نئی وبا کے موقعہ پر تو ۲۰ سی سی بھی اِستعمال کر سکتے ہیں۔

دوسرا طریق سیرم کی معتاد تخمینہ کرنے کا یہ ہے۔ کہ جن جانوروں پر مرض کا حملہ ہو اُن میں ہلاکت کی فیصدی تعداد معلوم کر کے ہر موقعہ وبا پر مرض کی زہریلی تاثیرات کے مطابق خاص اندازہ لگا کر تخمینہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر ہلاکت کی تعداد حملہ شدہ جانوروں میں ۵۰ فیصدی سے کم ہو گی۔ تو معتاد جس قدر کہ سیرم کی بوتل پر تحریر ہے۔ دینا کافی ہو گا۔ اگر پچاس فیصدی سے زیادہ اور ۷۵ فیصدی سے کم ہلاکت ہو تو تحریر مذکور سے چہار چند معتاد استعمال کیجاوے اگر ہلاکت ۷۵ فیصدی سے بھی زیادہ مگر ۹۰ فیصدی سے کم ہو تو جتنی خوراک بوتل کے کاغذ پر مندرج ہے اُس سے پانچ گُنی زیادہ دینی چاہیئے۔ اگر ۹۰ فیصدی سے بھی دیس کے مویشیوں میں ہلاکت زیادہ ہو گی۔ تو وہی معتاد استعمال کریں جتنی پہاڑی مویشیوں کے واسطے درکار ہوتی ہے۔ مثلاً فرض کرو کہ دیس کے کسی گاؤں میں ۲۵ مریضوں میں سے ۵ فوت ہو جاویں۔ تو یہ ہلاکت ۲۰ فیصدی کہلائیگی۔ اِسلئے۔ باقی تندرست جانوروں میں فی ۴۰۰ پونڈ جِسم کے وزن کے حساب سے ۵ سی سی سیرم کا ٹیکہ کر دیں۔ اگر اُن ۲۵ مریضوں میں سے ۲۰ فوت ہو جاویں۔ تو تب ہلاکت ۸۰ فیصدی ہونے کے باعث ٹیکہ کرنے کے لئے مقدار سیرم فی ۴۰۰ پونڈ وزن کے جانور کے لئے ۲۵ سی سی ہونی چاہیئے۔

ٹیکہ کرنیکی پچکاریوں کا سٹیریلائز کرنا۔ روزمرہ بعد عمل ٹیکہ کرنیکی پچکاری کو کھولکر اُسکے جملہ ٹکڑے کسی ٹھنڈے پانیکے برتن میں جسمیں بقدر ایک ڈرام کے سوڈا کاربونیٹ ملا لیا گیا ہو۔ ڈھک کر رکھیں۔ پھر مذکورہ برتن کو کوئلے کی آگ پر رکھکر پانی اُبلنے دیں سوڈا کاربونیٹ اس غرض سے شامل کیا جاتا ہے۔ کہ دھات کے حصص زنگ آلود نہوں اور اس سے پانی بھی جبتک کہ حرارت ۲۱۵ درجہ فہرن ہائٹ تک نہ پہونچے اُبلنے نہ پائیگا اس درجہ کی حرارت سٹیریلائز کرنیکے لئے بہت ہی پُرتاثیر ہوتی ہے۔ پچکاری مذکور ہس جوشندہ پانی میں کم از کم ۲ منٹ تک رہنی چاہئے جس کے بعد نکالکر خشک کرلیجاوے پھر دوسرے دن استعمال میں لانے کے لئے اُسے کسی صاف کپڑے میں لپیٹ کر رکھدیں۔ ٹیکہ شروع کرنے سے پیشتر پچکاری کو پھر کھولیں اور میتھی لیٹڈ شراب میں رکھدیں پھر کسی موچنے سے اُٹھا اُٹھا کر جلاتے جاویں اور شعلہ سے نکالتے ہوئے ہر پُرزے کو سابق سے سٹیریلائز کئے ہوئے سیرنج بکس میں رکھتے جاویں۔ ٹھنڈی ہوجانے پر پُرزوں کو جوڑ کر پچکاری قابل استعمال تیار کرلیں یہ پچکاری اگر احتیاط سے استعمال کیجاوے تو بار بار سٹیریلائز کئے بدون کئی بار استعمال میں لائی جاسکیگی۔ مگر ہر ایک سوئی کو بعد استعمال ضرور سٹیریلائز کر لینا چاہئے۔ چنانچہ سب سے بہتر طریق یہ ہے کہ ۱۲ یا زیادہ سوئیاں ایک مرتبہ سٹیریلائز کرلیا کریں اور جب یہ ۱۲ استعمال میں آچکیں تو یار دیگر اُنہیں میتھی لیٹڈ شراب میں ڈالکر شعلہ کے ذریعہ جلا کر سٹیریلائز کرلیا کریں۔

ٹیکہ لگانیکی پچکاری کے پُرزے (۱) **بیرل۔** اُس بڑی گول نالی کو جو باہر کیجانب رہتی ہے۔ اور جس میں سیرم بھری جاتی ہے بیرل کہتے ہیں (۲) وہ پُرزا جو بیرل مذکور کے اندرونی جانب ٹھیک لگجاتا ہے اور سیرم کو چوسکر بیرل میں بھر دیتا ہے پلنجر کہلاتا ہے (۳) **ریگولیٹر۔** پلنجر کی نلی پر ایک چھوٹا سا پہیہ لگا رہتا ہے۔ جسے اوپر یا نیچے کرنیکے ذریعہ سیرم کی معینہ مقدار جتنی ٹیکہ کرنے کو درکار ہو درست کرلیجاتی ہے جسے ریگولیٹر کہتے ہیں۔ پلنجر کی نلی پر متعدد نشان دئے ہوئے ہوتے ہیں جو ۲۰ سی سی اور ۱۰ سی سی کی پچکاریوں پر نو سی سی کی مقدار بتلاتے ہیں۔ مگر ایک سی سی کی پچکاری پر یہ نشان قطرے کو بتلاتے ہیں۔

تفصیل اشیاء جو درکار ہونگی (۱) ایک اُتھلا اینامل کا طشت ایک فٹ مربع تاکہ مفصلہ ذیل اسباب اُس میں رکھ لیا جایا کرے۔
(۲) ایک ۱۲ یا ۱۵ آونس کی بوتل پر ایک لیبل لگا ہو جس پر ۵ فیصدی کا کاربولک سلوشن لکھا ہو
(۳) اتنی ہی بڑی ایک دوسری بوتل جس پر میتھی لیٹڈ شراب کا لیبل لکھکر چسپاں کر دین۔
(۴) سیرم کی بوتل۔
(۵) ۳ عدد چھوٹے سفید رنگ کے چمکیلے گیلی پاٹ جن میں ایک چھوٹا گیلی پاٹ سیرم کے لئے مخصوص دوسرا اور اُس سے بڑا کاربولک سلوشن کیلئے مخصوص تیسرا میتھی لیٹڈ شراب کیلئے ہو جو سٹیریلائز کرنیکے واسطے درکار ہوتی ہے اور یہ پہلے دونوں سے مختلف ہو کیونکہ فرق رکھنے کیلئے یہ بہتر ہوگا کہ ہر سہ گیلی پاٹ مختلف قد کے منتخب کئے جائین تاکہ آسانی سے شناخت کئے جاسکین۔
(۶) ایک دیا سلائی کی ڈبیہ جو پچکاری کو میتھی لیٹڈ شراب میں ڈبو کر شعلہ سے جلانیکے لئے درکار ہو گی۔
(۷) کاٹن وول جو جانور کی جلد کو صاف کرنے اور سوئیونکو پونچھنے کے کام آویگی۔
(۸) ایک موچنا۔
(۹) ایک کُند نوک کی مقراض جو مُڑی ہوئی یا کروڈ ہونی چاہئے اور
(۱۰) ایک کیس معہ پچکاری اور سوئیونکے۔

تاثیرات جنکے اثر سے سیرم خراب ہو جاتی ہے۔ روشنی اور گرمی کے اثر سے سیرم بگڑ جاتی ہے لہذا اُسے اندھیری اور سرد جگہ میں رکھنا چاہئے اور جب خیال ہو کہ کچھ ہفتوں تک استعمال میں نہ آویگی تو اُسے لپیٹ کر کسی مکان میں زیر زمین دفن کر دینا چاہئے جب گانو در گانو لیجانی پڑے تو آفتاب کی شعاعوں میں کھلی نہ رکھین۔ جو سیرم زائد از دو ماہ کسی گرم مقام میں رکھی رہی ہو زیادہ مقدار میں استعمال کرنی چاہئے۔

بموقعہ وبا سیرم کس طرح استعمال کیجائے۔ سیرم کے استعمال کرنے میں سب سے زیادہ احتیاط تشخیص مرض کی ہوتی ہے یعنی ٹیکہ شروع کرنے سے پیشتر مرض بندڑ پسٹ

کی ٹھیک تشخیص کر لینی چاہئے۔ اگر اُسی گانوں میں ہمراجک سپٹی سیمیا یا اینتھراکس کا مرض بھی موجود ہو تو یا تو ہر دو قسم کی سیرم استعمال کریں یا بالکل استعمال نہ کیجاوے کیونکہ اگر جانور ایسی بیماری سے ہلاک ہو جائے جسکی محفوظیت بخش سیرم کا ٹیکہ نہیں لگایا گیا تو مالک مریض یہ سمجھے گا کہ جانور سیرم سے مرا ہے۔

جو جانور فی الواقع مریض ہوں اُنکو ٹیکہ نہ کیا جاوے۔ اگر خاص صورتوں میں کرنا ہی پڑے تو معمول سے دس گنی سیرم استعمال کرنی چاہئے۔ نیز مالک کو کہدینا چاہئے کہ نتیجہ ممکن ہے اچھا نہ ہو۔

ٹیکہ اُن تمام جانوروں کو کر دینا چاہئے جو مریضوں کے متصل رہتے ہوں نیز بیماری والے دیہہ سے نصف میل تک کے جانوروں کو بھی ٹیکہ لگا دینا چاہئے۔ جن جانوروں کو ٹیکہ کرنا مطلوب ہو سب کو ایک جگہ اکٹھا کریں۔ پھر ہر ایک جانور کے دائیں شانے پر قریباً دو انچہ مربع جگہ پر سے بال کاٹیں اور وہاں کی جلد کو ۵ فیصدی کے کاربولک سلوشن میں بھگوئی ہوئی روئی سے بہت اچھی طرح رگڑیں۔ چونکہ اس برہنہ جلد کے داغ سے ہم ٹیکہ شدہ گان میں بھی تمیز کر سکینگے لہذا ٹیکہ کرنیکے وقت ہی بال کاٹنے چاہئیں تاکہ غلطی کا امکان نہ رہے۔ اسکے بعد سٹیرل نیڈل کو دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور انگشت شہادت میں پکڑ کر جلد کی اُس تہہ میں جسے بائیں ہاتھ سے پکڑ رکھا ہو۔ چبھو دیں کہ نیڈل مذکور کی نوک سکیوٹے نیس ٹشو میں ہے پھر جس آزمودہ پچکاری میں سیرم پڑ گئی ہے۔ اُسکے ریگولیٹر کو ٹھیک معتاد کے نشان پر گھما کر مذکورہ نیڈل میں کو سبکیوٹے نین ٹشو میں سیرم کا ٹیکہ لگا دیویں پھر پچکاری اور سوئی کو ایک ساتھ نکال لیویں اور جلد میں سیرم کے باعث جو چھوٹی سی رسولی بنجائیگی۔ وہاں آہستہ سے دبا دیں۔ تاکہ سیرم پھیل جائے۔ ٹیکہ کرنے میں جانور کا سر کسی کھونٹے یا درخت سے باندھ دینا کافی ہوگا۔ گرانیکی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ جس جانور کو ٹیکہ کرتے جاویں اُسے مریضوں کے ساتھ باندھتے جاویں۔ تاکہ مرض کا نرم حملہ ہو کر جانور اچھی محفوظیت حاصل کرے۔ جو جانور اس مرض سے فوت ہو جاویں۔ اُنہیں جلا دینا چاہئے

یا اگر دفن کرنا ہو تو اُنکی کھال اُتار کر کام میں نہیں لانی چاہئے۔
جس گانو میں وبا ہو کُل کا ڈس انفکشن چونکہ نا ممکن ہوتا ہے۔ کیونکہ بیشمار مقدار ڈس انفکٹنٹ دوائی کی درکار ہو گی۔ لہذا قدرتی ذریعوں پر ہی بہت کچھ اکتفا کرنا ہوتا ہے کھاد۔ آلودہ چارہ اور بچالی یا بچھونا وغیرہ دھوپ میں خشک کر کے جلا دینا چاہئے۔ چھوت دار گھر ال یا اصطبلوں میں بھی دھوپ لگنے دیں اور اُن کے فرش و دیواروں کو کھرچ کر گارے اور چونے کے مرکب سے پار دیگر مُنڈا دیں اور کیواڑونکی چوڑیوں و دیگر لکڑی کے سامان کو کسی ڈس انفکٹنٹ دوائی سے پاک صاف کرا دیں۔

جن مواضعات میں ٹیکہ کیا گیا ہے۔ وہاں ۲ ماہ تک ہر مہینہ جاتے رہنا چاہئے تا کہ ٹیکہ کے نتائج سے آگاہی رہے اور نتائج کا بھی حال معلوم ہے۔ جن مواضعات میں مرض کی وبا تنگی پر ہو وہاں تندرست جانوروں کو نہ گذرنے دیں اور مالکان مویشی کو متنبہ کر دیں۔ کہ اگر اُنکے مویشیاں میں کوئی مریض ہو تو بہت جلد اُس کی اطلاع آنی چاہئے۔ تا کہ اگر رنڈر پسٹ کا مریض ہو تو سیرم کا ٹیکہ بہت جلد عمل میں لایا جاوے۔

علاج۔ ہندوستان میں جہاں یہ بیماری بہت پھیلتی ہے۔ اور جہاں بہت سے مریض شفایاب ہو جاتے ہیں علاج کی کوشش ضرور کرنی چاہئے۔ جو رائگان نہ جائیگی بعضونکی رائے ہے کہ جب ساتویں یا آٹھویں دن موت وقوع میں آوے تو محض مرض کے زہر سے نہیں۔ بلکہ پیچیدگیوں کے باعث واقع ہو گی لہذا اگر ممکن ہو خفیف سے خفیف مریض کا بھی علاج کرنا چاہئے۔ اِس میں شک نہیں کہ ہم صرف اتنا کر سکتے ہیں کہ مریض کی اچھی تیمارداری کریں اور مناسب غذا دیتے رہیں۔ نیز اُسے بارش دھوپ اور ٹھنڈ سے محفوظ رکھیں۔ سیرم کی دو چند مقدار کا ٹیکہ لگا دیں اور سخت خشک و ریشہ دار خوراک ہرگز نہ دیجاوے۔ بلکہ اچھی طرح اُبلے ہوئے چاولوں کی کانجی گاڑھی گاڑھی دیجاوے اور ریسلول ایک ڈرام کی خوراک میں نیز آیوڈین معہ آیوڈائڈ آف پوٹاش یا کاربولک ایسڈ کی ایک دو خوراک بھی مفید پائی جا سکینگی۔ اگرچہ کتنا اور اسہال بند ہو جاوے تو دوائی بھی بند کر نی

چاہیئے مگر خوراک بدستور کانجی سبز گھاس یا لوسرن تھوڑی تھوڑی مقدار میں دیتے رہیں۔ کانجی میں قدرے نمک ملا کر دے سکتے ہیں۔

کبھی کبھی پرمنگنیٹ آف پوٹاش سلوشن کے غرارے کرا دینے کے ذریعہ منہ کو صاف رکھیں۔ علاج بند کر دینے کے بعد مویشیوں کے گھرال یا دیگر مقامات جہاں پہ مویشی کھڑے ہوتے تھے خالی کر دئے جائیں اور تمام کوڑا کرکٹ و آخور وغیرہ پھیلا کر خشک کریں پھر جلا دیں نیز دیگر سامان بھی جو چھوت آلودہ ہو گیا ہو۔ اور جلا دینے کے قابل ہو ضرور جلا دینا چاہیئے۔

فوجی مویشیاں میں رنڈرپیسٹ کی وبا کے انسداد کیلئے مفصلہ ذیل احکام صادر ہوئے ہیں۔ رنڈرپیسٹ کی وبا کے انتظام میں مفصلہ ذیل اصولوں کی پابندی ہونی چاہیئے۔

(۱) جب مرض کی تشخیص ٹھیک ہو جاوے فوراً ہی اُن جانوروں کو جو بظاہر تندرست نظر آویں بیمار مویشیاں سے علیحدہ کر دینا اور جب تک کہ تمام جانوروں میں اینٹی رنڈرپیسٹ سیرم کا ٹیکہ نہ لگجاوے علیحدہ ہی رکھنا جس کے بعد تمام بیمار اور تندرست ٹیکہ شدہ جانوروں کو آزادی سے باہم ملا کر اکٹھے رکھیں۔ اگر یہ سیرم کافی بہم پہونچ سکے یا موجود ہو تو اوّل بظاہر تندرست جانوروں کو پھر بیماروں کے ہر دو جانب کھڑے ہونے والوں کو ٹیکہ کر کے فوراً ہی باقیماندہ گلے کے مویشیاں میں بھی ٹیکہ لگا دینا چاہیئے مگر بیماروں کو ٹیکہ لگانا مفید نہ ہوگا۔ کیونکہ عملی طور پر یہ ٹیکہ شفا بخش تاثیر نہیں رکھتا۔ یہ بھی یاد رہے کہ جس جانور میں بیماری کی ایک دفعہ شروعات ہو گئی۔ اُسے ٹیکہ لگانے سے نہ مرض رُکیگا اور نہ اُس میں کوئی ترمیم عائد ہوگی۔ جس جانور کا ٹمپریچر ٹیکہ لگانے کیوقت بڑھا ہوا ہوگا۔ اُسے ٹیکہ کرنے سے فائدہ نہ پہونچیگا۔

اگر سیرم کی بہم رسانی میں دیر ہی لگجائے تو سب سے اچھی تجویز یہ ہوگی کہ بیمار مویشیوں کو تندرست جانوروں سے فوراً علیحدہ کر دیں اور یہ کہ کس تجویز سے زیادہ فائدہ پہونچیگا حالات موجودہ پر منحصر ہوتا ہے۔

اگر صرف ایک یا دو مویشی مریض ہوں تو اُنہیں اُس مقام سے علیحدہ لیجا کر کچھ فاصلے پر رکھنا سب سے اچھی تجویز ہوگی یا این خیال کہ بیمار مویشی تشخیص مرض سے قبل غالباً کچھ عرصہ تک چھوت پھیلاتے رہے ہونگے زیادہ آسان طریق یہ ہوگا۔ کہ بظاہر تندرست جانوروں کو کسی محفوظ مقام میں لیجاویں۔ اور مریضوں کو وہیں رہنے دیں کہ مُبادا مریض جانوروں کی نقل مکانی سے چھوت کے پھیلجانیکا امکان زیادہ ہو۔

مویشیوں کی جماعت بندی کردیں جن میں (۱) مریض جانور (۲) مُشتبہ جانور یعنی وہ جو مریضوں کے متصل کھڑے رہے ہوں اور (۳) بظاہر تندرست جانور مگر مریضوں کی بالکل ہی علیحدگی صرف مُفید ہوتی ہے۔ اور اِس اَمر کی بہت ہی احتیاط رکھی جاوے کہ اِن سے بالتوصّل یا کسی توصّل سے تندرست مویشیوں کو چھوت نہ لگے۔ مریضوں کی نگہبانی کرنیوالے آدمیوں کو سخت ممانعت کردیجاوے۔ کہ تندرست جانوروں کی قطار کے پاس ہرگز نہ جاویں۔

بظاہر تندرست اور مشتبہ جانوروں کا ٹمپریچر بھی روزمرہ لیا کریں اور جس مُفرد جانور کا ٹمپریچر ذرا بھی بڑھا ہوا اُسے تندرست جماعت سے فوراً علیحدہ کردیں کیونکہ غالباً اُس پر ضرور حملہ ہو گیا ہوگا۔ فی الواقع سیرم کے دستیاب ہوجانے اور ٹیکہ لگانے تک مرض کا پھیلنا روکنے کے متعلق ہر قسم کی احتیاط عمل میں لائی جاویں اور ٹیکہ لگانے کے بعد تمام جانوروں کو آزادی کیساتھ باہم ملجانے دیں جس کے بعد غالباً ہلکی سے چھوت عارض ہو کر خفیف سی وبا ظہور میں آئیگی۔ مگر دیرپا محفوظیت ہوجائیگی۔ جبکہ ممکن ہے۔ مرض کی کوئی علامات نہ بھی دیکھی جائیں۔ جیسا کہ اوپر بتلا آئے ہیں مریضوں کے سوا باقی سب جانوروں کا ٹمپریچر روزمرہ لیتے رہیں اور ٹمپریچر کے بڑھاؤ کو ہلکے مرض کا نشان تصور کریں اور آئندہ کی احتیاط کیلئے جملہ ایسے حالات نیز صحتیابی کے متعلق دیگر حالات بھی جانوروں کی کیفیت والی کتاب یا رجسٹر میں مندرج کردیا کریں۔ اگر کسی جانور میں اچھی محفوظیت ہوجاوے تو بشرطیکہ اُسے بیماروں سے علیحدہ رکھنا ممکن ہو۔ تاکہ اُس کے ذریعہ سے چھوت پھیلکر۔

دیگروں کو لگنے سے رُکی رہے اُسے اپنا معمولی کام انجام دینے سے نہ روکیں۔

مرض رنڈرپیسٹ کی وبا کو کب ختم شدہ کہنا چاہئے۔ بالکل صحیح طور پر تو کسی رسالہ یا ٹرپ کو اُس وقت تک مرض سے مُبرا نہیں کہہ سکتے جبتک کہ آخری مریض کے بعد ۳۰ روز یا ایک ماہ تجربت نہ گذر لیں جو چھوت کے خاتمہ کی مقررہ حد ہوتی ہے لیکن اگر مریض جانور بالکل ہی علیحدہ کر دئے گئے ہوں اور باقیونکو سیرم الون بینجھڈ سے ٹیکہ محفوظیت کر دیا ہو جس سے فوراً ہی محفوظیت ہو جاتی ہے۔ تو کوئی وجہہ نہیں کہ کچھ مناسب انکیوبے شن کے بعد کیوں نہ ٹیکہ شدگان کو کام پر لگا دیا جاوے پھر جبکہ اخیر مریض سے دس روز بعد تک بھی کوئی نیا مریض نہ ہو۔ تو نام بُردہ رسالہ کے تندرست جانوروں کو بھی کام کرنے کی اجازت ہو جانی چاہئے جو ورکنگ آئسو لے شن کے طور پر کام کرتے رہیں۔

جب سب جانوروں کو ملا دیا جاتا ہے تو یا تو بہت سے جانوروں میں خفیف سا مرض عارض ہو جائیگا یا ۱۴ یوم میں وہ محفوظیت حاصل کر لینگے۔ تب ایسے جانوروں کو کامل طور پر پاک صاف اور ڈس انفکٹ کرکے ورکنگ آئسولیشن کے ذریعہ کام میں لگا دیویں۔

رسالہ جات کی گورنمنٹ شالائن میں ۳۰ یوم کا قاعدہ رکھا گیا ہے۔ کوئی سختی نہیں عمل میں لائی جاتی۔ اور جانوروں کو اتنے عرصہ تک بالکل اصطبل میں ہی کھانے دیتے ہیں اور غیر ماؤف جانوروں کا دودھ بھی قابل استعمال ہوتا ہے۔

فوجی خدمات میں وبا کی روک تھام۔ یہ بہت ضروری حصہ ہے۔ اور اس پر بہت زیادہ توجہ دینی چاہئے۔

(۱) تمام نو وارد مویشیوں اور بھینسوں کو جنہیں ابھی کسی گاؤں یا منڈی یا میلے سے خرید آگیا ہو ۱۴ یوم کے لئے علیحدہ کر دیں اور ایسا مقام اصلی قطار جانوراں سے اچھے دُور فاصلہ پر منتخب کریں۔

(۲) جب یہ معلوم ہو کہ اُس علاقہ میں بیماری پھیل رہی ہے۔ تو لوگوں کے مویشی

بھینس اور بکری وغیرہ کو چھاؤنی میں آنے سے حکماً روکدین جو صرف اُس مقام کے افسر کمانڈنگ اور چھاؤنی کے مجسٹریٹ کے حکم سے کیا جاسکتا ہے۔ نیز محکمہ سیول وٹرنری کی ہمدردی بھی حاصل کرنے سے ہمیں بہت امداد مل سکتی ہے۔

(۳) اگر ٹرنسپورٹ کے بیلونکو کسی ایسے علاقہ سے گذرنیکا حکم ہو۔ جہان مرض رنڈرپسٹ عارض ہو رہا ہو تو اگر ممکن ہو گذرنے سے پیشتر تمام بیلوں میں سیرم کا ٹیکہ محفوظیت کردیوین۔

عین بموقعہ جنگ رنڈرپسٹ کی وبا۔ ایسے موقعہ پر بھی انسداد مرض اور روک تھام وغیرہ کے متعلق وہی کرنا چاہئے۔ جو امن کے موقعوں پر کیا جاتا ہے۔ مریض جانوروں کو بقصور معلوم ہونیکے کامل تشخیص کے بعد ہلاک کرکے دفن کردیوین۔ اور سیرم کا ٹیکہ محفوظیت عمل میں لادین۔

مرض ریبیز جسے دیوانگی یا ہڑک اُبھرنا بھی کہتے ہیں
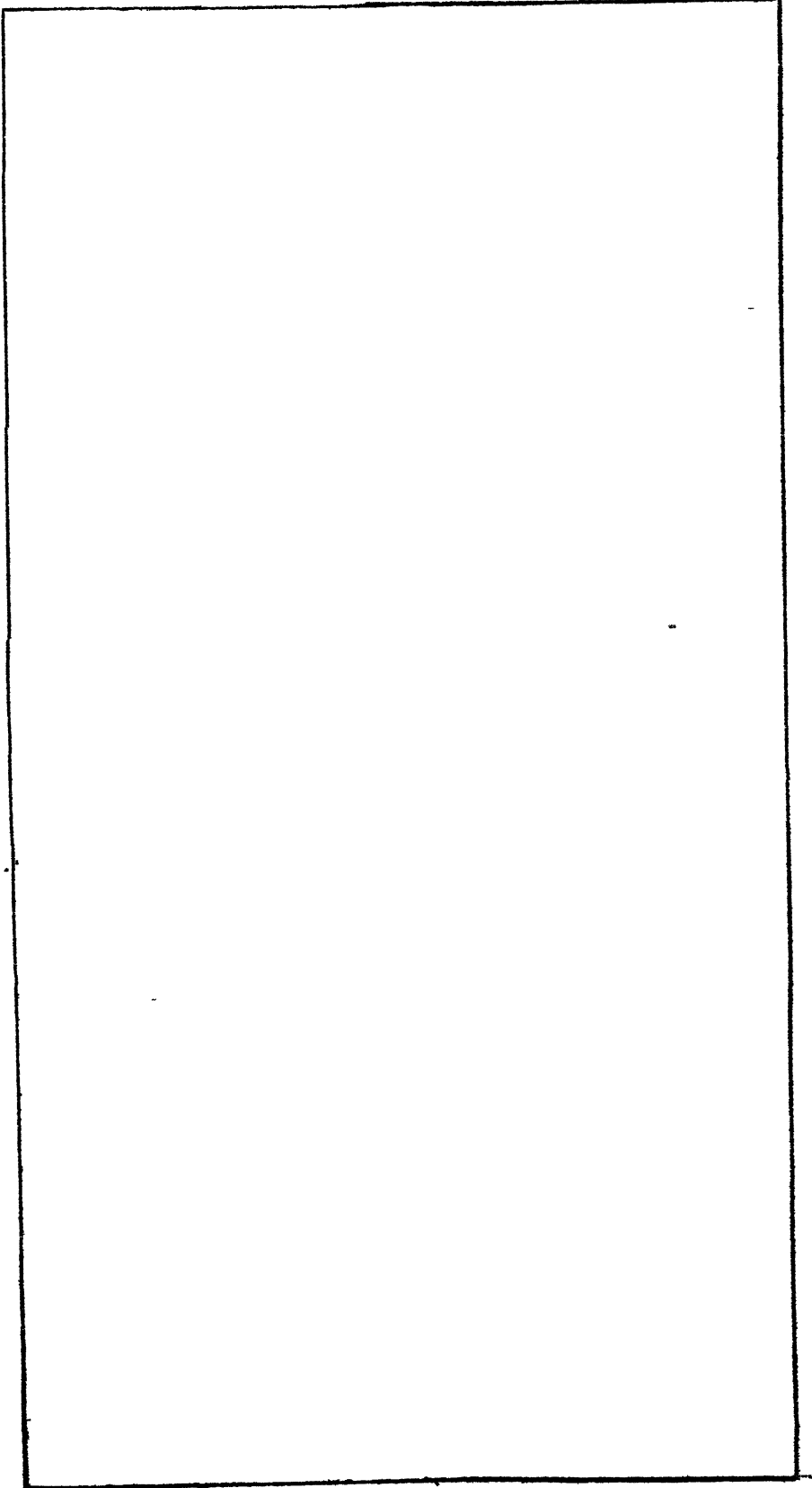
مرض ریبیز یا دیوانگی جسے بعض وقت ہائیڈروفوبیا یعنی پانی سے ڈرنا بھی کہتے ہیں ایک شدید متعدی مرض ہے جس میں جملہ دودھ پلانے والے جانور مبتلا ہو جایا کرتے ہیں۔ فی الحقیقت یہ جانوروں کی مرض ہے جو خصوصاً کتے کی قوم مثلاً بھیڑئیے۔ شغال اور لومڑیوں کو بھی عارض ہو جایا کرتی ہے جس میں انسان صرف اتفاق سے شامل ہو جاتا ہے اسی طرح گھوڑے۔ مویشی اور بھیڑ و بلی بھی لاحق ہو سکتی ہیں ہندوستان میں یہ مرض بہت ہی عام طور پر وقوع میں آتی ہے۔

اسباب۔ مرض ریبیز کس باعث سے عارض ہوتا ہے۔ ابھی تک دریافت تو نہیں کیا گیا۔ مگر اس میں ذرا شبہ نہیں کہ یہ مرض ایک زندہ کرم سے عارض ہوتا ہے گو خیال یہ ہے کہ یہ کرم خوردبین سے بھی نہیں دیکھا جا سکتا۔ اور بعض اس کرم کو غالباً پروٹوزون خیال کرتے ہیں۔ یہ ضرور ہے پیراسائٹ یعنی مفت خور کرم ہی ہے۔ اور جانور کے جسم سے باہر زندہ بھی نہیں رہ سکتا ہے کیونکہ چھوت لگنے کے بدون مرض ریبیز پیدا نہیں ہو سکتا۔ چونکہ یہ کرم ابتک علیحدہ کرکے نہیں دیکھا جا سکا اسلئے آئندہ ہم اسے وائرس یعنی زہر کے لفظ سے ادا کرینگے۔ ریبیز کے مریض جانور کے جسم میں وائرس مذکور خصوصاً نظام اعصاب میں ہی یعنی دماغ اور حرام مغز میں پایا جاتا ہے اور خاص کر میڈیولا اور بلانگیٹا کے اعصاب میں ضرور ملتا ہے نیز لعاب دہن خصوصاً پیراٹڈ غدود سے پیدا شدہ لعاب میں بیشمار زہر ہوتا ہے یہ یاد رکھنا نہایت ضروری ہے۔ کہ لعاب دہن میں زہر ہوتا ہے۔ نیز یہ کہ مرض ریبیز کی پختہ علامات ظاہر کرنے سے دو یا سہ دن پیشتر ہی یہ زہر چھوت لگانے کے قابل ہو جاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ زہر ٹیک لگنے کے مقام سے دورہ کرتا ہوا اعصاب کے ساتھ نظام اعصاب کے مرکز تک پہونچ جاتا ہے۔

چھوت لگنے کا طریق۔ کسی زخم میں اس کے وائرس کا ٹیکہ لگنے سے مرض کی چھوت لگ جائیگی۔ لعاب دہن کو پیدا کرنیوالے غددوں سے نکلکر یہ زہر لعاب دہن میں آجاتا ہے اور چھوت لگانیکا بڑا ذریعہ یہی لعاب دہن ہوتاہے۔ چھوت دار لعاب دہن کا کسی شکستہ سطح جلد کے اتصال میں آنا اسکی چھوت لگنے کے لئے نہایت ضروری ہے پس عموماً مریض جانور کے نیش یا کاٹنے سے پیدا شدہ زخم میں کو یہ زہر جسم میں دخول پاتا ہے کسی چھوٹے سے چھوٹے زخم یا جھرنیٹ کو چاٹنے کے ذریعہ بھی لعاب دہن داخل جسم ہوجاتاہے اور تب بھی یہی نتیجہ برآمد ہوگا چنانچہ کسی قسم کی چھوٹی کاٹ یا زخم کو بلکہ مچھر ہی کے کاٹے ہوئے نیش کو بھی اگر کوئی ریبڈ جانور چاٹے تو چھوت دار لعاب دہن کے دخول سے مرض عارض ہوسکتاہے۔ چونکہ یہ زہر اعصاب کے راستے سے ہی دماغ میں پہونچتاہے۔ لہذا دماغ کے قریب تر جو زخم چھوت سے مؤثر ہوگا۔ دیگر فاصلے کے زخموں کی نسبت زیادہ خطرناک ہوتاہے۔ اسی لئے سر یا چہرے کا زخم یا ان مقامات میں کاٹنا بہت ہی زیادہ خطرناک ہوگا۔ اور حدود کے زخموں کی نسبت سر وغیرہ کے زخموں کی صورت میں انکیوبے شن کا زمانہ بھی بہت کم ہوتاہے۔ اسی طرح برہنہ جلد میں کاٹنا بھی بہ نسبت کپڑوں سے ڈھکی ہوئی جلد میں کاٹنے کے زیادہ خطرناک ہوتاہے۔ کیونکہ جب کاٹنے والے جانور کے دانت کپڑے میں ہوکر جلد میں چبھتے ہیں۔ تو بہت سا لعاب دہن کپڑے میں ہی لگ جاتاہے۔ جو بصورت برہنہ جلد کے اندر ہی داخل ہوجاتا۔

اس کے متعلق تمہیں یہ جاننا بھی ضروری ہے۔ کہ قبل اسکے کہ کوئی مریض کتا ریبیز کی علامات ظاہر کرے اُس کے لعاب دہن میں چار یا پانچ روز پیشتر سے ہی زہر پیدا ہوجاتاہے۔ لہذا اگر کوئی کتا کسی انسان یا جانور کی زخمی جلد کو مرض ریبیز کی علامات ظاہر کرنے سے ۵ روز پیشتر کاٹے یا چاٹنے کے ذریعہ سے زخم کو ماؤف کردے تو نامبردہ انسان یا جانور میں مرض کے عارض ہوجانیکا اندیشہ ہوگا۔
یہ یاد رکھنا بھی ضروری ہے۔ کہ انسانوں میں ریبڈ جانوروں کو ہاتھ پاؤں لگانے

سے بھی مرض لگ جاتا ہے۔ جبکہ مرض کا زہر بذریعہ لعاب دہن کسی چراؤ یا زخم کی راہ جسم انسان میں دخول پاکر ٹیکہ لگا دیتا ہے۔

میں بار دیگر یہ امر واقعہ ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں۔ کہ کسی انسان یا حیوان میں مرض ریبیز کے لگجانیکا صرف ایک ہی طریق ہے یعنی جب کسی زخم یا کاٹ یا چراؤ وغیرہ کے ذریعہ کسی ریبڈ جانور کے لعاب دہن کی چھوت لگجائے اِسکے سوا اور کسی طریق سے چھوت نہیں لگ سکتی۔ لہذا سمجھنا چاہیئے۔ کہ اگر کوئی بھی ریبڈ جانور کسی انسان یا حیوان کو کبھی بھی نہ کاٹنے پائے یا کسی زخم وغیرہ کے ذریعہ اپنے لعاب دہن کی چھوت نہ لگانے پائے تو جلد ہی اس مرض کی پورے طور سے بیخ کنی کیجا سکتی ہے چنانچہ انگلستان میں تمام مریضوں کو ہلاک کردیتے اور تمام کتوں کے منہ پر بہت ہی طویل زمانہ انکیوبیشن گذر جانے تک چھینکا چڑھائے رکھنے کے ذریعہ اس مرض کی بیخکنی کردیگئی ہے۔ مگر ہندوستان میں ایسا کرنا اسلئے ناممکن ہے کہ تمام کتوں پر کوئی قابو نہیں۔ نیز دیگر جانوروں میں مثلاً بھیڑئے اور گیدڑ ونکو بھی یہ بیماری ہوتی ہے۔ جو کبھی بھی قابو میں نہیں لائے جاسکتے۔

زہر کی قوت حیات۔ اس کا زہر جسم کے باہر بہت عرصہ زندہ نہیں رہ سکتا اور دھوپ میں رکھکر خشک کرنے سے ۴ یا ۱۵ یوم میں ہلاک ہو جائیگا۔ مگر گلسرین میں زیادہ عرصہ تک زندہ رہیگا۔ نیز مدت تک سڑنے سے بھی اپنی تاثیر قائم رکھتا ہے چنانچہ گیلیشئر صاحب کے بیان کی مطابق چھ ہفتہ تک پرتاثیر رہ سکتا ہے۔

لعاب دہن کو اگر ۱۱ یوم تک خشک نہ ہونے دیا جائے۔ تو زہریلا رہ سکتا ہے اور پانی میں ۲۰ یوم تک رہتا ہے۔ جسکا یہ مطلب ہے۔ کہ جو پانی لعاب دہن سے آلودہ ہو جائے چھوت کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ اس کا زہر تیزابوں اور دافع عفونت ادویات سے بھی بآسانی ہلاک ہو جائیگا۔ چنانچہ آیوڈین کے سیچوریٹیڈ سلوشن اور تیز معدنی تیزاب۔ عرق لیمو۔ کروسیو سبلیمیٹ اور کریولین خصوصیت سے پرتاثیر اشیاء ہیں جن میں سے یاد رہے کہ عرق لیمو بہت ہی آسان اور ہر جگہ دستیاب ہونیوالی چیز ہے

اس مطلب کے لئے کاربولک ایسڈ اور نائٹریٹ آف سلور ایسی اچھی اشیاء نہیں ہیں۔ مگر ایک فیصدی کریولین یا عرق لیموں سے یہ زہر صرف ۳ منٹ میں ہلاک ہو جاتا ہے ہائیڈروکلورک ایسڈ و نیلے سلفک ایسڈ کے پانچ فیصدی کے سلوشن سے اور سلفیٹ آف کاپر کے دس فیصدی کے سلوشن اور نائٹریٹ آف سلور کے پچاس فیصدی کے سلوشن سے پانچ منٹ میں ہلاک ہوتا ہے ایک فیصدی کے پرمنگنیٹ آف پوٹاس سلوشن سے ۲۰منٹ اور ۵ فیصدی کے کاربولک ایسڈ سلوشن سے ۲۰ منٹ اسکی ہلاکت میں لگینگے۔

زمانہ انکیوبے شن ۔ اس بیماری کا زمانہ انکیوبےشن بہت ہی وسیع حد تک مختلف ہوتا ہے جسکے اختلافات بلحاظ اقسام جنس و طرز و موقعہ کاٹ اور ٹیکہ شدہ زہر کی مقدار و خاصیت کے مطابق مختلف ہوتے ہیں۔ یعنی مرکزی نظام اعصاب کے جتنا قریب تر زخم ہوگا۔ اور جتنی زیادہ سخت و تیز اور گہری کاٹ وقوع میں آئیگی اسقدر ہی انکیوبےشن کا زمانہ بھی کم ہوگا۔ مثلاً اگر سر اور چہرے کے کسی زخم میں چھوت لگیگی۔ یا ان مقامات پر دیوانہ جانور کاٹیگا تو پیروں میں کاٹنے وغیرہ کی نسبت بہت جلد علامات مرض ظہور میں آئینگی نیز بہت سے اور سخت لیسریٹیڈ زخموں سے بھی انکیوبےشن تیز ہو جاتا ہے جو خفیف اور کم تعداد کے زخموں کی صورت میں سست ہوگا۔ طویل انکیوبےشن کا مطلب اس طرح سمجھنا چاہئے۔ کہ تا وقتیکہ مرض کا وائرس چلتا چلتا دماغ اور حرام مغز تک پہونچ جاوے مرض ظہور میں نہ آویگا۔

اس میں بھی شبہ نہیں کہ ٹیکہ شدہ مقدار زہر سے بھی انکیوبےشن میں اختلاف ہو جاتا ہے۔ مثلاً اگر برہنہ جلد پر کئی جگہ اور گہرائی تک کسی ریبڈ جانور نے کاٹا ہے۔ تو انکیوبےشن عموماً بہت خفیف ہوتا ہے۔ بہ نسبت اسکے کہ صرف ایک جگہ خفیف سا کاٹا ہو اور وہ بھی کپڑوں میں کو جبکہ انکیوبےشن کی مدّت طویل ہوگی۔ خواہ ہر دو صورتیں ایک ہی مقام پر عائد ہوئی ہوں۔

انسانوں اور کتوں کا زمانہ انکیوبےشن کم از کم ۳ ہفتہ اور زیادہ سے زیادہ

سہ ماہ تک مختلف بتلایا گیا ہے ۔ مگر اوسطاً قریباً ۶ ہفتہ معلوم ہوتا ہے اِس لحاظ سے
جس کُتے یا کسی دیگر جانور کو کسی ایسے ریبیڈ جانور نے کاٹا ہو۔ جو ابھی مشتبہ ہو تو اُسے
کم از کم چھ ماہ تک زیر مشاہدہ اور الگ رکھنا چاہئے ۔ بلیوں کا انکیوبیشن ۱۵ سے
۶۰ یوم تک ہوتا ہے اور گھوڑوں میں یہ زمانہ ۲۰ سے ۷۵ یوم تک بتلایا گیا ہے۔

کیا ہمیشہ ریبیڈ جانور کے کاٹنے سے مرض دیوانگی غالب آتا ہے۔ اگر کسی
آدمی یا جانور کو کوئی پاگل کتا کاٹے تو یہ لازمی نہیں کہ نام بردہ جانور یا آدمی ضرور ہی
مبتلاء مرض ہو جائیگا۔ بلکہ تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جانوروں میں تخمیناً ۵۰ فیصدی کو
چھوت لگتی ہے اور ہچیور فرماتا ہے کہ انسانوں میں ۱۶ سے ۸۰ فیصدی تک کو چھوت
کا لگنا مشاہدہ میں آیا ہے۔ انسانوں میں اتنا وسیع سلسلہ زیادہ تر اس باعث سے ہوتا
ہے کہ کاٹنے کے وقت انسان کپڑے پہنے ہوتے ہیں۔ اسلئے کاٹنے والے جانور کے
دانت کپڑوں میں سے گذر کر انساں کی جلد تک پہونچتے ہیں۔ جس سے بہت سا زہر
جو لعاب دہن میں ہی ہوتا ہے۔ کپڑوں سے ہی پونچھا جائیگا۔ اور بہت ہی کم زہر کا ٹیکہ
لگیگا۔ اسی طرح وہ جانور بچ جاتے ہیں۔ جن کے جسم پر لمبے بال ہوتے ہیں۔
زخم کو فوراً دھو ڈالنے سے یا اُس میں سے اچھی طرح خون نکال دینے سے زہر کے نکلجانے
میں امداد ملیگی۔

ریبیز کے مریض کتوں کو ہاتھ لگانے اور ایسی چیزوں کو جنہیں زہر کی چھوت متاثر کر چکی ہو چھونے میں انسان کو مفصلہ ذیل احتیاط رکھنی چاہئیں۔ جب کبھی ریبیڈ جانوروں کے لعاب دہن سے کسی زخم یا نوچنے وغیرہ سے
پیدا شدہ جھریٹ میں چھوت عارض ہوئی۔ فوراً ہی مرض ریبیز عارض ہو کر اموات
کا وقوع معلوم کیا گیا ہے۔ یہ حوادث ایسے مریض جانوروں کی دیکھ بھال کرنیوالے
انسان کے ہاتھوں پر اور اُس انسان کے ہاتھوں پر بھی حادث ہو سکتے ہیں جو
اتفاقیہ اُن کا امتحان کرتا ہو۔ پھر چونکہ مریض کتے کو ہاتھ یا ہاتھ لگانے ۔ یا اُس کے متعلق
کسی دیگر چیز کو جو لعاب دہن مریض سے چھوت آلودہ ہو چکی ہو۔ چھونے کے بعد ہاتھ دھو

کو اچھی طرح پاک صاف کر لینے کی کامل احتیاط عمل میں نہیں لائی جا سکتی ہے۔ لہذا
صابون و گرم پانی اور کوئی ڈس انفکٹنٹ دوائی مثلاً ایک فی ہزار کی نسبت کا
پرکلورائیڈ آف مرکری کا سلوشن یا دس فیصدی کا کاربولک ایسڈ سلوشن یا کریولین
سلوشن یا سی آلین یا اور کوئی چیز جو وقت پر دستیاب ہو جائے ضرور استعمال کرنا چاہئے
غرضیکہ ہر ایک چیز کا جو لعاب دہن مریض سے آلودہ ہو چکی ہو کاملیت سے ڈس انفکٹ
کرنا نہایت ہی ضروری خیال کرنا چاہئے۔ مردہ جانور کی لاشیں جلا دینی چاہئیں۔ نیز مشتبہ
جانوروں کو ہاتھ لگانے میں بھی بہت ہی زیادہ محتاط رہیں۔

علامات۔ کتوں میں یہ بیماری دو طرح سے عارض ہوتی ہے۔ ایک تو تند (فیوریس)
اور دوسری گم سم (ڈمب) قسم کہلاتی ہے۔

فیوریس یعنی تند قسم۔ اس قسم مرض کی پریمانی ٹوری علامات بھی کم و بیش پیرے
لیٹک قسم سے ملتی جلتی ہی ہوتی ہیں جن میں سب سے پہلی علامت یہ دیکھی جائیگی
کہ جانور کا مزاج تبدیل ہو گیا ہے اور اس درجہ میں کاٹ کھانیکی کوئی خواہش نہیں
دیکھی جائیگی۔ مثلاً ہمیشہ چپ چاپ رہنے والا کتا اپنے مالک سے بہت زیادہ محبت کا
اظہار کریگا۔ اور اس کے ہاتھوں اور منہ کو چاٹنے کا خواہشمند ہوگا۔ شوریلا کتا تند
مزاج اور ناخوش ہو جائیگا۔ اور آدمی کی صحبت کا خواہشمند نہ رہکر میز کرسیوں کے نیچے
یا کسی پوشیدہ کونے وغیرہ میں چھپتا پھرنے لگیگا۔ بےچینی کی علامت بہت مترشح ہو جاتی
ہے کہ جانور کو ایک جگہ یا ایک حالت میں قرار نہیں ملتا اور متواتر حالت بدلتا رہتا ہے
جو ذرا سی آواز سے بھی چونک اٹھتا ہے۔

بگڑی ہوئی اشتہا ایسی علامت ہے کہ تقریباً ہمیشہ ہی دیکھی جائیگی اور ریبڈ کتا
ہر قسم کی اشیاء مثلاً تنکوں۔ رسی کے ٹکڑوں قالینوں۔ کپڑوں پتھر کے ٹکڑوں۔ اور
لکڑی وغیرہ سب چیزوں کو پھاڑ توڑ کر نگل جائیگا۔ مریض کتے کو بہت جلد جوش آجاتا
ہے۔ اور وہ تقریباً ۱۲ سے ۲۰ گھنٹہ [illegible] شدید ہو جاتا ہے۔ اور دیوانگی بیّن ہوتی
ہے جبکہ عقل و حواس باطل پڑ جاتے ہیں۔ اور بجا نہیں رہتے۔ مریض کی پتلیاں

پھیلجاتی ہیں جس سے مریض کی صورت عجیب سی نظر آنے لگیگی۔ نگلنے میں تنگی ہونیکے
باعث رال بھی بہا کرتی ہیں اور مُنہ سے لعاب دہن ڈوری کی طرح لٹکتا رہتا ہے۔ اور
خیالی اشیاء کی طرف جھپٹا کرتا ہے۔ گویا کہ مکھیوں کو پکڑنیکی کوشش کرتا ہے۔
اب کُتا وحشی اور جنگجو ہو جاتا ہے اور ہر چیز کو جو اُس کے سامنے آئیگی کاٹے گا۔
اگر کوئی لکڑی اُسکی طرف ہلائی جائے یا کوئی دوسرا کُتا اُس کے نزدیک آئے گا۔ تو
مریض کا جوش غضبناک ہو جائیگا۔ اگر وہ چل سکے تو میلوں تک از خود بے خبر بھاگتا جائیگا
اور جانور یا آدمی پر جو اُس کے راستہ میں آ دیں۔ حملہ کرتا چلا جاتا ہے اور ممکن ہے کہ
اسی پاگل پن کے جوش سے تھک کر فوت ہو جائے۔ عموماً تو ریبڈ کُتا اپنے راستہ سے
باہر کسی انسان یا حیوان پر حملہ کرنے نہیں جاتا۔ مگر کبھی ایسا بھی عمل میں آتا ہے۔
مریض کُتا چپ چاپ حملہ کیا کرتا ہے۔ اور اپنے دُشمن کو مار کر یا کاٹ کر پھر اپنے رستہ
لگجاتا ہے۔
مریض پانی سے نہیں ڈرتا برخلاف اسکے پیاس عموماً شدت کی ہوتی ہے اور
اپنا سر پانی میں گھسوڑ کر پانی پینے کی کوشش کیا کرتا ہے۔ مگر فیرنکس میں فالج ہو جانیکے
باعث ممکن ہے کہ پانی نہ پی سکے۔ اگر مریض کو زندہ رکھیں تو وحشت کی علامات کے
بجائے فالج کی علامات غالب آئینگی۔ کھانا بند ہو جائیگا۔ زیرین جبڑا لٹکا ہوا اور نگلنے
میں مشکل بظاہر دیکھی جائیگی۔ اور ہر مبصر کو یہ معلوم ہوگا۔ کہ اُس کے گلے میں کوئی ہڈی
اٹک رہی ہے۔ مریض کی ٹانگیں فالج زدہ ہو جاتی ہیں۔ اور اُس کا پیشاب و پاخانہ خود
بخود نکلجاتا ہے۔ پھر پورا فالج غالب آ کر آخر کار پہلی علامات کے نمودار ہونے سے دس
یوم کے اندر ہی موت وقوع میں آئیگی۔
گم سُم یا ڈمب ریبیز کی قسم۔ اِس قسم کے حملہ میں غضبناک درجہ بالکل ہی
نہیں ہوتی۔ کاہلی اور سُستی کی ابتدائی دوری علامات اور مزاج کا بدلجانا مندرجہ بالا
تند قسم کی طرح ہی ہوگا۔ سب سے پہلے عموماً مسیٹر عضلات کا فالج وقوع میں آتا ہے
جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جبڑہ زیرین نیچے لٹک جائیگا اور مریض کے مُنہ سے لعاب دہن

تیر کی طرح لٹکتا رہیگا میوکس جھلی وہن گہرے ارغوانی رنگ کی ہوگی۔ اور جانور نہ تو کاٹنے کو راغب ہوتا ہے اور نہ کاٹ سکتا ہے۔ پتلیاں پھیلجاتی ہیں گلے میں جلد ہی فالج وقوع میں آکر نگلنا ناممکن ہوجاتا ہے جسکے بعد جلد ہی پچھلی اور پھر اگلی ٹانگیں بھی مفلوج ہوجائینگی۔ اور چند ہی روز میں ساری طاقت ضائع ہوکر موت نتیجہ ہوگا۔ یہ مکرر بتلایا جاتا ہے کہ پانی سے خوف بالکل نہیں ہوتا بلکہ ممکن ہے کہ مرض کے دوران میں کچھ عرصہ تک کتا پانی پیتا رہے۔

دوران و میعاد مرض۔ طبی علامات کے نمودار ہوجانیکے بعد مرض کا دوران کوتاہ ہوجاتا ہے اور سات ہی یوم کے اندر ہمیشہ موت وقوع میں آتی ہے۔

تشریح بعد وفات۔ ایسی تشریح جو برہنہ آنکھ سے دیکھی جا سکے بہت تشخیصی نہیں ہوتی تاہم ذیل میں بہت عام طور پر واقع ہونیوالے تغیرات درج کئے جاتے ہیں۔ جانور کے حلق میں جو اجتماع خون موت سے پیشتر ہوگیا تھا ممکن ہے کہ بعد مردن رفع ہوجائے۔ آنتوں کی میوکس جھلی میں بھی عموماً کچھ اجتماع خون ہوتا ہے۔ نیز ممکن ہے کہ معدہ میں سے کچھ چیزیں جو کتے نے نگلی تھیں۔ برآمد ہوں۔ زبان اور منہ کی میوکس جھلی اکثر زخمی ہوجاتی ہے اور معدہ میں خوراک عموماً بالکل نہیں ہوتی۔ دماغی حصہ۔ (ہپوکیمپس) سے اعصابی مادہ لیکر اگر اوسکا خوردبینی ملاحظہ کیا جائے تو اُس میں کچھ اجسام ملینگے۔ زیادہ تر اسی وجہ سے مریض کتے کا دماغ پیچیوانسٹی چیوٹ میں بھیجا کرتے ہیں۔ اعصابی سیلز میں بھی کچھ تغیرات وقوع میں آتے ہیں۔ جو صرف پکا ہوشیار آدمی ہی دیکھ سکتا ہے۔ ایسے تغیرات کو نیگری باڈیز کہتے ہیں۔ اگر یہ تغیرات دیکھے جائیں تو اِس میں ذرا بھی شبہ نہ رہیگا۔ کہ کتا ریبیز کا بیمار تھا۔ لہذا ہوشیار آدمی اس طریق سے بہت جلد تشخیص کریگا۔

تدابیر جو ایسی صورت میں قابل عمل ہونگی جبکہ کسی جانور کو کوئی ریبڈ کتا کاٹے۔ اب دو سوال پیدا ہوتے ہیں کہ (۱) جو کتا کاٹے اُس کا کیا کرنا چاہئے اور (۲) جس جانور کو کاٹا ہے اُس کا کیا کرنا چاہئے۔ بصورت اول اگر ممکن ہو تو کاٹنے

والے جانور کو ہلاک نہ کریں۔ بلکہ باحتیاط زنجیر سے باندھکر دس روز تک کسی
محفوظ جگہ رکھیں [illegible] اس مدت [illegible] جانور زندہ رہے [illegible] کوئی علامت بھی
[illegible] سمجھا جانا چاہیے کہ [illegible] وہ مبتلا و مرض ریبیز
نہیں تھا۔ اگر برخلاف اسکے وہ مدت مذکورہ بالا علامات میں سے کوئی بھی علامت
ریبیز کی ظاہر کرے اور فوت ہو جاوے۔ تب یہ سمجھا جائیگا۔ کہ ملزم مردہ کو مرض
ریبیز عارض تھا۔ مزید تشخیص کی غرض سے مریض کتے کا دماغ موت کے بعد
جہانتک ممکن ہو فوراً نکالکر بطریق مفصلہ ذیل محفوظ کرکے معہ حالات مریض
کسی نزدیک ترین پاسچر انسٹی ٹیوٹ میں بھیجدیویں۔ بصورت دیگر اُس جانور کی
بابت جسے کاٹا ہے۔ کاٹنے کے زخم کو فوراً ہی خالص کاربولک ایسڈ یا کسی دوسری
قسم کے تیزاب سے جلادیں اور مذکورہ جانور کو بھی تاوقتیکہ کاٹنے والے جانور کا
۔ اور اسکا مشاہدہ علیحدگی نہ گذر جائے۔ الگ رکھیں۔ اب اگر کاٹنے والا جانور زندہ
اور اچھی حالت میں ہو تو مزید احتیاط درکار نہ ہوگی۔ لیکن برخلاف اسکے اگر اُس میں
مرض کی کوئی علامت پیدا ہو لیوے اور جانور مر جائے یا ہلاک کر دیا گیا ہو تب ہم
ایسے جانور کو جسے کاٹا ہو۔ اُس وقت تک خطرناک خیال کریں۔ جبتک کہ چھ ماہ کا
طویل انکیوبیشن نہ گذر جائے۔ پس اگر جس جانور کو کاٹا ہے کچھ قیمتی نہ ہو تو اُسے
فوراً ضایع کر دیا جاوے تاکہ وہ انسانوں کے یا دیگر جانوروں کیلئے خطرناک نہ ہے۔ مگر چونکہ
ریبیڈ جانوروں سے کاٹے ہوئے جانوروں میں ہمیشہ ہی مرض ریبیز عارض نہیں ہو
جایا کرتا۔ لہذا قیمتی جانور کے مالک کو بھی متنبہ رہنا چاہیے۔ کہ اگر اُس کا جانور مرض سے
بچا رہا تو خیر ورنہ وہ اپنے آپکو ایک طرح پر خطرہ میں ڈالتا ہے۔ یعنی اگر پوری احتیاط نہ کیگئی یا کسی
قسم کی غفلت کریگا تو اُس جانور کے بچانے سے جو نقصان پہونچیگا۔ اُس کا وہ خود ذمہ وار
ٹھہرے گا۔ لہذا ایسے جانور کو اگر ہلاک نہ کیا جائے تو چھ مہینے کے طویل انکیوبیشن تک
ضرور آگے کا ذیل طریقہ پر بعد احتیاط کے ساتھ علیحدہ رکھنا چاہیے۔ فی الحقیقت اُسے [illegible]
تک پھینکا جھٹکا کر رکھیں۔ اور اگر کبھی بھی اس دوران میں کوئی مرض کی علامت ظاہر ہو

تو فوراً کامل احتیاط و علیحدگی وغیرہ سے کام لیں یا سب سے بہتر ہلاک کر دیں۔

اگر کسی انسان کو کوئی ریبڈ کتا یا ایسا کتا کاٹے جسکے مبتلاء مرض ہونے کا شبہ ہو تو کیا تدابیر عمل میں لانی چاہئیں۔ ایسی حالت میں بھی کاٹنے والے جانور اور جس آدمی کو کاٹا ہو ہر دو کیلئے وہ ہی انتظام کرنے پڑینگے جنکا اوپر ذکر ہوا یعنی کاٹنے والے جانور کو تاوقتیکہ اُس میں مرض ریبیز کی صریح علامات مشترح نہوں۔ ہلاک نہ کیا جاوے بلکہ خوب زنجیر سے باندھ کر دس یوم تک محفوظ رکھنا چاہئے۔ پھر اگر اُن ایام میں جانور زندہ اور اچھی حالت میں رہے تو سمجھو کہ مرض ریبیز لاحق نہیں ہے۔ اگر برخلاف اسکے علامات زیادہ نمایاں ہو جاویں۔ اور کتا فوت ہو جاوے۔ تو سمجھا جائیگا۔ کہ کاٹنے والے کتے کو مرض لاحق تھا۔ اور خواہ کتے کو ہلاک کریں یا وہ خود فوت ہو جاوے۔ ہر دو صورتوں میں۔ اُس کا دماغ نکالکر کسی پیسچیور انسٹی چیوٹ کو بھیجنا چاہئے نیز جن آدمیوں کو نام بُردہ کتے نے کاٹا ہو یا نہیں بھی سب کو اُسی پیسچیور انسٹی چیوٹ میں برائے معالجہ بھیجنا چاہئے۔ اور جس مقام پر کاٹا ہو۔ فوراً ہی اُسے عرق لیمو یا آیوڈین سلوشن سے خوب دھو کر خالص کاربولک ایسڈ یا کسی دیگر تیزاب سے زخم کو جلا دیویں۔ مگر احتیاط رکھیں۔ کہ بہت تیز نہ جلا دیں کیونکہ ایسے عمل سے چھوت کا اندیشہ تو بالکل کافی طور پر دور نہیں کیا جا سکتا۔ صرف مرض کے شروع ہونے میں دیری شاید لگجائے جس سے علاج واقع دیوانگی (اینٹی ریبیک) کے موثر ہونیکو بہت کافی وقت ملجائیگا۔

اگر جانور زیر مشاہدہ ہو اور بالکل تندرست نظر آوے۔ اور اگر چہرے پر یا کسی دیگر برہنہ سطح پر بھی نہ کاٹا ہو تو تاوقتیکہ کتے کو زیر نگرانی رکھنے کا نتیجہ معلوم ہو جس انسان کو اُس نے کاٹا ہے بے خوف و خطر انتظار کر سکتا ہے۔ جبکہ مرض کی کوئی بھی علامت اول ظہور میں آنے ہی اُسے فوراً ہی کسی نزدیک ترین پیسچیور انسٹی چیوٹ میں چلا جانا چاہئے۔ اگر کسی آدمی کے چہرے یا کسی برہنہ جلد پر کاٹا ہو تو بہر حال اُسے فوراً ہی روانہ ہو جانا چاہئے اور جتنی جلدی ممکن ہو انسٹی چیوٹ مذکور کے مشورے سے فیضیاب ہونا چاہئے۔ اگر کاٹنے کے وقت جانور میں مرض کی کوئی علامات موجود ہوں تب بھی یا اگر کاٹنے کے

بعد کتا بھاگ گیا ہو یا ہلاک کر دیا گیا ہو۔ تب بھی جس انسان کو کاٹا ہے۔ اُسے فوراً ہی نزدیک ترین پیسچیور انسٹی ٹیوٹ میں چلا جانا چاہئے۔ اس بارے میں یہ بھی یاد رہے۔ کہ علاج دافع دیوانگی کی کامیابی کا بہت سا انحصار صرف اسی امر پر ہوتا ہے کہ جتنی جلدی علاج شروع کیا جائیگا۔ اُسی قدر کامیابی ہوگی۔

جس شخص کے چہرے پر کاٹا ہو یا کسی دوسرے مقام پر بہت سخت کاٹا ہو اُسے چاہئے کہ کاٹنے سے ۳ روز کے اندر ہی ضرور کسی پیسچیور انسٹی ٹیوٹ میں پہونچ جاوے۔ لہذا ایسے شخص کو یہ انتظار نہ کرنی چاہئے۔ کہ کتے کو زیر نگرانی رکھکر دیکھیں کہ اُس میں مرض سے بیز کی علامات پیدا ہوتی ہیں یا نہیں بلکہ ہر گز ہرگز علاج فوراً شروع کر دینا چاہئے اور ایسے جانور کو باندھ کر رکھیں اور اگر کاٹنے کی تاریخ سے دس روز کے اندر جانور بالکل اچھا بھلا اور زندہ رہے تو انسٹی ٹیوٹ مذکور کو بھی اطلاع دیدینی چاہئے۔ تاکہ علاج بند کر دیا جائے۔

جن انسانوں کو بہت سخت نہ کاٹا ہو۔ اُنہیں بھی اگر ممکن ہو زیادہ سے زیادہ چھوت لگنے سے پانچ ہی روز کے اندر انسٹی ٹیوٹ میں پہونچ جانا چاہئے۔

جو جانور ریبیز سمجھا جائے اُس کا بھیجا نکالنے اور روانہ کرنیکی تجاویز

دماغی امتحان کرکے مرض ریبیز کی تشخیص کرنیکے دو طریق ہیں (۱) تجربہ کے طریق سے (۲) خورد بینی امتحان کے ذریعہ۔ خواہ کسی بھی طریق سے تشخیص کیجائے دماغ کا کچھ حصہ لیبارٹری میں ضرور بھیجنا پڑتا ہے۔ جبکہ پہلے کھوپری کی اُستخوان کو اُتار کر دماغ کو نکالنا چاہئے۔ جسکے لئے اول کسی اینٹی سیپٹک مثلاً کاربولک ایسڈ یا فینائل وغیرہ سے سر کو اچھی طرح دھودیں پھر ایک تھوڑا ایک جوف دماغ کی اطراف اور اُس کے اُوپر بھی چند ضربیں مار مار کر کھوپڑی کی اُستخوان کے بہت سے ٹکڑے کر ڈالیں اور کسی چھری کی نوک سے کھوپڑی پر سے جلد کو باحتیاط اُتار کر پھینکدیں۔ اور شکستہ اُستخوان بھی جہانتک ممکن ہو بہت ہی احتیاط سے اُتار ڈالیں تاکہ دماغ دکھلائی دینے لگے۔

بغرض تجربہ کسی صاف چھری کے ذریعہ دماغ کا تھوڑا سا ٹکڑا بقدر مٹر کے دانہ کے کاٹ کر اسے ایک خالص گلسرین کی بوتل میں ڈالدیں اور یاد رہے کہ نام بردہ ٹکڑہ دماغ کے ساتھ کوئی اینٹی سیپٹک دوائی نہ ملادیں۔ اور نہ ہی گلسرین میں کچھ شامل کریں۔

خوردبینی طریق کے لئے دماغ کا خاص حصہ جسے ہپوکیمپس میجر کہتے ہیں۔ درکار ہوگا چونکہ اس حصہ کا ٹکڑا نکالنا ذرا مشکل ہوتا ہے۔ کوئی آدمی جو ایسا کرنے کا عادی نہ ہو اُسے نکال نہ سکیگا۔ لہذا سب سے اچھی تجویز یہ ہے کہ سالم کا سالم دماغ نکال کر فوراً ہی کسی کشادہ منہ بوتل میں جس میں بہت سا مفصلہ ذیل سلوشن پڑا ہو رکھدیویں۔

بائکرومیٹ آف پوٹاس۔ . . . . ۹۰ گرین

گلاشیل ایسیٹک ایسڈ۔ . . . . ۳/۴ فلوئڈ ڈرام

پانی۔ . . . . ۶ ۱/۲ فلوئڈ آؤنس۔

اگر دماغ بہت بڑا ہو تو صرف نصف بھیجدینا چاہیئے۔ ہپوکیمپس میجر دماغ کے ہر دو جانب ہوتا ہے لہذا دماغ کو مرکز سے نیچے کی طرف ٹھیک دو برابر حصوں میں تقسیم کر لینا چاہیئے۔

کسی ریبڈ جانور کا دماغ نکالنے میں اس امر کی سب سے زیادہ احتیاط رکھنی چاہیئے۔ کہ لعاب دہن یا جز و دماغ عامل کے ہاتھ پر کسی کاٹ یا زخم وغیرہ سے بلکہ ہاتھ سے بھی نہ لگے۔ کیونکہ انہی ہر دو چیزوں میں مرض کا زہر موجود ہوتا ہے۔ جیسا کہ اوپر بھی بتا چکے ہیں۔

اس کے بعد ہر دو بوتلیں احتیاط اور مضبوطی سے برادۂ چوب یا ئن کے ساتھ کسی بکس میں اچھی طرح بند کر کے اُسی جگہ روانہ کر دیویں۔ جہاں مریض بغرض معالجہ بھیجا گیا ہو۔

ہر دو طریق سے جداگانہ تشخیص کرنے میں بہت فائدے ہیں لہذا ایک کو دوسرے سے ملا دینا بہتر ہوگا۔ تجربہ کے طریق سے تشخیص کرنے پر دو سے ۳ ہفتہ میں نتیجہ برآمد ہوگا۔ مگر خوردبین کے طریق سے ایک دو روز میں ہی نتیجہ نکل آتا ہے۔ گو چونکہ یہ قسم

کی تشخیص کا نتیجہ نفی بہت سی وجوہات سے ضروریہ ہی ثابت نہیں کرتا۔ کہ مرض نہیں تھا۔ لہٰذا ہر شخص کو جسے مشتبہ کتے یا جانور نے کاٹا ہے۔ خواہ اُسکے دماغ سے تشخیصی نتائج نفی میں ہی نکلیں۔ علاج دافعہ دیوانگی ضرور کرانا چاہئے۔ جو کچھ اوپر کہہ آئے ہیں اُس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کاٹنے والے جانور کے دماغ کے امتحان اور اوسکے نتیجہ کی انتظار میں علاج میں دیری کرنا بھی خطرناک ہوتا ہے۔

پیسچور انسٹی ٹیوٹ میں علاج دافع دیوانگی (انٹی ریبک) اس طرح عمل میں لایا جاتا ہے۔ پیسچور انسٹی ٹیوٹس میں سب جگہ یکساں اُصولوں پر علاج کیا جاتا ہے۔ جو بعینہ اس طرح ہوتا ہے۔ جیسا کہ چیچک کی محفوظیت کیلئے ٹیکا کیا جاتا ہے یا مرض طاعون وتپ محرقہ (ٹائفائڈ) کے بچاؤ کیلئے ٹیکہ کرتے ہیں یعنی مریض کو ریبیز کے زہر کا ٹیکہ اس طرح اور ایسے اصول سے لگایا جاتا ہے۔ کہ نام بردہ کو مرض تو نہ عارض ہو مگر اس ٹیکہ کا نتیجہ یہ ہونا چاہئے۔ کہ شخص مذکور میں کسی درجہ تک محفوظیت پیدا ہو جاوے۔ جو عرصہ دراز تک قائم رہتی ہے چیچک طاعون اور ٹائفائڈ بخار کی صورت میں تو زہر کے جسم میں سرایت کر جانے سے پیشتر ٹیکہ محفوظیت کیا جاتا ہے مگر ریبیز یا دیوانگی کا معالجہ شروع کرنیکے قبل ہی مرض کا زہر نسوں میں جاگزین ہو جاتا ہے اس بارہ میں یہ بھی اوپر بتلا چکے ہیں۔ کہ زہر کا ٹیکہ لگنے اور مرض کی علامات وقوعین۔ اُنکا وقفہ مقابلتاً اور عام طور پر طویل ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر علاج بھی جلد شروع کر دیا جائے تو بہت سے مریضوں کو مرض سے بچے رہنے کیلئے بہت ہی کافی عرصہ مل جائیگا۔

بلحاظ اُس موقعہ کے جہاں مریض جانور نے کاٹا ہو اور کاٹ مذکور کی شمار و خاصیت کے لحاظ سے بھی یہ علاج دس سے ۲۰ روز تک کیا جاتا ہے۔ گہری کاٹ کے زخم کھلے زخموں کی نسبت بہت خطرناک ہوتے ہیں کیونکہ گہرے کاٹنے کی صورت میں مرض کا زہر بھی زیادہ مقدار میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور ذیلی اعصاب کچلے جاتے ہیں۔ اسی طرح چہرے۔ سر اور گردن پر کاٹنا جسم کے دیگر حصوں پر کاٹنے کی نسبت

[illegible]

بھی خطرناک ہوتا ہے۔ یہ بھی یاد رہے۔ کہ بھیڑئے اور گیدڑ کا کاٹنا کتے کے کاٹنے سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ جانور عموماً بہت کثیر و وسیع حصوں پر کاٹا کرتے ہیں۔ دوران علاج میں مریضوں کو کوئی بے آرامی محسوس نہیں کرنی پڑتی۔ کیونکہ پچکاری لگانیسے نہ تو مقامی ری ایکشن ہوتا ہے۔ اور نہ اسکے بعد درد وغیرہ کی تکلیف ہوتی ہے۔ نیز مریض کی صحت جسمانی بھی برقرار رہتی ہے۔ علاج کے بعد کسی خاص پرہیز کی بھی ضرورت نہ ہوگی سوائے اسکے کہ الکحال کسی صورت میں بھی استعمال نہ کرنا اور زیادہ زور کی ورزش سے بھی پرہیز لازمی ہوتا ہے۔ نیز سردی کے بچاؤ کی خاطر اچھے کافی کپڑوں کا پہننا بھی ضروری ہے۔

اینٹی ریبیک یعنی دافع دیوانگی کے علاج سے کیا نتائج نکلتے ہیں۔ دیوانے جانوروں کے کاٹنے سے سب ہی کو ہائیڈروفوبیا نہیں ہوجاتا اور نہ ایسے وقوعات کا بہت صحیح اور معتبر حال ہی کچھ معلوم ہوا ہے۔ مگر پیسچیور کے علاج کے جاری ہونے سے قبل اموات کی فیصدی تعداد ۵ سے ۵۰ فیصدی تک مختلف بتلائی گئی ہے۔

ملک فرانس میں جو تحقیقات کی کیفیت فراہم کیگئی ہے۔ اور جو شاید بہت ہی معتبر بھی ہے۔ دیوانہ جانوروں سے کاٹے ہوئے آدمیوں میں ۱۶ فیصدی اموات ظاہر کرتی ہے۔ ہندوستان میں اسکا کچھ حال معلوم نہیں ہے۔ مگر یہ بالکل تحقیق ہے کہ فرانس کی نسبت یہاں بہت زیادہ اموات ہوتی ہیں۔ اب پیسچیور کے طریق سے علاج کرنیکی تاثیرات کا ملحوظ رکھنا ایک ضروری بات ہے۔

پیرس کی پیسچیور انسٹی چیوٹ میں سنہ ۱۸۹۶ء سے لیکر سنہ ۱۹۰۵ء تک اموات کی فیصدی تعداد ۱۰ء۱ اور ۲۶ء۰ کے درمیان ہر سال مختلف رہی ہے۔ اور ان دس سالوں میں کل ۱۱۹۹۹ انسانوں کا علاج ہوا جن میں سے ۵۶ اموات ہوئیں یعنی اموات کی فیصدی تعداد صرف ۰ء۴۶ ہوئی۔

ہندوستان کی پیسچیور انسٹی چیوٹ بمقام کوہ کسولی کے چھ سال کی کیفیت مظہر ہے کہ ۷۰۰۴ آدمیوں کا علاج ہوا۔ جن میں سے صرف ۰ء۴ یا ۰ء فیصدی اموات

جو مریض کونور اور کسولی علاج کیواسطے جائے یا بھیجے جائیں ان کیلئے مفصلہ ذیل سہولتیں مقامات مذکوران پر پہنچائی جاتی ہیں

ملک ہندوستان میں علاج دافع دیوانگی کیلئے اس وقت صرف دو انسٹی چیوٹ ہیں جہان پیسچور کے طریق سے علاج ہوتا ہے جن میں سے ایک کوہ کسولی میں اور دوسری کونور میں قائم ہے۔

کوہ کسولی تو زیرین ہمالیہ میں سطح سمندر سے چھ ہزار فٹ کی بلندی پر ہے جہان جانیکے لئے سب سے اچھا ریل کا سٹیشن کسولی روڈ ہے۔ جو دہلی انبالہ کالکا ریلوے کے انجام پر واقع ہے۔

یہان سے انسٹی چیوٹ مذکور صرف ۹½ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ کالکا سے کسولی تک پہاڑی سڑک ہے اور مسافرون کے لئے نیز سامان لیجانے کو بھی ٹٹو گھوڑی ڈولی۔ رکشا اور مزدور وغیرہ سب کچھ مناسب کرایہ پر دستیاب ہو جاتا ہے۔ خوبی یہ ہے کہ کالکا میں انکا ایک کارندہ رہتا ہے۔ جو پہاڑ پر جانے کیلئے مسافرون کو ہر قسم کی امداد دینے کیلئے چھوڑ رکھا ہے۔

کونور نیلگری پہاڑون میں ہے اور مدراس ریلوے کی جنوب و مغربی شاخ پر میٹوپالیام سے ایک چھوٹی پہاڑی ریل خاص کونور تک جاتی ہے۔ ہر دو انسٹی چیوٹ رہنے کے ہسپتال نہیں ہیں۔ اور تمام مریض حسب دلخواہ باہر رہ سکتے ہیں۔ اور ہر دو مقامات پر معتدل اور اچھے درجہ کے یورپینون اور دلیسیونکی رہائش کیلئے ہوٹل۔ ڈاک بنگلے اور بورڈنگ ہاؤس موجود ہیں۔ نیز دلیسیون کیلئے بازارون میں کم خرچ رہائش کا بھی انتظام ہے۔ چنانچہ کسولی کے ایک بورڈنگ ہاؤس میں دو گھر زیر اہتمام انسٹی چیوٹ مذکور ہیں جو صرف ایسے یورپینون اور یوریشنون

... ... لئے مخصوص ہیں جو ہوٹل کے کثیر اخراجات برداشت نہیں کر سکتے۔
یہ مکانات سال میں ہر وقت کھلے رہتے ہیں اور فی کس روپیہ ڈیڑھ آنہ روپیہ دینے پر ہر قسم
کی ضروریات ملجاتی ہیں۔ علاوہ بریں کسولی اور کونور ہر دو جگہ غریب ویسپیوں کی رہائش کا
انتظام خاص قطاروں میں مفت کیا گیا ہے۔ انہیں حسب ضرورت گرم کپڑے اور
کمبل بھی دئے جاتے ہیں۔ ویسے غریب آدمی کا گذارا ۱۲ سے ۱۶ روپیہ تک میں
ہو جاتا ہے۔

مندرجہ بالا بیان سے ظاہر ہوگا۔ کہ کسولی میں ہندوستانی امرا کی رہائش کیلئے
کوئی انتظام نہیں ہے جو واقعی افسوسناک امر ہے کیونکہ انسٹی ٹیوٹ مذکور۔ جبکہ مقبول
عام ہوتا جا رہا ہے۔ تو ایسے آدمیوں کے واسطے بھی دقت پیش رہا ثابت ہوتا۔ اگر ہندوستانی
امرا کوشش کر کے چندہ سے ایسے مکانات بنوا دیں تو کار ثواب بھی ہے۔ اور ایک
بڑی ضرورت رفع ہو جاوے۔ یاد رہے کہ کسولی اور کونور دونوں ہی مقامات
میں بموسم سرما خصوصاً کسولی میں بہت سردی پڑتی ہے۔ بلکہ کسولی میں تو اکثر کئی
ہفتوں تک برابر زمین برف سے ڈھکی رہتی ہے۔ لہذا بیماروں کے پاس کافی گرم
اور کافی بستر وغیرہ ہونا چاہئے۔

مریضوں کے استعمال کے واسطے وہاں ایک کتب خانہ بھی مہیا کیا گیا ہے
جو لوگ علاج کرانے کو آویں سب کا علاج ہر دو مقامات میں مفت ہوتا ہے۔
لہذا اگر کوئی شخص بخوشی خود کچھ عطیہ انسٹی ٹیوٹ کو دینا پسند کرے تو شکریہ
کے ساتھ منظور کیا جاتا ہے۔

غریب آدمیوں کے ساتھ علاج کیلئے جانیمیں مفصلہ ذیل رعایتیں سرکار دولتمدار کی طرف سے ہیں

گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے کسولی ملازمین یا دیگر غریب آدمیوں کے چلانے کے [illegible]

دیوانے جانوروں سے کاٹے جانے پرچند رعائتیں کیجاتی ہیں تاکہ وہ فوراً کسولی یاکونور کی پیسچیور انسٹی چیوٹ میں جاکر علاج کر سکیں۔ جو مفصلہ ذیل ہیں۔

(۱) جس سرکاری ملازم کو جسکی تنخواہ یک صدروپیہ ماہوار سے زیادہ مگر ۵۰۰ سے کم ہو جسکو فوراً کسی مقام پر علاج کیلئے جاتے ہیں۔ وقت درپیش آوے تو اُسے کسولی یاکونور پہونچ جانے اور واپس آجانے کیلئے کافی خرچ پیشگی دیدیا جائیگا۔ اور ایک مہینہ کی پیشگی تنخواہ بھی دیجائیگی اور ایک مہینہ کی اتفاقی چھٹی بغرض علاج دیجائیگی۔ رقوم جو اِس طرح پیشگی دیجاتی ہیں۔ معمولی اقساط میں تمام مردہ کی تنخواہ سے وضع ہوتی رہینگی۔

(۲) اگر کوئی سرکاری ملازم جسے کوئی دیوانہ جانور کاٹے اپنے خرچ پر کسولی یاکونور علاج کے لئے نہ جاسکتا ہو تو بشرطیکہ اُس کی تنخواہ یک صدروپیہ ماہوار سے زیادہ نہو مفصلہ ذیل رعایتوں کا مستحق ہوگا۔

(۱) کسولی یاکونور جانیوالے شخص کو آنے اور جانے کا کرایہ خرچ مفت سرکار سے ملتا ہے۔

(ب) ایک ماہ کی پیشگی تنخواہ دیجاتی ہے اور

(ج) ایک ماہ کی اتفاقی چھٹی ملتی ہے۔ جسکے بعد اگر زیادہ چھٹی درکار ہوگی۔ تو رعایتی یا بیماری کی رخصت منظور کیجائیگی۔

(۳) باقی مفلس آدمیونکو جو سرکاری ملازمت میں نہوں۔ اور جو کسی ایسے افسر کی رائے میں۔ جسکے اختیار میں رعایت مندرجہ بالا دیگئی ہیں اپنے خرچ سے علاج کیلئے جانیکی قابلیت نہ رکھتا ہو ذیل کی رعائتیں سرکار کی طرف سے کیجاتی ہیں۔

(۱) کسولی یاکونور جانے اور آنے کا درجہ سوئم کا کرایہ ریل۔

(ب) گذارے کیلئے روزانہ اِسطرح کہ اگر مریض یورپین یا یوریشین ہے۔ تو جبتک سفر میں ہے۔ ایک روپیہ روزانہ اور زیر علاج رہنے کے ایام میں ڈھائی روپیہ روز دیسیونکو جبتک سفر میں ہوں فی کس ۲ر روزانہ اور علاج کے ایام میں ۱ر روپیہ ملتا ہے

(۴) مستورات اور بچے جنکی عمر سولہ سال سے کم ہو۔ نیز آدمی بھی جو کم عمر ہوں۔ یا کسی دیگر معقول وجوہات سے تنہا سفر نہ کرسکتے ہوں۔ ہر دو صورتوں میں یعنی خواہ وہ سرکاری ملازم ہوں جنکی تنخواہ سو روپیہ ماہوار سے کم ہو۔ یا غیر ملازم مفلس لوگ ہوں اُن کے ساتھ ایک ملازم بھی انسٹی چیوٹ تک مفت بھیجا جا سکتا ہے۔ ملازم مذکور کو بھی زاد راہ وغیرہ اُوسی حساب سے ملیگی جیسی کہ خود مریض کو۔ نیز اگر بھیجنے والا افسر مطمئن ہو جاوے کہ مریض اپنی جیب سے ملازم کی تنخواہ یا مزدوری ادا کرنیکی قابلیت نہیں رکھتا ہے تو اُسے مزدوری بھی دیجائیگی۔ جو ۴ روپیہ سے زائد نہ ہوگی۔

مندرجہ بالا مراعات کی انجام دہی کیلئے گورنمنٹ ہند نے مفصلہ ذیل قواعد و ضوابطہ نافذ فرمائے ہیں۔

(۱) مندرجہ بالا مراعات دینے کا اختیار کسی ایسے سرکاری ملازم کو دیا جائیگا۔ جسے مقامی گورنمنٹ کسی صوبہ میں مقرر کرے اور ایسے اختیارات عطا فرماوے۔ جنکی رو سے معینۂ افسر مذکور کسی سرکاری ملازم یا دیگر کسی مفلس شخص کو جن کا اوپر ذکر آیا ہے۔ جو سرکاری ملازم نہوں فوراً کوہ کسولی یا کونور جانیکی اجازت دیگا۔

(۲) یہ ہی خبر رسندہ افسر مریض کو براہ علاج بھیجدینے کے بعد ایک اطلاع براہ راست بھیجو انسٹی چیوٹ کو بھیجدیگا جس میں مندرجہ ذیل باتیں ہونگی۔ (ا) آیا علاج کرانے والا سرکاری ملازم ہے یا لوکل فنڈ کا یا میونسپل کمیٹی کا ملازم اور یا کوئی غیر ملازم مفلس شخص ہے (ب) یہ کہ اگر سرکاری ملازم ہے۔ یا کسی لوکل فنڈ یا میونسپلٹی کا ملازم ہے۔ تو سفر خرچ وغیرہ دئے جانیکی اغراض سے کس جماعت میں شمار کیا گیا ہے۔ اور (ج) یہ کہ روانگی سے پیشتر اُس کو کس قدر زاد راہ وکرایہ ریل دیا گیا ہے۔ چاہیے کہ یہ اطلاع یا تو مریض کے ساتھ ہی جانی چاہیئے۔ یا جہانتک ممکن ہو مریض کے فوراً ہی بعد۔

(۳) خرچ رہائش معہ خورد و نوش کسولی یا کونور رہنے کے ایام میں انسٹی چیوٹ مذکور کے ڈائرکٹر صاحب دیا کرینگے جو بعد میں ان کے مہتمم خزانہ سے واپس لیلیا کرینگے۔

(۴) ایسے سفاخانہ ایسی ریل مصارف امداد کسولی یا کونور کا مہتمم خزانہ دیگا جسکی

شرح وہی ہوگی۔ جو انسٹی چیوٹ میں آنیکے وقت مریض کو روانگی کے مقام پر پیشیر دیگئی تھی اور ایسے اخراجات کا بل اُس اصلی اطلاع کی مطابق ہونا چاہئے۔ جو کسی ایسے بااختیار افسر نے بھیجی ہو۔ جو مریض کو بغرض علاج بھیجنے اور خرچ سفر وغیرہ دینیکا ذمہ وار ہو۔ سفرخرچ کے بل کے ساتھ پیسچیو انسٹی چیوٹ کے ڈاکٹر صاحب کا ڈسچارج سرٹیفکیٹ بھی نتھی ہونا چاہئے۔

(۵) اِس قسم کی رقوم کے انفصال کیلئے ایک دائمی انتظام کیا گیا ہے۔

بشمول مُراعات مندرجہ بالا جو سرکار سے اِن مقامات میں علاج کرنیوالے مریضوں کو عطا ہوتی ہیں۔ بعض ریلوے کمپنیاں بھی رعایتیں دیتی ہیں۔ مثلاً اودھ روہیل کھنڈ ریلوے جنوبی ہندوستان کی ریل اور نارتھ ویسٹرن ریلوے پر سفر کرنے والے دیسی مریضوں کو تیسرے درجہ کے واپسی ٹکٹ مُفت دئے جاتے ہیں جو کسی گزیٹیڈ افسر کا دستخطی اِس مضمون کا میڈیکل سرٹیفکیٹ پیش کرنے پر ملسکتا ہے کہ حامل ہذا برائے معالجہ کسولی یا کونور جا رہا ہے۔ مدراس ریل کے مہتمم تیسرے درجہ کا ایک طرف کا کرایہ لیکر واپسی ٹکٹ دیدیتے ہیں۔

مرض سبز موشیان میں

علامات۔ مویشیوں میں اِس کی پہلی علامات ہیجنی اعصابی جوش۔ تپلیوں کا پھیل جانا۔ زمین پر ٹاپ مارنا اور لاتیں مارنا ہوتی ہیں۔ جبکہ اشتہا بگڑ جانیکے باعث جانور ہر قسم کی عجیب وغریب اشیاء کھا جائیگا۔ اعصابی جوش سے رامیھنا رالیں ٹپکانا اور عضلات میں کپکپی ہوتی ہے۔ اور فیرنکس میں کسی درجہ تک فالج بھی ہوسکتا ہے۔ جسکا نتیجہ نگلنے کی تنگی وقوع میں آسکتا ہے۔ ممکن ہے کہ جانور جوش میں آکر رسّہ تڑانیکی کوشش کرے۔ نیز ممکن ہے۔ کہ جانور تُند ہو جائے اور اپنے سینگوں سے حملہ آور ہو۔ یا خود کسی سخت چیز سے اپنا سر ٹکرانے کے ذریعہ سینگ

وغیرہ توڑ کر اپنے کو نقصان پہونچاتے ہے۔ اوّل تو عموماً قبض ہوتا ہے۔ مگر اُسکے بعد اسہال ہوجاتا ہے ممکن ہے۔ کہ چھوت کا زخم خراش دار ہو جسکی وجہ سے جانور اُسے چاٹا کرے مرض کے اخیر درجات میں گھگیا نے سے تکان اور فالج کا وقوع میں آنا ظاہر ہوتا ہے۔ میں اکثر ۹ سے ۱۲ یوم کے اندر موت وقوع میں آتی ہے۔

سپٹی کیمیا یعنی زخموں سے بکٹیریا یا اُن کے زہر کے ذریعہ چھوت لگکر عارضہ لاحق ہوجانا

اس عام سُرخی میں ۳ مزاجی اور خلقی امراض شامل ہیں جو جسم میں یا تو انہیں پیدا کرنیوالے خورد بینی اجسام کے دخول سے یا انکے زہر یا زہریلے مادہ کے جسم میں چلے جانے سے عارض ہو جاتے ہیں۔ عموماً ایسے امراض کسی دُنبل یا زخم کا نتیجہ ہُوا کرتے ہیں۔ جبکہ اُنکا اخراج بکٹیریا کے اِنصال سے گندا ہوکر متعفن ہو جاتا ہے۔ کسی زخم میں بکٹیریا کے دخول کے بعد ۳ قسم کے مختلف نتائج پیدا ہو سکتے ہیں جن میں سے ۲ یا زیادہ کا اجتماع بھی ایک وقت میں ہو جانا کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ بلکہ فی الواقع بہت سے مریضوں میں تینوں نتائج ایک ساتھ بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

اِن میں سے پہلی بیماری سپٹرکمیا ہے جسے زہر چڑھ جانیکا نشہ وسیپ ٹک انٹاکسی کیشن) بھی کہتے ہیں۔ یہ حالت بکٹیریا کی پیداوار کا کیمیاوی طور پر زہر چڑھ جانے سے عارض ہوتی ہے۔ خود بکٹیریا کے خون میں داخل ہو جانے سے نہیں لاحق ہوتی۔ اور جو زہر جذب ہو جاتا ہے۔ خون میں بڑھ بھی نہیں سکتا پس اُس کے نتائج اُس معتاد زہر کے مطابق ہونگے۔ جو جذب ہو گئی ہے۔ اگر کسی ایسے جانور کا خون جو اس بیماری سے فوت ہو گیا ہو۔ کسی دیگر مستعد جانور میں ٹیکہ کرکے پہونچایا جاوے تو مرض بھی نہیں پیدا ہوگا۔ لہذا اس مرض کو چھوت دار بھی نہیں کر سکتے۔ بلکہ جذب شدہ زہر ہمیشہ ہی جلد جلد جسم سے نکلتا رہتا ہے۔ اور اگر مقدار زہر جو ایک وقت موجود تھی۔ جانور کی ہلاکت کیلئے کافی نہوگی۔ اور آیندہ کے لئے اوس کی بہم رسانی بند ہو گئی ہے۔ تو مرض خود بخود رفع ہوکر صحت ہو جائیگی۔

سپٹی کیمیا یعنی زہریلی چھوت نمو کنندہ خوردبینی اجسام کے دخول یا اُن کے بڑھنے اور نشوونما پانے سے عارض ہو جاتی ہے۔ جبکہ جسم کے اندر متواتر زہر پیدا ہوتا رہتا ہے۔ لہٰذا اکیلے زخم ہی پر متوجہ ہونیکے ذریعہ مرض سے نجات نہیں مل سکتی۔ پائیمیا کی شناخت یہ ہے۔ کہ خون میں نمو کنندہ کرموں کے دخول سے جہاں جہاں وہ مقیم ہونگے جسم کے مختلف حصوں میں دُنبل پیدا ہو جاتے ہیں اور سپوریشن وقوع میں آئیگا۔

سپٹی کیمیا

عام کیفیت مرض۔ خون میں بکٹیریا کی چھوت سے پیدا شدہ حالت کو اصطلاح میں سپٹی کیمیا کہتے ہیں جس میں عام زہرخورانی کی علامات پیدا ہو جاتی ہیں۔ مگر دُنبل نہیں پیدا ہو جاتے۔ مختلف اقسام کے کرم مختلف طرح کا سپٹی کیمیا پیدا کر سکتے ہیں مثلاً ہیمراجک سپٹی سیمیا کا بائی پولر کرم اور انتھراکس بیسی لس مختلف امراض کا باعث ہوتے ہیں جراحی طور پر تو اس اصطلاح کا اطلاق صرف اُس حالت پر کیا جاتا تھا جس میں پایوجینک آرگینزم کا حملہ خون اور جسم کے ٹشوز پر ہو جاتا تھا۔ مگر اب ہم جانتے ہیں کہ ایک ہی آرگینزم سے مختلف حالتیں وقوع میں آسکتی ہیں جو اوس سے پیدا شدہ زہر اور جانور کی قوت برداشت کی مطابق مختلف ہو سکتی ہیں۔ یعنی ممکن ہے کہ اُس سے صرف ایک ہی مقامی دُنبل پیدا ہو کر رہجاوے یا بہت سے دُنبل بنجاویں یا تمام جسم میں سپٹی سیمیا عارض ہو جاوے۔

بکٹیریالوجی۔ جب ہم سپٹی سیمیا کا ذکر کرتے ہیں تو ہمارا مطلب عموماً یہ ہوتا ہے کہ سیپٹ پیدا کرنیوالے آرگینزم خون میں مؤثر ہو گئے ہیں۔ جو عموماً کسی زخم کی راہ سے خون میں پہونچ جاتے ہیں۔ یہ ہی آرگینزم پائیمیا بھی پیدا کر سکتے ہیں یا جب صرف زہر ہی خون میں جذب ہو جاتا ہے۔ تو اُس حالت کو ٹاکسیمیا کہتے ہیں۔

ان حالتوں کو پیدا کرنے والے آرگینزم بہت کر کے حسب ذیل ہوتے ہیں

(۱) سٹرپٹوکوکس پایوجنس (۲) سٹیفلوکوکس پایوجنس آریس۔ (۳) سٹیفلوکوکس پایوجنس البس اور (۴) بیسی لس کولائی۔ ان میں پہلی ۳ قسمیں

بہت ہی زیادہ عام ہیں۔
سٹریپٹوکوکس پایوجینس۔ یہ فیکلٹے ٹو قسم کا پیریسائٹ ہے جو عملی طور پر ہر جگہ موجود ہوتا ہے۔ اور زیر خوردبین دیکھنے پر اِس کو کائی کا قطر قریباً ایک مائکرو ملی میٹر ہوتا ہے۔ جو قطاروں میں ترتیب یافتہ ملتے ہیں۔ جب یہ کرم جلد جلد بڑھتے ہیں تو اکثر ڈپلوکوکائی سے مشابہت رکھتے ہیں۔ پرانی کاشت میں یہ اپنے اصلی قد سے دو چند پھولے ہوئے دیکھے جا سکینگے۔ یہ غیر متحرک اجسام ہوتے ہیں۔ اور کسی بھی رنگ سے رنگے جا سکتے ہیں نیز گریم کے طریق سے بھی انہیں رنگ سکتے ہیں۔
معمولی حرارت میں یہ جلد نشو نما پاتے ہیں۔ مگر جسمانی حرارت میں بہت جلد بڑھ جاتے ہیں۔ میرش پر بھی کاشت کئے جا سکتے ہیں اور کسی گھاؤ یا زخم کی کاشت میں تو قریباً دوسرے ہی روز نیلی سفیدی مائل لکیریں دکھائی دینے لگتی ہیں۔ مگر انکا بڑھاؤ سطح پر نہیں پھیلجاتا۔ اور سیرش رقیق نہیں ہو جاتا۔ اگر پرانی چھوٹی بستیئیں بنجاتی ہیں۔ مگر یہ آلو پر نہیں کاشت کئے جا سکتے۔ شوروے میں یہ نلی کی تلی میں سے بڑھنا شروع کرینگے۔ جبکہ سفیدی مائل اور روئیں دار نظر آئینگے۔ اور ہلانے سے بآسانی ٹوٹ جایا کرتے ہیں۔
سٹیفی لوکوکس پایوجینس آریس۔ یہ بھی فیکلٹے ٹو قسم کا آرگنیزم ہے۔ جو ہر جگہ موجود ہوتا ہے مگر سٹریپٹوکوکائی سے ذرا چھوٹا ہوتا ہے اور اسکی بستیئیں انگور کے گچھوں کی طرح ترتیب پاتی ہیں اور اسے بھی سٹریپٹوکوکس کیطرح رنگ سکتے ہیں۔ نیز اسکی کاشت بھی سابق مذکورہ کی طرح معمولی حرارت میں جلد اور جسمانی حرارت میں بہت ہی جلد اگتی ہے جو عام وسائل پر بھی اگائی جا سکتی ہے۔ اِس سے سیرش رقیق ہو جاتا ہے جو اوپر سے پگھلنا شروع کر کے رقیق سیرش سے ایک نلی کیطرح کا غار سا بنجاتا ہے جو کوکائی مذکور کے اُس میں معلق رہنیکے باعث گدلا سا دکھائی دیگا۔ پھر رفتہ رفتہ کُل سیرش پگھلتا جائیگا۔ اور کوکائی مذکور اسکی تلی میں جمکر زرد سی گاد کیطرح بیٹھ جائیگا۔ ۹۹ درجہ فہرن ہائٹ کی حرارت پہونچانے سے آگریں بھی ایک عجیب

کاشت اُگ جائیگی جو ۲۴ گھنٹہ میں چکنی چمکدار زردی مائل انکیہ سی دکھلائی دیگی ۔
اور آخرکار ساری سطح پر پھیلکر چمکدار نارنگی کے رنگ کی ہو جاتی ہے۔ اسکی کاشت آلو
پر اچھی اُگتی ہے۔ جسکا رنگ سنہری یا زرد نارنگی جیسا ہوتا ہے۔ شوروے میں بھی
اسی قسم کا گدلا پن پیدا ہو جاتا ہے جو رفتہ رفتہ اُسکی تلی میں بھوری سے زردتہ کی طرح
بیٹھ جاتا ہے ۔

سٹیفی لوکوکس پایوجینس ایلبس - یہ بعینہ سابق مذکورہ کرم کی طرح ہوتا ہے
فرق صرف یہ ہے۔ کہ اسکی کاشت سفید ہوتی ہے ۔

علامات - سپٹی کیمیا بہت کرکے مقامی یعنی کسی زخم کی چھوت سے ہی عارض ہوتا
ہے۔ یا رحم مادین کی زہریلی حالت سے غالب آسکتا ہے۔ اوّل اوّل صرف زہر ہی
خون میں جذب ہو جاتا ہے۔ اور اس درجہ میں جو حالت ہوتی ہے۔ اُسے اصطلاح میں
ٹاکسیمیا کہتے ہیں۔ جب سڑے ہوئے آرگنیزمس کے زہر خون میں جذب ہو جاتے ہیں
تو اُس حالت کو سپریمیا کہتے ہیں ۔

علامات عموماً لرزہ سے شروع ہوتی ہیں۔ جبکہ ٹمپریچر جلدی سے بڑھ کر ۱۰۶ یا
۱۰۷ درجہ فہرن ہائٹ تک پہونچ جاتا ہے اور بڑھا ہی رہتا ہے۔ نبض کمزور اور اُس کا تواتر
ہوتا ہے۔ دل کی ضربات بھی کمزور ہو جاتی ہیں۔ اشتہا بالکل نہیں ہوتی۔ مریض بہت سُست
اور نقیح ہو جاتا ہے۔ جبکہ عضلات میں کپکپی بلکہ بعض وقت فالج بھی ہوتا ہے۔ میوکس جھلی
میلی سی سُرخ رنگ کی یا زردی مائل ہو جاتی ہے جسپر پی ٹیکیا ہوتے ہیں پیشاب بدرنگ
اور البیومی نس ہو جاتا ہے۔ اخیر درجہ میں اسہال جاری ہو جاتے ہیں۔ جو خون آمیز
بھی ہو سکتے ہیں اور اُنکے ساتھ قراقر کا درد بھی ہو سکتا ہے ۔

جب موت نزدیک ہوتی ہے تو تنگئ تنفس وقوع میں آتی ہے اور ٹمپریچر
اُسی طرح بڑھا رہ سکتا ہے۔ بعض وقت موت سے فوراً ہی پیشتر ٹمپریچر اصلی سے
کم ہو جاتا ہے۔ اس طرح مرض کا دوران ختم ہونے میں عموماً چند روز لگجاتے ہیں جبکہ
شاذ و نادر ہی شفا ہوا کرتی ہے ۔

تشریح بعد وفات - ریگر مارٹس کمزور - جلد تعفن شروع ہو جاتا ہے - ٹشوز گہرے رنگ کے ہوتے ہیں - خون کا نامکمل جماؤ اور وہ گہرا انار کے رنگ کا ہو جاتا ہے - جیسے اگر ٹھہر کر دیکھیں تو اُس میں سے جو سیرم چھوٹیگی سُرخ کارپسکلز کے ٹوٹ جانے سے جو زہر کی تاثیر سے ٹوٹ جایا کرتے ہیں سُرخ دھبہ دار ہوگی - اینڈو کارڈیم اور بڑی خونی نالیوں پر بھی گہرے ارغوانی رنگ کے یا سیاہ دھبے ہوتے ہیں بہت سی سیرس کیویٹیز میں کچھ خون سے دھبہ دار رطوبت بھری رہتی ہے اور بہت سی سیرس جھلیوں پر اچھے منتشر پی ٹیکیا ہونگے جو پیری کارڈیم اور پلورا کے نیچے خصوصیت سے پائے جائینگے پھیپھڑوں میں گہرا اجتماع خون ہوتا ہے - جگر تلی - اور گردے بڑھ جاتے اور نرم ہو جاتے ہیں - جن میں اجتماع خون بھی ہوگا - خاص کر تلی میں ضرور -

عروق شعریہ کے خون کا خوردبینی امتحان کرنے پر بیکٹیریا عموماً دیکھے جائینگے - جو خاص کر تلی میں ضرور ملتے ہیں -

تشخیص - علامات زخم کی موجودگی سے علاقہ رکھتی ہیں اگرچہ ممکن ہے - کہ زخم میں کوئی خاص تغیرات بظاہر نہ دیکھے جاویں - پائیمیا بخار سے تشخیص کیا جاتا ہے - اور اس میں سیکنڈری ورنبل بھی پیدا نہیں ہو جاتے - سپریمیا عموماً اُس وقت لاحق ہوتا ہے - جبکہ جسم میں کسی جگہ سٹرائد کا فوکس موجود ہو -

ممکن ہے کہ سیپٹک ٹرامیٹک بخار اس قدر سخت ہو - کہ دیگر امراض کیلئے غلطیاں وقوع میں آویں لیکن عموماً ٹمپریچر گھٹا رہتا ہے - مگر زخم کو اچھی طرح کھول دینے سے جب اُس کا مواد خارج ہو جائے گا تو بخار جلد ہی رفع ہو جایا کرتا ہے -

فال مرض - یہ ہمیشہ بہت سخت ہوتا ہے اور صحت بہت کم وقوع میں آتی ہے -

علاج - زخموں کا مواد اچھی طرح نکال دینے اور دافع عفونت اشیاء باحتیاط استعمال کرنیکے ذریعہ مناسب علاج کرنے سے عموماً رفع ہو جاتا ہے - پکے ہوئے زخموں مردار گوشت اور چھیچھڑوں و دیگر ضربات کو ڈس انفکٹنٹ سلوشنوں سے خوب صاف کرتے رہنا چاہئے - اگر کسی زخم میں [illegible]

ہوتی ہے۔ کہ شگاف دیکر اُسے خارج کر دیویں۔ سپٹی سیمیا متعلقہ رحم یا رحم میں زہریلے
مواد سے نشہ کیسی حالت عارض ہو جانیکے علاج میں بعد وضع حمل انٹی سیپٹک
یا دافع عفونت ادویات کا نطول کرنیکے ذریعہ رحم کو پاک صاف رکھنے سے مرض کو روک
سکتے ہیں نیز اگر جنین کی کچھ جھلیاں وغیرہ رحم میں رہ گئی ہوں تو انہیں بھی نکال دینا چاہئے
علاج شفا میں مقامی زخموں پر بھی توجہ دیجاتی ہے اور اندرونی ادویات کے ذریعہ
بھی علاج کرنا چاہئے۔ مگر سب سے اول اگر کسی مقام پر کوئی سوزش قائم رہ گیا ہو
تو اُسے رفع کرنا ضروری ہوگا۔ اور حصہ کو کسی تیز انٹی سیپٹک سلوشن کے ذریعہ
نطول کریں یا دھو دیں پھر کوئی خشک انٹی سیپٹک ڈریسنگ چھڑک کر پاک کر دیں۔
بعض مریضوں میں آزادی سے شگاف دیکر پیپ نکال دینے اور متعفن مواد کے اخراج
کیلئے بہاؤ کا انتظام ٹھیک رکھنا ضروری امور ہوتے ہیں۔ وضع حمل کے بعد سپٹی سیمیا
عارض ہو جانیکی صورت میں رحم کو فوراً ہی کسی ڈس انفکٹنٹ سلوشن سے ذریعہ
نطول کر دیں۔ اور پھر دو دفعہ یومیہ برابر دہراتے رہنا چاہئے۔ رحم کو ڈس انفکٹ
کرنے کیلئے ۔۔۔ لائزول ایک فیصدی کا سلوشن۔ کریولین ایک یا ۲ فیصدی
چیناسول ایک اور ۔۔۵ یا ایک اور ایک ہزار کی نسبت کا یا ہائیڈروجن پراوکسائڈ
۵ سے ۱۰ فیصدی کا سلوشن سب سے اچھی ادویات ہیں تو رحم کو دھو ڈالنے کے بعد
اُس میں ایک انٹی سیپٹک پیسری لگا دینی چاہئے۔ جو بورک ایسڈ کی بھی
بنا سکتے ہیں یا آیوڈوفارم اور کوکا مکھن کی ملا کر بھی بنائی جا سکتی ہے۔ اس طریق
سے نطول کرنیکے وقفوں میں بھی جواب صرف ایک مرتبہ کرنے چاہئیں۔ رحم کو کم و
بیش انٹی سیپٹک رکھ سکینگے۔ اگر سٹریپٹوکوکس بکٹیریا باعث مرض ہوں۔ تو
پولی ویلنٹ یعنی دافع سٹریپٹوکوکس سیرم کے استعمال سے علاج کرنا چاہئے۔

دوسرا طریق اسکے علاج کا مدہ بھی نکلا ہے۔ جس میں نارمل سیلائن سلوشن
کی کثیر مقدار انٹراوینس پچکاری کے ذریعہ داخل کیجاتی ہے۔ ۲ دو یا تین دفعہ روزانہ
دہرائی جاتی ہے۔ اس سے ادرار یا اسہال ہو جانیکے ذریعہ خون میں سے بہت

سانز ہر نکلجاتا ہے۔ مگر اس سیلائین علاج سے ٹاکسیمیا اور سیپٹیمیا کے بیماروں میں۔
بہی اچھے نتائج نکلے ہیں۔ اگر یہ سلوشن ورید میں نہ پہونچایا جا سکے تو زیر جلد داخل کر دینا
چاہیئے۔ یا دو تین دفعہ روزانہ اس کا ٹیکا کرتے رہیں۔ اینٹی سیپٹک ادویات مثلاً کار
بولک ایسڈ کھلانا بھی چاہیئے۔ مگر انکا فائدہ مند ہونا بھی مشتبہ ہی ہے۔
یہ بھی ضروری ہے کہ مریض کو اچھی حفظ صحت کے طریق سے جہانتک ممکن ہو
بہت ہی آرام سے رکھیں۔
مقویات اور محرکات بھی دیتے رہیں۔

سیپٹیمیا۔ اس کو زہر بادِ نفثہ کے نام سے بھی جانتے ہیں۔ یہ بیماری بکٹیریا کے خون
میں سڑ جانے سے پیداشدہ زہر کے انجذاب سے عارض ہوتی ہے۔ اور فی الحقیقت
ٹاکسیمیا ہی ہے۔ سپٹی سیمیا سے اِس میں مفصلہ ذیل اختلافات ہوتے ہیں۔

سیپٹیمیا میں خون کے اندر خوردبینی اجسام نہیں موجود ہوتے اور خون چھوت دار
بھی نہیں ہوتا۔ یعنی اگر کچھ مقدار خون کا کسی دوسرے جانور کو ٹیکہ کیا جاوے تو مرض
عارض نہو گا۔

سپٹی سیمیا میں خون چھوت لگانیوالا اور اُس کے اندر خوردبینی اجسام ہوتے
ہیں۔ جبکہ اگر مقامی مرکز سے دور دراز فاصلے پر سے بھی ذرا سا خون لیکر کسی دوسرے
جانور میں ٹیکہ لگا دیں۔ تو اُس کو بھی مرض کی چھوت لگجائیگی۔

سیپٹیمیا تو جسم میں متعفن ٹشو یا متعفن مواد کے اجتماع کے انجذاب سے زہر
پیدا ہو کر عارض ہوتا ہے۔ مثلاً جیسا کہ متعفن جیر کی رکاوٹ سے یا کاٹ کے زخموں
میں زیرین ٹشو کے اندر سڑاند والا سپوریشن واقع ہو جانے سے وقوع میں آملتے
یا جبکہ کسی زخم وغیرہ کے نتیجہ سے پلورا یا پیریٹونیم کے جو خون میں کوئی متعفن سیپٹک کاٹ
رکجانے کے باعث سیپٹک انمونیا لاحق ہوجاتا ہے۔

سپٹی سیمیا اور سیپٹیمیا میں کلینکل طور سے تمیز کرنا ہمیشہ ممکن نہیں ہوتا۔ لہذا
ممکن ہے کہ غلطی سے سپٹی سیمیا کو سیپٹیمیا اور سیپٹیمیا کو سپٹی سیمیا تمیز کرلیں یا دونوں

کو ملا کر بالکل ہی امتیاز نہ کر سکیں۔

سیپریمیا کی علامات کا انحصار جذب شدہ زہر کی مقدار پر ہوتا ہے۔ ٹمپریچر کے متواتر بڑھتا ہے میں کے بعد لرزے کے حملہ ہوا کرتے ہیں اور مزاجی علامات مرض کی سختی یا نرمی کے مطابق کم و بیش ہوتی ہیں۔

اس کا زہر بعض بیماروں کی غذا کی نالی پر ہی زیادہ تر تاثیر کرتا ہے۔ جس سے اسہال عارض ہو جاتا ہے اور آنتوں میں درد بھی دیکھا جاتا ہے اور بعض بیماروں میں نظام اعصاب متاثر ہو جاتا ہے۔ جس سے سخت نقاہت اور کوما کی حالت طاری ہو جاتی ہے۔

بہت سے نشانات سپٹی سیمیا کے موافق ہوتے ہیں اور اگر جلد علاج شروع کر دیا جائے۔ تو سیپریمیا سے صحت ہو جاتی ہے۔ اس کا علاج بھی اُن ہی اصولوں پر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ سپٹی سیمیا کے بارے میں اوپر مذکور ہوا۔

پائیمیا۔ جبکہ کسی اوّل موجودہ زخم سے چھوت پھیلانے کے ذریعہ جسم کے مختلف حصوں میں بہت سے دُنبل پیدا ہو جاتے ہیں۔ تو ایسی حالت کو اصطلاح میں پائیمیا کہتے ہیں۔ یہ سپٹی سیمیا کی طرح اکثر الوقوع مرض نہیں ہے۔ اس میں لمفیٹک نالیوں کے راستہ بھی چھوت پھیل سکتی ہے۔ جبکہ غدود عموماً ماؤف ہو جاتے ہیں۔ نیز دوران خون کے ذریعہ بھی چھوت پھیلجاتی ہے۔ آخر الذکر صورت میں کسی مقامی زخم سے چند خورد [illegible] تھام خون میں پہنچکر کسی ایسے مقام پر رک جاتے ہیں جو اُنکی نشو و نما کیلئے بہت مناسب ہوتا ہے۔ یا کسی مجروح نشو میں ٹھہر جاتے ہیں یا فصد لینے میں زہریلی تاثیر سے پائیمیا ہو سکتا ہے۔ یعنی جبکہ تھرومبس میں سپوریشن ہو کر اوسکے گھلجانے سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔ تو ان ٹکڑوں سے جو ایمبولیزم وقوع میں آتا ہے۔ اوّل دوران خون میں چلا جاتا ہے۔ پھر وہاں سے ایسی تنگ خون کی نلیوں میں رکجاتا ہے کہ جہاں سے آگے نہیں گذر سکتا۔ اسکی بکٹیریالوجی بھی بالکل ایسی ہی ہوتی ہے۔ جیسی کہ سپٹی سیمیا

کی اور پنڈ کو رہو تی ۔

اسباب ۔ کوئی حالت جس میں چھوت دار ایمبولی یا ریزے پیدا ہو کر چھرٹ کر دوران خون میں پہونچ جائیں پائیمیا کے عارض ہونیکا باعث ہو سکتی ہے ۔ مگر سب سے عام حالات ورائد میں کسی چھوت دار تھرومبس کے ٹوٹ جانے کے ذریعہ چھوٹے چھوٹے چھوت دار ٹکڑوں کے عروق شعریہ میں اڑ کجانے اور ایک دوسرا تھرومبس پیدا کر دینے سے لاحق ہو جاتی ہیں ۔ جس میں بکٹیریا جلد جلد بڑھتے ہوئے خونی نالیوں کے راستہ سے ارد گرد کے ٹشوز میں پہونچکر مقامی سوزش پیدا کر دیتے ہیں ۔ جسکے بعد سپوریشن اور وسنیل پیدا ہو جاتے ہیں ۔ ایسے ٹکڑوں دار ایمبولی اسے پھیپھڑوں پر خصوصیت سے حملہ کا امکان رہتا ہے ۔ جہاں وہ دل کے دائیں حصہ سے براہ راست پہونچ جاتے ہیں ۔ جبکہ اگر ایسا ٹکڑا دائیں پس کسی انجانی آ ہڈی میں اٹک جائیگا ۔ تو اُس کے باعث فانہ کی طرح ایک ٹشو کا ٹکڑا امیل ہو جائیگا ۔ جب پھیپھڑوں میں ۔ کا تھرومبس ٹوٹنا شروع کرکے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے تو اُس کے چھوت دار ایمبولی یا ٹکڑے جسم کے دوران خون میں پہونچ جاتے ہیں جس سے جسم کے کسی حصہ میں پیپ بھی پیدا ہو جا سکینگے مگر بہت ہی عام طور پر گردوں میں ۔ تلی میں جگر میں اور جوڑوں میں عائد ہو جایا کرتے ہیں ۔

اگر چھوت دار ٹکڑے تعداد میں کثیر ہوں اور علامات بھی سخت ہوں تو ایسی حالت کو شدید پائیمیا کہتے ہیں ۔ بعض اوقات پائیمیا کے تعلق سے خون میں بکٹیریا کی نشو نما ہو جاتی ہے ۔ جسے سپٹیکو پائیمیا کہتے ہیں ۔ اگر یہ ٹکڑے دار ایمبولی تعداد میں کم ہوں اور علامات بھی بہت سخت نہوں تو ایسی حالت کو مزمن پائیمیا کہینگے پائیمیا صرف کبھی کبھی معاملات میں زخموں کو پیچیدہ کر دیتا ہے ۔ مگر کبھی اور یہ کلاں زخموں کے دوران میں جو بہت بگڑ جایا کرتے ہیں ۔ نیز کسی نس یا ہڈی کے ٹوٹ جانے سے پیدا شدہ ناسور ہونگے دوران میں یا سنوویل جھلیوں ۔ وریدوں اور لمفیٹک نالیوں کی سوزش کے دوران میں کسی ہی وقت پیچیدگی وقوع میں آسکتی

ہے گھوڑوں میں سٹرینگلس کی حالت میں بھی اس سے پیچیدگی لاحق ہو جا سکتی
ہے تھوڑی عمر کے بچھڑوں میں ناف کے پک جانے سے چھوت پھیل کر بھی عارض ہو جاتی ہے
پائیمیا کا سبب کسی سپوریٹنگ ضرب یا زخم کی موجودگی بھی ہو سکتی ہے۔ نیز
[illegible] مثلاً جانور کی برداشت کی طاقت کسی زخم کی بیقاعدگی اور
[illegible] پہنچانا جن میں پیپ رہ جاتی ہے۔ لاغری اور جسمانی کمزوری تھکان و
[illegible] تاریک جگہوں میں رہنا بھی پائیمیا عارض کر دیتی ہیں۔

علامات: سپٹیسیمیا پائیمیا کے غلبہ کر جانے کی شروعات عموماً لرزے کے حملوں اور
ٹمپریچر کے بڑھ جانے سے معلوم کیجا سکیگی۔ جانور سست اور بہت دبا ہوا
ہوگا۔ اشتہا بالکل ندارد مگر جانور پیاسا ہوتا ہے نبض ملائم اور کمزور ہو جاتی ہے۔
لرزے کے بعد پسینہ بہت آتا ہے جس سے ٹمپریچر کسی قدر کم ہو جاتا ہے۔ اور
دوران مرض میں لرزے کے حملے عموماً بار بار ہوتے رہتے ہیں۔ بلکہ شاذ و نادر ہی
کبھی ۲۴ گھنٹہ تک وقوع میں نہ آئینگے۔ ورنہ بیقاعدہ طور سے اوقات غیر معینہ
پر بار بار ہوتے رہتے ہیں لرزے کے دوران حملہ میں ٹمپریچر ہمیشہ بڑھا رہتا ہے مگر
وقفوں میں گھٹ جایا کرتا ہے۔

زخموں کے تعلق میں شروع سے ہی سپوریشن میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ جو
ہمیشہ ہی بہت گھٹ جاتا ہے اور پیپ جو خارج ہوا کرتی ہے۔ تا تن رسست رقیق سا
سی سبزی مائل رنگ کی یا خون سے دھبہ دار ہوتی ہے۔ جو سیلولر ریشوں یا چھوٹے
اور بافکر و بس سے پر ہوتی ہے سنغ کے انگور اغوانی رنگ کے اور آسانی سے ٹوٹ
جایا کرتے ہیں۔ جو بعد ازاں چھیچھڑا بنجاتے ہیں۔ اور زخم میں سے چھوت لگنے والا۔
پیپ آمیز مواد نکلتا رہتا ہے۔ اور زخم کے کنارے متورم نہیں ہوا کرتے۔

جب مرض بڑھتا جاتا ہے۔ تو تمام جسم کی علامات بھی بہت خوفناک ہو جاتی
ہیں۔ جانور بہت ہی نحیف اور ناطاقت ہو جاتا ہے۔ رُوان اُٹھا ہوا ہوگا۔ عیال
و جسم کے بال آسانی سے کھینچے جا سکینگے اور کان و پانو ٹھنڈے ہو جاتے ہیں۔ پھر

سیکنڈری گونبل نمودار ہوجائینگے جنکے ساتھ انہی حصوں ... پیدا ہوئے ہیں دیگر علامات بھی پیدا ہوجاتی ہیں مثلاً گونبل مذکور پھیپھڑوں میں۔ یا جگر میں یا گردوں میں یا دماغ میں یا جوڑوں میں یا سنوویل جوفوں میں یا پلورا میں یا جلد میں دیکھے جائینگے۔ اکثر تھنوں سے سبز رنگ کا یا خون آمیز یا پیپ آمیز اخراج بھی ہوتا ہے جس میں سے بہت خراب بو آیا کرتی ہے تنفس ... کرنے میں اگر تغیرات معلوم پڑیں تو پھیپھڑے کے مریض ہوجانیکی ... اکثر سخت اسہال ہوجاتا ہے جس سے بہت جلد نقاہت ہوکر مریض بے دم ہوجاتا ہے

بعض مریضوں میں نہیں بلکہ بہت سے مریضوں میں جسم کے مختلف حصوں کی جلد پر سوزش دار اورام نمودار ہوجاتے ہیں۔ جو پھر جلد ہی بڑھ کر گونبل بنجاتے ہیں سٹرینگلس سے اگر پائیمیا لاحق ہو تو مینٹرک غدد یا دیگر لمفیٹک غددوں پر حملہ ہوجاتا ہے۔

مرض پائیمیا کا دوران عموماً نسبتاً سست ہوتا ہے اور جانور کی ہلاکت میں عموماً کچھ ہفتے لگجاتے ہیں جسکا انحصار گونبلوں کے موقعہ اور انکی تعداد پر ہوتا ہے۔ اگر سیکنڈری گونبل آنتوں میں اور اندرونی اعضا میں پیدا ہوجاویں تو پائیمیا عموماً مہلک ہوا کرتا ہے۔

گائیوں میں پائیمیا وضع حمل کے بعد زیادہ تر گھٹنے۔ ہاک یا سٹائفل کے جوڑوں پر سوزش ہوجانے سے ظاہر ہوا کرتا ہے۔ جبکہ پیری میٹرائٹس عارض ہوکر مریض گھلتا چلا جائیگا۔

علاج۔ حفظ ماتقدم بہت ضروری ہوتا ہے جس میں معمولی انٹی سیپٹک تدابیر عمل میں لائی جاتی ہیں۔ اگر پھیلے ہوئے گہرے اور بہتا ہوا زخم و قروح میں آویں تو پیپ کا اخراج ہونے دینا ضروری ہوتا ہے لیکن بتواتر دافع عفونت لوشنوں سے غسول کرکے صاف کرتے رہنا سب سے اچھی تدبیر حفظ ماتقدم ہیں۔ کبھی نکلوں شگاف دینا یا ڈرینیج ٹیوب لگانا بھی ضروری ہوسکتا ہے۔ اور اس غرض کیلئے بہت

سے موقعوں پر داغنی کا استعمال بہت مفید ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسے زخم میں چھوت کا زیادہ امکان نہیں ہوتا۔ ہائیڈروجن پراوکسائڈ کسی تیز اینٹی سیپٹک سلوشن اور کاربولک یا سبلی میٹ کے نطول بھی مفید ہوتے ہیں۔ اگر ٹانگوں میں ضربات ہوں تو اول ۲۰ منٹ سے نصف گھنٹہ تک گرم اینٹی سیپٹک غسل جاری رکھکر پھر ٹھنڈی ڈریسنگ لگانا بہت اچھی تجویز ہے۔ اگر جب پائیمیا ہوجانے کا شبہ ہو تو زخم کو بہت ہی صاف رکھنا چاہیئے۔ اور جو فھاے زخم کو ہائیڈروجن پراوکسائڈ کے دس فیصدی کے سلوشن سے یا کلورائڈ آف زنگ کے ۵ یا ۱۰ فیصدی کے سلوشن سے یا پانچ فیصدی کے کاربولک یا بن آیوڈائڈ سے یا سبلی میٹ کے ایک اور ایک ہزار کی طاقت کے سلوشن سے خوب دھودیا کریں۔ اور ٹھنڈے پانی کے نطول بھی مفید ہوتے ہیں۔

اگر کھلے جوڑ پھٹے ہوں تو انہیں ایکری فلیوین اور آیوڈین سلوشن سے اچھی طرح صاف کردیں۔ اس کے سوا کوئی اندرونی علاج کبھی اطمینان بخش ثابت نہیں ہوا تاہم محرکات اور مقویات دیسکتے ہیں اور اینٹی سٹرپٹوکوکس سیرم کی پچکاری بھی لگادیں۔

میلگننٹ یا مُہلک اِیڈیما

میلگننٹ ایڈیما یا گنگرینیس سپٹی کیمیا ایک قسم کی زہریلی ایک سے دوسرے کو لگجانیوالی مرض ہے جو انسان اور مختلف اقسام جانوران میں بھی اُن کے ٹشوز میں میلگننٹ ایڈیما کو عارض کرنے والے بیسی لس کا حملہ ہو کر عارض ہو جاتی ہے۔ ہمارے پلاؤ جانوروں میں سے گھوڑے اس میں بہت زیادہ مبتلا ہوا کرتے ہیں اور زخموں میں پیچیدگی ہو جانے کا سب سے زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔ پیشتر یہ مرض بہت عام ہوتا تھا مگر اب اتنا عام نہیں جس کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب اس کے علاج میں اینٹی سیپٹک ادویات کا کم و بیش بہت زیادہ استعمال ہوتا ہے۔

بکٹیریالوجی۔ میلگننٹ ایڈیما کا بیسی لس فیکلٹے ٹو قسم کا پیریسائٹ ہے جو عام طور پر سیپروفائیٹ کے طریق سے زندہ رہتا ہے۔ نیز چونکہ یہ پیریسائٹ سطح زمین پر بہت زیادہ پھیلا رہتا ہے خصوصاً جن زمینوں میں کھیتی ہوتی ہے اور کھاد ڈالا جاتا ہے اُن میں بہت ہی زیادہ ہوتا ہے اسلئے جانور اسے چارے کے ساتھ کھا جاتے ہیں بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ ایسے جانوروں کی غذا کی نالی میں یہ گھر بنا لیتا ہے اور اُن کے گوبر لید وغیرہ میں بھی موجود ہوتا ہے۔ مگر اس میں شبہ ہے کہ یہ غذا کی نالی میں بھی بڑھتا رہتا ہوگا۔

میلگننٹ ایڈیما کے مریضوں میں یہ بیسی لس مریض مقام تک ہی محدود ہوتا ہے اور موت سے پیشتر عام دوران خون میں کبھی بھی نہیں پایا گیا۔ حیوانی مطب میں بیسی لس مذکور کے اندر ایک بہت ضروری خاصیت یہ دیکھی گئی ہے کہ موت سے تھوڑی دیر بعد ہی لاش کے اندر خون اور ٹشوز میں یہ ہمیشہ پایا جاتا ہے جبکہ یہ غلطی سے مرض انتھراکس کا بیسی لس سمجھ لیا جا سکتا ہے۔ موت کے فوراً ہی بعد بیسی لس مذکور غذا کی نالی میں سے خون اور ٹشوز میں گھسنا شروع کر دیتا ہے اور اگر خون بلا آکسیجن کے ہوگا تو یہ خصوصیت کے ساتھ زیادہ تیزی سے گھستا ہے۔ اس کا حملہ بہت کر کے وراثتی

قطاروں سے شروع ہوتا ہے پھر بہت جلد شکم اور گلے میں خاصہ ملک ہو جاتا ہے
چونکہ بیرونی یا سطحی حصوں کے حملہ کی وسعت زیادہ تر لاش کے ٹھنڈا پڑ جانے کی شرح
کی مطابق ہوتی ہے لہذا گرمیوں کے موسم میں یہ زیادہ وسیع ہوتا ہے کیونکہ ہندوستان
میں موسم گرما میں ۲ گھنٹہ میں سطحی خون مغلوب ہو جاتا ہے اور جب حرارت ۷۰ درجہ فہرن
ہائٹ پر آ جاتی ہے تو سپورس بنجاتے ہیں۔

یہ کرم بڑا ہوتا ہے لہذا آسانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ اس کی طوالت ۵ سے
۱۰ مائکرو ملی میٹر اور چوڑائی ایک مائکرو ملی میٹر ہوتی ہے۔ خون اور ٹشوز میں ہر دو جگہ
یہ اکثر لمبے ریشوں میں نشو نما پایا کرتا ہے مگر عموماً مختلف قد کے بیسی لائی ملتے ہیں جبکہ
بعض دیگروں سے دو چند لمبے ہوتے ہیں۔ جب ٹمپریچر ۷۰ درجہ فہرن ہائٹ پر آ جاتا ہے
تو سپورس بنجاتے ہیں جو یا تو بیسی لس کے سرے پر یا مرکز میں لمبائی نما دکھلائی دیتا ہے
مگر جس کی موٹائی سے زیادہ تجاوز نہیں کرتا۔

رنگنا۔ میتھی لین بلو کے رنگ سے یہ بہت جلد رنگا جائیگا جبکہ اس کے سرے
گولائی نما نظر آئینگے۔

کاشت۔ شوروے کی نلیوں میں جن میں سٹیریل اور تندرست جگر کے چھوٹے
چھوٹے ٹکڑے شامل ہوں جنہیں چاہیے ہوا بھی لگتی رہے اس کی کاشت کیجا سکتی
ہے نیز منجمد خون کی سیرم اور آلو پر بھی یہ آئنے روبک طریق سے اُگ جاتا ہے۔

ٹیکہ کرنے سے چوہے۔ گنی پگ۔ خرگوش۔ بھیڑ۔ بکری۔ گھوڑے۔ کتے۔ بلی۔ مرغے
اور کبوتر میں تو بیماری پیدا ہو جاتی ہے مگر بیل میں نہیں ہوتی۔ اس کی کاشت کی
کثیر مقدار عضلات میں ٹیکہ لگانے کیلئے درکار ہوتی ہے۔

جانوران جن پر حملہ ہوتا ہے۔ یہ مرض زیادہ تر گھوڑوں میں دیکھا جاتا
ہے جو جراحی کے یا حادثہ سے پیدا شدہ زخموں میں پیچیدگی ہو کر عارض ہو جاتا ہے
کہتے ہیں کہ گائے بھی اس کی قدرتی چھوت کی زد میں آ جاتی ہے حالانکہ ٹیکہ لگانے کے
تجربات سے اس جانور میں مرض نہیں پیدا ہو سکا۔ کہتے ہیں کہ بچہ دینے کے بعد کے

زخم میں پیچیدگی ہو کر مرض پیدا ہو جاتا ہے۔
دیگر پالتو جانوروں میں بھی اس کے مریض دیکھنے میں آتے ہیں مگر بہت شاذ و نادر۔

علامات گھوڑوں میں۔ گھوڑوں کو ماؤف کرنے والی دو طبی قسمیں بیان کیگئی ہیں۔ پہلی قسم میں زخموں کا ٹرامیٹک گنگرین یعنی ماس کا سڑ جانا وقوع میں آتا ہے اور دوسری قسم سپٹک پیریٹونائیٹس ہے جس میں عمل آختہ گری کے بعد پیریٹونیم پر حملہ ہو جاتا ہے۔

ٹرامیٹک گنگرین۔ اس کی علامات جراحی عملیات کے یا کسی حادثہ سے پیدا شدہ زخم کے متعلق دیکھی جائینگی۔ شناخت یہ ہوتی ہے کہ اول ایک چھوٹا سا گرم اڈیمیٹس ورم ہوگا جو بہت ہی جلدی ہر سمت میں پھیل جاتا ہے جس کے ساتھ ہی زخم کی صورت بھی تبدیل ہو جائیگی جبکہ ٹشوز گہرے چمکیلے رنگ کا ہو جائیگا اور سپوریشن کے بجاء اس میں سے ہلکے زرد رنگ کا یا سُرخی مائل پانی کی مانند اخراج بہنے لگتا ہے۔ ٹمپریچر ۱۰۲ یا ۱۰۴ درجہ فھرن ہائٹ تک بڑھ جاتا ہے۔ میوکس جھلیوں میں اجتماع خون اور اشتہا کم ہو جاتی ہے۔ پھر ۲۴ گھنٹہ میں جسم کے محدود حصہ پر اڈیما پھیل جائیگا اور ورم مذکور تب بھی سطح پر سے گرم اور پُر درد معلوم پڑیگا جو مرکز میں سے نرم نسبتاً ٹھنڈا اور کم پُر درد ہوگا اور زخم مذکور سے سُرخی مائل بھوری جھاگدار رطوبت بہتی رہتی ہے جس میں سے متعفن بو آویگی گھوڑے کا چہرہ بہت اُترا ہوا اور وہ واقعی بہت سُست ہوتا ہے کسی کسی حصہ پر پسینہ اور ٹمپریچر ۱۰۴ رہتا ہے حالانکہ نبض کا تواتر اور وہ دھاگے کی موافق کمزور رہ جاتی ہے مگر دل کی ضربات رفتہ رفتہ اتنی پُر زور ہو جاتی ہیں کہ ان سے مریض کے سینہ کی جنبش دیکھی جائیگی جو تھوڑے فاصلے پر بھی سُنی جائینگی۔

بعض جانوروں میں جوش اور عضلاتی سکڑاؤ بھی دیکھا جاتا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ اڈیما بہت پھیل جاتا اور نرم۔ ٹھنڈا بے درد کے ہو جاتا ہے۔ ہاتھ لگانے پر

ٹشوز میں سے کریپی ٹیشن محسوس ہوگا جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس میں ہوا بھر گئی ہے۔ ممکن ہے کہ جلد چھیچھڑا بن کر اتر جاوے اور عضلات ننگے رہجاویں جو بھورے یا ارغوانی رنگ کے ہونگے۔ جانور بالکل پاگل سا ہو جاتا ہے جبکہ اس کا سر لٹکا رہتا یا کسی پاس کی چیز پر پڑا رہتا ہے اور مریض بہت جلد گھل جاتا اور ٹمپریچر اصلی سے نیچے اتر جاتا ہے۔ نبض غیر محسوس ہو کر جانور اکثر جوش و غضب سے ۳ یا ۵ روز میں فوت ہو جایا کرتا ہے۔

سیپٹک پیریٹونائیٹس۔ اس کے مریض عمل اختہ گری کے بعد وقوع میں آتے ہیں ممکن ہے کہ چھوت کی علامات اپریشن سے کچھ روز بعد وقوع میں آویں جبکہ جانور دفعتاً سست ہو جائیگا اور کھانا چھوڑ دیگا۔ قراقر ہوگا جس کے سبب سے مریض احتیاط سے لیٹ جاتا اور اپنے آپ کو ایک پہلو پر پھیلا دیتا ہے پھر کچھ گھنٹوں کے بعد علامات بہت بڑھ جاتی ہیں حتیٰ کہ تمام جسم میں غایت درجہ کی نقاحت اور رعشہ عارض ہو جاتا ہے۔ چہرہ اتر جاتا اور آنکھیں گڑ جاتی ہیں۔ پتلی پھیلی ہوئی اور ٹمپریچر ۱۰۴ درجہ فہرن ہائٹ تک بڑھ جاتا ہے نبض چھوٹی مگر تیز چلتی ہوئی دیکھی جائیگی اور تنفس میں تواتر ہوگا اور شکم ہوا سے پھول جاتا ہے۔

انگیونل ریجین کا امتحان کرنے سے کوئی خاص بات نہ دیکھی جائیگی۔ اپریشن کے زخم سوا پیپ سے ڈھکے ہوئے ہونے کے اور ہر طرح سے بحالت اصلی دکھلائی دینگے مگر کبھی ایڈیما ہوتا ہے جو غلفہ۔ پرینیم اور دیوار شکم پر پھیلا ہوا ہوتا ہے یہ بیماری جلد جلد بڑھتی جائیگی اور جانور کی ساری طاقت سلب ہو جائیگی جبکہ ٹمپریچر بہت گر جائیگا۔ میوکس جھلیاں زرد پڑ جائینگی نبض غیر محسوس اور ۱۲ سے ۳۶ گھنٹہ میں موت وقوع میں آتی ہے۔

علاج۔ پروفی لیکٹک علاج یا تدابیر حفظ ماتقدم سے دافع عفونت ادویات کا استعمال اور مریض کو بطریق حفظ صحت اچھی طرح رکھنا مراد ہے۔ بعض مصنف تو نشتر کے ذریعہ اورام کو پاچھنے کی رائے دیتے ہیں اور بعض ورم کے اوپر اور

اُس سے کچھ دور سخت لوکدار داغ دینا تجویز کرتے ہیں۔

لوگولس سلوشن یا پراوکسائڈ آف ہائیڈروجن کی پچکاری لگاکر دھوڈالنا اور صاف کردینا چاہیئے۔

زخم کو ۳ فی صدی کے کاربولک سلوشن سے ۳ دفعہ روزانہ دھودیا کریں اور مُقوّیات دیتے رہیں ٭

اپی زوٹک ایبارشن یعنی اسقاط مویشیاں بیں
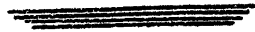
اپی زوٹک ایبارشن ایک خاص قسم کا کٹار متعلقہ رحم ہے جو بیٹگس ابیسی کے باعث عارض ہو جاتا ہے۔ اِس عارضہ میں شروع سے لیکر پورے ایام حمل تک کسی وقت ہی مادین مویشی اسقاط حمل کر دیتی ہے۔

اگرچہ یہ بیماری ٹیکہ کرنے کے ذریعہ دیگر جانوروں میں بھی پہونچائی جاسکتی ہے مگر مویشیوں کی ہی مخصوص مرض ہے۔ اور سواء اس کے کہ گاء کے اسقاط حمل کرنے کے وقت ہی کچھ علامات وقوع میں آتی ہیں دیگر طبّی علامات اسمیں نہیں دیکھی جائینگی اور گاء کی صحت میں بھی بظاہر کوئی فرق نہیں آجاتا۔

اِس مرض کا بیسی لس حاملہ کے رحم میں اعضاءِ ہضمیت کے راستہ سے اور دوران خون کی ساتھ یا براہ اندام نہانی دخول پاتا ہے۔ جس سے رحم میں آہستہ آہستہ بے معلوم کٹار شروع ہو جاتا ہے جس سے مریضہ اسقاط حمل کر دیتی ہے جبکہ رحم کا رساؤ و اخراج اور جنین کی متعلقہ جھلّیئں اور خود جنین بھی بہت ہی چھوت والا ہوتا ہے اور کچھ عرصہ تک رحم کا اخراج زہریلا ہی رہتا ہے۔

اِنتشار۔ اپی زوٹک ایبارشن کا عارضہ بہت دُور دراز ممالک میں پایا جاتا ہے اور اگرچہ دَوران حمل میں کسی وقت ہی اور مادّہ قبولیت رکھنے والی حاملہ کو بلحاظ عمر ہر وقت عارض ہو سکتا ہے مگر نو عمر گایوں پر خاص طور سے حملہ آور ہوا کرتا ہے۔ اور بہت کرکے حمل کے پانچویں اور چھٹے مہینہ میں ہی وقوع میں آیا کرتا ہے گو بعض گائیں پہلے اور دوسرے ماہ میں ہی اسقاط کر دیتی ہیں مگر یہ وقوعہ کم دیکھنے میں آیا ہے۔ اِس مرض کا دَوران بہت بے معلوم اور مزمن ہوتا ہے اور تاوقتیکہ اسقاط حمل واقع نہ ہو اِس کی موجودگی کا شبہ بھی نہیں کیا جاتا۔ اِس مرض کی ایک بات خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ جب یہ کسی گلّے میں اوّل نمودار ہوتا ہے تو بہت ہی زہریلا اثر کرتا ہے کہ پہلے سال میں تو بہت سی گائیں اسقاط کر دیتی ہیں

اور دوسرے سال میں نسبتاً کم پھر تیسرے سال میں صرف چند ہی حمل اسقاط کرینگی
اور اگر گلہ مذکور میں نئے جانور نہ آوینگے تو یہ مرض خود بخود رفع ہو جائیگا۔

سبب۔ یہ مرض ایک چھوٹے سے بیسی لس سے پیدا ہو جاتا ہے جسے
بینگ صاحب نے دریافت کیا تھا۔ یہ ایروبک قسم کا کرم ہے جو تھوڑے سے
آکسیجن کی موجودگی میں بھی نشوونما پائیگا۔ آلو پر کاشت کرنے سے اس کا بڑھاؤ گہرے
لاکھی رنگ کا گلیسٹڈ رس کے بیسی لس کی موافق ہو جاتا ہے۔

اس میں وائیٹیلٹی (حیات) تو بہت زیادہ ہوتی ہے مگر یہ سپیر وفائٹ نہیں
ہوتا گو مہینوں تک زندہ رہ سکتا ہے اور معمولی ڈس انفکٹنٹ ادویات کے ہلکے
سلوشنوں سے بھی آسانی سے غارت ہو جاتا ہے۔ جسم میں اس کے رہنے کا قدرتی
مقام حاملہ کا رحم ہی ہوتا ہے کیونکہ غیر حاملہ مادین کے جسم میں یہ جلد ہی معدوم ہو جاتا
ہے۔ بعض دفعہ کچھ فی صدی تعداد گایوں کی دوبارہ بلکہ سہ بارہ بھی اسقاط کر ڈالتی
ہیں جس کا سبب غالباً دوبارہ چھوت لگجانا اور محفوظیت حاصل نہ کر لینا ہوتا ہے۔

سرایت کرنیکے طریق۔ اس کی قدرتی چھوت یا تو اندام نہانی کے راستے
یا براہ دہن لگتی ہے مگر مریض گاء سے تندرست گاء کو بھی سانڈ کے ذریعہ بھی چھوت
لگجاتی ہے۔ زیادہ تر اس کی چھوت غذائیت کی نالی سے ہی لاحق ہوتی ہے جبکہ مرض
کا بیسی لس خوراک یا پانی کے اتصال سے جسم میں پہونچ کر دوران خون کے ذریعہ
رحم میں پہونچ جایا کرتا ہے۔

ہلاکت۔ اس مرض میں ہلاکت وقوع میں نہیں آتی مگر اسقاط کرنے کے
بعد کبھی سیپ ٹک میٹرائٹس وقوع میں آسکتا ہے۔

زمانہ انکیوبیشن۔ یہ مدت طویل ہوتی ہے جو ۳ سے ۲۳۰ یوم تک ہوسکتی
ہے مگر عموماً ۱۳۰ یوم کے قریب ہوتی ہے۔

علامات۔ ممکن ہے کہ باوجود اسکے مہینوں تک موجود رہنے کے بھی کوئی
علامات ظہور میں نہ آویں یا اسقاط کرنے کے ... علامات اسقاط ...

صرف چند گھنٹہ پیشتر یا ۲ دو تین ۳ روز پیشتر معلوم پڑیں جبکہ ایسا معلوم پڑیگا کہ گاء بیانیوالی
ہے۔ لیکن شروع حمل میں کوئی بھی علامت نہ دیکھی جائیگی کیونکہ ایک یا دو مہینہ کا حمل
تو چرتے وقت چراگاہ میں ہی گرادیتی ہے یا جہاں باندھی جاتی ہے اُس کے پیچھے
ایک لعاب دار ڈلی سی جس میں جنین ہوتا ہے نکل پڑتی ہے جو اکثر معلوم بھی نہیں
کی جاتی۔ بلکہ گاء کے پھر بیگ میں آنے کی علامت ظاہر کرنے سے معلوم ہوگا کہ اب وہ
گیابھن نہیں رہی۔ جب حمل بڑھجاتا ہے اور گاء زیادہ دنوں کی گابھن ہوتی ہے تو حیوانیئے
کم و بیش اڈریا ہوگا اور تھن پُر ہوتے ہوئے ہونگے اور اگر گاء دودھ دیتی ہے تو دفعتاً
اُس کی مقدار گھٹ جائیگی بلکہ دودھ میں کچھ چھٹکیاں یا بلکہ خون بھی دیکھا جاسکیگا۔ لیبھائے
فرج متورم اور میوکس جھلی میں اجتماع خون ہوگا۔ چپکدار میوکس کی مقدار زیادہ خارج
ہونے لگیگی جو کبھی خون سے دھبہ دار بھی ہوگی پیٹر و کے رباط کسی قدر ڈھیلے پڑجائنگے
اور بیچینی کی حرکات ظہور میں آئینگی یا تھوڑی دیر بعد گاء تھوڑا زور لگاکر کچھیلی اور اسقاط
سے فوراً پہلے یا عین بوقت اسقاط حمل بلکہ کچھ دیر بعد تک بھی ایک خاص قسم کا زردی
مائل اخراج ہُوا کرتا ہے جو رحم کا بہت ہی چھوت دار رساؤ ہوتا ہے جس سے گاء کی
دُم پچھلی ٹانگیں اور فرش و پچالی وغیرہ آلودہ ہوجاتی ہیں۔ اس کے بعد کچھ پتلا سا زردی
مائل یا زیادہ تر گاڑھا سبزے رنگ کا خون آمیز اخراج ہوتا ہے جس کی مقدار اور وقوع
جیر وغیرہ کے نکل جانے پر منحصر ہوگی۔

کم عرصے کے اسقاط حمل میں جھلیوں کے نکل جانے کا بھی زیادہ امکان ہوتا
ہے۔ حمل کے پانچویں یا چھٹے مہینے جو اسقاط ہوتا ہے اُس میں ولادت کے بعد جھلیوں
وغیرہ کی رکاوٹ کا زیادہ اندیشہ ہوتا ہے۔ نیز تھوڑے دنوں کے اسقاط حمل میں
منہ رحم بھی چند گھنٹوں ہی کے بعد بند ہوجاتا ہے جو دیر کے حمل اسقاط کرنے میں
بھی جلد ہی وقوع میں آتا ہے۔

محفوظیت اور علاج۔ مریض کو علیحدہ کرکے ڈس انفکٹ کرنا ضروری ہوگا
جملہ جیر و جھلیاں وغیرہ [illegible] کو بالکل جُھلس اور تازہ کلی میں ملاکر دفن کردینا یا

جلا دینا چاہئے اور فرش اصطبل و اُس کی اطراف کو معہ مریضہ کی دُم اور پچھلے اعضاء پُٹھے اور ٹانگوں کو معہ جملہ ظروف مُستعملہ کے اچھی طرح ڈس انفکٹ کر دینا چاہئے۔
اِس مُلک میں علیحدگی عموماً مُشکل ہوتی ہے جو صِرف اُس وقت مُمکن ہوگی جبکہ جانوروں پر پُورا قابو ہو جو عموماً ناممکن ہوتا ہے اور جب یہ سمجھا جائے کہ گوالو یا دیگر نگہبانوں کے پاپوش اُن کے ہاتھوں اور کپڑوں کے ذریعہ مرض کی چھوت پہونچ رہی ہے تو معمولی مریضوں میں کامیابی کی بہت کم اُمید ہوتی ہے۔
جب تک فم رحم کھُلا رہے مریض گائیوں کے رحم کو نطول کرتے رہیں اگر بعد ولادت جیر وغیرہ رحم میں رُک گئی ہو تو جہانتک جلد مُمکن ہو اُسے نکالنا ضروری ہوگا مگر اُس کا نکالنا ہمیشہ آسان نہیں ہوتا بلکہ عموماً چند روز انتظار کرنا پڑتا ہے۔ رحم کے نطول کرنے کو نصف یا ایک فیصدی کا لائزال سلوشن اچھی دوائی ہے۔
محفوظیت۔ ایک حملہ ہو چکنے کے بعد عموماً اچھی دیرپا محفوظیت ہو جاتی ہے مگر بعض حالات میں جانور کو بار دیگر چھوت لگنے سے بچانیکے لئے کافی محفوظیت نہیں بھی وقوع میں آتی۔
جو گائیں گابھن نہ ہوں اُن میں اس کی زہریلی کاشت کا ٹیکہ کر دینے سے عموماً اچھی محفوظیت ہو جاتی ہے۔

چھوت کے باعث گھوڑیوں کا اسقاط حمل کرنا

اِس میں شُبہ نہیں کہ ہندوستان میں گھوڑیاں کسی چھوت کے سرایت کر جانے سے اسقاط حمل کر دیتی ہیں۔
اِٹیالوجی یا علم اسباب۔ ایسے اسقاط کا باعث سٹرپٹوکوکس کرم خیال کیا گیا ہے۔
ایام حمل۔ حمل کے چوتھے اور آٹھویں مہینہ ہی میں اس کا وقوع بہت عام

طور پر دیکھنے میں آیا ہے مگر دیگر اوقات پر بھی یہ عارضہ لاحق ہو سکتا ہے اگر زیادہ عرصہ کا حمل اسقاط ہو گا تو بچہ بہت ہی کم زندہ رہتا ہے۔

زمانہ انکیوبیشن۔ یہ مدت دس۱۰ یوم سے ۳ ہفتہ تک ہوتی ہے۔ ایسی بہت سی تمثیلیں مندرج ہوئی ہیں کہ اسقاط کرنے کے بعد جب کوئی گھوڑی فوراً ہی دیگر حاملہ گھوڑیوں میں ملائی گئی تو ۲ یا ۳ ہفتہ میں اوروں نے بھی اسقاط حمل کیا۔ اگر کسی گھوڑی نے اسی مقام پر اسقاط کیا ہے جہاں کہ دیگر حاملہ جانور بھی موجود تھے تو اچھے حالات میں حاملہ جانوروں کو چھوت لگ کر اسقاط عارض کر دینے میں دس۱۰ یوم کا عرصہ کافی ہوتا ہے۔ کبھی قدرتی چھوت میں بیس۲۰ یوم بھی لگ جاتے ہیں اور اسکی خالص کاشت کے زیر جلد پچکاری کرنے سے بھی ایک حاملہ نے اتنے ہی عرصہ بعد اسقاط حمل کیا۔

چھوت کے سرایت کرنے کا طریق۔ یا تو غالباً غذائیت کے ذریعہ چھوت لگتی ہے یا مویشیوں کی طرح براہ اندام نہانی۔ جو بالواسطہ یا بلا واسطہ ہر دو طریق سے عارض ہو سکتی ہے۔ ان کرموں کے جسم سے نکل جانے کیلئے ۶ ہفتہ کی مدت کافی معلوم ہوتی ہے۔ ایسی گھوڑی بہت ہی مستثنیٰ حالات میں بار دیگر اسقاط کریگی عموماً نہیں کیا کرتی۔

علامات اور دوران مرض۔ پر یمانی ٹوری علامات عموماً نہیں دیکھی جاتی۔ خون سے دھبہ دار میوکس کے خارج ہونے سے عموماً جنین کی ہلاکت جانی جاتی ہے اور ممکن ہے کہ اس سے قبل درد قرار ہو کر جلد ہی اسقاط ہو جاوے جبکہ بآسانی اور جلد ہی بچہ باہر نکل آئیگا کہتے ہیں کہ مریض کا ٹمپریچر بڑھا ہوا۔ آلات تولید میں کٹار ہونے اور مزاجی ابتری وقوع میں آنے سے چھوت والے اسقاط اور حادثہ سے اسقاط کرنے میں تمیز کیجاتی ہے نیز گھوڑی سست اور غافل ہو جاتی ہے۔ بخار رہتا ہے اشتہا جاتی رہتی ہے اور بعد اسقاط ۲ یا ۳ روز تک ظاہری میوکس جھلیوں پر گہرے سرخی مائل زرد دھبے موجود رہتے ہیں۔ اندام نہانی سے سات یا دس۱۰ روز بلکہ زیادہ عرصہ تک اخراج جاری رہتا ہے مگر یہ علامات متواتر نہیں نظر آیا کرتی اور نا تندرستی

کی علامات بھی ظہور میں نہیں آتیں۔

بعض وباؤں کے موقعہ پر سخت علامات وقوع میں آئیں جو زیادہ تر بہت دیر کے حمل اسقاط کرنے میں جبکہ بعد ولادت جھلی وغیرہ اندر رُک جاتی ہیں وقوع میں آتی ہیں کیونکہ ایسے حالات میں زہریلی چھوت بہت جلد مؤثر ہو جاتی ہے۔ حمل کے شروع درجات میں یہ جھلیّیں عموماً جنین کے ساتھ ہی نکل جاتی ہیں اور کوئی تکلیف نہیں دیکھی جاتی مگر جتنا زیادہ دیر کا حمل اسقاط ہوتا ہے اُسی قدر بعد ولادت جھلیّوں کے رُک جانیکا بھی زیادہ امکان ہوتا ہے اور صرف ایسے ہی عوارض میں سخت نتائج وقوع میں آیا کرتے ہیں کیونکہ رحم کی کتار والی حالت میں غیر نقصان دہ بکٹیریا بھی غلبہ کر جاتے ہیں۔

کنٹرول یعنی تدابیر دافع چھوت۔ علیحدگی عمل میں لانے اور ڈس انفکشن کا

انتظام کرنیکے اصول وہی ہیں جو مویشیاں کے بارے میں اوپر مندرج ہوئے۔ اسقاط کرنے والے ہر مریض کا علاج احتیاط سے کرنا چاہیئے کیونکہ یہ تشخیص کرنا کہ آیا زہریلی چھوت سے اسقاط ہوا ہے یا نہیں آسان نہیں ہوتا۔

جو گھوڑیاں نئی خریدی گئی ہوں یا جو اسقاط حمل کریں اُنہیں علیحدہ کر کے الگ رکھنا بہتر ہوگا۔

اسقاط کرنے والی گھوڑی کو اُسی تھان میں رہنے دیں جس میں وہ اسقاط حمل کرے اور اُس پر علیحدہ ہی نگرانی کرنے والا مقرر کیا جاوے نیز ڈس انفکشن بھی احتیاط سے عمل میں لایا جاوے۔ تندرست گھوڑی چھوت کے مقام سے الگ کر دیجائیں اور جن گھوڑیوں نے اسقاط کیا ہو ہر ایک کے رحم کو فرداً فرداً کسی انٹی سیپ ٹک لوشن سے ایک مرتبہ روزانہ نطول کرنے کا دستور بنا دینا چاہیئے اگر چھوت کے باعث اسقاط ہوا ہو تو کئی روز تک متواتر روزانہ ۳/۴ فیصدی کے لائزال سلوشن سے یا کسی دیگر غیر خراش کرنے والی معتبر انٹی سیپ ٹک دوائی سے نطول کرنا جاری رکھیں۔ اگر اندام نہانی سے کچھ اخراج ہوتا ہو تو دس۱۰ یوم یا زیادہ عرصہ تک

برابر پچکاری کے ذریعہ صاف کرتے رہیں نیز بہتر ہو کہ نامبردہ گھوڑی کو بار دیگر سانڈ سے ملانے کے قبل ایک یا دو مہینے گذر جانے دیں ۔

گِڈ یعنی سینورس سے پیدا شدہ مرض

گِڈ کی بیماری جُگالی کرنے والے جانوروں خصوصاً بھیڑوں کی کہنہ مرض ہے جو سینورس سیری برلیس نامی کرم سے عارض ہوتی ہے جو کُتّے کے ٹینیا سینورس کا سسٹِک ورجہ ہے جو دماغ پر ہو جاتی ہے۔

اِنتشار مرض۔ اس بیماری کو جملہ ممالک میں جانتے ہیں اِس میں بہت کر کے بھیڑیں ہی مبتلا ہوتی ہیں مویشی شاذ و نادر ہی لاحق ہوا کرتے ہیں اور بکریاں تو بہت ہی شاذ و نادر اِس کی زد میں آتی ہیں۔

صرف کبھی کبھی اور بہت ہی کم یہ عارضہ گھوڑے اور اونٹوں میں بھی دیکھا گیا ہے مگر ہندوستان میں اس مرض کا عام وقوعہ نہیں دیکھا جاتا۔ کُتّے میں ٹینیا سنورس بھی جہانتک کہ اب تک معلوم ہوا ہے بہت عام وقوعہ نہیں ہے۔

اِٹیالوجی یعنی علم اسباب۔ سینورس سیری برلیس ایک مفرد سِسٹ یعنی تھیلی ہوتی ہے جو مرغی کے انڈے کے برابر بھی ہو سکتی ہے اور بے رنگ یا ہلکے زردی مائل رنگ کی رطوبت سے پُر ہوتی ہے۔ اُس کے شفاف اور باریک غلافوں میں سے چھوٹے چھوٹے سفید رنگ کے وانے دیکھے جا سکینگے جو قد میں خشخاش کے وانوں سے بھی چھوٹے ہونگے اور ہر ایک سفید وانہ ٹیپ ورم کا سر ہوتا ہے یہ عموماً جماعتوں میں ترتیب یافتہ دیکھے جاتے ہیں۔

معدہ میں ایسے جنین کے آزاد ہو جانے سے یہ تھیلیاں (سِسٹ) پیدا ہو جاتی ہیں جبکہ یہ کرم اپنے کانٹوں سے معدے اور آنتوں کے غلافوں میں چھید کر بظاہر دَوران خون کے ہمراہ اپنے میزبان کے دماغی جوف میں جا پہونچتے ہیں

اور وہاں پہونچ کر ان کے کانٹے ضائع ہوجاتے ہیں جبکہ یہ چھوٹی تھیلیوں میں بدلجاتے
ہیں جن میں ٹیپ ورم کے سر بنجاتے ہیں۔ پھر اس سسٹ یا تھیلی کے نشو نما پانے میں ۳
مہینہ لگ جاتے ہیں۔

قدرتی چھوت۔ جبکہ کوئی جانور ایسا گھاس یا پانی نگل جاتا ہے جس میں یا
تو انڈوں والے کینچووں کے ٹکڑے شامل ہوں جو کسی کتے کے پاخانہ میں نکل گئے
ہونگے یا انڈے ملے ہوں تو نامبردہ جانور کو اس کی قدرتی چھوت لگ جائیگی اور
انڈے کا چھلکا گیسٹرک جوس سے تحلیل ہوجائیگا۔ یہ ٹیپ ورم زیادہ تر گڈریوں کے
کتوں کی آنتوں میں پیدا ہوجاتے ہیں جو انہیں بھیڑوں کے مریض دماغوں سے
کھاجاتے ہیں۔ عموماً جوان بھیڑیں مریض ہوجاتی ہیں کیونکہ یکسالہ بھیڑ اور بچھڑوں میں
یہ عارضہ بہت ہی کم دیکھا گیا ہے۔

پیتھاجینی یعنی ماہیت۔ یہ جنین یا پایا میٹر کی خونی نالیوں کے راستے
دماغ کے بیرونی حصہ تک پہونچ جاتے ہیں پھر وہاں سے میڈیولیری اجزاء میں
گھس جاتے ہیں۔ جب پیرے سائٹس مذکور کی قلیل تعداد ہوتی ہے تو ان کے گذرنے
سے جو قدرے سوزش ہوجایا کرتی ہے اس سے بظاہر کوئی بے ترتیبی نہیں عارض
ہوجاتی مگر جب یہ نشو نما پاکر تھیلیاں بنالیتے ہیں تو بموجب ان کے قد کے دماغ پر دباؤ
بڑھتا چلاجاتا ہے پھر اس دباؤ سے آس پاس کے اعصابی ٹشو جذب ہوجاتے ہیں
اور تب ہی مقامی و تمام جسم کی علامات ظہور میں آیا کرتی ہیں۔ بڑی تھیلیاں یا سسٹس
عموماً دماغ کی ابھروان سطح پر یا نصف کرۂ پر واقع ہوتی ہیں مگر کبھی کبھی سیری بلم پر
بھی پائی جاسکتی ہیں۔ بہت سے بیماروں میں ایک سمت کا دماغ ضائع ہوجاتا ہے جبکہ
اس کی جگہ تھیلی واقع ہوجائیگی۔

کسی نصف کرۂ دماغ میں تھیلیاں بنجانے سے کھوپری کی استخواں بھی جو کرۂ
دماغی کے ٹھیک اوپر رہتی ہے ضائع ہوجایا کرتی ہے اور ایسے مریضوں میں کھوپری
کی ہڈی کاغذ کی طرح پتلی پڑجاتی ہے یا استخوانی ٹشو جاتا رہیگا اور تھیلی مذکور صرف

دماغی جھلیوں یعنی پریاسٹیم اور جلد سے ڈھکی ہوئی رہجائیگی۔

علامات۔ بہت کرکے تو اجزاء دماغ پر تھیلیوں کا دباؤ پڑنے سے پیدا شدہ علامات ہی دیکھنے ہیں آتی ہیں جو چھوت لگنے کے تین ۳ سے چھے ماہ بعد عموماً نمودار ہوا کرتی ہیں۔

مریض بھیڑ ریوڑ سے علیحدہ ہوکر ڈگمگاتی ہوئی رفتار سے چلنے لگتی ہے جبکہ پیروں کو بہت اونچے اُٹھائیگی اور سر کے اوپر یا نیچے ہونے کے ساتھ پیر بھی زمین سے ٹھکرائینگے بھیڑ کا سر عموماً ایک جانب کو لوٹ جاتا ہے اور چپ چاپ کھڑی رہنے کے وقت بھی مریض بھیڑ اپنے سر کو لٹکاتی یا کھڑا کرتی رہتی ہے اور پیشانی کو کسی دیوار سے دبائیگی۔ بہت سے مریضوں میں تشنج بھی ہوتا ہے۔ کبھی خاص عضلات ماؤف ہوجاتے ہیں مثلاً اگر چلنے والے عضلات ماؤف ہوجائینگے تو جانور اپنے دانت پیسے گا اور منہ سے لعاب دہن ٹپکتا رہیگا۔ کبھی مریض دائرہ میں گھوما کرتا ہے اور ٹھوکر کھاتا ہوا کسی جانب آگے یا پیچھے کو گر جاتا ہے کبھی مریض بھینگا دیکھا کرتا ہے اور مجبوری سے چلا کرتا ہے۔ کسی قدر بڑھے ہوئے مریضوں میں کھوپری کی ہڈی بہت ملائم پڑجاتی ہے جو اُس پر دبانے سے فوراً معلوم کیجاسکیگی۔ کبھی ہڈی پر دبانے سے جانور نقاحت سے گر جاتا ہے۔ اخیر کے درجہ میں بھیڑ بہت گھلی ہوئی بے حس و حرکت زمین پر پڑی رہتی ہے۔

دوران۔ اُن امراض کے علاوہ جن میں چھوت لگجانے کے وقت بھیڑیں شدید این سفلائیٹس سے فوت ہوجاتی ہیں عارضہ لاحقہ مُزمن شکل اختیار کرلیتا ہے اور مہینوں تک لاحق رہتا ہے۔ کچھ بیماروں میں چھوت لگنے کے دس ۱۰ سے ۱۴ یوم بعد تک علامات نمودار ہوجاتی ہیں اور بعض وقت ایک ہفتہ تک ایسی حالت رہتی ہے جس کے بعد ایسی علامات تو رفع ہوجاتی ہیں اور ۳ سے ۶ ماہ بعد تشخیصی علامات نمودار ہوجاتی ہیں۔ بہت سے بیماروں کو یہ مرض دماغ پر دباؤ پڑنے کی علامات سے شروع کرتا ہے اور بعض جانوروں میں یہ بہت ہی جلد بڑھجاتا ہے اور تب

علامات بھی اتنی جلدی سخت ہو جاتی ہیں کہ چند ہی روز میں جانور فوت ہو جائیگا مرض عموماً ڈیڑھ سے ۳ ماہ بلکہ کبھی اس سے بھی زیادہ عرصہ تک رہتا ہے۔

موت عموماً کمزوری اور کمی خون سے عارض ہو جاتی ہے مگر بعض وقت دفعتاً وقوع میں آتی ہے جو سکتہ کی موت کے مشابہ ہوا کرتی ہے۔ اس مرض کا فال امید دلانیوالا نہیں ہوتا۔

علاج۔ اگر تھلی واقع ہوں اور تشخیص کرکے مقام معلوم کیا جاسکے نیز اگر مالک خواہشمند ہو تو تھیلیاں (سسٹس) نکال ڈالیں مگر صرف تب ہی ایسا کیا جاوے جبکہ بھیڑ ابھی کھاتی ہو اور اچھی حالت میں بھی ہو ایسا کرنے سے بھی صرف چند ہی بھیڑیں شفایاب ہونگی۔

تدابیر حفظ ما تقدم۔ چھوت سے بچائے رکھنا چاہئے اور ہر دوسرے یا تیسرے مہینہ کتوں کے جسم سے ٹیپ ورم نکالدیا کریں مگر احتیاط رہے کہ کتوں کو کہیں ذبح کئے ہوئے جانوران سے ہائڈ ٹیڈ نہ لگجا دیں۔

لورفلیوک یا ڈائی سٹومے ٹوسس یعنی ایک قسم کے کیڑے سے پیدا شدہ مرض

یہ ایک مرض ہے جو جگر میں فلیوک نامی کیڑے سے عارض ہو جاتی ہے اور بھیڑ وبھینسوں میں مویشیوں کی نسبت زیادہ لاحق ہوا کرتی ہے۔ یہ فلیوک کرم مزمن ہیپے ٹائیٹس یعنی جگری عارضہ اور صفرا کی نالیوں میں سوزش عارض کردیتا ہے اور جب کہنہ عارضہ ہو جاتا ہے تو مریض بہت لاغر ونحیف ہو جاتا ہے۔

انتشار مرض۔ یہ فلیوک جو بھیڑوں میں تو ڈائی سٹوما ہیپاٹکم یا لینسیولیٹم اور بھینسوں میں ڈائی سٹوما اینگسٹم کہلاتا ہے ہر جگہ دَل دَل کے مقامات میں پایا جاتا ہے چنانچہ برسات کے بعد یہ بیماری اکثر بہت پھیلی ہوئی اور مہلک دیکھنے میں آئی

آئی ہے جس سے بہت سخت نقصان وقوع میں آیا! دربچھڑوں و بھیڑوں میں تو یہ بہت ہی سخت مرض ہوتی ہے۔

سبب۔ یہ عارضہ فلیوک نامی کیڑوں سے پیدا ہوتا ہے۔ اِس کے انڈے گوبر کی ساتھ جسم سے اخراج پاتے ہیں اور قریباً ایک مہینہ میں سیئے جاکر ان کے جنین پانی پر تیرنے لگتے ہیں پھر یہ گھونگوں میں سوراخ کر کے گھس جاتے ہیں اور نشوونما پاکر اسی طرح نکل جاتے اور پانی پر تیرنے لگتے ہیں اور پھر گھاس کی ڈنڈیوں پر چمٹ جاتے ہیں جس کے ساتھ جانوروں کے جسم میں چلے جایا کرتے ہیں جہاں سے صفرا کی نالیوں میں پہونچکر نشوونما پاتے ہوئے پھر انڈے دیدیتے ہیں اور صفرادان رگال بلیڈر) اور آنتوں میں چلے جاتے ہیں جہاں یہ فوت ہوکر ہضم ہوجاتے ہیں۔

قدرتی چھوت۔ چھوت عموماً نابالغ پیریسائٹ کے کھاجانے سے لگجاتی ہے جنہیں طغیانی کی زمینوں سے گھاس کے ساتھ جانور کھاجاتے ہیں چھوت کی تیزی کا انحصار زیادہ تر چراگاہ کے کم یا زیادہ چھوت دار ہونے پر ہی ہوتا ہے۔

پیتھا جینی یا ماہیت۔ یہ فلیوکس ڈواوڈینم سے نقل مکانی کرتے ہوئے صفرادان میں پہونچ جاتے ہیں پھر صفرا کی نالیوں کے راستے سے رفتہ رفتہ پھیلتے ہوئے چھوٹی نالیوں میں چلے جاتے ہیں جن میں سے پھوٹ کر یہ جگر کے ٹشو میں پہونچ کر اُس کے بہت سے حصہ کو غارت کر دیتے ہیں اور اسی وجہ سے آبی جھلی کے نیچے بھی پائے جاسکینگے۔ اِن سے پیدا شدہ خراش کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ صفرا کی نالیوں اور جگر کے ٹشو میں ہر دو جگہ سوزش ہوجاتی ہے بلکہ ممکن ہے کہ جریان خون بھی پایا جاوے اسکے بعد سٹریپٹوکوکائی اور سٹیفی لوکائی سے بھی چھوت عارض ہوسکتی ہے جبکہ ڈبل بنجائینگے اور کہنہ سوزش کے ساتھ ریشہ دار ٹشو بھی وقوع میں آتے ہیں۔ اِن پیریسائیٹس کی زہریلی پیداوار سے نہ صرف صفرا کی نالیوں کے غلافوں میں خراش ہوجائیگی بلکہ تمام جسم میں زہر مؤثر ہوجاتا ہے۔

اینا ٹومیکل یعنی افعال الاعضا کے تغیرات۔ اگر حملہ وسیع ہے تو جگر سوزشدار بڑھا ہوا

اور رہائی پر پیک ہوگا اُس کی آبی جھلّی پر چھوٹے چھوٹے جریان خون کے دھبّے ہونگے جو مُمکن ہے کہ ریشہ دار اجتماع سے ڈھکے ہوئے ہوں۔ جگر کے کیپ سیول میں ایدھر ویدھر چھوٹے چھوٹے گول اچھے مُشرّح سوراخ نظر آئینگے جنہیں اگر دبا وینگے تو اُن میں سے میلی سُرخ رطوبت رسیگی یا بلکہ کبھی فلیوک کا سَر دکھلائی دیسکتا ہے۔ یہ سوراخ جگر کے ٹشو میں بیقاعدہ جوف بناتے ہیں جن میں خون اور بہُت سے چھوٹے فلیوکس ہُوا کرتے ہیں۔ اگر جگر کو کاٹیں تو دیگر حصّوں میں بھی ایسے ہی جوف ملینگے۔ بڑی صَفرا کی نالی پھول جاتی ہیں جن میں بہُت سا میوکو سنگیونس یعنی میوکس اور خون آمیز صَفرا اور بیشمار فلیوکس بھرے رہتے ہیں۔

فلیوک سے پیدا شُدہ کہنہ عوارض میں جو بہُت سخت قسم کے نہیں ہوتے مُمکن ہے کہ جگر باہر سے تندرُست نظر آوے مگر اُس میں سخت مُحیط سے معلوم کئے جاسکینگے جنہیں کاٹنے پر وہ پھولی ہوئی صَفرا کی نالی پائی جائینگی جن کے غلاف موٹے اور سخت ہونگے ان کو دبانے سے بھی میلا زردی مائل بھورا صفرا رسیگا جس میں بیشمار فلیوکس شامل ہونگے۔

عَلامات۔ تا وقتیکہ پیرے سائیٹس کی تعداد بہُت کثیر نہ ہو کوئی افعالی بے ترتیبی عارِض نہ ہوگی اور ان کی مُناسب تعداد کے جسم میں ہونے سے جانور لاغر بھی نہیں ہوگا۔

بھیڑوں میں تو شدید مریضوں میں چھوت لگنے سے قریباً ایک یا دو ماہ بعد بخار۔ کاہلی۔ کمزوری اور کمی اشتہا دیکھی جائینگی اور دبانے سے جگر پر درد ہوگا۔ کمی خون کے باعث انیمیا ہوجاتا ہے جو ظاہری میوکس جھلیوں۔ کانوں کی سطح اندرونی اور جلد پر بھی عموماً دیکھنے میں آئیگا۔ پیاس بڑھ جاتی ہے اور خفیف سا اڈیما نمودار ہوتا ہے سپوٹے انفلٹریٹڈ اور پھولے ہوئے ہونے کے باعث ایک گلابی نُما نرم سا سفیدی مائل زرد رنگ کا چھلا سا معلوم ہونگے۔ بھیڑ کی اون خُشک اور خستہ ہوگی جو آسانی سے کھینچ کر اُتاری جاسکیگی بلکہ بہُت سے مقامات سے خود بخود گرجاتی ہے۔

کمزوری بڑھتی جاتی ہے اور مریض بہت کمزور ہو جاتا ہے۔ کچھ دیر کے بعد تمام علامات بڑھ جائینگی تنفس محنت سے انجام پائیگا اور تیز ہوگا اور جسم کے زیریں حصص پر ایڈیما دیکھا جائیگا جو ہمیشہ بعد ورزش دفع اور بعد آرام نمودار ہو جایا کرتا ہے۔ سب میگزیلری مقامات کا ایڈیما منتشر ہو کر رفتہ رفتہ لیرنگس کے نیچے اور رخساروں و پیراٹڈ کے اوپر پھیل جاتا ہے جو چرنے کے بعد خصوصیت سے دیکھا جائیگا۔

جب جگر فلیوکس سے صاف ہو جاتا ہے تو خود بخود شفا ہو جانے کا وقت آجاتا ہے جبکہ جملہ علامات گھٹنے لگتی ہیں مگر جگر کے مریض رہنے کے باعث کامل شفا کبھی بھی نہیں ہو جایا کرتی۔

مرض کے قیام کا زمانہ تکلیف و ایذا رسانی کے درجہ کے مطابق بہت مختلف ہوتا ہے لیکن زیادہ تر چھ ماہ سے متجاوز نہیں ہوا کرتا بلکہ بسا اوقات تو وہ بہت سرعت سے مؤثر ہوتا ہے۔

علاج۔ کسی دوائی کا کوئی اثر نہیں دیکھا جاتا۔ لوہے کے مرکبات اور عمدہ خوراک سے طاقت قائم رہتی ہے۔ جانوروں کو دلدل اور ترائی کی نیچی زمینوں سے علیحدہ رکھنا حفظ ما تقدم کی تدبیر ہے۔ چراگاہوں میں چونہ پھیلانے سے یہ پیراسائٹ ہلاک ہو جاتے ہیں مگر اس ملک میں ایسا عمل میں نہیں لایا جا سکتا۔

ہائی ڈیٹڈ زیز یعنی کرموں سے لاحق ہو جانیوالی مرض

یہ جگالی کرنے والے جانوروں اور انسانوں میں ایک خاص قسم کے پیراسائٹ سے لاحقہ بیماری ہے جو کتے کے ٹینیا ایکینوکوکس کرم کی تھیلیوں کے ذریعہ جسم کے ٹشوز میں غلبہ ہو جانے سے عارض ہو جاتی ہے۔ یہ کرم بہت ہی چھوٹا کینچوا ہوتا ہے

جو ایک سر اور ۳ شاخیں رکھتا ہے اور کتّے کی آنتوں میں ایسے بیشمار کرم ہوتے ہیں جو بہت ہی ملے ہوئے ہونے کے باعث مخمل کے رُواں سے مشابہت رکھتے ہیں۔

کتّے کے پاخانہ کے ہمراہ یہ شاخدار کرم جو انڈوں سے پُر اور بالغ ہوتے ہیں نکلتے رہتے ہیں اور انڈے جو اپنے بالائی چھلکے کی برداشت سے محفوظ رہتے ہیں پینے کے پانی کے ذریعہ انسانوں یا حیوانوں کی غذائیت کی نالی میں پہونچ جاتے ہیں پھر ان انڈوں میں سے جنین علیحدہ ہوجاتا ہے اور پورٹل وین کو چھیدنے کے ذریعہ دَوران خون کے ہمراہ آنتوں میں سے جگر میں چلا جاتا ہے اور نشو نُما پاکر ہائڈ ٹیڈ یا سسٹس یعنی تھیلیاں بنالیتا ہے جن میں کینچوؤں کے سر ہوتے ہیں۔ یہ دیگر جانوروں میں بھی ملتے ہیں مگر اتنی افراط سے نہیں جسقدر کہ بیلوں۔ اونٹوں اور بھیڑوں میں ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں مندرجہ بالا جانوران میں یہ بہت ہی عام طور پر پائے جاتے ہیں جو ان کے بہت سے اعضاء میں ملینگے مگر جگر میں رہنا بہت پسند کرتے ہیں۔ اُس کے بعد پھیپھڑوں میں۔ گُردوں میں۔ تلّی میں۔ دلمیں اور عضلات میں بلکہ ہڈیوں میں بھی ہوتے ہیں۔

کبھی ایک ہی جانور کے بہت سے اعضاء میں غلبہ کر جاتے ہیں بلکہ ایسے مریض بھی دیکھے گئے ہیں جن میں ان کی کثیر تعداد ہونے سے موت نتیجہ ہوا یہ ایکینو کوکس سسٹس مختلف قدر رکھتی ہیں جن میں ہلکی زرد رنگ کی صاف رطوبت ہوتی ہے۔ ایسی سسٹ کی دیوار کے ۲ پرت ہوتے ہیں جن میں بیرونی غلاف تو موٹا اور سفید اور اندرونی زردی مائل ہوتا ہے۔ نشو پانے کے ایک خاص درجہ میں سسٹ مذکور کی اندرونی سطح پر چھوٹے چھوٹے اُبھار نمودار ہوجاتے ہیں۔ جنہیں بروڈ کیپ سیول کہتے ہیں اور جن میں نئے کینچوؤں کے سر ہوتے ہیں۔ پھر یہ بھی رفتہ رفتہ بڑے ہوکر نئی تھیلیاں (سسٹس) بنالیتے ہیں جن کی پتلی دیوار ہونگی۔ بعض مریضوں میں اِس دیوار کی تہوں کے درمیان بھی بہت چھوٹی سسٹس

بَنجاتی ہیں جن میں کچھ جو اندر کی طرف پھر جاتی ہیں رطوبت میں آزاد رہتی ہیں جنکے کچھ عرصہ کے بعد بڑے بڑے پھکنے بنجاتے ہیں اور اس طرح پر ایک اصلی اور کلاں سسٹ کے اندر بہت سی چھوٹی چھوٹی نئی سسٹ پائی جا سکتی ہیں۔ یہہ ہائڈیٹڈ آہستگی سے نشو نما پاتے ہیں یعنی ایک انچہ قطر کے ہونے میں قریباً پانچ ماہ لگتے ہیں۔

اناٹومیکل یعنی عضوی تغیرات۔ جگر کا حجم بڑھجاتا ہے جس کا بڑھاؤ موجودہ سسٹس کی تعداد اور قد کے لحاظ سے ہوتا ہے جو اس وقت جگر میں موجود ہونگی۔ ایسی حالت میں جگر کا وزن بھی ۱۶۰ پونڈ تک ہو سکتا ہے اور اس کی سطح پر مختلف قد کے گول ابھار ہو جاتے ہیں۔ اگر کسی سسٹ کو کاٹیں تو اس میں سے فوراً ہی صاف زردی مائل آبی مواد نکلے گا اور ایک گول جوف رہجائیگا۔ جو سسٹس مردہ ہو جاتی ہیں اُن میں یا تو کرم اور گودہ دار یا پنیر کی مانند ڈلی سی ملیگی جس میں دیوار سسٹ کی دھجیاں بھی پائی جائینگی۔ پھیپھڑے اور دیگر اعضاء میں بھی ایسی ہی سسٹس پائی جاتی ہیں۔

پتھالوجی یعنی ماہیت یا حقیقت۔ الینو کوکائی کی افراط کی مطابق ان سے صحت کی زیادہ ابتری وقوع میں نہیں آتی لیکن جب ان کی تعداد بہت زیادہ ہو اور صرف تھوڑا سا جگر کا ٹشو باقی رہجاتا ہے تب صفرا کی کمی سے پیدا شدہ علامات ضرور نمودار ہو جاتی ہیں۔

علامات۔ ہضمیت بگڑ جاتی ہے۔ اشتہا و کمی ہو جاتی ہے۔ قبض ہوتا ہے اور مریض جگالی کم کیا کرتا ہے۔ جب پھیپھڑے سخت ہو جاتے ہیں تو تنفس میں بھی ابتری ہو جاتی ہے۔

علاج۔ کوئی علاج مفید نہیں ہوتا۔ جملہ اعضاء جن میں الینو کوکائی ہو گئے ہوں ضائع کر دینے چاہئیں۔

ریڈ ڈیسنٹری آف کیٹل یعنی خونی پیچش

موشیان میں یا کاکسی ڈیوسس

خونی پیچش یا مروڑ موشیان ایک بیماری ہے جو عموماً نوعمر جانوران کو بطور وبائی عارضہ کے لاحق ہو جاتی ہے اور ایک باریک بیضوی پیرسائٹ کے جسے کاکیڈیا کہتے ہیں بڑی آنتوں میں یا اکثر مقعد میں پیدا ہو جانے سے عارض ہوا کرتی ہے یہ بیماری جریان خون یا خونی اسہال سے ظاہر ہوا کرتی ہے۔

اِنتشار مرض۔ یہ مرض قریباً ہمیشہ ہی موسم برسات میں یعنی جون سے ستمبر تک وقوع میں آیا کرتا ہے مگر کبھی اس کے بعد بھی نمودار ہو سکتی ہے۔

علم اسباب۔ یہ کاکسیڈیم زورنی کے باعث پیدا ہو جاتی ہے جو مریض جانوروں کے گوبر میں چھوٹے چھوٹے بیضوی پیرے سائٹ ہوتے ہیں اور صرف زیر خوردبین ہی نظر آیا کرتے ہیں اس کی چھوت تالاب اور دلدلوں کے پانی سے بلکہ زیادہ تر ایسے پانی سے آلودہ خوراک کے ذریعہ پھیل جاتی ہے۔

دو سال کی عمر تک کے بچھڑوں میں تو اس کی بہت ہی زیادہ استعداد ہوتی ہے اور اس سے زیادہ عمر والوں کو بھی عارضہ لاحق ہو جاتا ہے مگر بہت شاذو نادر۔

پیتھا جنی یا ماہیت۔ اس پیرے سائٹ کے چھوٹے چھوٹے لاروے خوراک کے ساتھ بڑی آنتوں میں اور مقعد میں پہونچ جاتے ہیں جہاں سے یہ چھوٹا لائبرکونی پس یعنی آنتوں کے غدود میں چھید کر کے گھس جاتے ہیں اور اس مقام پر یہ جلد نشو نما پاتے ہوئے آس پاس کے غدود پر بھی حملہ کرتے ہوئے سارے جسم کی میوکوسا کے اپی تھیلیل سیلو پر بھی غلبہ کر جاتے ہیں۔ بچھڑوں اور دیگر اقسام جانوران میں چھوٹی آنتیں بھی ان سے ماؤف

ہوجاتی ہیں مغلوب ہو جانے کے بعد اپی تھیلیل سیلز ڈھیلے پڑ کر خود گر جاتے ہیں جبکہ غدود برہنہ رہجائینگے اور عروق شعریہ میں اجتماع خون ہونے کے باعث وہ پھوٹ نکلینگی اور اسی سبب سے جریان خون ہوا کرتا ہے۔ آنتوں کی بیسی لائی سے سیکنڈری یا دوسری چھوت بھی وقوع میں آسکتی ہے جس سے انٹرائی ٹس اور تمام بدن میں چھوت پھیلجائیگی

اینا ٹومیکل یا عضوی تغیرات۔ آنتیں عموماً سکڑ جاتی ہیں۔ بڑی آنتوں میں خصوصاً مقعد میں پتلی سی سبزی مائل یا سرخی مائل بھوری رطوبت پائی جائیگی جس میں بعضوقت خون کے کلاٹ پائے جاتے ہیں اور مقعد کی میوکس جھلی خاص طور پر سرخ اور متورم ہوتی ہے جس میں میوکو فائبرینس یعنی ریشہ دار زردی مائل یا سبزے رنگ کی گادھ ہوتی ہے جو بعض وقت خون آمیز ہوگی۔ میوکس جھلی بعض مقام پر کھردری معلوم پڑیگی اور اس پر جریان خون کے دھبہ یا لکیریں ہونگی اور آنتوں کی مشمولات کا خوردبینی امتحان کرنے پر بیشمار کاکسیڈ یا دیکھے جائینگے۔ اس میں کمی خون اور لاغری یقینی امور ہوتے ہیں۔

علامات۔ زمانہ انکیوبیشن عموماً ۳ ہفتہ ہوتا ہے۔ یہ مرض عموماً اسہال سے شروع ہوتا ہے جبکہ ایک یا دو روز بعد اس میں خون اور میوکس بھی نظر آویگی نیز بڑے بڑے خون کے کلاٹس بھی دیکھے جائینگے اور گوبر میں سے سڑاند آویگی جب مریض کا گوبر خون آمیز ہوجاتا ہے تو شروع شروع میں تو خفیف مروڑ سے اور بعد میں زور کے ساتھ کنچھا کرتا ہے اور پیچش کے مروڑ اسقدر سخت ہوسکتے ہیں کہ مقعد لوٹ جاسکتی ہے۔ بعض بیمار اوّل اوّل ایسا گوبر کرتے ہیں جو بحالت اصلی ہوا کرتا ہے مگر بعد میں تھوڑا جما ہوا خون بھی نکلتا ہے اور اس کے بعد خون آمیز گوبر اور اسہال واقع ہوجاتا ہے۔ اس درجہ میں نرم حملۂ مرض تو جلد ہی رفع ہوجایا کرتا ہے خصوصاً بالغ مویشیان میں بہت جلد صحت ہوجاتی ہے اور ۲ یا ۳ روز بعد خون بھی بند ہوجاتا ہے اور اسہال بھی رفع ہوجائیگا مگر چند روز تک اشتہا خراب ہی رہتی ہے۔

بہت سخت مرض میں خصوصاً جبکہ چھوٹی عمر کے مویشی بیمار ہوں مریض بہت جلد

لاغر ہو جاتے ہیں اور کنچھنا بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔ بہت پتلا گوبر ہو جاتا ہے جو خراب بُودار بھی ہوتا ہے اور اُس میں بڑے بڑے خون کے کلاٹس اور میوکس کے ریزے ہُوا کرتے ہیں۔ اشتہا ضائع ہو کر جُگالی کرنا بند ہو جاتا ہے۔ جلد جلد لاغری اور کمزوری بڑھتی جاتی ہے اور جانور ڈگمگانے لگتا ہے۔ تنفس رفتہ رفتہ ۷۰ یا ۸۰ تک بڑھ جائیگا اور ٹمپریچر بھی ۱۰۴ درجہ فہرن ہائٹ تک پہونچ جاتا ہے۔ اخیر میں گوبر خون آمیز تو نہیں رہتا مگر اُس میں میوکس کی ڈلیاں کروپس جھلّی کی موافق اکثر ملینگی۔ سب سے اخیر درجہ میں مریض بُہت ہی گھُل جاتا ہے اور آنکھیں گڑ جاتی ہیں جبکہ وہ کھڑا بھی نہ رہ سکیگا اور تکان و نقاحت سے فوت ہو جائیگا۔

دَوران و فال مرض۔ اِس مرض کا دوران ۵ سے ۱۰ یوم تک شدید ہوتا ہے۔ اشتہا بعض وقت سخت علامات رفع ہو جانے کے بعد کچھ عرصہ تک بُہت کم اور خراب ہوتی ہے جس سے مریض بُہت زیادہ گھُل جاتے ہیں۔ مگر ہلکے اَمراض میں جنکا انجام بخیر ہُوا کرتا ہے مرض بار بار عود کر آتا ہے۔

عِلاج۔ خشک خوراک اور اچھّا پانی دینا چاہیئے۔ مریض کے گوبر کو یا تو ضائع کر دیں یا دفن کر دیا جائے۔ مقعد کو ایک فیصدی کے ایلم سلوشن سے پچکاری لگا کر دھوئیں اور اچھی زود ہضم خوراک دیتے رہیں۔
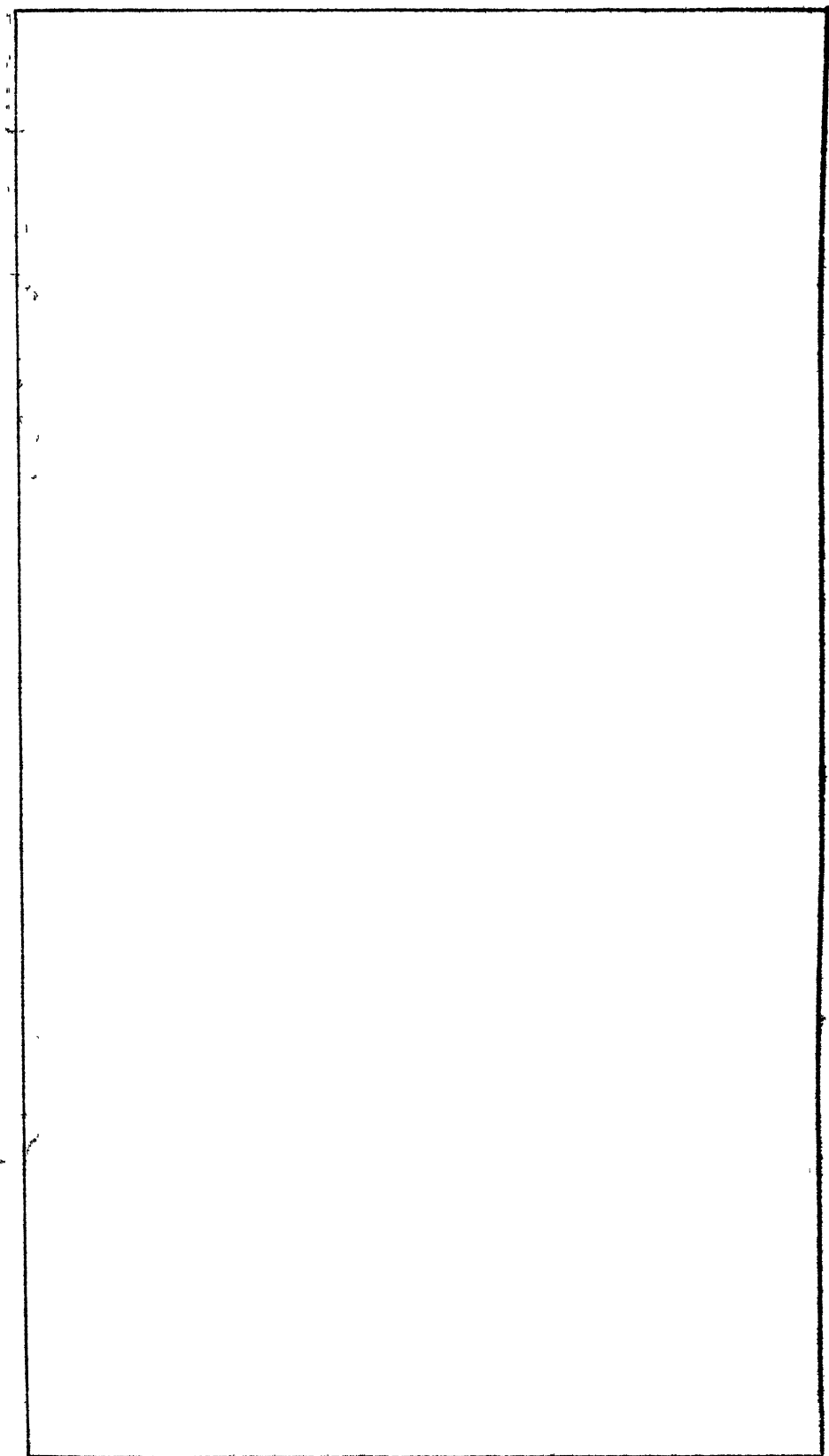
بھیڑوں کی خارش یا منج

بھیڑوں کی کھجلی کی ۳ اقسام دیکھی جاتی ہیں (۱) سرکاپٹک قسم کی خارش (۲) سوروپٹک قسم کی اور (۳) کوریاپٹک قسم کی۔

سرکاپٹک قسم کی کھجلی - اس قسم کی کھجلی جو بہت عام نہیں ہوتی بھیڑوں کے سر۔ تھوتھنی اور ایسے حصوں پر حملہ آور ہوتی ہے جن پر پشم یا رُواں نہیں ہوتا۔

علامات - اوّل اوّل کھجلی پیدا کرنے والا پیرے سائٹ بالائی لب اور تھوتھنی کے متصل ٹشوپر حملہ کرتا ہے گو بعض وقت لیکن بہت ہی شاذونادر آنکھوں اور کانوں پر بھی غلبہ کر جاتا ہے۔ اس سے چھوٹی چھوٹی پھنسیاں پیدا ہو جاتی ہیں جنہیں بہت سخت خارش اُٹھا کرتی ہے، جس کے باعث جانور اپنے کو رگڑا کرتا ہے جس سے یہ پھنسیاں ٹوٹ جاتی اور اُن میں سے کچھ رقیق اخراج نکل کر خشک ہو جاتا اور زردی مائل پپڑیاں سی جم جاتی ہیں۔ کچھ عرصہ بعد یہ مرض چہرے۔ پیشانی جبڑوں اور کُل سر پر پھیل جاتی ہے جبکہ جلد موٹی پڑ کر اُس میں حلقہ پڑ جاتے ہیں اور بھوسی سی پپڑیاں زیادہ موٹی اور کثیر التعداد ہو جاتی ہیں پھر ان میں شق پڑ جانے سے یہ خون چکاں ہو جاتی ہیں جس سے مریض کا چہرہ ایک بڑے گھاؤ کی طرح دکھلائی دیا کرتا ہے۔ یہ پیرے سائٹ، شاذونادر ہی کھنی۔ شکم یا رانوں کے اندر حملہ آور ہوتا ہے اور جو حصص جسم اون سے ڈھکے رہتے ہیں ان پر تو کبھی بھی حملہ نہیں کرتا۔ مرض کے سارے ہی دوران میں مریض کھجلاتے اور رگڑتے رہنے سے پپڑیاں اُتار اُتار کر خون آلودہ ہوتے رہتے ہیں جہاں پھر نئی پپڑیاں سیاہی مائل رنگ کی بندھجاتی ہیں۔ اس قسم کی کھجلی متصل ہو کر منجنکٹائیوائیٹس سے بھی پیچیدہ ہو جا سکتی ہے جبکہ سوزش پلکوں سے باہر بھی پھیل جاتی ہے اور اس کے بعد پیپ دار افتھلمیا وقوع میں آکر بینائی جاتی رہتی ہے۔

تشخیص۔ بھیڑوں کی سرکاپٹک قسم کی خارش کے مخصوص مقام پر عارض ہونے سے کسی دیگر بیماری کیلئے غلطی نہیں ہوسکتی۔

فالِ مرض۔ چونکہ اس مرض کا علاج مشکل نہیں لہذا یہ خطرناک بیماری نہیں ہوتی لیکن اگر غفلت سے چھوڑ دیجائے تو کچھ عرصہ بعد مہلک ہو جاتی ہے۔

علاج۔ علیحدگی مریضان۔ صاف کرنا اور جانوروں کے کھڑے ہونے کے مقامات کا ڈِس انفکشن اور مریض جانوروں کو تندرست ریوڑ میں نہ جانے دینا۔

[illegible] **ج شفا**۔ اگر نئے بیمار کا علاج کرنا ہو تو۔ سادہ علاج کافی ہوگا مثلاً ۳ یا ۴ فیصدی [illegible] استعمال اور پیٹرولیم کا مرکب یا گندھک کا مرہم وغیرہ اچھی ادویات [illegible] ی اور مفصلہ ذیل ادویات سے بنائی جاتی ہیں۔

روغن تارپین . . . . . . ۴۔ آونس ⎤ ہلکی آنچ پر باہم ملا دیں اور حصص
گندھک . . . . . . ۶۔ آونس ⎬ ماؤف پر ہاتھ کے ذریعہ ملا کریں۔
چربی . . . . . . ایک پونڈ ⎦ اگر مرض کہنہ اور زیادہ عرصہ کا

ہو گیا ہو تو اوّل ویسلین اور تیل میں قدرے سجّی ملا کر ان پپڑیوں پر مل کر انہیں نرم کر لینا ضروری ہوگا۔ پھر انہیں صابون اور پانی سے خوب دھو کر بالا مندرجہ مرہم استعمال کریں۔

سوروپٹک قسم کی کھجلی بھیڑوں میں۔ یہ بہت سخت قسم کی کھجلی ہے جو بھیڑوں کو ہو جاتی ہے۔

سبب۔ اس مرض کو پیدا کرنے والے کرم کا نام سوروپٹس کیمونس (اوویس) ہے۔ یہ بہت ہی متعدی مرض ہے اور بالوں سے ڈھکے ہوئے جسم کے حصّوں پر حملہ آور ہوتی ہے لہذا ظہور میں آنے سے کچھ عرصہ پیشتر سے موجود ہوتی ہے اس کا پیرے سائٹ برہنہ آنکھ سے بھی دیکھا جاسکتا ہے اور ہلکی طاقت کی خوردبین سے تو بہت آسانی سے دیکھا جاسکیگا۔ اس کے معلوم کرنے کا سب سے اچھا طریق یہ ہے کہ تھوڑی اون اور پپڑیاں کسی سیاہ کاغذ پر رکھ کر دھوپ میں رکھ دیں تو چند منٹ

تک رکھا رہنے کے بعد اس کے پیرے سائٹ باریک باریک چھوٹے اجسام کی طرح اُسی کاغذ پر رینگتے ہوئے دکھلائی دینگے۔

ایک سے دوسرے جانور میں تبدیل ہو جانے کا طریق۔ یہ مرض کسی توسل سے یا بلا توسل کسی مریض بھیڑ سے پاس کی تندرست بھیڑوں کو لگجایا کرتا ہے جو کسی ریوڑ یا کھیت یا باڑھوں میں اکٹھی رکھنے سے عارض ہو جاتا ہے۔ ایک مریض بھیڑ سارے ریوڑ کو چھوت لگا دیتی ہے۔ یہ مرض بہت ہی متعدی ہے اور چھوت لگنے سے ایک ہفتہ بعد نمودار ہو سکتا ہے۔

پیریسائٹ کی واسٹے لٹی۔ اِس پیرے سائٹ میں بے انتہا قوت حیات ہوتی ہے۔ یہ تو عام روایت ہے کہ کمرمنڈ کے حصوں پر اگر معتدل حرارت میں رہے تو نامبردہ پیرے سائٹ ۱۸ سے ۲۰ یوم تک زندہ رہ سکتا ہے لیکن کبھی اس سے بہت زیادہ عرصہ تک بھی زندہ رہ سکتا ہے چنانچہ ایسے مریض مندرج ہوئے ہیں کہ جنہیں یہ پیریسائٹ بھیڑ کے جسم سے علیحدہ تین چار یا بلکہ چھ ہفتہ تک بھی زندہ رہے۔ اگر خشک موسم ہو تو عموماً پندرہ ہی روز میں فوت ہو جائینگے لیکن موت اکثر بظاہر وقوع میں آتی ہے کیونکہ اُنکے پیریسائٹ بعض وقت گرمی اور نمی پہونچ کر ۲ یا ۶ ہفتہ بعد بھی دوبارہ زندہ ہو جاتے ہیں اور سادین تو بہت ہی طویل عرصہ تک زندہ رہ سکتی ہیں۔

تجربہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ بعض دفعہ بظاہر تندرست بھیڑ کو بھی ایسے مقامات میں چھوت عارض ہو گئی جہاں ۶ یا ۸ بلکہ ۱۲ مہینہ سے کوئی بھیڑ نہ رکھی گئی تھی جس کا سبب اچھی طرح سمجھ میں بھی نہیں آیا مگر یہ ہی ممکن معلوم ہوتا ہے کہ کچھ انڈے عرصہ دراز تک قائم رہجاتے ہیں جو موقعہ ملنے پر سیئے جاتے ہونگے لیکن ایسے حالات میں جو مندرج ہوئے ہیں بالکل ہی نئی مرض کی چھوت اتفاقیہ عارض ہو جاتی ہے جو غالباً زاغ اور دیگر پرندوں کے ذریعہ جو کھجلی سے لاحقہ بھیڑ کی پُشت پر بیٹھنے کے بہت مشتاق ہوتے ہیں عارض ہو جاتی ہے یعنی جب وہ وہاں سے اُڑ کر تندرست بھیڑوں کی کمر پر جا بیٹھتے ہیں تو پیرے سائٹ مذکور کو اپنی ساتھ لیجاتے ہیں اور اسطرح

مرض کو پھیلا سکتے ہیں۔
سوروپٹک قسم کی کھجلی ایسی بھیڑوں میں تو بہت ہی سخت ہوتی ہے جنکی پرورش اور حفاظت اچھی نہ ہونے کے باعث وہ لاغر اور کمزور ہوتی ہیں مگر مضبوط جانوروں میں مرض تو گو پیدا ہو جاتا ہے لیکن ایسے جانور صفائی پر توجہ دینے اور اچھی خوراک کھلانے سے باسانی اور جلد صحتیاب ہو جائینگے۔
پشم پیدا کرنے والی بھیڑوں میں اس قسم کی کھجلی سے مالی نقصان بہت زیادہ ہوا کرتا ہے۔
مرض کا دوران۔ سال کی موسموں اور ملحقہ حالات کا اس مرض پر بہت اثر پڑتا ہے چنانچہ گرم اور نمی دار موسم برسات میں یہ بیماری بہت جلد ترقی کرتی ہے۔ چھوٹی عمر کی کمزور بھیڑ بہت جلد فوت ہو جاتی ہے۔
جملہ امور متعلقہ غوطہ زنی مریض بھیڑ اچھی طرح سمجھنے کیلئے خارش کو پیدا کرنیوالے پیرے سائٹ کی زندگی کے حالات کا مطالعہ ضروریات سے ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ دوبارہ غوطہ زنی کیلئے کونسا وقت مناسب ہوگا۔
ایک مادین پیرے سائٹ مریض کی جلد یا اون پر تقریباً ۱۵ ایام ۲۰ انڈے دیتا ہے اور ہر انڈے کے سینے جانے پر اس میں ایک چھ ٹانگوں والا لاروا نکلا کرتا ہے جو کھال پھینک دینے کے بعد بالغ ہو جاتا ہے۔ پھر نر و مادین پیرے سائٹ کی جفتی کے بعد مادین انڈے دیکر فوت ہو جاتی ہے۔ ہر درجہ کیلئے جسقدر ٹھیک عرصہ درکار ہوگا وہ تو کسی قدر مختلف ہوتا ہے مگر معمولی حالتوں میں ۳ سے ۴ روز میں انڈے سینے جاتے ہیں اور سات یا آٹھ روز کے ہو جانے پر یہ پیرے سائٹ بالغ اور جفتی کی قابل ہو جاتے ہیں پھر جفتی کیلئے چند دنوں کا عرصہ درکار ہوتا ہے اور پہلی نسل کی پیدائش سے ۱۴ یا پندرہ یوم بعد انڈوں کی دوسری نسل طیار ہو جاتی ہے۔ اس سے تم معلوم کروگے کہ یہ پیرے سائٹ بہت جلد تعداد میں بڑھ جاتے ہیں پس اگر کسی ریوڑ میں اس مرض کی وبا معلوم ہو جاوے تو مریض بھیڑوں کو فوراً علیحدہ کر دیں اور جہانتک

ممکن ہو نئی بھیڑ کو کسی ریوڑ میں داخل کرنے سے پیشتر بہت ہی احتیاط سے ملاحظہ کرکے اور غوطہ دیکر بیجاویں یا کم ازکم چند ہفتوں تک علیحدہ رکھیں اور دیکھیں کہ کھجلی کا عارضہ تو لاحق نہیں ہو جاتا۔ اگر صرف ایک یا دو کھجلی کے مریض ہوں تب بھی تمام بھیڑوں کو غوطہ دینا چاہئے۔ اور چونکہ ایک ہی غوطہ سے تحقیقاً تمام انڈے نہیں مرجاتے لہذا بار دیگر سب بھیڑوں کو غوطہ دینا بھی ضروری ہوگا۔ مگر غوطہ دینے کا وقت ایسا تجویز کیا جاوے جو انڈے سیئے جانے کا وقت ہو اور وہ وقت ہونا چاہئے جبکہ انڈوں کی دوسری نسل طیار ہونے کو ہو۔ دوسری مرتبہ غوطہ دینے کا وقت عموماً ساتویں روز کے بعد اور چودھویں روز سے پیشتر تجویز کیا جاوے۔

علامات۔ سوروپٹک قسم کی خارش اون سے ڈھکے ہوئے حصّوں پر حملہ آور ہوا کرتی ہے جس سے اِس مرض کی طرف صرف اُسوقت توجہ پڑتی ہے جبکہ جسم کی اون میں کوئی تبدیلی دکھلائی دینے لگتی ہے یعنی جب اون کھردری۔ لگی ہوئی خستہ اور ڈھیلی سی نظر آیا کرتی ہے یہ مرض سخت خارش اُٹھنے سے شروع ہوتا ہے جبکہ بھیڑ اپنے کو کاٹا کرتی اور رگڑا کرتی ہے اور اِس طرح رُواں جسم کا اُکھڑ جاتا ہے اور جب جانور گرم ہوتے ہیں تو یہ علامات بہت سخت ہو جاتی ہیں۔ اگر کسی کھجلی سے مریض بھیڑ کے اُس حصّہ کو چھوویں جہانکہ مرض عارض ہے تو چاٹنے یا کترنے کے ذریعہ مریض خوشی کا اظہار کریگا نیز خوشی سے سر کو اوپر اور نیچے کو ہلاویگا۔ اگر مرض کے شروع درجہ میں ہی ہم اُس کے جسم کا رُواں اُتار کر جلد کا مُلاحظہ کریں تو اُسپر چھوٹے چھوٹے زردی مائل واپھڑ دکھلائی دینگے جو سوروپٹس کرم کے حملہ آور ہو جانے کے باعث پیدا ہو جاتے ہیں پھر یہ واپھڑ بڑھتے جائینگے بلکہ ممکن ہے کہ باہم جُڑ جاویں اور اِن کے ٹوٹ جانے سے اُن میں سے رطوبت رسنے لگے جبکہ وہ پھُنسیاں بنجاتے ہیں اور اُن کے اوپر کھرنڈ آجائیگا اور چند ہی روز میں مریض مقامات سیپ دار زردی مائل چپکیلے مادے سے ڈھکے جائینگے۔ جس کے نیچے سوروپٹس کرم نہاں رہتے ہیں۔ اور ایسے کھرنڈ سے اُن کی پرورش ہوا کرتی ہے پھر یہ کھرنڈ

موٹے ہوتے جائینگے جبکہ اُن کے ریشے اپنی جڑیں چھوڑتے جاتے ہیں جس سے
بعض مقامات پر جلد برہنہ رہجاتی ہے۔ پھر اس طرح پیدا شدہ دھبےّ قطر میں بڑھتے
چلے جاتے ہیں کیونکہ سور وٹپس کرم اُن کے مرکز کو چھوڑتا ہوُا محیط سے پھیلنا شروع
کر دیتا ہے تب جلد موٹی پڑتی جاتی ہے اور چرمی کاغذ (پارچمنٹ) کی طرح کی ہوجاتی
ہے بلکہ پُرانے مریضوں کی جِلد میں تو حلقہ پڑجاتے ہیں۔

یہ مرض ہمیشہ پُشت پر سے شروع ہوتا ہوُا مدھُوا اور لوئنس تک اور ٹُنبھوں کے
بالائی حصہ تک پھیل جاتا ہے پھر وہاں سے کوکھ اور سینے کے جانبین پر بھی پھیلجائیگا

فالِ مرض۔ جبتک یہ مرض صرف چند ہی جانوروں تک محدود رہتا ہے
تو بہت خطرناک نہیں ہوتا کیونکہ اُسوقت تک اُنہیں علیحدہ رکھنے۔ اچھی پرورش
کرنے والی غذا دینے اور مُناسب بیرونی عِلاج کرنے کے ذریعہ تھوڑے سے جانور انکا
صحتیاب کر دینا کچھ مشکل نہیں ہوتا لیکن جب تمام ریوڑ میں کھُجلی پھیل جاتی ہے تو
یہ جانور چونکہ بہت ہی آزادی کے ساتھ ایک دوسرے سے مِلے جُلے رہتے ہیں اِسلئے
سب بھیڑیں ایکدم مریض ہوجاتی ہیں اور فوراً ہی اتنی خراش پیدا ہوجاتی ہے کہ
بھیڑوں کی نشو ونما بند ہو کر وہ لاغر ونحیف ہوجائینگی اور بعض سال تو ایسے خراب
ہوتے ہیں کہ بیشمار بھیڑیں اِس سے تلف ہو جاتی ہیں۔

عِلاج وتدابیر محفوظیت۔ اِس سے تندرست بھیڑوں کو مریضوں سے
علیحدہ کردینا نیز بھیڑی خانوں اور سائباتوں وغیرہ کا ڈِس انفکٹ کرنا مُراد ہے۔

عِلاجِ شفایابی۔ اِس میں سب سے پہلے جانوروں کو غِذا اچھّی دینا چاہئے
یعنی مقدار غذا کافی بھی ہو اور پرورش کرنے والی بھی ہو۔ یہ مُشاہدہ میں آچُکا ہے
کہ اِس بیرے سائٹ کو اچھّے مضبوط جانوروں پر رہنا جنکی اچھّی پرورش ہوتی ہو بہت
مُشکل ہوتا ہے نیز یہ بھی تجربہ ثابت کرتا ہے کہ بھیڑوں کے ریوڑ جب کبھی خراب اور
کم چارہ والی چراگاہوں میں سے اچھّی کافی اور عمدہ چارہ والی چراگاہوں میں تبدیل
کیئے گئے تو خالی تبدیلی ہی سے شفایابی ہوگئی۔

گڈریئے لوگ اس مرض کی بہت کچھ روک تھام کرسکتے ہیں جبکہ اس کی پہلی علامات کے نمودار ہوتے ہی مریضوں کو علیحدہ کردینے کے ذریعہ اس کا پھیلنا روک دیا جائیگا۔ دوسری بات یہ کرنی چاہیئے کہ فوراً ہی مریض جانوروں کی اون یا بال کاٹ دیئے جاویں۔

جب کھجلی مقامی ہو تو بہت سی کرم کش ادویات بھی مفید ہو سکتی ہیں مثلاً سلفیورٹ آف پوٹاش۔ جوشاندہ تمباکو۔ مرہم گندھک وغیرہ مگر اکثر ایسے معالجہ سے کچھ نفع نہیں ہوتا کیونکہ یہ نامکمل علاج ہیں۔

جب تمام جسم پر مرض پھیلا ہوا ہوتا ہے تو چونکہ یہ فیصلہ کرنا مشکل ہوتا ہے کہ کون کون حصص جسم ماؤف ہیں لہذا مریض کے سارے جسم پر دوائی ملنا ضروری ہوگا اور ایسا کرنے کا سب سے آسان طریق یہ ہے کہ بھیڑ کو کسی انیٹی سیپٹک لوشن میں جو اس غرض کیلئے کسی حوض وغیرہ میں بھر رکھا ہو غوطہ دیں یا اگر بہت سی بھیڑوں کو ایک ہی وقت میں ڈریس کرنا ہو تو سب کو باری باری سے اس میں تیرنے دیں مگر ایسا کرنے کیلئے خاص سامان کی ضرورت ہوتی ہے یا غوطہ دینے کے حمام بنانے پڑتے ہیں جنہیں بہت سا ڈریسنگ لوشن کا پانی آجاوے تاکہ جانوروں کو آہستہ آہستہ اس ڈریسنگ میں سے گذارتے جاویں۔

اگر ایسا انتظام ممکن نہ ہو تو اول مریض بھیڑ کو گرم پانی اور صابون سے نہلا دیں تاکہ کھرنڈ نرم پڑ جاویں پھر تمام جسم پر کوئی سا ڈریسنگ لگاویں لیکن جو کوئی بھی ڈریسنگ لگایا جاوے آخری مرتبہ خوراک کھلانے سے ۴ یا ۵ گھنٹہ بعد لگانا چاہیئے۔

سب سے اچھا اور ارزاں ڈریسنگ جو اس ملک میں استعمال کرسکتے ہیں چونے اور گندھک سے غسل دینا ہے جو بطریق ذیل طیار کیا جاتا ہے۔

آٹھ سے ۱۱ پونڈ (۴ یا ۵ ½ سیر) ان بجھی قلعی لیکر کسی برتن میں رکھیں اور اس میں تھوڑا سا پانی ڈالکر قلعی کو بجھا لیویں تاکہ اس کی لیہی سی بنجاوے پھر اس قلعی کے گوندے سے میں اس سے ۳ چند گندھک ڈالکر خوب ملاویں مگر قلعی اور گندھک کے اوزان تحقیقاً درست

کیساتھ وزن کر کے ملانے چاہئیں۔ پھر اس گندھک سے ملے ہوئے گوندیکو
کسی کیتلی یا حمام میں ڈال کر اس میں ۲۵ سے ۳۰ گیلن پانی ملا کر ۲ گھنٹہ تک جوش دیں
جبکہ درمیان میں کبھی کبھی ہلاتے جاویں اور تاوقتیکہ سطح آب پر گندھک دکھلائی دے
یا تحلیل ہو کر کچھ کم رہ جاوے برابر اُبالتے رہیں جس سے سلوشن مذکور چاکولیٹ یا
جگر کے رنگ کا ہو جائیگا۔ غرض جتنا زیادہ اس مرکب کو جوش دینگے اُتنا ہی اچھی
طرح گندھک تحلیل ہو جائیگی

پھر اس مُرکب کو مع پانی کسی ٹب یا بالٹی میں بھر دیں اور ۲ یا ۳ گھنٹہ تک منجمد
مُرکب کو تہ نشین ہو جانے دیں زاں بعد جب اچھی طرح تہ نشین ہو جاوے تو صاف
پانی کو نتار لیں اور اُس میں کافی تازہ پانی اتنا ملا دیں کہ کل یکصد گیلن دوائی ہو جائے
پھر اس ڈریسنگ یا مُرکب کو مناسب طریق سے اور باحتیاط کام میں لانا چاہیئے۔
اس میں مریض بھیڑ کو غوطہ دیکر پورے ۲ منٹ تک نہ کم اور نہ اس سے زیادہ اسی
پانی میں رکھتے ہیں مگر بہت احتیاط سے عمل کرنا چاہیئے۔ پھر دس یوم کے بعد اسی طرح
بار دیگر غوطہ زنی کرا دیجاوے۔ اس کام کیلئے دیگر نسخہ جات غوطہ زنی بھی مستعمل ہیں۔
مگر اُن میں سنکھیا پڑتا ہے اسلئے مُلک ہندوستان میں استعمال نہیں کئے جا سکتے۔

خارش کی مرض کُتّوں میں

کُتوں میں عام خارش کی مرض سرکاپٹک قسم کی ہوتی ہے جو سرکاپٹس کینس
کے کُتوں کی جلد پر حملہ آور ہو جانے سے عارض ہو جاتی ہے۔ چونکہ نر کرم تو معہ دیگر
پیرے سائیٹس کے سطح جلد پر رہتا ہے اور مادین کرم اپی ڈرمس یعنی بالائی جلد کے
نیچے گھس جاتا ہے اور جیسا کہ اوپر مذکور ہوا وہاں یہ انڈے دیا کرتی ہے۔
سبب۔ سرکاپٹس کینس قسم کا کرم جلد میں سوزش پیدا کر دیتا ہے مگر چند
پریڈسپوزنگ اسباب مثلاً میل کچیل اور ضُعف وغیرہ کے باعث عارضہ لاحق ہو جاتا ہے

جو ایسے چھوٹے کتّوں میں جن کی نگرانی اچھّی طرح نہیں کیجاتی یا جو کسی مرض سے کمزور ہو جاتے ہیں بہت عام طور پر دیکھا جاتا ہے۔ یہ مرض متعدّی ہے اور ایک کتّے سے دوسرے کتّے کو جلد لگجاتا ہے بلکہ ممکن ہے کہ انسانوں کو بھی لگجا دے اور ایسے عوارض میں نہایت تکلیف وہ حملہ ہو جاتا ہے جبکہ صرف کرم کش ادویات کے استعمال سے ہی نجات ہو سکے گی۔

علامات۔ پہلی علامات جو دیکھی جائینگی جلد میں خراش ہوگی اور سگ ماؤف اپنے کو رگڑیگا جو کتّے کو چھوت لگنے کے ایک یا دو روز بعد رگڑنا شروع کر دیتا ہے جسم کے کسی حصّہ پر عارضہ لاحق ہو سکتا ہے۔ کہنیوں کے قریب یا کھوپچ کے جوڑوں کے بیرونی طرف سے شروع کر سکتا ہے لیکن اکثر سر، منہ اور آنکھوں کے گرد و کانوں پر شروع ہوتا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ شکم اور سینہ و جانبین کی سطح زیریں تک پہونچ جاتا ہے۔ دُم کی جڑھ میں اور ٹانگوں پر بھی اتنا جلد عارض ہو جاتا ہے کہ ایک ہی ماہ میں تمام جسم پر غلبہ کر لیتا ہے۔

اگر جانور کی جلد کو احتیاط سے دیکھینگے تو چھوٹے چھوٹے سُرخ داپھڑ جیسے کہ پسّو کے کاٹنے سے پیدا ہو جاتے ہیں اُسجگہ دیکھے جائینگے جہاں کی جلد پتلی اور بیرنگ ہے پھر جلد ہی یہ موٹھ یا مٹر کے برابر پھنسیاں سی ہو جاتی ہیں جنکی چوٹی پر آبلہ پڑکر پھٹجاتا ہے اور اُس میں سے بہت سی پنیالی رطوبت خارج ہوا کرتی ہے۔ بات یہ ہے کہ جب پیرے سانٹ جلد میں کاٹتا ہوا متواتر خراش پیدا کرتا رہتا ہے تو اُس کی تیزی سے جانور بار بار جسم کو رگڑتا رہتا ہے جس سے آبلے پھوٹتے اور اُن میں سے آبی رطوبت نکلتی رہتی ہے جس سے جلد پر بہت سے تر دھبّے پھیلے ہوئے دیکھے جائینگے مگر بعض اوقات خشک کھجلی ہوا کرتی ہے جبکہ جلد پر بیشمار پپڑیاں بنجاتی ہیں۔ عام طور پر جن سطوحات جلد پر اوّل حملہ ہوتا ہے اُنکے خشک ہو جانے سے اُن پر بھورے رنگ کے زرد چھلکے سے پیدا ہو جاتے ہیں جو رفتہ رفتہ جھڑ جایا کرتے ہیں اور جلد موٹی اور سخت ہو جاتی ہے یا اُس پر حلقہ پڑجاتے ہیں نیز چٹّین بھی نمودار ہو جاتی ہیں۔ اور جب سارے جسم میں کھجلی

ہوجاتی ہے تو مریض سگ کو دیکھنے سے نفرت آنے لگتی ہے۔
اِن پیرے سائٹس سے پیدا شدہ خراش ہمیشہ بہت سخت ہوتی ہے جو کتے کے گرم ہونے سے بہت بڑھجاتی ہے۔ بعض خراب مریضوں میں تو اتنی سخت خراش ہوتی ہے کہ کتے کو رات دن میں کسی وقت بھی آرام نہیں مِل سکتا اور متواتر کھجلاتے رہنے کی بے چینی سے جانور بہت جلد لاغر ہوکر آخرکار صرف ڈھانچہ سا رہجائیگا۔
تشخیص۔ جب کسی جلدی بیماری میں مبتلا کتے کا امتحان کرنے کے وقت مفصلہ ذیل ۶۔ امور مدنظر رکھے جائینگے تو یہ نتیجہ نکالنا کچھ مشکل نہ ہوگا کہ نام بردہ سگ مرض خارش میں مبتلا ہے یا نہیں۔
(۱) مرض کی چھوت لگانے والی خاصیت یعنی اگر بہت سے کتے اکٹھے رکھے جائیں تو سب کتوں کو یا بہت سے کتے اُسی طرح مبتلاء مرض ہوجائینگے (۲) کھجلی کی زیادتی سے سخت خراش کا ہونا۔ (۳) بالوں کا گرنا۔ (۴) چھوٹے واپھڑ یا پھنسیاں اور قدرے زرد یا بھوری پپڑیاں۔ (۵) جسم کے ایک حصّہ سے دوسرے حصّہ پر مرض کا رفتہ رفتہ پھیلجانا اور (۶) مرض کی بہت ضروری اور بالتحقیق علامت یعنی اکیرس یا کیڑا کا ملنا۔ یاد رہے کہ یہ کرم ہمیشہ آسانی سے نہیں ملجایا کرتا خصوصاً جبکہ رگڑنے سے جلد بہت مجروح ہوجاتی ہے تو مشکل سے پایا جائیگا۔
علاج۔ مریض سگ کو اچھی پرورش کرنے والی غذا دیجاوے اور ایسی اُدویات ماؤف مقام پر لگائی جاویں کہ سب کرم تلف ہوجاویں مریض سگ کو علیحدہ رکھیں اور کتوں کے رہنے کے پنجروں اور اُن کی جھولوں کو اچھی طرح ڈِس انفکٹ کرکے تمام پاخانہ وغیرہ اور کوڑا کباڑ جلا دیویں اور اگر بال بڑے بڑے ہوں تو اُنہیں کاٹ دینا چاہئے غرضیکہ صفائی رکھنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ مریض کو صابون اور پانی سے غسل دیتے ہوئے جلد کو زور کیساتھ برش کے ذریعہ صاف بھی کرتے جاویں کیونکہ تپیاں اُتار کر کرموں کی تعداد کم کردینا بہت مفید ہوتا ہے۔
مریض سطح پر دوائی لگانے کے بعد جہانتک ممکن ہو اسبات کی بہت احتیاط

رکھنی چاہیئے کہ کتا اُسے چاٹنے نہ پائے خصوصاً جبکہ دوائی زہریلی ہو اور ہم کتے کے
مُنہ پر چھینکا چڑھا کر اُسے باز رکھ سکینگے۔ اِس میں شُبہ نہیں کہ اِس مطلب کیلئے گندھک
کا مرہم یا تیل استعمال کرنا بہت ہی بے ضرر اشیاء ہیں اور انہیں زیادہ تیز بنا کر استعمال
کرنا بھی ضروری نہیں بلکہ صرف ایک حصہ گندھک کو آٹھ حصہ ویسے لین۔ چربی یا تیل
میں اچھی طرح ملا کر وقتاً فوقتاً دھوپ میں ملا کر لگانا کافی ہوتا ہے۔ جن کتوں کے جسم پر
کوتاہ رُواں ہوتا ہے اُنکے لئے تو ویسے لین [illegible]
آسانی سے جذب ہو جاتا ہے مگر جن کتوں کے بدن پر لمبا [illegible]
اور تیل کا مرکب استعمال کرنا آسان ہوتا ہے اور اِس کیلئے سادہ تیل سب سے اچھا
روغن ہوتا ہے۔ اور جو کوئی بھی دوائی استعمال کیجاوے بہت اچھی طرح اور کافی مقدار
استعمال کریں مگر آہستہ آہستہ ساری جلد میں رگڑنا چاہیئے نہ صرف اُن حصوں پر جہاں سے
کہ بال اُتر گئے ہیں یعنی دوائی کو سارے جسم پر ٹانگوں سر اور دُم پر بھی [illegible] اور کوئی
حصہ بھی باقی نہ رہے۔ یاد رہے کہ ڈریسنگ کے مناسب [illegible]
ہوگا جو اگر اچھی طرح نہ استعمال کیا جائیگا اور صرف اوپر ہی بالوں پر لگا دیا جائیگا تو
مرض بہت طویل ہو جائیگا اور کچھ فایدہ نہ کریگا حالانکہ اگر دوائی کو اچھی طرح مل دینگے
تو بہت ہی خراب مریض کو بھی اِس کی تاثیر سے پندرہ روز میں شفا ہو جائیگی نیز ایسے
ڈریسنگ ایک ہفتہ تک ہر تیسرے روز لگائے جاویں پھر دو دو روز بعد لگاتے رہیں
مگر اِس اثنا میں مریض کتے کو بہت اچھی طرح نہلا کر صاف کر لیا کریں پھر نہلانے
سے ۲ یوم بعد سگ نام مُردہ کو سابق کی طرح پھر ڈریس کر دینا چاہیئے جو اِس مرتبہ
بھی ایک ہفتہ تک کرنے کے بعد اُسے اخیر غسل دیکر کسی صاف پنجرے میں رکھیں
جو کتے گھروں میں رکھے جاتے ہیں اُن پر چربی کے استعمال کرنے میں اعتراض کیا
جاتا ہے لہذا ایسے مریضوں کیلئے ویسے لین اور تیل کی بجاے گندھک کے ساتھ
بالسم آف پیرو ملا کر بطریق بالا استعمال میں لاویں۔ یہ مرکب بھی ایسی ہی اچھی تاثیر
کرتا ہے جیسی کہ دیگر مرکبات کرتے ہیں بلکہ بہت زیادہ خوشبودار ہوتا ہے مگر بالسم مہنگا

ضرور ہوتا ہے۔

کریولین بھی لینی منٹ کے طور پر استعمال کرنے کی بہت سفارش کیگئی ہے یہ اس طرح طیار کیا جاتا ہے کہ ایک حصّہ کریولین۔ ایک حصّہ نرم صابون اور دس حصّہ شراب (الکحال) ملا کر ایک تہائی حصّۂ جسم پر روزمرّہ لگاتے ہیں۔ جس کے استعمال سے آٹھ سے بیس یوم تک شفا کی اُمید ہوتی ہے۔

تیز گندھک کا مرہم جو ایک اور ۴ کی نسبت کا بنایا جاتا ہے بہت استعمال کرتے ہیں۔ اوّل کُتّے کو نہلا کر صاف کر کے خشک کر لیتے ہیں پھر مرہم مذکور جسم پر مل کر ۲۴ گھنٹے کے بعد نامبردہ کُتّے کو پھر نہلاتے ہیں اور اسی طرح بار دیگر مرہم مذکور لگا دیا جاتا ہے جو بدستور سابق ۲۴ گھنٹہ بعد پھر دھو دیا جائیگا۔ اس طرح اگر یہ مرہم دو مرتبہ اچھی تاثیر کر چکیگا تو تیسری مرتبہ لگانے کی بہت کم ضرورت ہوتی ہے۔

یاد رہے کہ تاوقتیکہ اُس مقام کو جہاں سے کسی کُتّے کو کھُجلی کا عارضہ لاحق ہُوا ہو کامل طور پر ڈِس انفکٹ نہ کیا جائیگا کسی پنجرے یا گھر میں سے اس کی بیخ کنی کرنے کی کوشش کرنا بالکل فضول ہوگا لہٰذا ایسا کرنے کیلئے کُتّے کو علیحدہ لیجا کر اوّل اُس مقام کو بہت اچھی طرح ۲۴ گھنٹہ تک دھونی دیں جو بطریق ذیل دیجاتی ہے۔ تمام درزوں و سوراخوں کو کاغذ وغیرہ سے بند کر کے نیز سب دروازے وغیرہ بند کر کے مکان کے اندر ایک پونڈ گندھک جلا دیں اور ۲۴ گھنٹہ تک اُسی طرح بند رکھکر دروازے کھڑکیاں کھولدیں۔ پھر تمام لکڑی کے کام کو [illegible] کے پانی سے اچھی طرح دھو ڈالیں جو بوقت استعمال اُبلتا ہُوا ہونا چاہیئے اور کثرت سے استعمال کیا جاوے اور سارے فرش کو کسی تیز ڈِس انفکٹنٹ دوائی ملنے کے ذریعہ پاک صاف کریں۔ ڈِس انفکشن کی تکمیل کی بابت پورے طور پر تحقیق کرنے کیلئے خصوصاً جبکہ کسی پنجرے میں کھُجلی کا مریض کچھ مدّت رہ چکا ہو دھونی کا دوبارہ عمل میں لانا بہت مناسب ہوگا نیز سارے کُتّوں کے پٹے و زنجیریں۔ قینچیاں اور برش و کنگھے وغیرہ فی الواقع ہر چیز کو جو مریض کُتّے کے استعمال میں آتی رہی ہو ڈِس انفکٹ کر کے پاک کر لینا چاہیئے۔

اگر کھجلی میں مُبتلا کُتا کسی گھر میں رہتا رہا ہو تو چٹائیاں اور ٹوکرے تو پانی میں پکا لینے چاہئیں اور کرسی و غالیچہ وغیرہ کسی تیز ڈس انفکٹنٹ سلوشن سے دھو ڈالنے چاہئیں۔

کھجلی کا عارضہ اونٹوں میں۔ ہندوستان کے اونٹوں میں خارش کی بیماری بہت ہی عام مرض ہے جو سرکاپٹس کیملائی نامی کِرم کے ذریعہ عارض ہو جاتی ہے۔

علم اسباب۔ سرکاپٹس کیملائی قِسم کے کِرم کی چھوت سے ہی مرض لگتا ہے۔ اگرچہ ایسے پریڈسپوزنگ اَسباب بھی جو بیماری کے پھیلنے میں مدد دیتے ہیں کبھی موجود ہُوا کرتے ہیں مثلاً کمزوری۔ میلا رہنا اور بہت گنجان طور پر بندھا رہنا بالغ جوان طاقتور اونٹوں کی نسبت چھوٹے بچوّں اور بوڑھے اونٹوں میں یہ عارضہ زیادہ پایا جاتا ہے۔ اور کمزور کر دینے والے اَمراض کے بعد تو یہ بہت ہی جلد لاحق ہو جاتا ہے اور سَرّا جیسی بیماری میں تو عموماً کھجلی کی بیماری ہو جاتی ہے۔ جب کبھی بموسم سَرما تندرست اونٹوں میں کوئی مرض خارش والا اونٹ شامل ہو جاتا تو پندرہ[15] سے بیس[20] یوم کے اندر اور بھی بہت سے شُتر بیمار ہو جائینگے بلکہ رفتہ رفتہ سارے جانوروں کو عارضہ لاحق ہو جاتا ہے مگر موسم گرما میں یہ بیماری بہت آہستہ پھیلتی ہے یا اس کا پھیلنا تحقیق نہیں۔ یہ مرض اونٹوں سے آدمیوں کو بھی لگ جاتا ہے چنانچہ کھجلی کے مریض اونٹوں کی تیمارداری کرنے والے شُتر بانوں میں کبھی کبھی بہت سخت عارضہ دیکھنے میں آیا ہے۔ انسانوں میں مرض کے دانے کبھی بہت ہی سخت ہوتے ہیں۔

علامات۔ مرض کے سرکاپٹس کِرم کی تیزی بماہ مارچ و اپریل بہت کم ہو جاتی ہے جس سے مرض بھی کم و بیش معطل ہو جاتا ہے بلکہ شفایابی ہونے کو ہُوا کرتی ہے۔ اگر ایسے وقت میں غفلت کیجاوے تو ممکن ہے کہ وہ موسم گرما میں بھی جاری رہے مگر اُن ایام میں جو خراش اِس سے پیدا ہوتی ہے بمقابلہ موسم سرما کی خراش کے بہت خفیف ہوتی ہے۔

ایک دفعہ ایک شُتر مریض کھجلی ایسے ۱۲ اونٹوں کے ساتھ رکھا گیا جنکی جلد بالکل

تندرست تھی اور ۲۹ مارچ سے ۳۰ جولائی تک رکھنے پر اُن میں سے صرف ایک ہی شُتر کو عارضہ لاحق ہُوا۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ موسم گرما میں مَرض مذکور نسبتاً بہت کم مؤثر ہُوا کرتا ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ گرمی کا اثر اِس پر خراب پڑتا ہے۔ گو اِس میں بھی شُبہ نہیں کہ مارچ اور اپریل کے مہینوں میں سبز چارہ کے باافراط بہم پہونچنے اور مُروّاں تبدیل کرنے سے بھی کھجلی میں مُبتلا شُتر روبصحت ہو جایا کرتے ہیں۔ پس موسم گرما میں یہ مرض کم و بیش معطّل ہو جاتا ہے اِسی وجہ سے اِس موسم میں اکثر اکزیما کے لیئے اِس میں غلطی ہو جایا کرتی ہے کیونکہ تب یہ جسم کے اوپر بہت پھیلا ہُوا بھی نہیں ہوتا اور نہ اِن دنوں میں اس کے کرم ہی زیادہ آسانی سے پائے جا سکتے ہیں جیسے کہ سردیوں میں۔ خصوصاً بماہ دسمبر۔ جنوری و فروری اِس کے پیرے سائٹ بہت ہی چلبلے ہوتے ہیں جبکہ یہ مرض جسم کے مُختلف حصّوں پر پھیل جاتا اور بہت سخت علامات پیدا ہو جاتی ہیں۔ اِن مہینوں میں بارش ہو جانے سے یہ بالخصوص ترقی پکڑتا معلوم کیا گیا ہے جبکہ بارش ہونے سے چند ہی یوم بعد تمام جسم پر پاچڑ نمودار ہو جائینگے اور مرض بھی ایک شُتر سے دوسرے کو جلد جلد لگ جاتا ہے۔

اونٹوں کے اس مَرض میں مُبتلا ہو جانے پر بہت سخت خارش ہُوا کرتی ہے جس سے مریض مُتواتر کھجلاتا ہُوا بیچین رہتا ہے اور ہر چیز سے جہاں موقعہ پائیگا مثلاً درخت۔ زمین یا کسی دیگر ساتھی شُتر وغیرہ سے رگڑنے لگیگا۔ یہ مَرض اوّل پتلی جلد سے شروع ہوتا ہے مثلاً رانوں کے اندر۔ سکروٹل ریجین۔ بغل۔ کوکھ و آغوش اور پیرینیم پر اوّل نمودار ہو جاتا ہے پھر تنے۔ مدھو۔ دُم۔ ٹانگوں اور پیروں میں ناخونوں کے درمیانی جگہ میں بھی پھیل جاتا ہے مگر پُشت اور کوہان پر سب سے پیچھے حملہ آور ہوتا ہے۔

سب سے پہلی مقامی علامت پھُنسیاں ہوتی ہیں جن پر سے جلد ہی بال اُتر جاتے ہیں جو رگڑ لگتے لگتے چھِل جاتی ہیں اور اُن پر کھرنڈ بندھ جاتے ہیں۔ تب بالوں کے گُچھے اُتر پڑتے ہیں اور جلد کے موٹا پڑ جانے سے اُس میں حلقے پڑ جاتے ہیں اور تمام جلد سیاہ رنگ کے موٹے اور بہت سٹے ہوئے پپڑیوں سے بھر جاتی ہے۔ بعض

مریضوں میں یہ مرض بہت جلد ترقی پکڑتا ہے جبکہ یہ پیپڑیاں بھی موٹائی اور وسعت میں بڑھتی جاتی ہیں۔ حلقہ پڑی ہوئی جلد میں شق پڑ جانے سے گھاؤ معلوم ہونے لگتے ہیں جن میں سے قدرے سڑا ہوا اخراج ہوا کرتا ہے۔

مریضوں کی دیکھ بھال میں غفلت ہونے سے مرض بھی خراب ہو جاتا ہے اور مریض بھی نحیف ہو جاتے ہیں جبکہ کمزوری اور ایڈیا بہت بڑھ جاتا ہے مرض لمفن جائیٹس عارض ہو جائیگا یا اور سخت تغیرات وقوع میں آتے ہیں۔

تدابیر حفظ ماتقدم۔ یہ احتیاط ضروری ہے کہ کسی اونٹ کی جلد میں مرض کے پیرے سائٹ چھپے ہوئے ایک سر ملے سے دوسری سرماتک نہ رہنے دیئے جاویں چنانچہ شمالی حصہ پنجاب میں اونٹ والوں کا یہ دستور کہ موسم بہار میں اونٹوں کے بال کاٹنے کے بعد تمام جانوروں کے جسم پر تیل کی مالش کر دیجاتی ہے اس غرض کیلئے بہت اچھا ہے جس کی ہم بھی سفارش کرتے ہیں۔ ایک اونٹ کا اسباب دوسرے پر بہت کم یا بالکل استعمال نہیں ہوتا مگر اونٹوں میں منج کی پہلی علامت اُس مقام پر کبھی بھی نہیں نمودار ہوتی جہاں کاٹھی رہتی ہے لہذا میرے خیال میں عملی طور پر تو سامان و کاٹھی وغیرہ کے ذریعہ اس مرض کی چھوت زیادہ نہیں پھیل جایا کرتی مگر ان اشیاء سے اُسی شتر کے جسم پر مرض کے پھیلنے میں مدد مل سکتی ہے۔ لہذا یہ عمدہ ترکیب ہو گی کہ گرمیوں میں پالان کا کُل بھراؤ نکال کر سردیوں میں نیا بھراؤ از سر نو پُر کریں اور پالان کے چٹ اور کمل کو خوب دھوپ میں سکھلاویں۔ اس تجویز سے پُرانا دبا ہوا بھراؤ پالان مذکور کو بھاری بھی نہیں ہونے دیگا اور اگر بھراؤ اس طرح تبدیل کرنے کا عام دستور ہو جاوے تو جنگ کے وقت کسی خاص پالان طیار کرنیکی ضرورت بھی نہ بچ جائیگی کیونکہ پرانے بھراؤ کے پالان سے ایسے موقعہ پر پُشت کے لاگے پیدا ہو جانے کا بہت خطرہ رہتا ہے۔

مگر منج کے بیمار شتر کو تندرست اونٹوں سے علیحدہ رکھنا گو ضروری ہے لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ ایک دوسرے کو رگڑنے کے بغیر ہی یہ مرض پھیل جاوے اس میں

شُبہ نہیں کہ موسم سرما میں ایک اونٹ سے دوسرے اونٹ میں کِرم خارِش کے پہونچ جانے کا بُہت بڑا ذریعہ وہ زمین ہوتی ہے جہاں کہ مریض شُتر رہتے ہیں اور جب تک کہ شُتر مذکور ہر شب اُسی مخصوص جگہ بیٹھتا رہیگا علاج سے کچھ فائدہ نہ ہوگا (یہاں اصطبلوں سے مُراد نہیں جنہیں ڈِس انفکٹ بھی کرسکتے ہیں مگر اونٹ عموماً کھُلے میدان میں رہا کرتے ہیں) تاوقتیکہ تندرُست شُتر بھی اُسی جگہ بیٹھتے رہینگے مرض کا پھیلنا بھی نہیں روکا جاسکیگا۔ منع کیلئے سب سے ضروری تدبیر حفظ ماتقدم یہ ہے کہ موسم سرما شُتران کو ہمیشہ صاف مقام میں اور ایسے مقام میں رکھیں کہ جہاں حال میں ہی اونٹ نہ رہے ہوں بلکہ اگر ممکن ہو انہیں ریت پر رکھنے چاہئیں۔ اگر کھجلی کا مرض ایک دفعہ شروع ہوجاوے تو خواہ ایک ساتھ کام کرنے والے شُتران میں سے بُہت ہی کم جانوران میں لاحق ہو مگر اس کے روکنے کا سب سے اچھا طریق یہ ہی ہے کہ خارش میں مُبتلا اونٹوں کو کم از کم ۱۵ یا ۲۰ گز کے فاصلے پر تندرستوں سے علیحدہ رکھا کریں اور ہر دوسرے دن سارے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ تبدیل کردیا کریں۔ یاد رہے کہ یہ ثابت ہوچکا ہے کہ بماہ دسمبر و جنوری بالا مندرجہ تدابیر ہی صرف ایسی ہیں کہ جن کے عمل میں لانے سے اس مرض کا پھیلنا روکا جاسکتا ہے۔ منع کی پہلی علامت معلوم کرنیکے لئے ساربان لوگ موسم سرما میں اپنے اونٹوں کی آغوش۔ جانگھ۔ بغل اور پُٹھوں کو بُہت غور سے نگہداشت رکھتے ہیں جو اگر کچھ بارش ہوجاوے تو خصوصیت سے قابل غور کام ہوجاتا ہے۔

علاج۔ خارش کے بیمار اونٹوں کو تندرُستوں سے علیحدہ رکھیں اور سارے اونٹوں کے بیٹھنے کے مقامات کو ہر دوسرے روز کے بعد تبدیل کردیا کریں اگر دستیاب ہوسکے تو ترجیحاً سبز چارہ کھلانا چاہئے اور بھوسہ نہ دیا جاوے۔

موسم سرما میں تو خارش کا اچھا کرنا مشکل ہوتا ہے مگر موسم بہار میں آسانی سے صحت ہوجاتی ہے۔ صوبہ پنجاب میں بموسم سرما میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ سارے جسم کے بال کاٹنے کے بدُوں کبھی بھی کامل شفایابی ہوئی ہو اور یہ ظاہر ہے کہ موسم

سرما میں بال کاٹنا ضرور مُضر ہوتا ہے نیز ایسا کرنے سے جھول کا استعمال بھی ضروری ہو جائیگا جیسے متواتر ڈِس انفکٹ کرتے رہنا پڑیگا نیز مریض اونٹ سے عموماً سخت کام بھی نہ لے سکینگے۔ سار بانوں کو اکثر اس میں فائدہ رہتا ہے کہ صرف مریض پا چنز پر روغنی ڈریسنگ لگا کر شتر مذکور سے اخیر مارچ تک جو بال کاٹنے کا عین وقت ہوتا ہے برابر کام لیتے رہیں۔ اخیر مارچ میں اونٹوں کو آرام بھی مل جاتا ہے اور شفایابی بھی نسبتاً آسان ہو جاتی ہے خراشدار پا چنز پر روغنی ڈریسنگ لگانے کے ذریعہ مرض کا پھیلنا رُک جاتا ہے مگر شفا نہیں ہو جایا کرتی۔ بعض جانور تو اس سے بہت لاغر ہو جاتے ہیں اور بعضوں کی جلد اتنی موٹی پڑ جاتی ہے کہ موسم بہار میں بھی شفایابی مشکل یا ناممکن ہو جائیگی۔ اگر جسم کے بال کاٹ دیئے جاویں تو مرض کچھ بہتر طریق سے قابو میں آجائیگا مگر جس مقام پر پالان رکھا جاتا ہے وہاں سے بال نہیں کاٹنے چاہئیں تاکہ اونٹ کام کر سکے۔ مگر موسم سرما گذر جانے تک اور تاوقتیکہ پورے طور پر بال نہ کاٹے جاویں اس طرح بھی شفایابی مشکل ہی ہوتی ہے۔ جھول کا استعمال ضروری ہوتا ہے کیونکہ جو شتر بال کٹنے کے بعد بھی کام کرتے رہتے ہیں بموسم سرما نامکمل حفاظت کے باعث ٹھنڈ سے اُن کے بیمار ہو جانیکا اندیشہ رہتا ہے۔ اِسی لئے اونٹوں کے رسالے میں ان میں سے کوئی تجویز بھی عمل میں نہیں لائی جاتی کیونکہ وہاں اونٹوں کو ہر وقت اچھی حالت میں رکھا جاتا ہے کہ مبادا افواج کی باربرداری کی ضرورت در پیش آجاوے۔ موسم سرما میں کامل شفایابی کے لئے مفصلہ ذیل علاج سب سے اچھا ہوتا ہے۔

جس روز گرمی اور دھوپ اچھی ہو مریض اونٹ کے سارے جسم پر سے بال کاٹ کر جلا دیویں اور شتر پر ایک جھول ڈالدیں جس کو دھوپ تو روزمرہ لگاتے رہیں اور ہر چند روز کے بعد ڈِس انفکٹ بھی کرتے رہیں۔ اگر اچھی طرح نگہداشت رکھی جاوے تو آرام کرنے والے اونٹ آسانی سے سردی نہیں کھا جاتے۔ اِس کے بعد تمام جسم پر تیل کی مالش کر دیں مگر اس کام کیلئے ایک خاص تیل استعمال کرنا چاہئے جیسے پنجاب میں تارامیرا کہتے ہیں جو بہت تلخ ہوتا ہے۔ تمام جسم پر ملنے کیلئے ۱½ یا ۲ پونڈ

روغن تارامیرا کافی ہوتا ہے جو کسی کپڑے کو تر کر کے آہستہ آہستہ رگڑ کر لگانا چاہیئے۔ اِس کے لگانے سے کسی قدر بُخار ہو جاتا ہے اور اونٹ کو روغن مذکور لگانے کے بعد ٹھیک دوپہر کی دھوپ میں ہرگز کھڑا نہ کریں ورنہ اُس پر ضماد لگ جاویگا۔ اگر بہت زور سے رگڑ کر مالش کریں تب بھی ضماد لگ جاتا ہے خصوصاً اگر جانگھ کی پتلی جلد پر زور سے رگڑیں تو ضرور ایسا ہوگا۔ جب اونٹ کھڑا ہو تب ہی اچھی طرح ٹانگوں کو ڈریس کر سکیں گے۔ اِس بات کی بھی بہت احتیاط رکھنی چاہیئے کہ روغن تارامیرا آنکھ میں نہ جانے پاوے لہذا آنکھوں کے متصل بجاء روغن مذکور گندہک کا مرہم لگا دینا بہتر ہوگا۔ اس کے دو یوم بعد یا جب کوئی دوسرا گرم دن ہو مریض کے تمام جسم پر گارے کا لیپ کر کے خشک ہو جانے دیں۔ پھر ایک یا دو روز بعد گارے کو دھو ڈالیں اِسطرح پہلا ڈریسنگ مکمل ہو جاتا ہے۔

روغن تارامیرا کا دوسرا ڈریسنگ پہلے سے کم از کم دس یوم بعد لگانا چاہیئے پھر اسی طرح اور اِتنے ہی وقفہ سے دوسرے کے بعد تیسرا لگاویں مگر ہر مرتبہ تیل کے ڈریسنگ سے پیشتر گارے کا لگانا ضرور عمل میں لایا جاوے۔ اگر ڈریسنگ عمل میں لاتے ہوئے کسی جیج یا مریض حصہ میں کچھ تکلیف نظر آوے تو وہاں خالص فینائل یا تھوڑا تیل چھُپڑ دینا چاہیئے۔

موسم بہار میں صرف ۲ مرتبہ ڈریسنگ کرنے سے ہی کامیابی ہو جائیگی مگر اس امر کی بہت احتیاط رکھیں کہ تمازت آفتاب سے کہیں ضماد نہ لگ جاوے۔ ساربان لوگ تو تارامیرا یا یا ہی دیتے ہیں مگر میں اس کی سفارش نہیں کرتا۔

مفصلہ ذیل ایلشن کو شفایابی کے بعد استعمال کرنے سے چمڑا بہت جلد صاف ہو جاتا ہے:-

سخت صابون	نصف پونڈ	انہیں خوب اُبال کر ۲ گیلن مٹی کا تیل ملا دیں برائے استعمال اس مرکب کے ایک حصہ میں چھ حصہ پانی ملا کر لگاتے ہیں۔
پانی	ایک گیلن	

جب مرض خارش سے یا تارامیرا کی خراش سے بغلوں کی جلد موٹی پڑجاتی ہے تو احتیاط رکھنی چاہیئے کہ تاوقتیکہ ورم رفع نہ ہو جاوے اونٹ کو آرام میں رکھیں۔ اس احتیاط میں غفلت کرنے سے کھنی کی رگڑ کی تین اقسام میں سے کوئی سی عارض ہو جائیگی یعنی یا تو جسے کارچ بدھار کہتے ہیں یا بغل لگ گیا عارض ہو جائیگی جس میں بغل کی جلد موٹی پڑکر اور ہر قدم پر کھچڑتے رہنے کے باعث وہاں گھاؤ پیدا ہو جائیگا۔

روغن تارامیرا میں گندھک ملانے کی ضرورت نہیں ہوتی اور اس کے استعمال سے یہ نفع ہے کہ معمولی مریض کو صرف تین دفعہ لگانے سے ہی صحت ہو جاتی ہے۔ میں نے تو اونٹوں کی کھجلی کسی قسم کا تیل استعمال کئے بدوں بھی اچھی کردی ہے مگر ایسی ادویات جلد پر دیر تک نہیں لگی رہتی مثلاً کروڈ آئل ایملشن۔ خالص فینائل اور قلعی و گندھک کا علاج جو بھیڑوں کی غوطہ زنی کے باب میں اوپر بتلایا گیا۔ ان سب اشیاء سے مرض کا بڑھنا رک جاتا ہے مگر اونٹوں میں بہت زیادہ سطح جسم پر دوائی لگانا ہوتا ہے اور قریباً روز مرّہ ہی استعمال کرنا چاہیئے۔ مثلاً کروڈ آئل ایملشن ایک معیّن طاقت کا جس سے جوں فوراً ہلاک ہو جاتی ہے سرکاپٹس کیملائی کو دس منٹ میں ہلاک کریگا مگر اونٹ کے جسم پر لگاتے ہی بہت جلد اُڑ جاتا ہے۔

بہت سے بے روغنی مرکبات کی وقتاً فوقتاً سفارش کیگئی ہے مثلاً جیسے بھیڑوں کی غوطہ زنی کیلئے بتلائے گئے یا ٹیلائڈ ہائڈراج پر کلور وغیرہ مگر یہ سب بموسم بہار یا گرم خشک موسم میں استعمال ہونے کے باعث مشہور ہیں جب کھجلی کی مرض کا شفایاب ہو جانا خود آسان ہوتا ہے میں خیال نہیں کرتا کہ پنجاب کی سردی میں ان ادویات سے شفا ہو سکتی ہے اگرچہ ممکن ہے کہ ان کے استعمال سے مرض کا پھیلنا رک جاوے مجھے اس میں شبہ نہیں کہ گرم موسم میں یا جب روغن دستیاب نہ ہو اونٹوں کو بھی غوطہ دینے سے بعض وقت بہت نفع پہونچا سکتے ہیں جو ذیل کے طریق سے کرنا چاہیئے

ریت میں ۳ فٹ گہرا غار کھود کر ایک ہاتھ اونچا ...کریں اور ایک بڑی ترپال اسکے اندر ڈالیں اور ترپال کو قلعی اور گندھک سے پُر کریں جسکا نسخہ مندرج ذیل ہے۔

نسخہ (۱) گندھک ۲ پونڈ۔ قلی ایک پونڈ۔ پانی ۲ ½ گیلن باہم ملاکر ۲ گھنٹہ جوشدیں پھر اور پانی ملاکر کُل ۱ گیلن بنالیں۔ اگر اس طرح بنائے ہوئے باتھ میں جانے اور نکلنے کیلئے ڈھلوان راستے رکھے جائیں تو باری باری سے تمام مریض اونٹوں کو اُس غار میں لیجاکر بٹھلانا آسان ہوگا اور اس طرح یکے بعد دیگرے اُنہیں آسانی سے بُہت جلد واپس کرسکتے ہیں۔

تیل میں ملاکر ٹار کے استعمال سے بھی اونٹوں کی خارش رفع ہوجاتی ہے اور سرحدی ممالک و بلوچستان کے بُہت سے ایسے دیہات میں جہاں اونٹ بُہت ہوتے ہیں اس کو استعمال میں لاتے ہیں۔

جنوبی پنجاب کے بعض حصّوں میں روغن تارامیرا آسانی سے دستیاب نہیں ہوجاتا بلکہ سرسوں کے تیل میں یا تلی کے تیل میں گندھک ملاکر استعمال کرتے ہیں۔ لیکن پنجاب اور سندھ وغیرہ میں جہاں کہیں بھی تارامیرا بہم پہونچ سکے بلحاظ اُسکی تیزی جھل جھلاہٹ موافقت اور ارزانی کے نیز اس لحاظ سے کہ اونٹ کے شفایاب کرنے کو تھوڑی سی مقدار درکار ہوتی ہے اونٹوں کی خارش کے علاج میں یہ بُہت ہی مُناسب اور اچھی دوائی ہے جو ضرور استعمال کرنا چاہیئے۔ خارش کے مریض اونٹوں کی جھول اور رسّے فینائل سلوشن سے ڈس انفکٹ کیئے جاسکتے ہیں پالان میں سے بھراؤ نکالکر تو جلادیں اور رسّوں کو معہ ڈھکن اور چوبی حصّوں کے فینائل سے ڈس انفکٹ کریں۔

اکیرس مینج۔ فالیکیولر مینج یعنی بالوں میں کیڑوں سے پیدا شدہ کھجلی

شرح مینج ایک جلدی مرض ہے جو دودھ چوسنے والے جانوروں کے بالوں کی

جڑ و نکے غدود (ہیئر فالیکلز) اور چربی پیدا کرنیوالے غدودیں ایک قسم کے پیریسائٹ کے گھر بنا لینے سے عارض ہو جاتی ہے مگر بہت کر کے کُتوں میں سخت ہوتی ہے۔

انتشار مرض۔ کُتوں میں یہ مرض بہت عام اور پھیلی ہوتی ہے جو تمام دُنیا میں پائی جاتی ہے۔ تھوڑی عمر کے چھوٹے بالوں والے کُتے ہی اس میں زیادہ مبتلا ہُوا کرتے ہیں یا فی الحقیقت اس کا بہت ہی زیادہ حملہ پلّوں پر ہُوا کرتا ہے۔

سبب۔ بال کی جڑھ میں جو کرم ہوتا ہے بہت چھوٹا لمبے نشتر کی شکل کا آٹھ ٹانگوں والا کیڑا ہوتا ہے یہ ٹانگیں ایک سرے پر بہت ہی پاس پاس ہوتی ہیں۔ اس کرم کا شکم مقابلتاً لمبا اور کناروں پر سے باریک دندانے دار ہوتا ہے۔ یہ کرم بیضوی انڈے دیا کرتا ہے جنکے سیئے جانے پر لاروے نکلا کرتے ہیں جو پورے نشو و نما یافتہ پیراسائٹس کی شکل کے ہوتے ہیں مگر ان کی صرف ۶ ٹانگیں ہوتی ہیں۔

یہ اکیری یا کرم آسانی سے مر جاتا ہے۔ خشک کرنے سے ۱۰ دن میں تلف ہو جائیگا مگر نمی وار موسم میں ۲۱ روز جی سکتا ہے اور ٹنکچر آیوڈین سے ۲ ہی منٹ میں ضائع ہو جاتا ہے

ماہیت و حقیقت۔ یہ کرم بال کی جڑو نکے ورچربی پیدا کرنیوالے غدود کے سوراخ میں گھس جاتا اور وہاں بڑھتا رہتا ہے یہانتک کہ ایک بال کی جڑھ میں یا ایک چربی پیدا کرنیوالے غدود میں انکی تعداد ۲۰ سے ۷۰ تک یا بلکہ زیادہ ہو سکتی ہے۔ پھر ان کرموں اور لاروے وانڈوں کا متواتر بڑھتے رہنا ایک پھنسی پیدا کر دیتا ہے جو ایسی دکھلائی دیا کرتی ہے کہ گویا ہیئر فالیکل اور پسینہ پیدا کرنیوالے غدود پھول گئے ہیں اور بال کی جڑھ سوکھ گئی ہے۔ خراش ہوتے رہنے سے عروق شعریہ میں اجتماع خون ہو جاتا ہے اور ایپی تھیلیل سیلز کی تعداد زیادہ ہو جانیکے باعث ہیئر فالیکلز کے سوراخ مسدود ہو جاتے ہیں۔ کچھ دیر بعد سیپٹک لوکل کائی کا حملہ ہو کر پھنسیاں کثیر ہو جاتے ہیں جبکہ سوزش اور سپوریشن ہو جانے سے دانہ پھوڑیا آبلہ معہ علامات مرض کے نمودار ہو جاتے ہیں۔

مرض کا پریڈسپوزنگ سبب صرف اکیرس کرم ہی ہوتا ہے۔ ماؤف حصہ کو چاٹنے۔ رگڑنے اور کرموں کے نقل مکانی کرتے رہنے کے ذریعہ مذکورہ بالا دانہ پھوڑے زیادہ پھیلجایا کرتے ہیں۔

علامات۔ اِن میں بہت اختلافات ہوتے ہیں۔ کُتوں میں تو یہ مرض دو بڑی اقسام میں ظہور پذیر ہوتا ہے یعنی (۱) تو خُشک قِسم جس میں مریض تپیاں پائی جاتی ہیں اور (۲) تر قِسم جس میں داپھڑ اور آبلے پڑ جاتے ہیں۔

تپیوں دار خارش میں برہنہ جِلد پر پاچز دیکھے جائینگے جہاں سے بال گِر جاتے ہیں اور جِلد خُشک اور اُس پر چوکر کی طرح کی تپیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ مرض عموماً آنکھوں پر اور اُنکے گرد و نواح میں اور چہرے و پیروں پر شروع ہُوا کرتا ہے اور جسم پر بہت ہی شاذ و نادر ہوتا ہے۔ بال انکے گر جانے سے چھوٹے چھوٹے گول پاچز نِکل آتے ہیں جن کی جِلد کسی قدر سُرخ اور چوکر کی طرح کی تپیوں سے ڈھکی رہتی ہے۔ کچھ عرصہ بعد جِلد نیلگوں یا سبزے رنگ کی ہو جاتی ہے۔ جبکہ خارش بالکل نہیں ہوگی یا خفیف ہوتی ہے۔ اِس قِسم کی بیماری مہینوں رہ سکتی ہے اور اِس میں کھُجلی بھی بہت ہی کم ہُوا کرتی ہے۔ نیز مریض جانور کی عام حالت میں بھی اس سے کم ہی اثر پڑتا ہے مگر تر آبلوں والی قِسم چونکہ اس سے بہت ہی زیادہ سخت ہوتی ہے اسلئے جِلد میں بھی اُس سے بہت ہی تغیرات ہو جاتے ہیں۔

فالیکیولر مینج کی دوسری تر آبلوں والی قِسم میں تُخم گانجے کے برابر رسولیاں نمودار ہو جاتی ہیں جو رفتہ رفتہ بالا مذکورہ حصوں کی سوزشدار اور مُتورم جِلد میں نشو نما پاکر آبلوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں جبکہ باستثناء اِس کے کہ اصلی پیچ پر جو پھُنسیاں تھیں اُن کا قد خفیف سا بڑھ جاتا ہے کچھ عرصہ تک اور کوئی نمایاں تبدیلی تو ظہور میں نہ آویگی مگر مرض پھیلتا ہُوا دکھلائی دیگا۔ بال گرتے جائینگے۔ پیر، ٹانگیں اور جِلد سُرخ، مُتورم اور سوزشدار دکھلائی دینے لگتی ہیں اور اُن پر ادھر ویدھر داپھڑ ہو جاتے ہیں۔ اِس کے ساتھ ہی باقی جِسم پر بھی چونّی سے لیکر روپیہ کے برابر یا اِس سے بھی بڑے مُختلف قد کے پاچز نمودار ہو جاتے ہیں اور جوں جوں مَرض بڑھتا جاتا ہے اِن میں سے کچھ پاچز باہم جُڑ جاتے اور جِلد کے بڑے حصوں پر مرض کی علامات دیکھی جانے لگتی ہیں۔ مُختلف مریضوں میں جِلد کی سوزش میں بھی بہت زیادہ اختلافات دیکھے جائینگے یعنی بعض مریضوں میں تو بہت

شدید سوزش ہوتی ہے جبکہ چھوٹی پھنسیوں سے آبلے بنجاتے ہیں جنکے ٹوٹ جانے سے
پیپ آمیز اخراج بہنے لگتا ہے جو کبھی خون آمیز بھی ہوتا ہے اور جلد کے موٹا پڑ جانیسے
چھوٹے چھوٹے دُنبل پیدا ہو جاتے ہیں نیز اخراج مذکور کے خشک ہو جانے سے
بڑی بڑی پپڑیاں بنجاتی ہیں پھر جلد کے پھٹ جانے سے اُس میں تیڑیں آجاتی ہیں۔
آخر کار مریض سگ کے جسم سے سارے بال اُتر پڑتے ہیں اور وہ بہت ہی قابل نفرت
اور خراب حال نظر آنے لگتا ہے۔

مگر ایسے امراض میں بھی خارش بہت ہی خفیف ہوتی ہے یا بالکل نہیں ہوتی
ممکن ہے کہ اشتہا اچھی رہے مگر بہت سے بیماروں میں جسم مریض بہت گھل جاتا ہے
بلکہ بعض مریض تو جسم میں زہر کے سرایت کر جانے سے فوت ہو جایا کرتے ہیں۔

چھوت لگنا۔ اس میں شک نہیں کہ بہت سے مریضوں میں بلا توصّل بیمار ہونیکے
اتّصال سے ہی تندرست جانوروں کو اس مرض کی چھوت لگجاتی ہے اور کوتاہ مُو وال
والے جوان کتّے تو اس مرض کی بہت استعداد رکھتے ہیں کیونکہ اُن کی جلد سے یہ کرم
دا کیری) بہت ہی جلد لگ کر بالوں کی جڑ میں داخل ہو جاتا ہے تاہم چھوت کا سرایت
کر جانا آسان نہیں ہوتا اور بہت سے کتّے مریضوں کے ساتھ رکھنے پر بھی چھوت
سے بچے رہتے ہیں۔ چھوت لگجانے کیلئے چند پریڈسپوزنگ حالات کی موجودگی جو اچھی
طرح معلوم نہیں ہوتے ضروری معلوم ہوتی ہے۔

دَوران مرض۔ فالیکولر قسم کی کھُجلی کا دَوران خصوصاً شروع شروع میں سُست
ہوتا ہے۔ اِس کی مدّت اِتنی طویل ہوتی ہے کہ ۷ ماہ اور اس سے بھی زیادہ مدّت کے مریض
دیکھنے میں آئے ہیں مرض عموماً موت پر ختم ہُوا کرتا ہے۔

تشخیص۔ جب اس کے مریض کی بابت ذرا بھی شُبہ ہو تو ایک آبلہ کو نچوڑ کر
پیپ نکالیں اور مشمولات کو زیر خوردبین ملاحظہ کرنے پر پیراسائٹ دِکھلائی دیگا۔ اِس
طریق سے نمونہ لیکر پیرےسائٹ کے معلوم کرنے میں ذرا دقّت درپیش نہ آئیگی۔

علاج۔ ہیئر فالیکلز میں یہ پیراسائیٹس اس طرح رہتے ہیں کہ کرم کش ادویات

اُن تک اثر ہی نہیں کرتی لہذا فالیکیولر مینج کے مریض کا شفایاب کرنا بہت ہی مشکل ہوتا ہے اور کسی مریض کے علاج کا ارادہ کرنے سے قبل مالک کو خود سوچنا چاہیئے کہ آیا شفایاب ہو جانے کی اُمید میں مریض سگ کو کچھ ماہ کے لیئے زندہ رکھنا مناسب ہے یا نہیں کیونکہ ایسے مریض کو عرصہ دراز تک بالکل علیحدہ رکھنا بھی بہت ہی مشکل کام ہوتا ہے۔

جب مجھ سے ایسے مریض کی بابت رائے لیجاتی ہے تو میں ہمیشہ ایک سوال کیا کرتا ہوں کہ آیا سگ مریض کچھ قیمتی جانور ہے یا معمولی۔ اگر قیمتی کتا نہ ہو تو میری رائے میں اُسے تلف کر دینا چاہیئے اور بیشک میری یہ رائے اوّل اوّل تو پسند نہیں آتی مگر میں بلامبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ مجھے ایک بھی مریض کا ایسا حال معلوم نہیں ہے کہ جس کے بارے میں میری رائے کو نہ مان کر مالک نے بعد میں افسوس نہ کیا ہو جو شاید اس وجہ سے نہیں کہ مرض شفایاب نہیں ہوتا کیونکہ بہت سے کتے اگر مرض بہت سخت نہ ہوا چھے بھی ہو جاتے ہیں بلکہ اس وجہ سے کہ یہ بیماری بہت عرصہ تک رہتی ہے اور مرض کے عود کرتے رہنے سے مریض بہت ہی بیحال سا ہو جایا کرتا ہے۔

اگر کتا قیمتی ہو اور اُس کا علاج کرنا ہی منظور ہو اور اُس کو کسی علیحدہ کٹہرے میں بھی لگا دیا ہو تو یہ سوچنا چاہیئے کہ کونسے ڈریسنگ استعمال کرنے چاہئیں مگر کوئی سا علاج کرنے سے قبل کتے کو طیار کرنا ضروری ہوتا ہے۔

کتے کو نہلانا نہیں چاہیے جس سے مرض خراب تر ہو جائیگا۔

لیکن اگر کسی زخم یا کھرنڈ سے زیادہ اخراج ہوتا ہو تو انہیں صاف کرنا ضروری ہوگا جو کانڈیز فلوئڈ کے ہلکے نیم گرم سلوشن سے کسی اسپنج کو اُس میں بھگونیکے ذریعہ بہت اچھی طرح کر سکتے ہیں۔

ڈریسنگ کے استعمال سے قبل مریض پاچڑ کے گرد و نواح میں سے قریباً دو انچ حصہ کے بال جہانتک ممکن ہو جلد سے بہت ہی طرح ان کاٹ لینے چاہئیں بلکہ خراب حال بیمار و نکے تو سارے جسم کے بال کاٹ لینے چاہئیں۔

ایک درجن یا زیادہ مختلف قسم کے اچھے ڈریسنگ اسکے لیئے مروج ہیں مگر

مُفصلہ ذیل نسخہ شاید سب میں اچھا مُفید ہوتا ہے ۔

نسخہ نیفتھل بیٹا ——— ۳ ڈرام
چربی ——— ۲۰ ڈرام
گرین سافٹ سوپ ——— ۱۰ ڈرام
خالص اوکسائڈ آف زنک ۔ ۲ ڈرام

نیفتھل کو چربی کے ساتھ کسی گرم پانی کے حمام میں پگھلا کر اس میں صابون ڈالکر اچھی طرح ملا لیں ۔ جب قریباً ٹھنڈا ہو جاوے ۔ تو اوکسائڈ آف زنک کو پیسکر بہت مہین کریں ۔ اور کچھ دیر تک خوب اچھی طرح پھراتے رہنے کے ذریعہ ملا کر استعمال کریں ۔ اور تمام گھاؤ و مرض کے پاچڑ پر ہلکے ہلکے روز مرّہ لگاتے رہیں ۔

میں نے ایک ہفتہ میں قریباً ۲ مرتبہ کُتّے کے تمام جسم کو مٹّی کا تیل ایک حصہ اور سادہ روغن نباتات ۳ حصہ کو اچھی طرح ملا کر بنائے ہوئے مُرکب کے ذریعہ ڈریس کرتے رہنے سے بہت فائدہ دیکھا ہے ۔ مگر مرض کی جُملہ علامات رفع ہو جانے کے بعد کم از کم ایک ماہ بعد تک اِسکا استعمال برابر جاری رکھنا چاہیئے ۔

اِس مُرکب سے مرض کا پھیلنا رُکجانیکے علاوہ بالوں کی نشو نما میں بھی جو ہمیشہ بہت کمزور ہوتی ہے تحریک ہُوا کرتی ہے یا فی الواقع یہ کہو کہ بعض مریضوں کی جلد پر صرف خراب پاچڑ باقی رہ جاتے ہیں ۔

نیفتھل کا مرہم یا مُفصلہ ذیل بالسم آف پیرو کا مُرکب لگانے سے قبل بعض مریضوں میں جبکہ جلد میں دُکھن سورم اور سوزش ہوتی ہے ۔ تو جلد پر اکثر نرم کرنیوالے مرہم بھی چند روز تک لگاتے رہنا ضروری ہوگا ۔

نسخہ ۔ بالسم آف پیرو ——— ۱½ آونس
رکٹی فائڈ شراب ——— ½ "
گندھک جو پانی میں نیچے بیٹھ جاتی ہے ——— نصف "
گلسرین ——— پانچ "

اچھی طرح ملا دیں اور قبل از استعمال ہلا کر لگایا کریں ۔

علاوہ بریں سنکھیا یا فاؤلرس سلوشن ۲ قطرہ بعد خوراک ۲ مرتبہ روزانہ کھلاتے

رہنا چاہیئے۔ انکے ساتھ جب کُتا بہت کمزور ہو گیا ہو تو مُقویات بھی دے سکتے ہیں۔ ٹنکچر جنشن پانچ سے ۱۵ بوند تک دیدیا کریں۔ اور غذا بھی اچھی پرورش کرنیوالی معہ کافی مقدار گوشت کے دیجاوے۔ اور دودھ بھی پلایا کریں۔ کُتو نکے پنجرے بہت صاف سُتھرے رکھے جاویں۔ اور فرش کی بچالی روزمرّہ تبدیل کر دیا کریں۔

بروئے فوجی احکام مینج یا کھجلی کی وبا کے موقعہ پر کیا انتظام کرنا چاہیئے

چونکہ یہ بیماری بہت چپ چاپ لاحق ہو جاتی ہے اور کم از کم سرکاپٹک قسم کی خارش کا دفیعہ بھی مُشکل ہوتا ہے اور بار دیگر اسکے عود کر جانیکا اندیشہ بھی ہوتا ہے۔ لہذا باقاعدہ اصلی اور معتبر تدبیر مکمّل وزیر اہتمام کسی ایسے افسر کے جو وبا کے موقعہ پر رفیعہ دار مقرر کیا گیا ہو عمل میں لانی چاہئیں۔ ادھوری تدابیر سے کچھ نفع نہیں پہنچیگا۔

(۱) جملہ ماؤف جانورانکو علیحدہ کریں۔ اور مُشتبہ مریضان کو بھی الگ رکھیں۔

(۲) جہاں تک ممکن ہو بہت جلد کسی رجمٹ کے تمام جانوروں کا بغور ملاحظہ کرتے ہوئے دیکھیں کہ مرض کی کوئی علامت تو نہیں پائی جاتی۔

(۳) کُل جانوروں کی مفصلہ ذیل جماعت بندی کریں۔ (۱) مریض جانور (ب) مُشتبہ مریض اور (ج) تندرست جانور پھر حسب ضرورت ان میں سے تبدیل کرتے رہیں مُشتبہ جماعت بندی میں وہ جانور بھی لگادیں۔ جو اصطبل میں مریض جانوروں کے آس پاس رہتے تھے۔ یا جنکی نگرانی وہی آدمی کرتا تھا۔ جو مریضوں پر نگران تھا۔ یا جن کے استعمال میں مریضوں کا ہی سامان اور ظروف رہے ہوں۔ یا دیگر جن کی بابت ذرا بھی شبہ ہو۔ کہ فرش یا پارچات پوشیدنی کے تبدیل کرنے سے یا زین وساز اور رسّوں وغیرہ کے ذریعہ بلا توصّل چھوت حاصل کر چکے ہونگے۔

(۴) مندرجہ بالا امورات کی تحقیقات کر کے اُسکے مطابق عمل کریں۔

(۵) اصطبلوں کو کامل طور پر ڈس انفکٹ کرنیکے لئے خالی کرادیں۔

(۶) چھوت دار اصطبل کے تمام جانوروں کے بال کاٹیں اور باحتیاط جلاویں اور ہر گھوڑے کے بال کاٹنے کے بعد مشین کو پیریفن تیل میں رکھ دیا کریں۔

اگر کسی رسالے کے بہت سے اصطبلوں میں مرض پھیل گیا ہو۔ تو تمام رسالے کے جانوروں کے بال کاٹیں ؛

(۷) جملہ فرش کی بچالی جس پر چھوت کا شبہ ہو۔ یا جو در اصل چھوت حاصل کر چکی ہو جلا دیجاوے ؛

(۸) رسالے میں بچالی یا گھاس کا فرش بالکل موقوف کر کے اُس کے بجاء ریت کا فرش لگاویں۔ جسکے صرف وہ حصص پھینکدیا کریں۔ جو پیشاب وغیرہ کے گرنے سے آلودہ ہو جایا کریں ؛

(۹) جن گھڑال یا اصطبلوں میں مریض یا مشتبہ جانور کھڑے رہے ہوں اُنکی سطح کو معہ دیواروں۔ ستونوں۔ اڑگڑوں اور حدود کے آگ جلا کر پاک کریں۔ اور بعدہٗ کلورائڈ آف لائم یا کاربولک ایسڈ کے سلوشن سے اچھی طرح تر کر دیں۔ بلکہ اس تجویز کا دوہرانا بھی ضروری ہوگا ؛

(۱۰) جملہ ماؤف جانوروں کے پارچات پھونکدیں۔ اور جبتک شفا ہو جانیکے بعد ۳ ماہ نہ گذر جاویں اور نئے پارچات نہ دیئے جاویں ؛

(۱۱) مشتبہ جانوروں کے پارچات پوشیدنی آتار کر ڈس انفکشن کے دستور کے مطابق پاک کریں۔ اور تاوقتیکہ یہ تحقیق نہ ہو جاوے۔ کہ اب جانورونکو خارش نہیں ہے۔ بار دیگر استعمال کے لئے نہ دیویں یا کم از کم ایک ماہ ضرور گذر جانے دیں ؛

(۱۲) تمام (ا) مریضوں اور (ب) مشتبہ جانوروں کے رسّے وغیرہ ڈس انفکشن کے دستور کے مطابق پاک صاف کر کے شفا ہو جانے تک مریضوں کے استعمال میں نہ لاویں۔ بوقت علاج جو دھونے سے کام لیا جاتا ہے۔ ملنے کا کام بھی دیتا ہے لیکن اگر ملنے کی ضرورت ہو۔ تو گھاس کے گچھے یا مٹھے بنا کر استعمال کریں۔ اور بعد استعمال اُنہیں فوراً تلف کر دیا کریں۔ بعد شفایابی برش وغیرہ استعمال کے لئے دے سکتے ہیں۔ مگر ان پر جلی حرف m کا نشان لگا دیں۔ جو اس بات پر دلالت کریگا۔ کہ کھجلی کے مریضوں پر استعمال ہوتا ہے۔ اور بعد استعمال اُنہیں روزمرہ

کسی ڈس انفکسنٹ سلوشن میں ایک گھنٹہ تک ڈال رکھا کریں۔ جبکہ اِس کام کے لئے ایسا سلوشن پہلے سے طیّار رکھنا چاہیئے۔ مگر ملنے کے آلات مُشتبہ مریضوں میں اُس وقت تک دوبارہ نہ دیئے جاویں۔ جب تک کہ یہ اطمینان نہ ہو جاوے کہ اب کھُجلی کا عارضہ باقی نہیں رہا۔ ایک ماہ سالم گذر جانے دیں۔ اور اس اثنا میں گھاس کے کچّھے کے ذریعہ ملتے رہیں۔ اور ہر جانور کے لئے علیحدہ علیحدہ گیروں کا مٹھا یا کچّا بنانا چاہیئے ٭

(۱۳) اسی طرح ہر جُملہ (ا) مریض اور (ب) مُشتبہ جانوروں کی زین وساز بھی حسب دستور ڈس انفکٹ کریں اور بلا استثناء حلقوں اور زین کے پینل کا استر جو مریض جانوروں کے استعمال میں رہے ہوں ضرور تلف کر دینا چاہیئے۔ مگر اُن کے تمغے بآسانی ڈس انفکٹ کئے جا سکتے ہیں ٭

(۱۴) وبائی ایّام میں اور اُسکے ۳ ماہ بعد تک بھی رسالے کے سازوسامان کی تبدیلی بند رکھنی چاہیئے ٭

(۱۵) محفوظیت کے لئے جہاں تک ہو سکے بہت جلد موقعہ پاتے ہی کُل رسالے کے تندرُست (مُبرّا جماعت) جانوروں کے پارچات پوشیدنی و زین وساز معہ خریرہ بُرش علیحدہ ڈس انفکٹ کر لیا کریں ملنے وغیرہ کے ظروف وسامان کے لئے ایک بالٹی میں ڈس انفکٹنٹ سلوشن بھر کر اصطبل میں رکھ چھوڑیں۔ تاکہ بعد استعمال جملہ سامان اُس میں ایک گھنٹہ تک پڑا رہنے دیا کریں ٭

(۱۶) جہاں تک ممکن ہو۔ مُبرّا جماعت میں گرم پارچات کا استعمال بہت کم کیا جاوے اور یہ کہ کسی رسالے میں بالکل پارچات اِستعمال کئے جائیں یا نہیں چھوت کی وسعت پر منحصر ہوگا۔ مگر تجربہ سے معلوم ہُوا۔ کہ ایسا کرنا اکثر بہت ہی ضروری ہوتا ہے ٭

(۱۷) **مینج کے مریض اور مُشتبہ جانوروں کا علاج**۔ احتیاط رہے۔ کہ ضرورت سے زیادہ علاج نہ کیا جاوے۔ اور نہ بہت زیادہ خراش کرنے والے ڈریسنگ استعمال کئے جاویں۔ نیز علاج کے طور پر خصوصاً موسم گرما میں روغن السی کا استعمال

بھی مُناسب نہ ہوگا۔ کیونکہ اس سے ضماد لگ جاتا ہے۔ خصوصاً جبکہ دھوپ کے وقت لگایا جاوے۔ نیز بالوں اور جلد پر اس کی ایسی بندش ہو جاتی ہے۔ کہ بمشکل اُتاری جائیگی +

علاج مُشتبہ جانوراں سے شروع کرنا چاہیئے جس میں مریضوں کے بالکل متصل رہنے والے اور وہ جانور بھی شامل ہوں۔ جو کسی اور طرح چھوت حاصل کر چکے ہوں سر سے پیروں تک تمام جسم کے بال کاٹکر جلا دیں۔ اور جُھلس کر تمام جسم کو نرم صابون اور گرم پانی سے اچھی طرح رگڑ کر دھوویں۔ پھر خوب پونچھکر خشک ہو جانے دیں۔ پھر کُل حصّہ کو سادہ ڈریسنگ مثلاً فینائل سلوشن سے ڈریس کر دیں۔ اور اگر کچھ مُشتبہ پاچڑ موجود ہوں تو مُفصلہ ذیل مینج ڈریسنگ استعمال کریں۔ ہر جانور کے بال کاٹنے کے بعد مشین کو پیریفین آئل میں ڈبو لیا کریں +

اسکے بعد مریض جانوروں کا علاج شروع کریں اور بطریق بالا بال کاٹ کر جُھلسیں اور کٹے ہوئے بالوں کو جلا کر بال کاٹنے کی مشین کو ڈس انفکٹ کریں۔ پھر تمام جسم پر نرم صابون کا لیپ کر کے مریض حصّوں پر خوب ملیں تا کہ کھرنڈ نرم ہو جاویں۔ اور نصف یا ایک گھنٹہ تک اسی طرح چھوڑ دیں۔ پھر گرم پانی اور چڑے کے ٹکڑے سے خوب رگڑ کر تمام کھرنڈ اُتار ڈالیں۔ اور زیادہ مقدار آب استعمال کر کے صابون کو بھی صاف کر دیں۔ پھر گھاس کے مٹھے بنا کر حصّوں پر ملیں۔ اور اُنہیں خشک کر کے مینج ڈریسنگ لگا دیں۔ اس پر مختلف اشخاص اپنے خیال کے مطابق مختلف نسخہ جات استعمال کرتے ہیں۔ مگر یہ ضروری ہے۔ کہ بغرض محفوظیت اور تمام رینگنے والے پیراسائٹس کی ہلاکت کے لئے پہلا ڈریسنگ ضرور ہی سارے جسم پر لگانا چاہیئے یہ ڈریسنگ روغنی ہوتے ہیں۔ ایک ہی وقت میں تمام سطح جسم پر نہیں لگانے چاہئیں۔ ورنہ جلد کے فعل میں دفعتاً رکاوٹ وقوع میں آکر جانور کو نقصان پہنچیگا۔ پس ایک وقت میں نصف جسم پر لگانا چاہیئے۔ جس سے ۲۴ گھنٹہ بعد باقی نصف کو ڈریس کر دینا چاہیئے۔ اور سب سے پہلے مریض یا مشتبہ مقامات کو ڈریس کرنا چاہیئے

اِس کے لئے روغنی ڈریسنگ ہی بہت مُفید ہوتے ہیں۔ اِن کا یہ فائدہ ہے۔ کہ تھوڑے ہی عرصہ استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ گندھک اور تار کے مرکب کے ڈریسنگ بہت ہی اچھے کرم کُش ہوتے ہیں۔ ایک پائنٹ پیرفین آئل اور ایک پونڈ نرم صابون اور ایک گیلن پانی کا ڈریسنگ بہت ہی اچھا اور فائدہ مند علاج ہے۔ سلفریٹ آف کیلشیم جو ۲ پونڈ گندھک اور ایک پونڈ ان بُجھی قلعی کو ۲ گیلن پانی میں ایک ساتھ جوش دے کر بار بار پھراتے رہنے کے ذریعہ مُجملہ اجزا کو اچھی طرح مِلا کر بنایا جاتا ہے۔ بہت اچھا ڈریسنگ ہے اور ایک مُفرد ڈریسنگ کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے ۔

مُفصلہ ذیل معالجات بھی بہت ہی مُفید ثابت ہوئے ہیں ۔

گندھک ۲ آونس۔ کریوزوٹ ایک آونس۔ چربی ۸ اونس (چربی کے بجائے تیل سادہ بھی استعمال کر سکتے ہیں)

گندھک ۲۔ آونس۔ مرکیوریل آینٹمنٹ نصف آونس۔ چربی آٹھ اونس۔

گندھک ایک حصہ۔ ٹار یا روغن ٹار ایک حصہ۔ سادہ تیل آٹھ حصہ۔

گندھک ایک حصہ۔ روغن ٹار ایک حصہ۔ نرم صابون اور چربی ہر ایک دو حصہ۔

ٹار ایک یا دو حصہ۔ ویسے لین یا چربی یا شراب دس حصہ۔

کریوزوٹ ایک اونس۔ میتھی لیٹڈ شراب ۱۵ آونس۔ پانی ۴۰ آونس۔

گندھک اور تیل کو مِلا کر پتلی لیپی سی بنا کر بھی لگاتے ہیں۔ نیز روغن تار امیرا اکیلا ہی لگاتے ہیں۔ یا گندھک ملا کر اُس کی بھی پتلی لیپی سی بنا کر استعمال کرتے ہیں۔ نیز روغن چیر پائن اور سیسامم آئل نصفا نصف گندھک میں مِلا کر لگاتے ہیں۔ اِن میں سے پچھلے سہ نسخہ اونٹوں کی مینج کے علاج میں بہت مُفید پائے گئے ہیں ۔

کروسو سیلی میٹ ایک اور دو ہزار کی نسبت کا جنگ کے موقعہ پر بسہولیت استعمال کیا جاسکتا ہے ۔

مُجملہ مینج ڈریسنگ جلد پر کئی روز تک لگے رہنے چاہئیں۔ اور روزمرہ ہلکے ہلکے ہاتھ

سے ملتے رہنا چاہیئے ۔

اِسکے بعد صابون اور پانی سے دھو ڈالیں۔ اور پھر سے نیا ڈریسنگ لگانے میں یہ ملحوظ رکھیں۔ کہ ماؤف حصوں پر احتیاط سے دوائی لگائی جاوے۔ جلد جلد اور زیادہ دوائی ملنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ ایسا کرنے سے صرف جلد میں خراش پیدا ہو کر مریض پریشان ہوجاتا ہے۔ لہذا بہتر یہ ہی ہوگا۔ کہ ڈریسنگ کو ایک مرتبہ لگا کر کچھ دنوں ویسے ہی لگا رہنے دیں۔ صرف گاہے بگاہے ملتے رہا کریں۔ اس طرح پر دو یا ۳ مرتبہ ڈریسنگ کر دینے سے سوروپٹک قسم کی خارش کو تو آرام ہوجائیگا۔ مگر سرکاپٹک قسم کا علاج زائد از ۳ ہفتہ جاری رکھنا چاہیئے۔ بلکہ اُس کے بعد بھی مریض کی نگرانی رکھیں ۔

شفا ہوجانے کے بعد اچھی طرح دھو کر خوب رگڑ کر ملیں۔ اور تا کہ جلد اپنا فعل برابر انجام دیتی ہے۔ مریض سے ورزش بھی کراتے رہیں۔ نیز عُمدہ خوراک بھی بمقدار کافی دیتے رہیں ۔

مُجملہ اقسام جانوراں کے لئے عملی طور پر یکساں ہی علاج کیا جاتا ہے۔ مویشیوں میں اگر مرکیوریل (پارے کے) ڈریسنگ لگانے ہوں۔ تو چونکہ مویشی چاٹنے کے عادی ہوتے ہیں۔ بہت احتیاط رکھنی چاہیئے۔ کہ اُسے نہ چاٹنے پاویں۔ نیز ان کے زیادہ استعمال سے انجذاب کے ذریعہ پارے کی زہرخورانی جیسی علامات بھی عارض ہوجاتی ہیں۔ بھیڑوں میں بہت سی سطح جسم پر روغنی ڈریسنگ سے اکثر موت وقوع میں آتی ہے سنکھیا کا ڈریسنگ (سنکھیا ایک پونڈ۔ کاربونیٹ آف پوٹاش ایک پونڈ اور پانی بیس گیلن ہوتا ہے) یا بلا زہر کی غوطہ زنی مثلاً میک ڈوگل یا فِتل وغیرہ کی تجاویز بھی مرجح ہیں۔ مگر ہمیشہ احتیاط رکھنی پڑیگی۔ کہ غوطہ زنی کے بعد جانوروں کو چراگاہ میں نہ لیجا کر کسی میدان میں کھڑا کرنا ہوگا ۔

(۱۸) کام کرتے ہوئے علیحدہ رکھنا۔ تاوقتیکہ آخری بیمار شفایاب نہ ہوجاوے رسالے کے جانوراں کو ورکنگ ایسولیشن میں رکھنا چاہیئے۔ شفایاب مریضاں کو ۳ ماہ تک علیحدہ رکھیں۔ مگر کام اُن سے برابر لیتے رہیں۔ بعد انقضاء مذکورہ مدت کے

اُنہیں بیشک شامل رسالہ ہوجانے دیں ۔

مِنج بموقعہ جنگ

چونکہ جنگ کے موقعہ پر مرض خارش کا علاج کرنا بہت دشوار اور بیحد تکلیف کا باعث بھی ہوتا ہے۔ لہذا مفصلہ ذیل اُمورات ملحوظ رکھنے چاہئیں ۔

(۱) جن جانوروں میں خصوصاً اگر شتر انہیں ذراسی بھی مرض خارش کی کوئی علامت پائی جاوے۔ تو اُنہیں لام پر نہ بھیجا جاوے ۔

(۲) اگر مِنج کی وبا پھیل جاوے۔ تو فوراً ہی رپورٹ کرنے کے علاوہ متواتر اور جلد جلد ملاحظہ مریضان و دیگر جانوراں کیا جاوے ۔

(۳) جو جانور مبتلا مرض پائے جاویں۔ اُنہیں فیلڈ ویٹرینری ہاسپٹل میں بھیج دیں اور علیحدہ رکھکر ڈریس کیا کریں ۔

(۴) چونکہ اس کے علاج کے لئے بہت وسیع ڈریسنگ درکار ہوتے ہیں لہذا یا تو بیس ہاسپٹل میں یا کسی اور سہولیت کے مقام پر ہی علاج کیا جاوے۔ اور اوّل ایک ڈریسنگ لگاکر جانوراں کو مذکورہ بالا مقامات میں بھیجدینا چاہیئے ۔

ہرپیز ٹانشیورنس یعنی داد مویشیان میں

رنگ وارم یعنی داد یا دصدری جوان مویشیوں میں بہت عام طور پر دیکھی جاتی ہے جو دیگر مقامات کی نسبت زیادہ تر عموماً سر اور گردن پر اور مقعد کے متصل نیز کبھی کبھی تنے۔ پٹھے اور سینے کی جانبین پر بھی دیکھی جاتی ہے مگر ٹانگوں کے حصص زیرین پر کبھی بھی عارض نہیں ہوتی خواہ جسم کے بہت سے حصہ پر پھیلی ہوئی ہو۔ تب بھی ٹانگیں صاف ہوتی ہیں۔ رنگ وارم کی قسم جو مویشیوں میں عام طور پر پائی جاتی ہے ٹانشیورنس کرسٹاسنس یعنی کھرنڈ والی ہرپس ہوتی ہے۔ اس کی شروعات اس طرح ہوا کرتی ہے کہ اوّل مٹر کے قد کی رسولیاں بالوں میں پوشیدہ پیدا ہو جاتی ہیں جن پر چھوٹے چھوٹے کھرنڈ آ جایا کرتے ہیں اور رفتہ رفتہ اُن پر چپٹے۔ اُبھرے ہوئے نمایاں محیط کے گلابی نما دھبہ سے پڑ جاتے ہیں جبکہ وہاں کے بال اُلٹ پلٹ ہو جایا کرتے ہیں اور اُن دھبوں پر سبز سے سفید یا مٹیلے زردی مائل کھرنڈ نمودار ہو جاتے ہیں۔ یہ وانے یا دھبے اوّل اوّل موٹھ کے قد کے ہوا کرتے ہیں اور رفتہ رفتہ بڑھتے ہوئے دس سے چودہ یوم میں تانبے کے ادھنے کے برابر ہو جاتے ہیں جو چھ سے دس ہفتے کے اندر چھ انچ کے یا اس سے بھی زیادہ ہو جائینگے۔ تمام جلد پپڑیوں سے پُر ہو جاتی ہے جو رفتہ رفتہ موٹی ہوتی جایا کرتی ہیں اور سبز سے رنگ کی سفید یا زردی مائل ہوتی ہیں۔ بالوں کی چمک جاتی رہنے سے وُہ خشک ہو جاتے ہیں اور کھرنڈ کے اُوپر سے بال ٹوٹ جاتے ہیں بلکہ ماؤف دھبوں پر سے بھی آسانی سے بال اُتارے جا سکیں گے۔

اوّل اوّل تو یہ کھرنڈ جلد کے ساتھ سٹے ہوئے ہوتے ہیں جنہیں اُتارنے پر جلد میں سے خون نکلنے لگتا ہے مگر بعد میں اُن کے نیچے قدرے پیپ پڑ جاتی ہے۔

ایک یا دو ماہ بعد یہ کھرنڈ عموماً خود گر پڑتے ہیں جن کے نیچے سے برہنہ گنج کا دھبہ سا نکل آتا ہے۔ اور اسی طرح ایسی حالت سیلنہ کا چھڑنا کچھ عرصہ جاری رہنے کے بعد پھر سے بال اُگنے شروع ہو جاتے ہیں۔

خارش ہمیشہ ہوتی ہے جو شروع میں اور اندمال کے وقت خصوصیت سے ہوا کرتی ہے۔

کبھی کبھی ایسا وقوع میں آتا ہے کہ پرانے دھبوں کے آس پاس اور نئے دھبے (دھرپیس) پیدا ہو جاتے ہیں جو سابقہ دھبوں کو مندمل ہوتے اجسص جسم پر زیادہ پھیلا دینے کا باعث ہوا کرتے ہیں۔ اور

جس مقام پر جلد میں شکن ہوتے ہیں یا جس مقام کو جانور سہولیت سے رگڑ سکتا ہے وہاں کے دھبے علی العموم باہم جُڑ جاتے ہیں مثلاً سر اور مقعد کے پاس ایسا دیکھنے میں آسکتا ہے +

رنگ ورم کے نئے پاچیز کے متواتر نشو نما پاتے رہنے سے اس مرض کی مدتِ قیام چھ ماہ یا ایک سال تک طویل ہو سکتی ہے +

رنگ وارم بچھڑوں میں۔ اس میں عموماً موٹی چوکر کی طرح یا گوندے خمیرے آٹے کی طرح خشک کھرنڈ نمودار ہو جاتے ہیں جو دہن اور چہرے پر نشو نما پا جاتے ہیں اگرچہ گھننے والے بچھڑوں کے جسم پر شاذ و نادر ہی ہوتے ہیں۔ یہ کھرنڈ گلائی نما یا بیضوی ہوتے ہیں۔ اور اُن پر جو بال ہونگے اُن کے کٹے ہوئے کنارے باہم ملے ہوئے دکھلائی دیا کرتے ہیں۔ پھر یہ کھرنڈ بھی جھڑتے جاتے ہیں اور آخر کار اُنکے مِلتے جانے سے بہت وسیع پپڑیاں ہو جاتی ہیں۔ مریض مقامات پر دبانے سے احساس ہوتا ہے اور بہت خارش ہُوا کرتی ہے جسکے باعث جانور کی پرورش خراب ہو جاتی ہے +

مرض ٹیٹنس یا چاندنی کی علامات بیلوں میں

بیلوں میں بھی اس مرض کی علامات قریباً ویسی ہی ہوتی ہیں جیسی کہ گھوڑوں کے باب میں بتلا چکے ہیں۔ بیلوں میں مرض چاندنی کے شروع میں مریض کے تمام جسم میں اکڑاؤ ہوگا۔ جسکے باعث وہ بہت آہستہ آہستہ چبا ویگا اور اُس کی دُم اکثر ایک سمت کو اُٹھی ہوئی ہوگی۔ دیگر علامات ایک یا دو روز میں بہت مشرح ہو جاتی ہیں جبکہ گردن سیدھی اور سر پھیلا ہُوا ایک ہی حالت میں رہتا ہے۔ کان اکڑے ہوئے آگے کو نکلے ہوئے یا کھڑے رہتے ہیں مگر مویشیان میں کان کم و بیش سیدھے ہی کھڑے رہتے ہیں۔ آنکھ کھنچ کر پھر جاتی ہیں اور نتھنے پھولے ہوئے ہوتے ہیں۔ جبڑے کم و بیش بند ہو جاتے ہیں زبان سخت ہو جاتی ہے۔ جو آسانی سے حرکت نہیں کیا کرتی۔ جانور کے متحرک ہونے پر اُس کا جسم آسانی سے نہیں مُڑ سکے گا۔ دُم ایک سمت کو اُٹھی رہتی ہے۔ حرکت کرنا دشوار ہوتا ہے جبکہ ٹانگیں نہ تو آسانی سے جھکائی جاتی ہیں اور نہ اُٹھائی جاتی ہیں +

مگر بیلوں میں تشنج اتنا مشرح نہیں ہوتا جتنا کہ گھوڑوں میں ہوتا ہے۔ مریض مس اگر سخت ہو تو

نگلنے اور اُگلنے میں مخل ہُوا کرتا ہے۔ جبکہ اپھارہ بھی ہوجاتا ہے۔ اس کے دَوران کی طوالت مختلف
ہُوا کرتی ہے۔ یعنی سخت مرض کی صُورت میں سینہ اور شکم کے عُضلات بھی ماؤف ہوجاتے ہیں
جبکہ تنگیٔ تنفس عارض ہوجاتی ہے۔ جسم کا ٹمپریچر ۱۰۶ درجہ فہرن ہائٹ تک پہنچ جاتا ہے اور ۵ سے
۹ یوم کے اندر دم بند ہوکر موت وقوع میں آتی ہے۔ جب مرض کا حملہ بہت سخت نہیں ہوتا تو
ٹرہمس کے مکمّل ہوجانے میں دس سے چودہ یوم تک لگ جاتے ہیں جو آہستہ آہستہ برابر
بڑھتا چلا جاتا ہے۔ بیلوں میں قریباً پچاس فیصدی مریض صحتیاب ہوجاتے ہیں۔

ٹیٹ نس یا چاندنی کی مرض بھیڑ اور بکریوں میں۔ جسم کے کچھ حصّوں خصوصاً
پچھلے حصّوں میں اکڑاؤ ہوکر یہ عارضہ شروع ہُوا کرتا ہے۔ پھر ایک یا دو یوم میں رانوں اور سُرین
یا پٹھے کے عضلات میں تناؤ ہوکر وُہ سخت ہوجاتے ہیں۔ پچھلی ٹانگیں زیادہ چھدی ہُوئی اور
دُم سیدھی اُٹھی رہتی ہے جبکہ ٹانگوں کے اکڑاٹ کے باعث اور بآسانی نہ جُھک سکنے سے
مریض کو حرکت دینا دُشوار ہوجایا کرتا ہے۔ مگر اشتہا اچھی رہتی ہے اور ٹمپریچر بھی نارمل
رہتا ہے۔ پھر چند روز بعد عضلات پُشت اور اگلی ٹانگوں کے عُضلات پر بھی حملہ ہوجاتا ہے
جس سے مریض بالکل حرکت نہ کرسکے گا۔ اور سینے۔ گردن و چہرے کے عضلات تشنج کے
باعث سُکڑ جایا کرتے ہیں اور ٹرہمس کے وقوع میں آنے سے مریض خوراک نہیں کھا
سکتا۔ اور تنفس پُر درد و کوتاہ ہوجاتا ہے۔ جبکہ ٹمپریچر بھی ۱۰۷ یا ۱۰۸ درجہ فہرن ہائٹ تک
بڑھ جائے گا۔

بعض مریضوں میں اوّل جبڑوں پر حملہ ہُوا کرتا ہے۔ جبکہ مرض رفتہ رفتہ پیچھے کو پھیلتا
چلا جاتا ہے۔ اس کے نشوونما کا زمانہ اوسطاً ۵ سے ۸ یوم ہے۔ بہت سے مریض تو ۲ یا ۳ یوم
میں فوت ہوجاتے ہیں۔ اور کچھ ۱۰ سے ۱۴ روز تک رہ سکتے ہیں مگر ۹۰ یا ۹۵ فیصدی
ہلاکت وقوع میں آیا کرتی ہے۔

علامات انیتھراکس مویشیان میں جیسے سپلینگ کے اپیاپلکسی کہتے ہیں

اس مُلک میں وٹیرنیری سرجن کو انیتھراکس کے زندہ مریض کے دیکھنے کا بہت کم اتفاق ہوتا ہے۔ کیونکہ عموماً اُس وقت مویشیان میں مرض انیتھراکس معلوم کیا جاتا ہے جبکہ وُہ فوت ہوجاتے ہیں یا جبکہ لڑکھڑانے وڈگمگانے کی علامات ظاہر کرتے ہُوئے فوراً ہلاک ہوجاتے ہیں اس مرض کا دَوران بہت تیز ہوتا ہے +

حملہ ہوتے ہی مویشی باقی گلّے سے علیحدہ ہوجاتا ہے اور بہت سُست پاگل سا دکھلائی دیا کرتا ہے۔ جبکہ اگر چلایا جاوے تو لڑکھڑائیگا اور تنگی تنفس مع تواتر کے ہوگی ظاہری میوکس جھلّی میں گہرا اجتماع خون پایا جائے گا اور ٹمپریچر ۱۰۶ و ۱۰۷ درجہ فہرن ہائٹ تک بڑھا ہُوا ہوگا۔ نبض چھوٹی اور مشکل سے محسُوس کی جاسکے گی +

اکثر قراقُر ہوتا ہے اور مریض کم وبیش رقیق اور خون سے وھبہ دار فضلہ کیا کرتا ہے غرض جانور زیادہ ہی زیادہ سُست اور پاگل سا ہوتا چلا جاتا ہے اور آخر کار لیٹ جاتا ہے۔ اور حواس باختہ سا تشنج ہوکر مرجاتا ہے۔ بہت سے مریضوں میں زندہ رہنے کے وقت اس مرض کا تشخیص کرنا عملاً ناممکن ہوتا ہے +

---

۲۱ جنوری ۱۹۱۵ء